دورِ نبوی ﷺ کا نظامِ حکومت

(عہدِ نبوی ﷺ کا اسلامی تمدن)

اختصار و ترجمہ

شہرۂ آفاق کتاب "التراتیب الاداریۃ"

تالیف

علامہ عبدالحیٔ کتّانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۱ھ

ترجمہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں علامہ کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظامِ حکومت، عسکری و حربی امور، وزارت و خلافت، صنعت و حرفت، اصولِ تجارت، تعلیمی حالات اور مقامی روایات و اقدار اور انداز معیشت و معاشرت کو نہایت دلچسپ انداز میں مستند روایات کے ساتھ پیش کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دورِ نبوی ﷺ کا نظامِ حکومت

(عہدِ نبوی ﷺ کا اسلامی تمدن)

Institute of Islamic Studies
LIBRARY
Punjab University. Lhr.

اختصار و ترجمہ

شہرۂ آفاق کتاب "التراتیب الاداریۃ"

تالیف

علامہ عبدالحیّ کتّانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۱ھ

اِس کتاب میں علامہ کتّانی رحمۃ اللہ علیہ نے عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظامِ حکومت عسکری و حربی اُمور، وزارت و خلافت، صنعت و حرفت، اصولِ تجارت، تعلیمی حالات اور مقامی روایات و اقدار اور اندازِ معیشت و معاشرت کو انتہائی دلچسپ و مفید اسلوب سے مستند روایات کے ساتھ پیش کیا ہے

DATA ENTERED

ترجمہ

مولانا معظّم الحق صاحب

تہذیب و ترتیب

شیخ طریقت حضرت رضی الدّین احمد فخری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ

۴۳۷-ڈی۔ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک، کراچی ۵

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناشر..... ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ

طباعت..... ادارۃ القرآن پرنٹنگ پریس کراچی

تاریخ..... جنوری ۱۹۹۱ء

باھتمام

حاجی محمد نسیم صاحب

شفیق سنز

۱۰۱ بوھری بازار صدر کراچی

ملنے کے پتے

ادارۃ القرآن ۴۳۷ ڈی گارڈن ایسٹ کراچی

ادارہ اسلامیات۔ ۱۹۰ انارکلی لاہور

دارلاشاعت۔ اردو بازار کراچی

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Punjab University Lbr. - Institute of Islamic Studies
LIBRARY
2584

رائے گرامی قدر

حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب مدظلہم العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Jamia-tul-Uloom-il-Islamiyyah
Allama Muhammad Yusuf Banuri Town,
Karachi-5 Pakistan

P. O. Box : 3465

Phones 413570
419552

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراچی ۵۔ پاکستان

REF :

DATE

علامہ کبیر امام حافظ الحدیث سید عبدالحی بن عبدالکبیر الکتانی الفاسی المتوفی ۱۳۸۲ ہجری کا نام علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، یہ اپنی وسعتِ نظر اور علمی تبحر میں تمام افریقی ممالک میں ممتاز تھے۔ اس دور میں جو چند حضرات اپنی جلالت شان کے اعتبار سے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں، ان میں ان کا بھی شمار ہے۔ ان کی تصانیف سب نافع اور علمی فوائد سے پر ہیں۔ خاص طور پر فہرس الفہارس والاثبات، اور الترائب الاداریہ تو اپنے موضوع پر بے نظیر کتابیں ہیں۔

محترمی جناب سید رضی الدین صاحب فخری اس سلسلہ میں قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اپنی مساعی جمیلہ سے موخر الذکر کتاب کا اختصار و ترجمہ کرا کر اس کے فوائد کو وقف عام کر دیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

محمد عبدالرشید نعمانی

۱۲ رجب ۱۴۱۱ ہجری

DATA ENTERED

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی

Justice Muhammad Taqi Usmani
Shariat Appellate Bench
Supreme Court Of Pakistan

محمد تقی العثمانی
قاضی مجلس التمییز الشرعی للمحکمۃ العلیا، پاکستان
وعضو مجمع الفقہ الاسلامی بجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد۔ علامہ کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "التراتیب الاداریۃ" ایک ایسے موضوع پر وہ قابل قدر کتاب ہے جو اہل علم ونظر کے نزدیک معتمد علیہ رہی ہے۔ اور اس سے بہت استفادہ کیا گیا ہے۔ راقم الحروف کو بھی اس سے استفادے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ جناب محترم سید رضی الدین احمد فخری صاحب مدظلہم نے اگر ایک عالم سے اس کتاب کا ترجمہ کرایا۔ پھر زبان وترتیب کے نقطۂ نظر سے اسے بہتر بنانے کی کوشش کی۔ اصلاحات کرکے اسے دور نبوی کا نظام حکومت اور عہد نبوی کا اسلامی تمدن" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

احقر کو اس ترجمے کا مطالعہ کرنے کا تو موقع نہیں مل سکا، لیکن چونکہ بتایا گیا ہے کہ پسندیدہ عالم نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ اسلئے امید ہے کہ ان شاء اللہ درست ہوگا۔ البتہ کتاب کے مطالعے کے دوران دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کتاب میں بیان کردہ ہر روایت محدثین کے معیار کے مطابق درست ہو، نیز یہ کوئی باقاعدہ فقہ کی کتاب بھی نہیں ہے، جسے فقہی معاملات میں حجت سمجھا جائے، اور دوسری بات یہ ہے کہ عربی سے اردو میں ترجمہ کرنا بسا اوقات بہت مشکل ہوتا ہے، اور عربی الفاظ کی تمام تراکیب کو اردو میں منتقل کرنا بعض اوقات ممکن نہیں ہوتا۔

لہٰذا فقہی اور اعتقادی مسائل کے سلسلے میں عام مسلمان محض اس کتاب کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے مستند اہل علم وفتوی سے رجوع کریں۔

اس ضروری انتباہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان شاء اللہ اس کتاب کا مطالعہ مفید، ایمان افروز اور معلومات افزا ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو فیض عام کا ذریعہ بنائیں، اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں۔ آمین

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
خادم دارالعلوم کراچی
۱۹ ربیع الثانی

عزیز ناشر پیس مارالعلوم کراچی ۱۴ پاکستان
ھاتف ۲۱۳۵۳۵ ۔ منزل ۲۱۲۷۸۸
Darul Uloom Karachi 14 Pakistan
Ph. 213535 Res. 212788

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵

دکتور محمد احمد قمر
رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

۵ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ
۹ افروری ۱۹۹۱ء

تعارفی کلمات

DATA ENTERED

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی خیر خلق اللہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم - أما بعد:

خانقاہ فخریہ کے حقیقی سجادہ نشین، دعوت اصلاح و تبلیغ کے علمبردار، عوام و خواص کے روحانی پیر و مرشد، سادات اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف حسب و نسب یافتہ، مخدومی و مکرمی مجی و مرشدی حضرت سید رضی الدین احمد صاحب فخری مدظلہ العالی ہندوپاک میں کسی تعریف کے محتاج نہیں آپ کے بے شمار روحانی متعلقین اور بہت سی اصلاحی تبلیغی تربیتی اور زہد و تقویٰ سے بھرپور کتابیں آپ کے جذبہ خدمت دین اسلام و خلق خدا کی آئینہ دار ہیں۔ اسی سلسلہ علم و فضل کی ایک کڑی پیش نظر کتاب "عہد نبوی کا اسلام تمدن" بھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت والا کی قلبی خواہش پر مناسب سمجھتا ہوں کہ قارئین کرام کو اس قیمتی کتاب اور اس کے انمول موضوع سے متعارف کرادوں۔ ظاہر ہے یہ کتاب ملک مغرب میں شہر فاس کے ایک جلیل القدر عالم' حافظ حدیث' امام تاریخ و فلسفہ شیخ عبدالحیٔ بن عبدالکبیر بن محمد حسنی ادریسی فاسی کتانی متوفی ۱۳۸۲ ہجری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عربی میں نادر کتاب :

" نظام الحكومة النبوية" یا "التراتيب الإدارية والعمالات والصناعات والمتاجر والحالة العلمية التى كانت على عهد تأسيس المدينة الإسلامية فى المد ينة المنورة العلية" کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کتاب کا موضوع "مدینہ پاک میں عہد نبوی کے اسلامی تمدن و حضارت کا سرسری جائزہ لینا ہے' کتاب کے تعارف سے قبل ضروری سمجھتا ہوں کہ قارئین کو تمدن و حضارت کے معنی و مفہوم سے متعارف کرادوں۔

لغوی اصطلاح میں تمدن و حضارت جملہ قسم کی انسانی ترقی و تقدم کو کہتے ہیں اور اسلامی اصطلاح میں تمدن کے لئے تین چیزوں کی ترقی ضروری ہے' روحانی' جسمانی' اجتماعی چنانچہ روحانی ترقی سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے اور اس کی بنیاد ایمان یقین' اتباع سنت' عدل و انصاف' صلاح و تقوی' ذکر و فکر' علم و معرفت' امانت و دیانت' اخلاق و آداب' صدق گوئی وغیرہ جیسے اعمال صالحہ پر ہے۔ جسمانی ترقی سے انسان کو راحت و آرام' اطمینان و سکون' عیش و عشرت' اور رفاہیت و بہبودی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی بنیاد تمام قسم کی عمرانی' صحی' ادبی' فنی' زراعتی و دیگر فلاح و بہبود کی چیزوں پر ہے اور اجتماعی ترقی سے سارے مجتمع انسانی اور پوری سوسائٹی کو ترقی حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے' اس کی بنیاد تمام اجتماعی فلاح و بہبود کی چیزوں پر ہے مثلاً اسلامی نظام حکومت کا قیام' صحیح قیادت و امارت' رفاہ عام سے متعلق محکمہ جات کا قیام مثلاً محکمہ ڈاک' بجلی و کہرباء' کمیونیکیشن (COMMUNICATION)' اصلاح طرق' عدلیہ و قضاء' اسپتال و خیراتی ادارے' مدارس و معاہد اور تعلیمی ادارے' یتیم خانے' مساجد و کتبخانے وغیرہ وغیرہ۔ ان چیزوں کی ترقی ہی اسلام میں تمدن و حضارت کا نام ہے۔

ان باتوں کو ذہن نشین رکھتے ہوئے اب اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مدنی دس سالہ دور حکومت میں جس تمدن و حضارت کی بنیاد رکھی تھی اس کی پچھلی کسی قوم و امت میں مثال نہیں ملتی اور چودہ سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آج دنیا اسی اصولوں کی محتاج ہے کوئی قوم نیا تمدن پیش نہیں کر سکی' مغربی تہذیب جو ان بنیادی اصولوں سے ہٹ کر نیا تمدن پیش کرنا چاہتی تھی وہ بھی آج انحطاط کے دور میں ہے' اخلاقی جسمانی روحانی ہر اعتبار سے زوال آچکا ہے' حتیٰ کہ ایٹمی اور لیزر سے لیس ہتھیار بھی مادی ترقی کے زوال کا پیش خیمہ ہیں ۔ کمیونسٹ ملکوں میں کمیونزم کا جنازہ نکل چکا ہے اور علمانیت و شیوعیت اپنی قبریں خود کھود رہی ہے۔ وہ مورخین بڑی غلطی پر ہیں جو اسلامی تمدن و حضارت کی ابتدا چوتھی صدی ہجری سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ صرف مادی حضارت کے نظریہ سے حضارت شمار ہوتی ہے بنیادی اصول وہی تھے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صدی ہجری میں ہی قائم کر دیئے تھے۔ درخواست ہے کہ آپ حضرات اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور پھر موجودہ ترقی سے موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ رفاہ و بہبود کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام وہی چیزیں آج بھی جاری ہیں جن کی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنیاد رکھی تھی ۔علامہ کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب عربی زبان میں اپنے موضوع پر انفرادی حیثیت رکھتی ہے' اہل علم و فضل اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں البتہ "حق بہ صاحب حق رسید" یہ واضح کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر پہلی تالیف کا سہرا علامہ عبدالحئ کتانی متوفی ۱۳۸۲ھ کے سر نہیں بلکہ آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم اندلس کے قاضی القضاہ علامہ ابوالحسن علی بن ذی الوزارتین محمد بن احمد بن موسی خزاعی متوفی ۷۸۹ ہجری رحمتہ اللہ تعالیٰ کے سر ہے۔ جنہوں نے تاریخ میں سب سے پہلے اس انمول موضوع پر اپنی مایہ ناز کتاب :

"تخريج الدلالات السمعية على ما كان فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم من الحرف والصنائع والعمالات الشرعية" ..... کے نام سے عربی زبان میں لکھی تھی جو دس مقاصد اور ۱۸۷ بابوں اور ۱۵۶ خطوط پر مشتمل تھی۔ جس کا خود علامہ کتانیؒ نے اپنے مقدمہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا مخطوطہ ۱۳۳۹ ہجری کو تونس کے ایک مشہور کتبخانہ میں علامہ کتانی " کو بڑی جستجو کے بعد ملا تو انہوں نے کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کے جملہ بابوں اور مقاصد کو بعینہ اپنی کتاب میں باقی رکھتے ہوئے ان کی تحقیق' تہذیب' اختصار اور شرح و اضافات کے بعد "نظام الحكومة النبوية" یا "التراتيب الإدارية" کے نام سے شائع کردیا جیسا کہ قدیم علماء کا معمول تھا۔ اللہ پاک ان دونوں جلیل القدر علماء کو جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے احادیث و تاریخ کی سینکڑوں کتابوں سے اسلامی تمدن و حضارت کو جمع کرکے کتابی صورت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مرتبہ ہمارے سامنے پیش کیا اور اللہ پاک حضرت والا سید رضی الدین احمد صاحب فخری مدظلہ العالی کو بھی جزائے خیر عطا فرمادیں جن کی مخلصانہ کوششوں سے اس کتاب کا اردو ترجمہ و اختصار اردو دان طبقہ کے سامنے پہلے مرتبہ آیا۔ اہل قلم و زبان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ علم و فضل میں باور کرائیں کہ اسلامی تمدن و حضارت کی بنیاد ملوک و سلاطین نے نہیں بلکہ النبی الامی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی عین اس وقت پہلی صدی ہجری میں ہی جب یثرب میں آپ نے پہلے اسلامی شہر مدینہ پاک کی بنیاد رکھی۔

دوری مسافت کی بناء پر راقم الحروف نے اس کتاب کا اردو ترجمہ و اختصار تصحیح کی نظر سے دیکھ نہیں سکا البتہ چونکہ حضرت والا مدظلہ العالی نے اس کا ترجمہ مستند عالم دین سے کروایا ہے اور متفقہ علماء کرام نے تصحیح بھی کی ہوگی لہٰذا امید ہے کہ حسب منشا ہوگا۔ یہ بھی امید ہے کہ جیسا کہ اصلِ کتاب کے تعارف کے وقت چند سال قبل بندہ نے حضرت والا سے عرض کیا تھا کہ اس میں سے اختصار کے وقت بعض ان ابواب کے حذف یا ان پر نوٹ لکھنے کی اشد ضرورت ہے جن کا تعلق ان امور سے ہے جو ابتدائے اسلام میں رائج تھے اور بعد کو ان کی ممانعت کردی گئی یا منسوخ ہوگئے اور اب وہ امور اسلامی تمدن و حضارت سے متعلق نہیں رہے وہ حذف کردیئے گئے ہوں گے ویسے بھی یہ کتاب صحاح ستہ حدیث یا فقہ کی نہیں جس سے احکام مستنبط کئے جائیں مقصد صرف قرن اول میں اسلامی تمدن و حضارت کا جائزہ لینا ہے۔

اللّٰہ رب العزت حضرت والا مد ظلہ العالی اور جملہ ان احباب کرام کو جنہوں نے اس کتاب کے احیاء ترجمہ تصحیح طباعت نشرواشاعت میں حصہ لیا ہے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شایان شان اجر عظیم عطا فرمادیں اور قارئین کرام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دیں اور ترقی دارین کے لئے مشعل راہ بنائیں۔ آمین

وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

طالب دعاء۔ محمد احمد مختار قمر

مکہ معظمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21584

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اعتراف اور امتنان	۳
۲	پیش لفظ	۴
	مقدمہ	۵
	القسم اوّل	۱۳
۳	خلافت اور وزارت کی تعریف	۱۳
۴	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کیوں اور کیسے؟ آیات قرآنی سے بھی ثابت ہے۔ قرآن کا نام مصحف رکھا۔	۱۳
	عتیق اور شیخ الاسلام کا لقب	۱۵
	امامت، امیر المؤمنین کا لقب	۱۶
۵	شرعی اور اصطلاحی حیثیت سے خلیفہ، بادشاہ اور سلطان کا فرق	۱۹
(۶)	مسلمانوں میں انحطاط اور امیر المؤمنین کی ذمہ داریاں	۲۰
۷	وزارت کے بیان میں	۲۳
(۸)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازداروں کا ذکر	۲۵
۹	بارگاہِ رسالت میں اجازت لینے کے بیان میں	۲۶
۱۰	بعض وفود کو ملاقات کی اجازت سے روکنے کا ذکر	۲۷
۱۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربانوں کا ذکر	۲۷
۱۲	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام	۲۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی	۳۰
۱۴	خواب استراحت سے اٹھانے اور غسل کے وقت پردہ کا اہتمام کرنے والوں کا بیان	۳۰
۱۵	گھریلو ضروریات کی خدمت انجام دینے والوں کا بیان	۳۱
۱۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاتون سے خدمت لینا	۳۱
۱۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہودی غلام سے خدمت لینا	۳۱
۱۸	ان کاموں کا بیان جن کو کبھی کسی خادم کے سپرد نہیں فرمایا کرتے تھے	۳۲
۱۹	بیان ان حضرات کا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس ان کی خدمت فرمائی	۳۲
۲۰	ان حضرات کا ذکر جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ اٹھانے کا شرف حاصل تھا	۳۳
۲۱	بعض آنے والوں کے واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تکیہ (متواضعًا) ان کے قریب کر دیا کرتے تھے (سات چیزوں کا انکار نہ کرنا مسنون ہے)	۳۳
۲۲	نعلین شریف اٹھانے والے حضرات کا ذکر	۳۴
۲۳	ان حضرات کا ذکر جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کو دبایا/سہلایا	۳۵
۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسانے والوں کا ذکر	۳۵
۲۵	اپنے بچوں سے دل لگی کرنے کا بیان	۳۵
۲۶	وفود کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آداب وسلام سکھانے والوں کا بیان	۳۶
	القسم الثانی۔ دوسرے قسم کے موضوعات	۳۶
۲۷	قرآن مجید سکھلانے والوں کا ذکر	۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸	ان حضرات کا ذکر جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں قرآن اور دین سکھانے کے لئے بھیجا	۳۸
۲۹	ان صحابہ کا ذکر جن سے قراءت کے طرق منقول ہیں	۴۱
۳۰	ان صحابہ کا ذکر جو لوگوں کو کتابت (لکھنا) سکھاتے تھے	۴۱
۳۱	کافر قیدیوں سے کتابت سیکھنے کا ذکر	۴۱
۳۲	عہد صحابہ میں کتابت سکھانے والی خواتین کا ذکر	۴۲
۳۳	مدینہ منورہ میں دار القراء کا قیام	۴۴
۳۴	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مفتی حضرات کا بیان	۴۴
۳۵	خواب کی تعبیر بیان کرنے والے صحابہ کا ذکر	۴۵
۳۶	فرض نمازوں کی امامت کے بارے میں۔ فرض نماز میں امامت کا مستحق کون ہے	۴۷
۳۷	جن صحابہ کو حج کے موقعہ پر خلیفہ (امیر) بنایا گیا ان کا بیان	۴۸
۳۸	ان صحابہ کا بیان جنہوں نے ممبر بنایا	۴۸
۳۹	سواری پر خطبہ۔ خطبہ کی تعبیر	۴۹
۴۰	مجمع کو قابو میں رکھنا اور چپ کرانا	۵۰
۴۱	اپنے ساتھیوں کو مجتمع کرنے میں کتنی ہی تکلیف ہو اسے گوارہ کر لینا چاہیئے	۵۰
۴۲	جب سورۂ قتال یعنی سورۂ توبہ کا پہلا حصہ نازل ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تبلیغ کے لئے روانہ کیا گیا	۵۱
۴۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تراویح کے امام	۵۲
۴۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مؤذن کا ذکر	۵۲
۴۵	ان صحابہ کا ذکر جن کو وقت کی نگداشت پر مامور کیا گیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حفاظت وقت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم	۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۶	جامع مسجد کی اذان پر دوسری کئی مساجد میں اس کی اقتداء کرتے ہوئے نماز قائم ہونا	۵۴
۴۷	۲۴ گھنٹہ کی ایجاد	۵۴
۴۸	اذان کی ایجاد	۵۵
۴۹	صحابہ کس چیز پر کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے	۵۵
۵۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جا نماز اٹھانے والوں کا ذکر	۵۵
۵۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نیزہ اٹھانے والوں کا ذکر	۵۶
۵۲	مسجد میں روشنی کا انتظام	۵۷
۵۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں موم بتی جلانا	۵۷
۵۴	مسجد میں دھونی دینا	۵۸
۵۵	وہ صحابہ جو مسجد میں جھاڑو دیتے تھے اور کوڑا کرکٹ صاف کرتے تھے	۵۹
۵۶	جماعت کے لئے مسجد میں لے جانے والوں کا اور جماعت کے ترک پر سختی کرنے والوں کا ذکر	۵۹
۵۷	جماعت کی صفوں کی ترتیب دینے والوں کا ذکر	۶۰
۵۸	وہ صحابہ جو مسجد میں جھگڑا فساد اور شور وغل سے منع کرتے تھے	۶۰
۵۹	وضو اور طہارت کرانے والے صحابہ کا ذکر	۶۱
۶۰	کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گرم پانی استعمال فرمایا؟ یا حمام میں داخل ہوئے؟	۶۲
۶۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیشہ کے برتن سے وضو کرنے کا بیان	۶۳
۶۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیتل وغیرہ کے برتنوں سے وضو کرنے کا بیان	۶۳
۶۳	مسواک سنبھالنے کے ذمہ دار صحابہؓ	۶۴
۶۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی کا ذکر	۶۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۶۵	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرسی پر بیٹھنے کا ذکر	۶۴
۶۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی فراہم کرنے کے انتظامات	۶۵
۶۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زم زم کی ترسیل میں عجلت کرنے کی تاکید	۶۶
۶۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک یہودی نے پانی پلایا	۶۶
۶۹	مطلق پانی پلانے کے بارے میں	۶۷
۷۰	سبز برتن میں نبیذ بنانے کا ذکر	۶۷
۷۱	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی جنہوں نے آپ کے پانی میں سے ایک بال نکال دیا تھا	۶۷
۷۲	وہ صحابہ جو کھانے کے وقت آپ کی خدمت کرتے تھے	۶۸
۷۳	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برتنوں کا ذکر	۶۸
۷۴	کیا عہد نبوی میں لکڑی کے پیالے سے پینے پر دُعا دی گئی ؟	۶۹
۷۵	جن صحابہ کو حج کا امیر بنایا گیا ان کا بیان	۷۰
۷۶	حج پر قربانی کا جانور ساتھ لے جانے کا بیان	۷۰
۷۷	بیت اللہ کی عمارت کی پہرہ داری اور خدمت کرنا	۷۰
۷۸	السقایہ بیت اللہ شریف میں پانی پلانے والوں کا بیان	۷۱
۷۹	حضور علیہ السلام کا حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے دست مبارک سے ھدی کی قربانی کرنا اور باقی کے لئے حضرت علیؓ کو اجازت دینا	۷۱
	کتابت سے متعلق صحابہؓ کا عمل	۷۲
۸۰	کتابت وحی کے بارے میں	۷۲
۸۱	نائب کاتب بھی ہوتے تھے	۷۳
۸۲	کتاب السیر	۷۴
۸۳	ان صحابہ کرامؓ کا ذکر جو خطوط اور دستاویز لکھا کرتے تھے	۷۴
۸۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہلِ قریہ کو خطوط لکھنے والوں کا ذکر	۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھال، چمڑا وغیرہ پہ کتابت ہوتی تھی	۷۵
۸۶	معاہدہ اور صلح نامہ لکھنے والے صحابہ کا بیان	۷۶
۸۷	امور خصوصی لکھنے والے صحابہ کا بیان	۷۶
۸۸	کاتبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اجمالی نظر	۷۷
۸۹	مصطفیٰ علیہ السلام نے کتابت کے آداب اور قلم کو کہاں اور کیسے رکھنا سکھایا	۷۷
۹۰	حروف کے رسم الخط اور ترتیب کے بارے میں	۷۷
۹۱	مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکتوب پر مٹی ڈلواتے تھے	۷۸
۹۲	مکاتیب النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح اور ترتیب	۷۹
۹۳	ہمعصروں سے خط و کتابت اور جملہ خطوط کے عنوانات کے بارے میں	۸۰
۹۴	خطبہ اور کتابت کے شروع میں "امابعد" کا التزام کرنا	۸۱
۹۵	محفوظ اور صحیح ترین مکتوب الیٰ ہرقل ہے	۸۱
۹۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خط جو بعینہٖ محفوظ کرلیا گیا ہے	۸۲
۹۷	نامۂ مبارک کی حفاظت کا اہتمام (عنوان از ناقل)	۸۳
۹۸	آخری نامۂ مبارک جو اہل کفر کی طرف بھیجا گیا وہ بعینہٖ تاریخ میں موجود اور محفوظ ہے	۸۵
۹۹	نعلین مبارک بھی نبوت کی ایک نشانی ہے	۸۷
۱۰۰	احکامات سے متعلق مکتوبات گرامی	۸۷
۱۰۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکتوب گرامی بغیر تخریج کے قابلِ عمل ہے؟	۹۰
۱۰۲	کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کتابت فرمائی اور دستخط کیے؟	۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی کے بارے میں	۹۲
۱۰۴	وہ صحابہ جو انگوٹھی پر نگران تھے	۹۲
۱۰۵	تاریخ سنہ ہجری کب وضع ہوئی اور اس کی اصل کیا ہے	۹۲
۱۰۶	قاصد اور سفیروں کے بارے میں جو کامل العقل، فصیح اللسان اور قوۃ دلائل وحجت سے مقابل کو شکست دینے والے تھے	۹۳
	حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور قیصر روم	۹۳
	حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اور مقوقس مصر	۹۴
	حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ الی منذر بن ساوی	۹۵
	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور جلندی	۹۶
	حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ اور جبلۃ بن الایہم	۹۶
	حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ اور حارث بن عبد کلال	۹۷
۱۰۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین وجیہ اور شکیل صحابہؓ کو اپنا قاصد بنایا	۱۰۱
۱۰۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سفیروں حاکموں اور قاصدوں کو جو نصیحت فرماتے اس کا بیان	۱۰۱
۱۰۹	خلفاء راشدین کے دور میں برید (ڈاک) کا نظام	۱۰۲
۱۱۰	ان صحابہ کا ذکر جن کو دعوتِ اسلام دے کر بھیجا گیا	۱۰۴
۱۱۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حضرات کو امان عطا فرمائی	۱۰۵
۱۱۲	ان صحابہ کے بارے میں جو بادشاہوں کی طرف بھیجے گئے	۱۰۵
۱۱۳	ان قاصدوں کا ذکر جن کو ہدیہ دے کر بھیجا گیا	۱۰۶
۱۱۴	مترجمین صحابہ کا ذکر	۱۰۷
۱۱۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء کا بیان	۱۰۹
۱۱۶	ان شعراء اور شاعرات کا ذکر جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پہ مرثیہ پڑھا	۱۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھال، چمڑا وغیرہ پہ کتابت ہوتی تھی	۷۵
۸۶	معاہدہ اور صلح نامہ لکھنے والے صحابہ کا بیان	۷۶
۸۷	امور خصوصی لکھنے والے صحابہ کا بیان	۷۶
۸۸	کاتبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اجمالی نظر	۷۷
۸۹	مصطفیٰ علیہ السلام نے کتابت کے آداب اور قلم کو کہاں اور کیسے رکھنا سکھایا	۷۷
۹۰	حروف کے رسم الخط اور ترتیب کے بارے میں	۷۷
۹۱	مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکتوب پر مٹی ڈلواتے تھے	۷۸
۹۲	مکاتیب النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح اور ترتیب	۷۹
۹۳	ہمعصروں سے خط و کتابت اور جملہ خطوط کے عنوانات کے بارے میں	۸۰
۹۴	خطبہ اور کتابت کے شروع میں "امابعد" کا التزام کرنا	۸۱
۹۵	محفوظ اور صحیح ترین مکتوب الیٰ ہرقل ہے	۸۱
۹۶	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خط جو بعینہٖ محفوظ کرلیا گیا ہے	۸۲
۹۷	نامۂ مبارک کی حفاظت کا اہتمام (عنوان از ناقل)	۸۳
۹۸	آخری نامۂ مبارک جو اہل کفر کی طرف بھیجا گیا وہ بعینہٖ تاریخ میں موجود اور محفوظ ہے	۸۵
۹۹	نعلین مبارک بھی نبوت کی ایک نشانی ہے	۸۷
۱۰۰	احکامات سے متعلق مکتوبات گرامی	۸۷
۱۰۱	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکتوب گرامی بغیر تخریج کے قابلِ عمل ہے؟	۹۰
۱۰۲	کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کتابت فرمائی اور دستخط کیے؟	۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی کے بارے میں	۹۲
۱۰۴	وہ صحابہ جو انگوٹھی پر نگران تھے	۹۲
۱۰۵	تاریخ سنہ ہجری کب وضع ہوئی اور اس کی اصل کیا ہے	۹۲
۱۰۶	قاصد اور سفیروں کے بارے میں جو کامل العقل، فصیح اللسان اور قوۃ دلائل و حجت سے مقابل کو شکست دینے والے تھے	۹۳
	حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور قیصر روم	۹۳
	حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اور مقوقس مصر	۹۴
	حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ الی منذر بن ساوی	۹۵
	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور جلندی	۹۶
	حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ اور جبلۃ بن الایہم	۹۶
	حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ اور حارث بن عبد کلال	۹۷
۱۰۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین وجیہ اور شکیل صحابہؓ کو اپنا قاصد بنایا	۱۰۱
۱۰۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سفیروں حاکموں اور قاصدوں کو جو نصیحت فرماتے اس کا بیان	۱۰۱
۱۰۹	خلفاء راشدین کے دور میں برید (ڈاک) کا نظام	۱۰۲
۱۱۰	ان صحابہ کا ذکر جن کو دعوتِ اسلام دے کر بھیجا گیا	۱۰۴
۱۱۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حضرات کو امان عطا فرمائی	۱۰۵
۱۱۲	ان صحابہ کے بارے میں جو بادشاہوں کی طرف بھیجے گئے	۱۰۵
۱۱۳	ان قاصدوں کا ذکر جن کو ہدیہ دے کر بھیجا گیا	۱۰۶
۱۱۴	مترجمین صحابہ کا ذکر	۱۰۷
۱۱۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء کا بیان	۱۰۹
۱۱۶	ان شعراء اور شاعرات کا ذکر جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مرثیہ پڑھا	۱۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۱۷	ان خطیبوں کا ذکر جو نماز کے علاوہ اوقات میں خطبہ دیتے تھے	۱۱۰
۱۱۸	دوسری عجمی زبانوں میں خطبہ دینے کے بارے میں	۱۱۱
۱۱۹	لشکر میں بھرتی کے لئے نام لکھوانے کے بارے میں	۱۱۲
۱۲۰	بیعت یعنی عہد و پیمان لینے کے بارے میں	۱۱۲
۱۲۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عطایا اور بخشش کا بیان	۱۱۴
۱۲۲	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دیوان (کچہری) قائم کرنا	۱۱۵
۱۲۳	ابتدار اسلام میں مسلمانوں کا آپس میں تسامح	۱۱۸
۱۲۴	غزوات کے لیے رجسٹر ڈ میں کم سے کم کتنی عمر کا اندراج ہوتا تھا	۱۱۸
۱۲۵	نوعمر بچے ہر سال اپنے کو پیش کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قبول فرمالیں	۱۱۹
۱۲۶	والدین کی اجازت کے بغیر اللہ کے راستہ میں نکلنے والوں کو لوٹا دینا	۱۱۹
۱۲۷	سپہ سالار اپنے لشکر کی نگرانی مچان پر بیٹھ کر کرتا تھا	۱۱۹
۱۲۸	اظہار قوۃ و دبدبہ کے لئے اپنے لشکر کو حریف کے سرداروں کو دکھایا	۱۱۹
۱۲۹	لشکروں کے سرداروں اور قائدین کا بیان	۱۲۰
۱۳۰	حساب کتاب کی جانچ پڑتال کرنے والے (آڈیٹر) کا بیان	۱۲۱
۱۳۱	وصیت کرنے والوں کا بیان	۱۲۱
۱۳۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سیاست کے بارے میں	۱۲۲
۱۳۳	گورنروں اور قاصدوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	۱۲۶
۱۳۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گورنروں (امیروں) سے کیا عہد لیتے تھے	۱۲۶
۱۳۵	عدالت اور قاضی کے بیان میں	۱۲۹
۱۳۶	فتاویٰ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تدوین سیرت پاک	۱۳۱
۱۳۷	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاضی حضرات	۱۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳۸	قاضی بنانے کے لئے لمبی عمر کی شرط تھی یا نہیں تھی ؟	۱۳۵
۱۳۹	کیا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں گورنروں اور قاضیوں کو تنخواہ ملتی تھی	۱۳۶
۱۴۰	ان حضرات کے زمانہ میں جور وظلم، عدل وانصاف پر ایک نظر	۱۳۷
۱۴۱	قاضی کس جگہ اجلاس کرتے تھے	۱۳۹
۱۴۲	قرض کا لکھنا اور اس کی گواہی کے بارے میں	۱۴۰
	بچوں کی گواہی	۱۴۱
۱۴۳	اس پاکیزہ زمانہ کے معاملات میں سے ایک کا ذکر	۱۴۱
۱۴۴	قبائل اور ان کے پانی کے بارے میں احکام کون لکھتا تھا	۱۴۱
۱۴۵	ان حضرات کا بیان جو معاہدہ اور معاملات کو لکھا کرتے تھے	۱۴۲
۱۴۶	ان صحابہ کا ذکر جو علم میراث و فرائض میں ماہر تھے	۱۴۳
۱۴۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل مقرر فرمانا	۱۴۳
۱۴۸	عمارتوں سے متعلق جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے مہندس کے سامنے مقدمہ لایا جاتا تھا	۱۴۴
۱۴۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے تعمیرات، مہندس (انجینئری) سڑکوں کی درستگی وغیرہ کا بیان	۱۴۵
۱۵۰	تقسیم اموال	۱۴۷
۱۵۱	احتساب کے بارے میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظامی تدابیر اور نگرانی کے بارے میں	۱۴۷
۱۵۲	منادی کے بارے میں	۱۴۹
۱۵۳	صاحب العسس۔ خفیہ پولیس	۱۵۰
۱۵۴	پہرہ داری اور خفیہ خبر گیری	۱۵۰
۱۵۵	مَردوں کے قید خانہ کے بارے میں	۱۵۱
۱۵۶	عورتوں کے قید خانہ کے بارے میں	۱۵۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۷	قیدیوں کو کھانا جاری کیا جاتا تھا	۱۵۲
۱۵۸	مجرموں کو ادب سکھانا اور مار کی سزا دینا	۱۵۳
۱۵۹	مجرم کی یہ بھی سزا ہے کہ اسے جلا وطن کر دیا جائے	۱۵۳
۱۶۰	جرم کی سزا یا ادب سکھانے کے لئے اکثر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تھا	۱۵۳
۱۶۱	تیوری چڑھانے والوں اور چیں بہ جبیں ہونے والوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معاملہ ہوتا تھا	۱۵۵
۱۶۲	کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف کو قتل کیا؟	۱۵۶
۱۶۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار اور اس کے بنانے والوں کے گھروں کو جلانے اور گرانے کا حکم فرمایا	۱۵۶
۱۶۴	ان مجرموں کا بیان جو آنکھیں پھوڑے جانے، زمین پر گھسیٹے جانے اور ہاتھ پیر کاٹے جانے کے مستحق تھے	۱۵۷
۱۶۵	قیدیوں پر نگران مقرر کرنے کے بارے میں	۱۵۷
۱۶۶	حدود نافذ کرنے والوں کے بارے میں	۱۵۸
۱۶۷	درخت کاٹنے پر عامل بنانا	۱۵۸
۱۶۸	پانچویں قسم: جنگی کارروائیاں اور ان سے متعلق اُمور	۱۵۸
۱۶۹	غزوات پر جانے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خلیفہ اور نائب مقرر فرماتے تھے	۱۵۹
☆۱۷۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں پر اپنے اہل وعیال میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنایا کرتے تھے	۱۵۹
۱۷۱	امام اپنے نائب کو بھیج کر دشمن کے عزائم دھوکہ اور خطرات کا پتہ لگاتا تھا	۱۶۰
۱۷۲	جنگ کے لئے کوچ کا اعلان کرنے والوں کے بارے میں	۱۶۰
۱۷۳	عَلَم یعنی جھنڈے کے بارے میں	۱۶۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۷۴	ان حضرات کا بیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے جھنڈا لے کر چلا کرتے تھے	۱۶۱
۱۷۵	ہر قبیلہ کا اپنا بھی جھنڈا ہوتا تھا	۱۶۱
۱۷۶	لشکر کی روانگی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیروں کے لئے جھنڈے باندھتے تھے	۱۶۱
۱۷۷	جھنڈے کے انواع اور اس میں ہلال بنانے کی رسم	۱۶۲
۱۷۸	پرچم کے رنگ اور نام کے بارے میں	۱۶۳
۱۷۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم پر جو کچھ لکھا ہوا تھا اس کا بیان	۱۶۳
۱۸۰	انصار کا پرچم	۱۶۳
۱۸۱	عمامہ کس عمر سے باندھنا چاہیئے۔ بچوں کے عمامہ باندھنے کے بارے میں	۱۶۴
۱۸۲	لشکر کی تقسیم	۱۶۴
۱۸۳	تیر چلانے والوں کے امیر کے بارے میں	۱۶۵
۱۸۴	دورانِ جنگ ذرہ کو آپس میں بدل لیا کرتے تھے تاکہ دشمن پہچان نہ سکے	۱۶۵
۱۸۵	لشکر کو ترتیب دینے اور اشخاص کو خاص خاص مقام پر متعین کرنے کے بارے میں	۱۶۶
۱۸۶	لشکر میں آپس میں پہچان کے لئے (رات کے اندھیرے میں) کوئی (خفیہ) علامتی الفاظ متعین کر لیتے تھے	۱۶۶
۱۸۷	دورانِ جنگ صفوں کی اصلاح و ترتیب دینے والوں کا بیان	۱۶۷
۱۸۸	مالِ غنیمت۔ ہتھیار اور گھوڑے لینے کے بارے میں	۱۶۷
۱۸۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کا بیان	۱۶۸
۱۹۰	گھوڑوں پر زین کسنے والوں کا بیان	۱۶۹
۱۹۱	ارکاب پکڑنے کے بارے میں	۱۶۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۹۲	سوار کے کپڑے کو زین کے اندر سمیٹ دینے کا بیان	۱۶۹
۱۹۳	گھوڑ دوڑ میں مسابقت	۱۷۰
۱۹۴	ان حضرات کا ذکر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں پر سوار ہو کر سبقت لے گئے	۱۷۰
۱۹۵	اونٹنی پر کجاوا کسنے کا بیان	۱۷۰
۱۹۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر چرانے والے کا بیان	۱۷۰
۱۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے لگام وغیرہ پکڑ کر چلنے والوں کا ذکر	۱۷۱
۱۹۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو پیچھے سے ہنکانے والوں کے بارے میں	۱۷۱
۱۹۹	بُدنہ کے ہنکانے والے	۱۷۱
۲۰۰	دودھ دینے والی اونٹنی کے چرواہے کے بارے میں	۱۷۱
۲۰۱	حاملہ اونٹنیوں کے نگران	۱۷۲
۲۰۲	گھوڑوں پر نگران	۱۷۲
۲۰۳	اونٹوں کے چرواہے	۱۷۲
۲۰۴	جنگ خیبر میں سواری پکڑنے والے	۱۷۲
۲۰۵	رکاب پکڑنے والے	۱۷۲
۲۰۶	ھُدِیٰ خوانی کے بارے میں	۱۷۳
۲۰۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیاروں کے بارے میں	۱۷۳
۲۰۸	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس جگہ ہتھیار باندھتے تھے اور دیگر سامان کے بارے میں	۱۷۴
۲۰۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے اٹھانے والوں کا بیان	۱۷۴
۲۱۰	وہ حضرات جو مجرموں اور باغیوں کی گردن اڑاتے تھے	۱۷۵
۲۱۱	تلواروں کو صیقل اور تیز کرنے والوں کا بیان	۱۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۱۲	راستہ بتانے اور رہبری کرنے والوں کے بارے میں	۱۷۵
۲۱۳	حالتِ سفر میں جب جنگل میں گذر ہوتا تو وہاں تک پہنچنے کی علامت اور نشانی بنا دیتے تھے	۱۷۶
۲۱۴	راستہ سہل گذار کرانے والے کے بارے میں	۱۷۶
۲۱۵	گردن پر سوار ہو کر بلندی پر پہنچنا	۱۷۶
۲۱۶	دھوپ سے بچاؤ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنے کے بارے میں	۱۷۶
۲۱۷	سامان اٹھانے والوں اور خدام کے بارے میں	۱۷۷
۲۱۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ اور چھاؤنی کے بارے میں	۱۷۷
☆ ۲۱۹	ازواج مطہرات کے لئے امین کا تقرر	۱۷۸
۲۲۰	لشکر کے پڑاؤ کرنے کے بارے میں	۱۷۹
۲۲۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیدار اور سنتری کے بارے میں	۱۷۹
۲۲۲	غزوات میں نکلتے وقت مدینہ میں کسی کو حارث بنا کر چھوڑا جاتا تھا	۱۷۹
۲۲۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے محافظ اور پہرہ دینے والوں کا بیان	۱۸۰
۲۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھنے والوں کا بیان	۱۸۱
۲۲۵	لشکر کے مقدمۃ الجیش	۱۸۱
۲۲۶	جاسوسی کرنے والوں کے بارے میں	۱۸۱
۲۲۷	دشمن کے شہر میں جاسوس بنا کر بھیجنا ان کی رہائش اختیار کرنا اور ان کی خبروں کو لکھنا	۱۸۲
۲۲۸	شہر کے مقامی لوگوں پر جاسوسی اور خفیہ تفتیش کے بارے میں	۱۸۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۲۹	اس شخص کے بارے میں جو لوگوں کو رسوا کرتا اور چالاکی سے اپنی سیاست کے ذریعہ مجمع میں انتشار پھیلاتا تھا	۱۸۳
۲۳۰	چغلخوری کے بارے میں	۱۸۴
۲۳۱	بحری کشتیوں کے بارے میں	۱۸۴
۲۳۲	منجیق کی صنعت کے بارے میں	۱۸۶
۲۳۳	ٹینک کے بارے میں	۱۸۷
۲۳۴	دشمنوں کے باغات اور درختوں کو جلانے اور کاٹنے کے بارے میں	۱۸۷
۲۳۵	دشمن سے بچنے کے لئے خندق کھودنے کے بارے میں	۱۸۷
۲۳۶	مال غنیمت کے متولی کے بارے میں	۱۹۰
۲۳۷	مالِ غنیمت میں سے کسی چیز کے فروخت کرنے کے بارے میں	۱۹۰
۲۳۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک مجاہد کو مرغی ہبہ میں عطا فرمائی	۱۹۰
۲۳۹	لشکر کی فتح کی خوشخبری سنانے والے کو مبارک باد دینے کے بارے میں	۱۹۱
۲۴۰	سفر سے واپسی کے بعد کھانے کی ضیافت	۱۹۱
۲۴۱ ☆	سفر سے واپسی کی دعا	۱۹۱
۲۴۲	عرب کے کفار کا معاملہ (حالت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسا تھا	۱۹۲
۲۴۳	چھٹی قسم۔ بیت المال، عشر اور جزیہ کے بارے میں	۱۹۵
۲۴۴	زمین کی پیمائش	۱۹۶
۲۴۵	زکوٰۃ وصول کرنے والے عامل کا بیان	۱۹۷
۲۴۶	صدقات کو لکھنے والوں کے بارے میں	۱۹۸
۲۴۷	کھجوروں کے درختوں کی نگہداشت اور اندازہ لگانے کے بارے میں	۱۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۴۸	وقف کرنے کے بارے میں	۱۹۹
۲۴۹	المستوفی (کلکٹر) کے بارے میں	۲۰۳
۲۵۰	صدقات کی وصولی کے لئے خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے	۲۰۳
۲۵۱	رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی حفاظت کرنے کے بارے میں	۲۰۳
۲۵۲	ناپ تول کے بارے میں	۲۰۳
۲۵۳	درہم اور اس کے استعمال کے بارے میں	۲۰۴
۲۵۴	ناپنے تولنے کے پیمانے کے آلات کے بارے میں	۲۰۷
۲۵۵	اونٹ اور بکریاں پالنے کے بارے میں	۲۰۸
۲۵۶	جانوروں یعنی اونٹ، بکریوں کو داغ لگانے کے بارے میں	۲۰۸
۲۵۷	چراگاہ کے بارے میں	۲۰۹
۲۵۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال ہونے والی چیزوں پر امین بنانے کا بیان	۲۰۹
۲۵۹	امور مالیہ میں وکیل بنانے کے بارے میں	۲۱۰
۲۶۰	قیدیوں اور اموال غنیمت کو روکے رکھنے کے بارے میں	۲۱۱
۲۶۱	مال کو امیر کے حکم کے مطابق عامل کا مختلف مصارف میں خرچ کرنا	۲۱۱
۲۶۲	وفود کے قیام کرانے کے بارے میں	۲۱۱
۲۶۳	وفود کے لئے گول گنبد	۲۱۳
۲۶۴	بعض صحابہ کی خدمت میں وفود کا آنا	۲۱۳
۲۶۵	وفود کی دیکھ بھال کرنے پر متولی کا بیان	۲۱۴
۲۶۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ وفود کو توشہ دو۔ ایک معجزہ	۲۱۵
۲۶۷	وفود کی آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آراستہ ہونا اور بخشش دینا	۲۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۶۸	مسافروں کے لئے فندق (ہوٹل) بنانے کے بارے میں	۲۱۶
۲۶۹	صحابیات کے لئے شفاخانہ اور قیام گاہ کے بارے میں	۲۱۶
۲۷۰	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں طبیب (ڈاکٹروں) کے بارے میں	۲۱۷
۲۷۱	شریان کا آپریشن (جراحی) کرنے کے بارے میں	۲۱۹
۲۷۲	داغ لگانا	۲۲۰
۲۷۳	زخم پر تھوک لگانا	۲۲۰
۲۷۴	فن طب سے ناواقف عطائی کو لوگوں کا علاج کرنا جائز نہیں	۲۲۰
۲۷۵	ادارہ صحت کی طرف سے احتیاطی تدابیر اور تحفظ	۲۲۰
۲۷۶	فن طب میں بلاغت و حکمت	۲۲۲
۲۷۷	نجومیوں کے بارے میں	۲۲۴
۲۷۸	قیافہ شناسوں کے بارے میں	۲۲۵
۲۷۹	فقراء و مساکین کے لئے مکان بنوانے کے بارے میں	۲۲۵
۲۸۰	صحابہ کا صنعت و حرفت میں بطور شغل مشغول ہو (نو مقدمات)	۲۲۸
۲۸۱	حضرت عمرؓ سختی سے تاکید فرماتے کہ نبطی اور نااہل لوگوں سے تجارت نہ کی جائے	۲۳۴
۲۸۲	حضرات صحابہ کا صبح سویرے تجارت کے لئے نکلنا	۲۳۵
۲۸۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو کسب معاش کے لئے سعی کرنے کی ترغیب دینے کے بارے میں	۲۳۵
۲۸۴	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں بے ہنر نوجوانوں کی کوئی وقعت نہیں تھی	۲۳۶
۲۸۵	صحابہ میں کون کون تاجر تھے	۲۳۶
۲۸۶	بیع و شراء کا اصل نام تجارت ہے	۲۳۸
۲۸۷	کپڑے کی تجارت کرنے والے صحابہ کا ذکر	۲۳۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸۸	عطریات کے تاجروں کے بارے میں	۲۴۰
۲۸۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ناپ تول کرنے والوں کے حالات	۲۴۰
۲۹۰	صراف کے بیان میں۔ وہ صحابہ جو چاندی سونے کی تجارت کیا کرتے تھے	۲۴۲
۲۹۱	عنبر، عود، مشک، زعفران اور پارہ کے بارے میں	۲۴۲
۲۹۲	سونے کی کان کھودنے کا ذکر	۲۴۳
۲۹۳	نیزہ کا بھالا فروخت کرنے والے کے بارے میں	۲۴۳
۲۹۴	غذائیات فروخت کرنے والوں کے بارے میں یعنی کھانے پینے کی اشیاء	۲۴۳
۲۹۵	بچے بھی تجارت کیا کرتے تھے	۲۴۳
۲۹۶	جڑی بوٹی کی تجارت	۲۴۴
۲۹۷	عطر فروش عورتوں کا ذکر	۲۴۴
۲۹۸	کاشتکاری اور درخت لگانے کے بارے میں	۲۴۴
۲۹۹	جوتا بنانے والی خاتون کا ذکر	۲۴۹
۳۰۰	پھلوں کا ذکر	۲۴۹
۳۰۱	کتنی مسافت سے بری اور بحری راستہ سے غلّہ لایا جاتا تھا	۲۵۰
۳۰۲	چمڑا پکانے کا مصالحہ	۲۵۱
۳۰۳	لکڑی بیچنے والوں کا ذکر	۲۵۲
۳۰۴	دلّالی کرنے کے بارے میں	۲۵۲
۳۰۵	نسّاج یعنی کپڑا بُننے والوں کا ذکر	۲۵۲
۳۰۶	الخیاط۔ درزی کا کام	۲۵۳
۳۰۷	برّصیٔ کا کام	۲۵۳
۳۰۸	گھوارہ بنانا	۲۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۰۹	لکڑی کا پیالہ	۲۵۴
۳۱۰	صواغ یعنی سنار	۲۵۴
۳۱۱	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے نقش و نگار بنانے والوں کے بارے میں	۲۵۵
۳۱۲	سونے سے ناک اور دانت بنانے کا ثبوت	۲۵۵
۳۱۳	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوائی چکّی کی ایجاد	۲۵۶
۳۱۴	بے جان چیزوں کی تصویر کشی	۲۵۶
۳۱۵	چراغ جلانے اور کشتی چلانے کے لئے چربی کا استعمال	۲۵۷
۳۱۶	دُودھ بیچنے کے بارے میں	۲۵۷
۳۱۷	الحداد۔ لوہاروں کا بیان	۲۵۸
۳۱۸	تعمیراتی کام کے حالات	۲۵۸
۳۱۹	مسجد کا سنگ بنیاد	۲۵۹
۳۲۰	امام کا اپنا نائب مقرر کرنا	۲۵۹
۳۲۱	مسجد نبوی کی تعمیر کے بارے میں	۲۵۹
۳۲۲	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد نبوی کو تین مرتبہ بنانا اور ہر مرتبہ ایک نئے طرز کا بنانا	۲۶۰
۳۲۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رہائشی مکانات کی تعمیر کے بارے میں	۲۶۰
۳۲۴	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چبوترہ کی تعمیر	۲۶۲
۳۲۵	اسلام سب سے پہلے معمار	۲۶۲
۳۲۶	دیواروں کی تعمیر کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات	۲۶۲
۳۲۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد ضرار کو گروا دینا	۲۶۳
۳۲۸	گارا مٹی کے کام کے ماہر	۲۶۳
۳۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے رنگ ریزوں کے بارے میں	۲۷۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۳۰	مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانے والوں کے بارے میں	۲۷۰
۳۳۱	ملک شام سے سمندری راستہ سے تجارت کرنے والے صحابہ کا بیان	۲۷۰
۳۳۲	کھجور کی پتیوں سے ٹوکری، چٹائی وغیرہ بنانا	۲۷۱
۳۳۳	تیراکی کا بیان	۲۷۱
۳۳۴	پانی فروخت کرنے کے بارے میں	۲۷۲
۳۳۵	شکار کے بارے میں۔ کتے کے ذریعہ شکار	۲۷۲
۳۳۶	باز یا شکاری پرندہ کے ذریعہ شکار	۲۷۳
۳۳۷	تلوار یا نیزہ کے ذریعہ شکار	۲۷۳
۳۳۸	تیر سے شکار	۲۷۴
۳۳۹	ہاتھ سے شکار کرنا	۲۷۴
۳۴۰	آلات کے ذریعہ شکار کرنا	۲۷۴
۳۴۱	بعض صحابہؓ کے شکار کا تذکرہ	۲۷۴
۳۴۲	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی شکار نہیں کیا اور نہ شکار کیا ہوا جانور خریدا	۲۷۵
۳۴۳	باغات میں مزدوری کے بارے میں	۲۷۷
۳۴۴	وہ صحابہ جو اپنی زمین بٹائی پر دیتے تھے	۲۷۸
۳۴۵	زمین کے نیچے پانی کا ذخیرہ بنانا	۲۷۸
۳۴۶	سقاء جو اپنی پیٹھ پر لاد کر پانی لایا کرتے تھے	۲۷۸
۳۴۷	سنگھی لگانے اور بال کاٹنے والے کے بارے میں	۲۷۸
۳۴۸	قصائی کے بارے میں	۲۷۹
۳۴۹	وہ پیشے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ادنیٰ قسم کے تھے	۲۸۰
۳۵۰	الطباخ۔ کھانے پکانے والوں کا بیان	۲۸۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۵۱	حلوہ یا ثرید کی قسم کا حریرہ جس کو خزیرہ کہتے ہیں اس کا بیان	۲۸۰
۳۵۲	بھُنی ہوئی غذا	۲۸۱
۳۵۳	صاحب الخُبز۔ روٹی کے ذمہ داروں کا بیان	۲۸۱
☆۳۵۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روٹیوں کی ٹکیاں چھوٹی ہوتی تھیں یا بڑی؟	۲۸۲
۳۵۵	المشاطہ۔ کنگھا کرنے اور بال سنوارنے کا بیان	۲۸۲
۳۵۶	اس عورت کے بارے میں جو عندیہ لینے کے لئے اس آدمی کے پاس جاتی ہے جو شادی کا خواہشمند ہو	۲۸۳
☆۳۵۷	غزوات میں عورتوں کا تیمارداری کرنا اور مجاہدین کی مدد کرنا	۲۸۳
۳۵۸	وہ صحابیات جو تجارت کرتی تھیں	۲۸۵
۳۵۹	القابلۃ۔ بچہ کی ولادت کے وقت دائی کا کام انجام دینے والیاں	۲۸۵
۳۶۰	الخافظہ۔ عورتوں کا ختنہ کرنے والیوں کا ذکر	۲۸۶
۳۶۱	المرضعہ۔ دودھ پلانے والی کا بیان	۲۸۶
۳۶۲	ان صحابیہ کا ذکر جنہوں نے مجلس نبوی میں عورتوں کی نمائندگی کی	۲۸۶
۳۶۳	المغزل۔ عورتوں کا سوت کاتنا	۲۸۷
۳۶۴	اشعار پڑھنے والی صحابیات کے نام	۲۸۸
۳۶۵	زمانۂ نبوی میں لوگ کس قسم کے اشعار اور کھیل پیش کرتے تھے	۲۸۸
۳۶۶	ولیمہ کے موقعہ پر اشعار پڑھنا	۲۸۹
۳۶۷	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں استقبال اور خوشیاں	۲۹۰
۳۶۸	اس گانے والی باندی کا ذکر جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گانا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنوانا ثابت ہے	۲۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۶۹	شعر و شاعری کا بیان	۲۹۲
۳۷۰	مسجد نبوی میں حبشی لوگوں کا نٹ کھٹ کا کھیل تماشا کرنا	۲۹۳
۳۷۱	ایک صحابی جب حبشیوں کے کھیل کی طرف سے گذرے تو ان کو عطیہ دیا	۲۹۵
۳۷۲	دوڑ لگانے میں مسابقت	۲۹۵
۳۷۳	کشتی اور پہلوانی کے بارے میں	۲۹۵
۳۷۴	بعض صحابہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرط مسرت میں رقص کی کیفیت میں آنا جس کو حجل کہتے ہیں	۲۹۷
۳۷۵	بچوں کے لئے پرندے اور دوسرے جانوروں کے پالنے کے بارے میں	۲۹۷
۳۷۶	وحشی اور پالتو جانوروں کا گھر میں رکھنا	۲۹۹
۳۷۷	شادی کے موقعہ پر بادام شکر وغیرہ تقسیم کرنے میں جو چھینا جھپٹی ہوتی ہے اس کا بیان	۳۰۰
۳۷۸	ان کھیل تماشوں کا بیان جن کی اجازت دی گئی ہے	۳۰۰
۳۷۹	شادی کے موقعہ پر سات دن تک دعوت ہوتی رہنے کا ثبوت	۳۰۱
۳۸۰	بہترین صاف شفاف شہد اور گھی اور شہد کا استعمال	۳۰۲
۳۸۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بازار کی جگہ کا انتخاب فرمانا	۳۰۳
۳۸۲	وہ بازار جو زمانہ جاہلیت میں اور اسلام میں تجارت کے مرکز رہے	۳۰۴
۳۸۳	زمانۂ جاہلیت میں تلوار بنانے والا	۳۰۵
۳۸۴	تیر کو سیدھا کرنے والے	۳۰۵
۳۸۵	قبریں کھودنے والوں کا بیان	۳۰۵
۳۸۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے والے	۳۰۵
۳۸۷	حبشہ کی ایک عورت نے نعش پر جب پردہ ڈالا تو اس کو شاباشی ملی	۳۰۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۸۸	ایک بڑی عمر کی خاتون حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس ہر وقت رہتی تھیں	۳۰۶
	دسویں قسم۔ کتاب الخزاعی سے سلسلہ جاری ہے	۳۰۷
۳۸۹	دور نبوی کی علمی روئیداد اور تبصرہ۔ قرآن	۳۰۷
۳۹۰	قرآن کریم سے استنباط شدہ علوم کے بیان میں۔	۳۰۸
۳۹۱	امام غزالی وغیرہ کے اقوال۔ بعض موقعہ پر	۳۱۷
۳۹۲	بعض موقعہ پر جب کسی احکام کے بارے میں سکوت نظر آتا ہے تو وہ محض سکوت اور خاموشی سے بھی استدلال کیا جاتا ہے	
	علم الاعتقادیہ حکمیہ کا دوسرا شعبہ۔ دوسری قسم علم ہیئت۔ تیسری قسم علم العددی۔ چوتھی قسم موسیقی، رقص وغیرہ	
۳۹۳	علوم عملیہ پہلا علم فقہ، علم فرائض وغیرہ دوسرے علم الاحتساب علم کیفیت تحصیل مالا یعنی وغیرہ	
۳۹۴	سنۃ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کی بیٹیاں ہیں	۳۲۲
۳۹۵	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد شدہ احادیث کی مقدار کے بارے میں	۳۲۳
۳۹۶	کیا متاخرین میں سے کسی نے صحیح احادیث کے جمع کرنے میں چیلنج کیا ہے	۳۲۵
۳۹۷	مسجد نبوی میں علم کے حلقے اور اس میں صحابہ کے انہماک کی کیفیت	۳۲۶
۳۹۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کے حلقوں کو ترجیح فرماتے تھے	۳۲۷
۳۹۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تعلیمی حلقہ سے فارغ ہوتے تو تعلیم کو کون جاری رکھتا تھا؟	۳۲۷
۴۰۰	صحابہ کا آپس میں قرآن سیکھنا سکھانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی تفسیر کرنا	۳۲۷
۴۰۱	صحابہ جو کچھ سیکھتے فوراً حفظ کر لیتے اور مذاکرہ کر کے اس کی حفاظت فرماتے	۳۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۰۲	حدیث نقل کرنے میں سند تلاش کرنے پر مشقت اٹھانا	۳۲۸
۴۰۳	بنی اسرائیل اور پہلی امتوں کے عجائبات بیان کرنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مباح قرار دیا ہے	۳۲۹
۴۰۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ صاحب فضیلت صحابہ سے علوم حاصل کرو	۳۲۹
۴۰۵	انساب اور اشعار کو زیادہ جاننے والوں کو علّامہ کہا جاتا تھا	۳۳۰
۴۰۶	صحابۂ کرام کی فہم، ذکاوت اور قابلیت کا امتحان معمہ کے ذریعہ لینا	۳۳۱
۴۰۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل علم کے لئے خاص دن مقرر فرماتے تھے	۳۳۱
۴۰۸	صحابہ علم دین کو بتدریج اور بالترتیب سیکھا کرتے تھے	۳۳۲
۴۰۹	باوجود عمر رسیدہ ہونے کے صحابہ کا علمی شغف	۳۳۲
۴۱۰	صحابہ شادی سے قبل علم حاصل کر لیتے تھے	۳
۴۱۱	صحابہ میں تاجر طالب علم ہوتے تھے اور طالب علم تجارت بھی کرتے تھے	۳۳۳
۴۱۲	صحابہ اپنی عورتوں اور باندیوں کو بھی علم دین سکھاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان کے لئے مخصوص کر دیا تھا	۳۳۳
۴۱۳	صحابہ کا احادیث کو سننا اور ان کے حفظ و ضبط کا طریقہ اور کرائن	۳۳۴
۴۱۴	صحابہ اگر کوئی بات نہ سمجھ سکتے تو دہرا لیتے تھے حتیٰ کہ سمجھ میں آجائے	۳۳۵
۴۱۵	تبلیغ کا طریقہ۔ شاہد، غائب تک پہنچائے	۳۳۵
۴۱۶	صحابہ علم دین اور دعوت دین کو ہاتھوں ہاتھ راتوں رات لوگوں تک پہنچایا کرتے تھے	۳۳۶
۴۱۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے اور اس کی تعلیم درجہ بدرجہ ہوتی تھی	۳۳۶
۴۱۸	اولاد کو تعلیم دینا والدین پر حق ہے	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۱۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قلم اور دوات کا ثبوت	۳۳۷
۴۲۰	سرکنڈے (یعنی کلک) کے قلم کا بیان	
۴۲۱	صحابہ کے دور میں جزیرۂ عرب میں روئی سے کاغذ بنایا جاتا تھا	۳۳۸
۴۲۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حدیث لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی	۳۳۹
۴۲۳	صحابہ صرف احادیث جمع کرتے تھے کوئی تصنیف کی طرف متوجہ نہیں ہوئے	۳۴۱
۴۲۴	خلفاء راشدین نے مفتوحہ ممالک کا انتظام جغرافیہ اور تقسیم کے نقشوں کے ذریعہ انجام دیا	۳۴۸
۴۲۵	صحابۂ کرام کے آخری دور میں ڈاکٹری، کیمیا، صناعات، عمرانیات، سوشل سائنس سب ہی علوم پر کتابیں لکھی گئی ہیں	۳۴۹
۴۲۶	صحابہ کرام نے سب سے پہلے تصوف کے بارے میں کلام فرمایا	۳۵۱
۴۲۷	علم نحو کو وضع کرنے والے بھی حضرات صحابہ ہیں	۳۵۲
۴۲۸	علم تصحیف علم بدیع کے اقسام میں سے ہے اس کے کلام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی پہل فرمائی	۳۵۳
۴۲۹	پہلے علم کلام کی تدوین امام اشعری نے کی یا حضرات صحابہ نے؟	۳۵۴
۴۳۰	صحابہ حدیث پاک کو لکھتے اور لکھواتے تھے	۳۵۴
۴۳۱	صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسائل دریافت کرتے اور اطمینان بخش جواب حاصل کرتے تھے	۳۵۴
۴۳۲	صحابہ مذاکرہ کرتے تھے عام نشستوں میں بھی احادیث بیان کی جاتی تھیں	۳۵۵
۴۳۳	قرآن مجید سیکھنے کا طریقہ۔ ایک معنیٰ کے ساتھ دوسرے اس طرح بتدریج سیکھتے تھے	۳۵۵
۴۳۴	قرآن کو مصحف کا نام دیا گیا	۳۵۶
۴۳۵	مصحف کے لکھنے پر اجرت لینا۔ صحابہ کا فتویٰ	۳۵۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۳۶	صحابہ کا قرآن لکھنے اور تلاوت کرنے میں مشقت اُٹھانا	۳۵۷
۴۳۷	صحابہ کرام کا قرآن مجید کو ساتھ لے کر سفر کرنے کے بارے میں	۳۵۹
۴۳۸	صحابہ قرآن مجید کو سونا چاندی وغیرہ سے چمکاتے تھے	۳۶۰
۴۳۹	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قرآن پاک کا جمع کرنا اور نگرانی	۳۶۰
۴۴۰	صحابہ قرآن کریم کو بوسہ دیتے تھے	۳۶۰
۴۴۱	صحابہ کرامؓ جب صبح کو گھر سے نکلتے تو قرآن کریم کی طرف ضرور نگاہ کرتے	۳۶۱
۴۴۲	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں	۳۶۱
۴۴۳	قرآن پاک کی تعلیم دینے پر اجرت لینے کی گنجائش	۳۶۱
۴۴۴	کیا قرآن کریم کا نسخہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خرید و فروخت ہوتا تھا ہدیہ کیا ہوتا تھا؟	۳۶۳
۴۴۵	صحابہ بچوں کو قرآن مکتب میں پڑھاتے اور سکھاتے تھے	۳۶۴
۴۴۶	تختیاں جس پر بچے قرآن بھی لکھتے تھے اور پھر دھوتے تھے اس پانی کا ادب	۳۶۵
۴۴۷	بچوں کو تعلیم دینے کی ابتدا کس عمر سے کرنی چاہیئے	۳۶۵
۴۴۸	وہ صحابہ جو مدینہ منورہ میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور وہ جن کو مختلف اطراف میں بھیجا گیا۔ کتنے حفاظ تھے، کتنے کتابت کے استاد تھے مردوں میں سے اور عورتوں میں سے مومنوں میں سے کافروں میں سے۔ کتنے مفتی بنے اور کتنے خواب کی تعبیر دینے والے تھے اور قاری حضرات کے لئے مکان کیسے بنائے گئے وغیرہ	۳۶۶
۴۴۹	علم خط (خوش نویسی) کا سیکھنا سکھانا	۳۶۷
۴۵۰	شعر و شاعری اور اس کی داد و تحسین کے بارے میں	۳۶۷
۴۵۱	علم الانساب کے بارے میں	۳۶۸
۴۵۲	علم الفرائض کے بارے میں	۳۶۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۵۳	علم حساب کے بارے میں	۳۷۰
۴۵۴	اہل یورپ نے عربی ہندسہ اختیار کیا	۳۷۲
۴۵۵	صحابہ کا اہل قریش سے علم دین سیکھنے کا اہتمام کرنا	۳۷۲
۴۵۶	علم نجوم کے بارے میں	۳۷۲
۴۵۷	تیر اندازی اور تیراکی کے علم سیکھنے کے بارے میں	۳۷۳
۴۵۸	عربی زبان سیکھنے کے بارے میں	۳۷۴
۴۵۹	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حکام کو ہدایت فرمائی کہ جب ان کا کاتب غلطی کرے تو اسے کوڑے مارے جائیں	۳۷۴
	آئیے ذرا یادداشت تازہ کرلیں کہ پچھلے ابواب میں ہم نے پڑھا کہ صحابہ کرامؓ کس طرح فیصلہ کرنے کا علم، علم نجوم، علم قیافہ، علم طب، علم ادارہ، علم حرب، علم سیاست، علم ترجمہ، علم املاء (لکھوانا)، علم تجارت وصناعت وغیرہ سیکھتے سکھاتے تھے	۳۷۴ تا ۳۷۵
۴۶۰	صحابہ کرامؓ حدیث بیان کرنے میں بہت ہی احتیاط برتتے تھے	۳۷۵
۴۶۱	نوجوان طالب علموں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت نامہ	۳۷۵
۴۶۲	صحابہ کرامؓ علماء کا احترام واکرام کرتے تھے	۳۷۶
۴۶۳	قرنِ اولیٰ کے علماء کن صفات سے متصف تھے	۳۷۶
۴۶۴	قرنِ اولیٰ کے محدثین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں شمار ہوتے تھے	۳۷۷
۴۶۵	قرآن کریم کے عنوانات اور فہرست جن پر تصانیف وجود میں آئیں	۳۷۷
۴۶۶	طالب علم کو اگر کوئی بات نہ سمجھ آئے تو اس کو پوچھتے رہنا چاہیئے	۳۷۸
۴۶۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھنے والوں کی استعداد حالات اور مقامات کے اعتبار سے جواب مرحمت فرماتے تھے	۳۷۸
۴۶۸	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ سے (قدیم) روایت سنتے تو ان کی طرف سے حدیث بیان کرتے	۳۷۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۶۹	صحابہ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے سے علم حاصل کرتے تھے	۳۸۰
۴۷۰	بعض محدثین خواہ کتنے ہی جلیل الشان ہوں مسائل کے اجتہاد میں اُن سے اختلاف مانع نہیں ہوتا	۳۸۱
۴۷۱	صحابہؓ کا اپنے اساتذہ کا ادب واحترام کرنا	۳۸۱
۴۷۲	صحابہؓ کرامؓ کا تابعین سے روایت حدیث ثابت ہے یا نہیں	۳۸۲
۴۷۳	بعض صحابہؓ کرام کبار نے اپنے غلاموں سے علم حاصل کیا	۳۸۳
۴۷۴	مسلمان ہونے والے بعض یہود سے بھی صحابہؓ کرامؓ نے علم حاصل کیا	۳۸۳
۴۷۵	صحابہ کرام کے جب حق بات سامنے آجاتی تھی تو فوراً اعتراف کر لیا کرتے تھے	۳۸۴
۴۷۶	علم دین سیکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ادب سکھایا اور صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کی	۳۸۵
۴۷۷	حضرات صحابہ مناظرہ بھی کرتے تھے	۳۸۶
۴۷۸	طالب علمی کے آداب. منصوص اور قرنِ اوّل سے مروج	۳۸۶
۴۷۹	صحابہؓ کرامؓ فرق مراتب کا پورا لحاظ رکھتے تھے	۳۸۹
۴۸۰	صحابہ کرام طلب علم کے شوق میں سفر اختیار فرمایا کرتے تھے	۳۹۰
۴۸۱	انبیاء علیہم السلام اپنے میراث میں کوئی مال نہیں چھوڑتے حضور علیہ السلام کی میراث علم دین سیکھنا ہے	۳۹۱
۴۸۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وعظ اور قصہ گوئی کی مجلس ہوتی تھی	۳۹۱
۴۸۳	سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے علوم طبیہ، حکمیہ جو مختلف غذاؤں، ادویات اور مرضوں سے متعلق تھے	۳۹۳
۴۸۴	آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو امتِ سابقہ کے قصے سنایا کرتے تھے	۳۹۶
۴۸۵	حضرات انصارؓ مغرب اور عشاء کے درمیان تیراندازی سیکھنا	۳۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۸۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کتب تاریخ امت سابقہ کے قصے سننے کے لئے وقت متعین کیا ہوا تھا	۳۹۸
۴۸۷	صحابۂ کرام بڑی ذمہ دارانہ طرز پر علم حاصل کرتے تھے خواہ استاد عمر میں چھوٹا ہو یا مشرک ہی کیوں نہ ہو	۳۹۹
۴۸۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ علم دین سیکھنے کے لئے شوق دلاتے نہایت ہی فصاحت و بلاغت کے انداز میں	۳۹۹
۴۸۹	علم دین سیکھنے والے صحابۂ کرامؓ میں کیا ترتیب تھی	۴۰۰
۴۹۰	صحابۂ کرام کا تفریحی شغل	۴۰۰
۴۹۱	حدیث خرافہ۔ سُنی سنائی مضحکہ خیز باتیں	۴۰۱
۴۹۲	حدیث اُم زرع۔ گیارہ عورتوں کی کہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی	۴۰۱
۴۹۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہنسانے والے مرد (یعنی مسخرے)	۴۰۶
۴۹۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہنسانے والیاں مسخری عورتیں	۴۰۹
۴۹۵	المقصد الثانی۔ یہ باب اس بارے میں ہے کہ کس طرح حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ترقی کے تمام راستوں کو محفوظ کر لیا تھا اور ان کے افراد و شخصیت نے بڑے بڑے درجات حاصل کرنے میں متمیز ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر القرون میں مدینہ منورہ کی کیا کیفیت تھی۔ اور صحابۂ کرامؓ کے اس مجموعہ نے کس طرح مختلف اعمال و افکار اور صفات سے متصف ہو کر زندگی کے قیمتی لمحات کو مشغول کر لیا تھا جو کہ ہر ملک اور ہر خطہ کے لئے نہایت ضروری ہے اور تھوڑی سی قلیل مدت میں مدینۃ المنورۃ نے تمام عالم کے لئے گویا دار الخلافہ کی حیثیت حاصل کر	۴۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	لی تھی اور اس کا معیارِ ترقی بڑے بڑے شہروں تک پہنچ گیا تھا اور دوسرے ممالک سے اس کا اختلاط اور اختلافِ احوال اور اتفاق آمال و مقاصد میں ایسا ضرب المثل بنا ہوا تھا کہ مختلف قبائل اور مختلف زمانہ میں تاریخی روایات میں ملنا شاذ و نادر ہے اور جس کی تاریخ محفوظ ہے۔	تا ۴۱۱
۴۹۶	یہ باب اس بارے میں ہے کہ صحابۂ کرامؓ احکام میں اہلِ اجتہاد تھے اور استنباطِ احکام میں تمام عالم کے لئے نمونہ تھے اور شرعی خطابات میں بہت بصیرت رکھنے والے تھے اور ہر کلام کے محمل کو بخوبی سمجھتے تھے	۴۱۱
۴۹۷	صحابۂ کرام فتویٰ دینے میں بہت تحری اور غور و فکر کرتے اور ایک دوسرے کی کاوش کی قدر کرتے اور [illegible] کے متعلق بات [illegible]	۴۱۲
۴۹۸	صحابہ کرامؓ کے پاس [illegible] ذکاوت والے عالم کے پاس بھیج دیتے تھے	۴۱۵
۴۹۹	صحابہ کرام میں جن کو اسد اللہ کا لقب ملا	۴۱۸
۵۰۰	صحابہ کرام میں جن کو شیخ الاسلام کا لقب ملا	۴۱۸
۵۰۱	وہ صحابہ جن کو سیف اللہ کا لقب دیا گیا	۴۱۹
۵۰۲	وہ صحابہ کرام جو عدل و انصاف میں ضرب المثل تھے	۴۲۰
۵۰۳	وہ صحابہ کرامؓ جن کا رعب اور دہشت ضرب المثل ہے	۴۲۰
۵۰۴	وہ صحابہ جن کا چلنا ضرب المثل تھا	۴۲۲
۵۰۵	وہ صحابہ جو فقہ میں ضرب المثل تھے	۴۲۲
۵۰۶	صحابہ کرام میں سات عبادلہ اور سات فقہاء	۴۲۲
۵۰۷	وہ صحابہ جن کو امین الامۃ کہا گیا	۴۲۳
۵۰۸	وہ صحابہ اور تابعین جو ولیمہ کرنے کے بارے میں ضرب المثل ہیں	۴۲۴
۵۰۹	وہ صحابہ جن کا حلم اور بردباری ضرب المثل تھا	۴۲۴
۵۱۰	بعض صحابہ ایسے بھی تھے کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے تھے	۴۲۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۱۱	وہ کون سے مقامات ہیں جہاں فرشتوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کیا	۴۲۶
۵۱۲	وہ صحابۂ کرامؓ جو اصحاب الرائے تھے	۴۲۷
۵۱۳	وہ صحابہ جو ذوالیدین کے لقب سے مشہور تھے	۴۲۷
۵۱۴	وہ صحابہ جو عمامہ والے کہلاتے تھے	۴۲۸
۵۱۵	وہ صحابہ جن کی تلوار ضرب المثل تھی	۴۲۸
۵۱۶	وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی آواز ایک ہزار آدمیوں کی آواز کے برابر شمار کی جاتی تھی	۴۲۸
۵۱۷	وہ صحابہ جو پیروں سے دوڑ لگا کر گھوڑوں سے آگے نکل جاتے تھے	۴۲۹
۵۱۸	وہ صحابہ جو چستی اور پھرتی میں ضرب المثل تھے	۴۲۹
۵۱۹	وہ صحابہ جو ہیبتناک دبدبہ اور قوت کے لئے مشہور تھے	۴۲۹
۵۲۰	وہ صحابہ جو انتہائی طویل اور لمبے قد کے تھے	۴۳۱
۵۲۱	وہ صحابہ جو قد میں چھوٹے تھے	۴۳۱
۵۲۲	وہ صحابہ جو یکتائے زمانہ تھے۔ ضرب المثل تھے	۴۳۲
۵۲۳	وہ صحابہ جن کی حسن وجمال میں مثال دی جاتی تھی	۴۳۲
۵۲۴	وہ صحابۂ جو سات بھائی تھے جن کی قبریں دور دراز ملکوں میں بنیں	۴۳۳
۵۲۵	وہ صحابی جو اپنے والد سے صرف گیارہ سال چھوٹے تھے	۴۳۳
۵۲۶	وہ صحابہ جن کے ہاتھ میں فتح کی تلوار تھی	۴۳۳
۵۲۷	وہ صحابہ جن کے پاس ایک ہزار غلام تھے	۴۳۴
۵۲۸	وہ صحابہ جو ایک ہزار زبانوں میں بات کر لیتے تھے	۴۳۴
۵۲۹	وہ صحابہ جن کی موت پر علم کا نواں حصہ ختم قرار دیا گیا	۴۳۵
۵۳۰	وہ صحابی جن کی موت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے سردار انتقال فرما گئے	۴۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۳۱	وہ صحابہ جو غنی لوگوں میں سے تھے اور جن کو دنیاوی امور میں وسعت حاصل تھی	۴۲۵
۵۳۲	وہ صحابہ جنہوں نے بہت زیادہ شادیاں کیں علوی خاندان میں شادی کی	۴۳۵
۵۳۳	صحابہ کرام کی مجموعی تعداد کے بارے میں	۴۳۹
۵۳۴	وہ صحابہ جو اخیر تک مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے	۴۴۵
۵۳۵	وہ صحابہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے روایات بیان کی ہیں	۴۴۵
۵۳۶	وہ صحابہ جو زیادہ یادداشت والے تھے اور پہلے محدث بنے	۴۴۸
۵۳۷	وہ صحابہ جو فتویٰ کے امام تھے	۴۴۸
۵۳۸	وہ صحابہ جو زیادہ فتویٰ دینے والے تھے اور جو جمع کرنے والے تھے اور جن کو البحر وحبر القرآن وغیرہ کا لقب دیا گیا	۴۴۸
۵۳۹	وہ صحابہ جنہوں نے مفتیان صحابہ کی تقلید کی اور اتباع کی	۴۴۷
۵۴۰	وہ صحابہ جن تک علم پہنچ کر منتہی ہو گیا یعنی کامل اور مکمل ہو گیا	۴۴۸
۵۴۱	وہ صحابہ جو جود وسخاوت میں بہت مشہور ہیں	۴۴۹
۵۴۲	وہ صحابی جو علم فرائض کے اور قرآن کی قراءت کے بڑے عالم تھے	۴۵۰
۵۴۳	وہ صحابہ جو اچھی آواز اور بہترین تجوید کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تھے	۴۵۲
۵۴۴	وہ صحابہ جو دنیا کے سب سے بڑے خطیب تھے	۴۵۳
۵۴۵	وہ صحابہ کرام جن کو حکیم الامت کہا گیا	۴۵۴
۵۴۶	وہ صحابہ جو امت سابقہ کی کتابیں پڑھتے اور ان کے متعلق معلومات رکھتے تھے	۴۵۵
۵۴۷	وہ صحابیات جنہیں اعلم الناس (بڑی عالمہ) کہا گیا	۴۵۶
۵۴۸	وہ صحابیات جن کے بارے میں کہا گیا کہ اگر وہ مرد ہوتیں تو خلافت ملتی	۴۵۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۴۹	وہ آزاد کردہ غلام جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو خلیفہ بنائے جاتے	۴۵۷
۵۵۰	وہ صحابہ جن کو بات کرنے میں افصح الناس اور افخم الناس کہا گیا ہے	۴۵۷
۵۵۱	وہ صحابہ جو سب سے زیادہ حج کے مسائل جانتے تھے	۴۵۸
۵۵۲	وہ صحابہ جو ساٹھ سال تک فتویٰ کا کام انجام دیتے رہے	۴۵۸
۵۵۳	وہ صحابہ جو عالم تھے اور ان پر حبر کا اطلاق ہوتا تھا	۴۵۸
۵۵۴	صحابہ کو اپنے بڑے عالموں کے استقبال کے لئے کھڑے ہونے اور ان کی سواری کو پکڑنے کا حکم دیا گیا	۴۵۸
۵۵۵	وہ صحابہ جن کے شاگردوں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا	۴۵۹
۵۵۶	وہ صحابہ جنہوں نے اپنے شاگرد کے ہاتھوں کو بوسہ دیا بوجہ اہل بیت ہونے کے	۴۵۹
۵۵۷	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کے سر کو بوسہ دے جنہوں نے بادشاہت ٹھکرادی مگر نصرانی بننا گوارا نہ کیا	۴۶۰
۵۵۸	ایک صحابی کی قبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان سے بہتر ہوں	۴۶۱
۵۵۹	ان صحابی کا ذکر کہ جب وہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا	۴۶۱
۵۶۰	وہ صحابی کہ جب ان کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ ہنوز بے ریش تھے	۴۶۱
۵۶۱	خصی کے بارے میں	۴۶۲
۵۶۲	مخنث کے بارے میں	۴۶۳
۵۶۳	سلف صالحین نے آثار قدیمہ کا تحفظ کیا ہے	۴۶۴
۵۶۴	خاتمۃ الکتاب اور خلاصہ	۴۶۴

تمّت بالخیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

نذرانۂ عقیدت

ایک بندۂ ناچیز، باعثِ تکوینِ کائنات، فخرِ موجودات، آقائی و مولائی وجدی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیہ میں اس تالیف کو اخلاص و عقیدت کی نذر کے طور پر اس طرح پیش کر رہا ہے کہ "آنکھیں اشکبار ہیں، ہاتھ کانپ رہے ہیں اور لبوں کی جنبشیں کہہ رہی ہیں :-

زباں تا بود در دہن جائے گیر
ثنائے محمدؐ بود دلپذیر

شَفِيْعٌ مُّطَاعٌ نَبِيٌّ كَرِيْمٌ
قَسِيْمٌ جَسِيْمٌ نَسِيْمٌ وَسِيْمٌ

(شیخ سعدیؒ)

سید رضی الدین احمد فخری

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

یکم نومبر ۱۹۹۰ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اعتراف و امتنان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ

گذشتہ نصف صدی سے عربی زبان میں ہمارے جلیل القدر اسلاف کے علم کے موتی اردو میں منتقل ہونے شروع ہوئے اس رجحان کی بدولت ان کتابوں کے تراجم سے اب ہم کما حقہٗ مستفید ہو رہے ہیں جن کے صرف نام ہی بزرگوں سے سنا کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک معروف کتاب کی اہمیت و افادیت مکہ معظمہ میں ایک قیام کے دوران محترم مولانا ڈاکٹر محمد احمد القمر سلمہٗ نے واضح کی یہ کتاب نبوی دورِ حکومت کا ایک خاکہ ہے جس کے مطالعہ سے اس فقید المثال دور کے تہذیب و تمدن، وزارت و خلافت، حکومتی نظم و نسق، رجال کار، صنعت و حرفت، تجارت و امارت، تعلیم و تربیت، مناصب و وظائف، حرب و سلم، بیع و شراء، نقود و عملہ، فنونِ لطیفہ، تربیتِ بدنیہ، ریاضت و سیاحت، خدام اور ان سے متعلق خصوصی خدمات وغیرہ وغیرہ گویا ان تمام امور کا پتہ چلتا ہے جو ہمارے سرکارِ دو عالم، سرورِ کائنات، ہادیٔ برحق، رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی عہد زریں سے وابستہ تھے۔ چنانچہ خود مولفِ کتاب شیخ عبدالحیٔ عبدالبکیر الکتانیؒ نے اس کتاب کا نام "التراتیب الاداریہ والعمالات والصناعات والمتاجر والحالۃ العلمیۃ التی کانت علی عہد تاسیس المدینۃ الاسلامیۃ فی المدینۃ المنورۃ الطیبۃ" رکھا۔ خیال ہے کہ موجودہ دور میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے تمدنی و سیاسی پہلوؤں کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا راقم الحروف کو اشتیاق ہوا کہ اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں تک یہ عظیم الشان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدیہ پیش کردوں۔ اس مقصد برآری کے لئے محترم مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار سلمہٗ نے اس کتاب کی دونوں جلدوں کی فوٹو کاپیاں مہیّا فرمادیں۔ یہ دونوں کرم فرما میرے مربی و محسن گرامی قدر الحاج حکیم محمد مختار حسن خاں حاذق علیہ الرحمہ کے ایسے فرزندان ہیں جن کو صحیح معنوں میں 'ولد صالح' کہا جاسکتا ہے۔

کوئی بھی کام ہو ہم خیال احباب کے تعاون کے بغیر انجام پذیر نہیں ہوتا۔ دوسرے مرحلہ میں اولین ضرورت کتاب کے عربی متن کے اردو زبان میں قابلِ فہم ترجمہ کی تھی جس کو محترم مولانا معظم الحق مدظلہٗ نے بہ طیبِ خاطر پورا فرمایا۔ اس طرح وقت کا تقاضا پورا کرنے کے لئے مضامین کے اختصار کے لئے راستہ ہموار ہوا اسی دوران محترم مولانا عبدالخالق صاحب مدظلہٗ سہارنپوری اور مولانا نجم الحسن صاحب مدظلہٗ (جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن) نے اس کتاب میں مذکور فقہی مسائل پر نظر ڈال کر کتاب کے اس پہلو کی طرف سے بھی اطمینان دلایا۔

تیسرا صبر آزما مرحلہ کتاب کی کتابت و طباعت کا تھا جسے مولانا محمد عبداللہ شاہ صاحب خوشنویس نے اور عزیزم محترم الحاج شیخ محمد نسیم الشفیق صاحب (پردہ والے) نے خصوصی توجہ سے ان امور کو تکمیل کے درجہ تک پہنچایا۔ اِن مراحل میں محبّی و محبوبی سید تنظیم حسین صاحب جو انجمن اشاعت قرآن عظیم سے منسلک ہیں وقتاً فوقتاً مختلف نوعیت کی مشکلات کے حل میں دلچسپی لے کر حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

ان جملہ امور میں کامیابی اللہ تبارک و تعالیٰ کے لطف و کرم سے ہوئی جس کے احساس سے انتہائے بندگی کے ساتھ میرا قلب معمور ہے۔ اس احساس کے بعد راقم الحروف ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ (نہیں شکر کرتا اللہ کا جو شخص شکر نہیں کرتا لوگوں کا) کے مطابق متذکرہ بالا حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہے۔ یقین واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو سعی مشکور کا درجہ عطا فرمائیں گے اور معاونین کو جزائے خیر عطا کریں گے۔

جَزَاکَ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

سید رضی الدین احمد فخری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ؛

زیرِ نظر کتاب نبوی دورِ حکومت کا ایک مختصر خاکہ ہے۔ جس کے مطالعہ سے عہدِ نبوی علی صاحبہ الف الف تحیۃ وسلام کے تہذیب اور تمدن، وزارت وخلافت، حکومتی نظم ونسق، رجال کار، صنعت وحرفت، تجارت اور امارت، تعلیم وتربیت، مناصب ووظائف، حرب وسلم، بیع وشراء، نقود وعملہ، فنون لطیفہ، تربیت بدنیہ، ریاضت وسیاحت، خدم اور ان سے متعلق خصوصی خدمات وغیرہ وغیرہ گویا ان تمام امور کا بااختصار جائزہ لیا جا سکتا ہے جو ہمارے سرکارِ دو عالم، سرورِ کائنات ھادی برحق، رہبرِ اُمت، رحمۃٌ للعالمین، خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدنی عہد زریں سے وابستہ تھے۔

چنانچہ مؤلف کتاب شیخ عبدالحیؒ بن عبدالبکیر الکتانیؒ نے اس کتاب کا نام [التراتیب الاداریہ والعمالات والصناعات والمتاجر والحالۃ العلمیۃ التی کانت علی عھد تأسیس المدینۃ الاسلامیۃ فی المدینۃ المنورۃ الطیبۃ] رکھا۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمدنی وسیاسی سیرت پاک یہ معجزانہ حیرت انگیز انمول پہلو اردو داں حضرات میں ابھی تک اُجاگر نہ ہوا تھا لہٰذا راقم الحروف کو اشتیاق ہوا کہ اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں تک یہ عظیم الشان ھدیہ پیش کردوں۔

اللہ ربّ العزّت سے قوی امید ہے کہ وہ بندہ کی اس ناچیز خدمت کو قبولیت سے نوازیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

اس رب العزت کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب پر۔ ہر قسم کی تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور بس۔ اور سلام ہو اس ذات بابرکت پر جن کو اللہ نے منتخب کر لیا ہے اپنے تمام بندوں میں سے۔ اس کے بعد۔ عرض حال یہ ہے کہ یہ کتاب جس کا نام المدت العربیہ والتراتیب الاداریہ ہے اس کے لکھنے کا مقصد خلفاء راشدین کے زمانہ کے ممالک اسلامیہ کی تصویر کشی (قلم کے ذریعہ کی جائے)۔ دولت امویہ اور خلافت عباسیہ کے مراتب اور تمام عمّال اور بادشاہوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے منصب نبوت میں مشغول ہوئے تو اپنی دعوت کو دین و دنیا کی جامع اصول پر قائم فرمایا۔ ہر ایک کے لئے تقسیم کار متعین فرما کر کامیابیوں اور ترقی کے مدارج طے کرا دیئے۔ کوئی صاحب وضو۔ کوئی صاحب فراش و نعلین۔ کوئی گھوڑے کے اصطبل اور کوئی دربانی کا شرف رکھتا تھا تمام شعبۂ حیات جن کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں موجود نظر آتے ہیں تمام چیزوں کے دفاتر اور کاروبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خالی نہیں تھا۔ ہر ایک آپ پر جاں نثار تھے۔ اُس وقت کے حالات کتابوں کے ذریعہ ہم کو بہت دیر سے پہنچے۔ کیونکہ کتابیں تو بعد میں تدوین ہوئیں اور ان کتابوں میں جو تمدن اسلامی کے بارے میں تذکرہ ملتا ہے وہ سلطنت اموی اور عباسی سے متعلق ہے بعض اوقات عیسائی وغیرہ بنی عباس کے اسلامی شہروں میں آتے تھے اور اپنے طور طریقے جو یونان اور فارس کے تمدن سے ہم آہنگ تھے مسلمانوں میں جاری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ بعض اہل شام کے رسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ اہل کتاب نے جہالت سے فائدہ اٹھا کر سیرت اور احادیث کو مسلمانوں سے ترک کروایا۔ اسلامی تمدن تو ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر قائم کیا گیا تھا اور یہی شریعت ہی تمام ترقیات کا عنوان ہے۔ علم، ادب، فلسفہ، صنعت، تجارت، زراعت ہر ہر شعبہ میں صحابۂ کرام ہی کی اقتدار کی جاتی تھی۔ اُن میں اخلاق کی بلندی مثالی تھی۔ کسی ملت اور قوم کا تمدن کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے اندر اسلام اپنی اصل حقیقت کے ساتھ ظاہر نہ ہو جائے۔ قرآن کریم نے اجتماعی آداب کو یکجا جمع کیا اور معرفت کے طرق کو جاری کیا اور جو کمالات ربّ العزّت نے ودیعت فرمایا ہے اور سنت نبویہ کو جاری کیا ہے وہی تہذیب اخلاق اور بہتر سے بہتر ھدایت کا طریقہ ہے۔ قرآن کریم نے انسانی بھائی چارہ اور آزاد قسم کے نفع بخش طریقے بتائے اور صرف دس سال میں زندگی کو بام ترقی پر پہنچا دیا۔ جو آجکل کے ادارے خواہ کتابت میں (تصنیف ولٹریچر)، حساب میں (فزکس یعنی طبعیات میں)، قضا میں۔ فیصلہ میں (عدل وانصاف)۔ جنگ وحرب میں صحت وتعلیم میں اس وقت کے کسی بھی اسلامی ادارے کو پہچان بھی نہیں سکتے کیونکہ اسلامی تمدن میں ایسی سادگی تھی (جس کو آج کے یورپین تمدن کے دلدادہ پس ماندہ کہتے ہیں) کہ پیدل چلتے تھے۔ کھانے کے بعد اپنے ہاتھوں کو پیروں پر پونچھ لیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ حضرات علمی کمالات کے منتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ ولی بن خلدون نے کہا اس دور کے مذاہب میں کوئی علم والے نہیں تھے۔ نہ تو صنعت اور کاریگری میں بھی لیکن اللہ جل شانہ کے اوامر اور نواہی کو سیکھنے سکھانے میں علم کو سینہ بہ سینہ منتقل کیا کرتے تھے۔ تعلیم اور تالیف وتدوین سے ناآشنا تھے۔ نہ اس طرف رجوع کرتے اور حقیقت تو یہ ہے کہ نہ ہی حاجت پیش آتی تھی۔ اسی طرح یہ سلسلہ صحابہ اور تابعین تک چلتا رہا۔ باوجود ان سب مادی رکاوٹوں کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور اس عروج پر پہنچا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ صرف دس سال میں لوگوں کے اندر ہر حیثیت سے مثلاً علمی۔ کتابی یا تربیتی ہر عنوان سے ایک جامع قوت اور عظیم الشان اتحاد اتنی جلدی ان میں پیدا ہوگیا تھا۔ دعوت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام پذیر ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مختصر عرصہ میں ایسا نظامِ حکومت و معاشرہ پیش کیا کہ دوسری قومیں سینکڑوں سال میں بھی نہ کر سکیں۔ ذرا غور تو کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہر چہار طرف ویرانہ، ہلاکت، ظلم، اندھیری مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ رومی سلطنت ہار گئی اور اہل فارس ناکام ہو گئے طویل جنگ و جدال جہالت کا دور دورہ تھا۔ قبائل عرب کی ناکامی اور اُن کی جہالت، کفر و ضلالت کو بھی پیشِ نظر رکھیئے۔ اس اثنار میں یہ نور نبوت کا شعلہ جلوہ گر ہوا اور دفعۃً پہلے ہی وہلہ میں عالم کو روشن کر دیا۔ بنیادی حقوق کی نشر و اشاعت، لوگوں کی تعلیم و تربیت دیکھتے دیکھتے مکمل ہو گئی۔

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مختلف انواع کے علوم کے سمندر بن گئے۔ علوم شریعت، عقلیات، حسابیات اور سیاسیات اور علوم ظاہر و باطن یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے اور بسم اللہ کی "ب" پر عشاء سے طلوع فجر تک بحث فرماتے رہے۔ حالانکہ اس وقت تک مروجہ معنوں میں ان حضرات نے ایک ورق بھی نہیں پڑھا تھا۔ نہ کوئی کتاب وغیرہ۔ جہاد فی سبیل اللہ سے انہیں فراغت نہ مل سکی حتیٰ کہ بعض اصولیین نے کہا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معجزہ بھی نہ ملا ہوتا تب بھی آپ کے صحابہ آپ کی نبوت کے اثبات کے لئے کافی تھے۔ ان حضرات نے قرآن کریم کا ایسا علم سیکھا اور سکھایا کہ تھوڑی مدت میں نفرتیں محبتوں میں بدل گئیں اور مثالی نمونہ بن کر دنیا کو دکھا دیا کہ مسلمان کی حقیقت کیا ہوتی ہے۔ اخلاق کی بلندی اور پاکیزگی۔ معاملات کی صفائی۔ سب کچھ ایک وقت میں ہر ایک میں سرایت کر گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زراعت صناعت اور تعلیم کو ایسا فروغ حاصل ہوا کہ آج تک لوگ اسی سے سیراب ہوتے چلے آرہے ہیں۔ تعلیم کا ایسا حکم فرمایا کہ اگرچہ کفار کے ملک میں ہو تو اسے حاصل کرو۔ جنگی حکمت عملی میں خندق کھودی گئی۔ مساجد میں قندیل و چراغاں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے شروع کیا۔ علوم و معارف کی اشاعت اور وظائف کی تقسیم۔ اخوت۔ صحت جسمانی۔ طب۔ علم تشریح۔ معاملات کے احکامات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبعی حکمت۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ سیرت۔ سیاحت۔ علم اکتشافات اور اختراعات اور ایجادات۔ علم نجوم و ہیئت۔ علم حساب۔ روایات اور قصہ گوئی۔ اقتصادیات مالیات۔ شماریات۔ کافر اور ذمی کے معاملات۔ امور داخلیہ اور خارجیہ۔ جنگ و صلح۔ حقوق زوجین۔ ہر حال اور ہر اس کام کا حکم صادر فرما دیا جو کہ متمدن اور مہذب لوگوں کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ پس جو شخص اس دین متین کی حقیقت کو پانا چاہے اس کے لئے اخلاق اور اعمال واجب اور فرض کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر عمل کے لئے آداب، حقوق اور فرائض مقرر فرمائے ہیں۔ رہن سہن کا طریقہ سکھایا۔ سفر حضر۔ خرید و فروخت۔ ازدواجی زندگی کی راحتیں بھی بتائیں۔ یہ سب نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ ہی نے سکھایا اور بتایا۔ جو سننے والوں کو تعجب میں ڈال دیتا ہے۔ تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے واسطے ہیں جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اور تمام جہانوں میں فوقیت عطا فرمائی۔ لہٰذا کتاب اللہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے زیادہ کوئی علم خیر نہیں ہے اور یہی تمام دنیوی اور اُخروی علوم کا سرچشمہ ہے اور اس کو وجوب شرعی پر حمل کیا ہے۔ پس جو بھی اس کی اتباع کرے گا اُس کی کامیابی کی دین و دنیا میں ضمانت ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ شریعت اسلامیہ کی ایک تہائی عبادات میں۔ اور اُن عبادات کا راز آپ کی جسمانی صحت اور اس کی کامیابی میں مضمر ہے۔ اور آپ کی روحانی زندگی کی ترقی کا راز صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل میں پوشیدہ ہے۔ باقی شریعت اسلامیہ کی دو تہائی آپ کے دنیاوی معاملات کے لئے ہے کہ انصاف کے کن امور کو اختیار کرنا ہے یا ان کو رد کر دینا ہے۔ بعض کاتبین نے کہا ہے کہ قرآن کریم میں کائناتی علوم کے بارے میں سات سو پچاس ۷۵۰ سے زیادہ آیات ہیں لیکن فقہ کے بارے میں صریح آیات ایک سو پچاس ۱۵۰ سے زیادہ نہیں ہیں۔ کئی طرق سے منقول ہے کہ تم میں سے وہ شخص بہتر نہیں ہے جو اپنی آخرت کی وجہ سے اپنی دنیا کو چھوڑ دے اور نہ دنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو چھوڑے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں کو حاصل کرے۔ اس لئے کہ آخرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کا بلاغ یعنی آخرت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور تم لوگوں پر بوجھ نہ بنو۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اس کے اخلاص کی وجہ سے دنیا دی گئی۔ اور وہ شرک سے محفوظ ہو۔ نماز قائم کرتا ہو۔ زکوٰۃ ادا کرتا ہو وہ اس حال میں مرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے۔ اور اگر کسی کو اُحد پہاڑ کے بقدر مال مل جائے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو اس کو کوئی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔ کوئی مال اس وجہ سے جمع کرتا ہے کہ اس سے قرض ادا کرے گا۔ صلہ رحمی کرے گا اور سوال کرنے سے بچے گا تو اس کے لئے اس میں خیر ہے۔ یہ نہ ہو کہ سارا مال صدقہ کر دے اور اس کا وارث لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔ سمجھدار آدمی کی دلیل یہ ہے کہ اپنے معاشی حالات کی اصلاح کرے۔ غرض کہ شریعت اسلامیہ نے حقیقی ثروت اور نتیجہ خیز عمل کی طرف رہبری کی ہے اور آپ کے لئے ایسی خوشگوار زندگی، اسلوب اور طریقے بتائے ہیں جو آج تمدنی عالم کے نظام کی بنیاد اور مادہ ہیں۔ اگر تمام تر نہ سہی اکثر تو یقیناً ہے۔ اور تم اے مسلمانو! غفلت میں بھٹکے پھر رہے ہو تعجب ہے کہ غیر مسلم تو اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہوں اور تم اس کو رد کر رہے ہو۔ تم کو چاہیئے کہ تم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرو۔

یہ کتاب ترتیب الاداریہ میں نے اس یقین کے تحت لکھی ہے کہ ہمارے مذہب کے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں مدینہ منورہ کو اسلامی شہر کن بنیادوں پر قائم فرمایا تھا اور آپ کے عہد مبارک میں کون کون سی شخصیات تھیں اور کس کس قسم کے علوم، تجارت، صنعتیں اور دستکاریاں موجود تھیں۔ صحابۂ کرام انسانوں کے قائد بن کر اُبھرے اس وجہ سے کہ قرآنی آیات جب اُترتی تھیں تو وہ ہمہ تن اس پر عمل کرتے تھے اور عمل کی گھاٹیوں سے گذر کر اس کو آگے چلانے کی نگرانی فرماتے تھے۔ راتوں کو جاگتے تھے (عبادات میں) اور دن کو دین کی خاطر مشقتیں اُٹھاتے تھے۔ یہ ایک مَلکوتی نظام آیا تھا جس کے سبب وہ صحابہ قائد ملّت اور ولی امر بنے۔ پس اُن کے مراتب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب کے مراتب حاصل کرنے کے بقدر تھے۔ حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا۔ ربّ العزّت نے حضور اقدس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبوت اور بادشاہت دونوں کو جمع کر دیا تھا۔ اس سے قبل کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا تھا۔ فتح مکہ کے دن ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا بھتیجہ تو بہت بڑا بادشاہ بن گیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ وہ تو نبوّت کی وجہ سے ہے اور دنیا نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس تحمل درگذر اور شانِ عبدیت کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ سے بھی بڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو عامل بنایا تو شریعت اسلامی کی نگرانی اور نبوت والے احکام کے مفہوم میں مقرر فرمایا نہ کہ بادشاہی کے طرز پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو عامل بنانا چاہا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے معذرت کر لی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس منصبِ عظیم کو تو اس شخص نے طلب کیا جو تم سے زیادہ بہتر تھے۔ پوچھا کہ وہ کون تھے؟ فرمایا وہ یوسف بن یعقوب علیہما السلام تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو نبی کے بیٹے اور نبی تھے اور میں اُمیمہ کا بیٹا ابوہریرہ ہوں اور آیت وَجَعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا سے اخذ کیا جاتا ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ دین کے بڑے مرتبہ طلب کرے مثلاً ولایت اور علم وغیرہ۔

اس کتاب کا مواد اور ماخذ صحاح ستّہ کے علاوہ درجنوں کتابیں ہیں۔ (جن کی فہرست بہت طویل چالیس ۴۰ پینتالیس ۴۵ صفحات میں حضرت مصنف نے درج کی ہیں۔ جن میں شیخ فخر الحسن گنگوہیؒ۔ حضرت صدیق حسن خاں صاحب بھوپالیؒ۔ شیخ ابوسعید الدھلوی اور حضرت مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی شامل ہیں پھر ان کتابوں کی تلاش میں اور چھان بین میں اور مطالعہ میں جس قدر مشقت، جانفشانی اور جگر سوزی فرمائی ہے وہ حضرت مصنفؒ ہی کا جگرا تھا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

القسم الاوّل

خلافت اور وزارت

خلافت :-

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی کا جانشین اور قائم مقام بنے۔ مصنفؒ کے نزدیک خلافت اس بڑی ریاست اور ولایت کو کہتے ہیں جو دین و دنیا کی نگہبانی کے لئے قائم ہو۔ خلفاء راشدین کے دور میں خلیفہ کے لئے امامت، خلافت، قضا اور حکومت لازم و ملزوم تھی اور انہیں کو امیر المؤمنین کا خطاب دیا جاتا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

ابن نحاس کی کتاب الصناعہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے پہلے خلیفہ تھے اور ان کو یوں خطاب کیا گیا "اے اللہ کے رسول کے خلیفہ[1]"۔ جب آٹھ دن تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز رہی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس اثناء میں وحی بھی آتی رہی، لیکن اس مسئلہ میں سب ہی خاموش رہے (راقم: گویا اسی کو سب نے قبول کر لیا)۔ علماء کی ایک جماعت

---

[1] وفات سے پہلے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو آیاتِ قرآنی سے ثابت کیا ہے بیہقی نے نقل کیا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ الآیۃ (مائدہ - ۵۴) اے ایمان والو! جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ عنقریب لاویگا ایسی قوم الخ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ابن حاتم اور ابن قتیبہ نے فرمایا کہ :-

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ الآیۃ (فتح - ۱۶) کہہ دیجئے پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر الخ

حجت ہے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ پر - جب عرب میں ارتداد پھیلا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے اُن کے خلاف جہاد کیا - آپ ہی نے اُن کے مقاتلہ کی دعوت دی حتیٰ کہ وہ لوگ دوبارہ اسلام لے آئے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ بعضوں نے آیت

سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ الخ (فتح - ۱۶) آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر بڑے سخت لڑنے والے۔ تم ان سے لڑو گے یا الخ

سے فارس اور روم کو مراد لیا ہے جن کی طرف صدیق اکبرؓ نے لشکر بھیجا تھا اور اس جہاد کی تکمیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔ اسی طرح

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ (نور - ۵۵) وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں انہوں نے نیک کام الخ

کو بھی انہوں نے خلافتِ صدیق پر منطبق فرمایا ہے - ابوالعباس بن شرح نے حضرت ابوالحسن اشعری سے سنا کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کو فرض قرار دیا گیا ہے اور سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ الخ میں خبر دی گئی ہے کہ اس سے اعراض کرنے والے کے لئے دردناک عذاب ہے۔ امام بیہقی نے ابن زعفرانی سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے بھی فرمایا کہ خلافت صدیق اکبر پر لوگوں کا اجماع ہے۔ ابوالعباس قرانی نے الفروق (ص ۱۸۲/۲) میں فرمایا کہ :-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ (زخرف ۔ ۴۴) اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا۔

سے مراد خلافت ہے۔ بعض علماء قیروان نے فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سب سے پہلے قرآن کو جمع فرمایا اور سب سے پہلے قرآن مجید کا نام "مصحف" رکھا۔ اور سب سے پہلے انہیں کو خلیفہ کہا گیا۔ امام احمدؒ نے ابوبکر بن ملکیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "خلیفۃ اللہ" کے لقب سے جب پکارا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں "اللہ کے رسول کا خلیفہ ہوں"۔ ہاں وہی سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ حالانکہ آپ نے فرمایا کہ میرا پیشہ میرے گھر کا خرچ اُٹھانے سے عاجز نہیں ہے۔ ہوا یوں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بازار جانے کے لئے نکلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ تو مسلمانوں پر امیر مقرر ہوئے ہیں۔ پس اُن کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور انہوں نے درمیانہ مہاجر کی حیثیت کے بقدر اُن کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

عتیق اور شیخ الاسلام کا لقب

حاکم نے کہا کہ سب سے پہلے "عتیق" کا لقب آپ ہی کو دیا گیا اور اسی طرح سخاوی نے کہا کہ شیخ الاسلام کا لقب سب سے پہلے آپ ہی کو ملا۔ شہاب احمد احلولو نے اپنی شرح جمع الجوامع میں کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ علی الاطلاق متفق ہیں۔ غرضیکہ "خلیفۃ رسول اللہ" کا لقب خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ اسی پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے۔ حافظ ابن حزم نے "لفظ العروس" میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اس خبر سے بھی ثابت ہے جس میں ہم نے اس عورت کا قصہ بیان کیا کہ اُس نے کہا کہ اگر میں دوبارہ آپ کی خدمت میں آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو کیا کروں گی؟ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے نہ پاؤ گی تو حضرت ابوبکر کو پاؤ گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامت

ابن جزی نے قوانین میں فرمایا کہ خلفاء اربعین کی امامت کے دلائل تین طرح سے ثابت ہیں:۔

① اوّل یہ کہ اُن سب حضرات کے اندر امامت کے شرائط علیٰ وجہ الکمال پائے جاتے تھے۔

② دوئم اُن سب کے ہاتھ پر بیعت ہونے پر تمام صحابہ کا اجماع ہے اور ان کی اطاعت پر سب متفق تھے اور اجماع صحابہ حجت ہے۔

③ اور تیسرے یہ کہ بہت سی آیات اور روایات اس پر شاہد ہیں اور اُن حضرات میں سے ایک ایک کی ہجرت اور بڑے بڑے مناقب اور فضائل پوری طرح واضح ہیں اور قرآن کریم میں اُن کی تعریف کا بیان ہونا اور اُن کے جنتی ہونے کی خبروں کا ملنا پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کرنا اور ان دونوں کی اقتدار کا حکم کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی حقیقت ہے جن کے لئے مزید دلائل اور ثبوت کی قطعی ضرورت نہیں۔

امیر المؤمنین

خلفاء راشدین میں سب سے پہلے "امیر المؤمنین" کا لقب بالاتفاق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔ یہ اس طرح پر کہ جب لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو "خلیفہ رسول اللہ" کا لقب دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "خلیفہ خلیفتہ رسول اللہ" کہنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ تکرار لفظ اُن پر ثقیل گذرا اور کثرت تکرار کی وجہ سے جس امتیاز کی ضرورت تھی وہ بھی باقی نہ رہی۔ لہٰذا بعض صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "امیر المؤمنین" کہنے پر متفق ہوئے۔ مثلاً ابو موسیٰ اشعری۔ عدی بن حاتم طائی۔ مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم۔ پھر لوگوں میں یہی عام ہو گیا۔ واضح ہو کہ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو اس لفظ سے مخاطب فرمایا جبکہ اُن کو ایک سریا (لشکر) کا امیر بنا کر روانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا۔

حافظ سیوطیؒ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ صحابہ اُن کو امیرالمؤمنین کے لقب سے پکارتے تھے۔ صرف اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لشکر کا امیر بنایا تھا اس کے بعد یکے بعد دیگرے ہر خلیفہ کے لئے یہ لقب (امیرالمؤمنین) علامت بن گئی اور اس لقب کو اختیار کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش شروع ہوگئی۔ خصوصاً بنی اُمیہ اور اس کے بعد بنی عباس کے امراء (یعنی ملوک) جو بغداد میں تھے۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ بنی عباس کی امامت پر محمد النفس الزکیہ کی امامت کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ وہ بنی عباس سے پہلے امامت پر فائز تھے اور اس لئے بھی کہ ان کی امامت ابوجعفر کی امامت سے زیادہ صحیح اور پہلے کی ہے (راقم: اسی سے اس لقب کو اختیار کرنے میں مسابقت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے)۔

حافظ السینی نے الدور القمیان میں اور مقری نے کنز الاسرار میں خود امام مالکؒ کی روایت موطا میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ابن خلدون نے بیان کیا کہ امام مالکؒ ہی ادریس کی (اموی) سلطنت کا سبب بنے۔ ادریس ہی نے اپنے تمام عمّال کو مالکی مذہب کی اتباع کا حکم فرمایا تھا۔ ابن جزی نے القوانین میں فرمایا کہ اندلس میں سب سے پہلے "امیرالمؤمنین" کے لقب سے عبدالرحمٰن بن محمد کو پکارا گیا۔ جن کا لقب ناصر اموی ہے المتوفی سنہ ۳۵۰ ھجری۔ امام سیوطیؒ نے بھی اس کی تائید کی ہے اور مزید فرمایا کہ دولت عباسیہ کو یہ لقب مقتدر کے دور خلافت میں سونپا گیا تھا۔ اس سے پہلے اُن کو صرف "امیر" کہا جاتا تھا۔ پھر جب بنی اُمیہ کے دور میں ملک وسیع ہوگیا اور مشرق میں عباسی بادشاہوں کا نظام مسلّط ہوا اور عجمی اُن پر غالب آئے اور ناصر نے بغداد میں خلفاء عباس میں ضعف محسوس کیا تو انہوں نے "امیرالمؤمنین" کہلائے جانے کا اعلان جامع قرطبہ میں جمعہ کے خطبہ میں سنہ ۳۱۶ ھ میں کر دیا اور اسی منشور کو اپنے عمّال میں نافذ کیا۔ پھر آگے آنے والوں کو بھی امیرالمؤمنین کا لقب وراثت میں ملتا رہا۔ حالانکہ وہ اس کے مستحق نہیں تھے۔ سلطنت عبیدین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پہلے بادشاہ عبیداللہ المہدی جب افریقہ پر حاکم ہوئے تو ان کو امیر المؤمنین کے لقب سے پکارا گیا۔ تاریخ دول اسلام کے مصنف نے کہا کہ مشرق ممالک، میں ان کے ہمعصر بنی عباس کے خلیفہ سے یہ زیادہ حقدار تھے۔ اسی طرح عبدالرحمٰن الناصر اموی اندلسی نے کیا۔ اس کے بعد پھر کسی نے اس کی جسارت نہ کی۔ نہ مشرق کے عجمی بادشاہوں میں سے اور نہ مغرب کے ملوک بربر میں سے کیونکہ یہ لقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ جو خلیفۂ اعظم تھے اور قریشی تھے۔ اسی اثناء میں مرابطین کی حکومت آگئی ان میں ایک یوسف تاشفین تھے۔ ان کی حکومت بہت وسیع تھی ایک مرتبہ انہوں نے خلفاء عباسی کو ادب و احترام کی وجہ سے "خلیفہ اور امیر المسلمین" کے لقب سے مخاطب کیا معتمد بن عباد جو اندلس کے بادشاہ تھے ان کو بھی اسی لقب سے پکارا گیا۔ پھر یہ لقب عام ہو گیا۔ واقعہ الزلاقہ (۴۷۹ھ) میں ابن ابی ذرع سے گفتگو کی تو خود بھی اپنا نام "یوسف بن تاشفین امیر المسلمین" ظاہر کیا۔ (فرمانی کی کتاب اخبار الاول و آثار الاولی میں ہے کہ دولت موحدین کے بانی عبداللہ بن یٰسین کا نام ابوبکر بن عمر رکھا گیا تھا) خلفاء عباسی نے بھی اس کو تسلیم کیا اور مرابطین کا شعار امیر المسلمین کا لقب بن گیا۔ عجیب بات قابلِ ذکر یہ ہے کہ فتح الباری کے باب ائمہ قریش میں خوارج کے ایک مقتدار کا نام "امیر المؤمنین" ذکر کیا گیا ہے اسی طرح حجاز میں خوارج کے علاوہ جنہوں نے حکومت کی ان کو بھی امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا۔ جیسا کہ ابن اشعث کو دیا گیا تھا۔ پھر اس کے بعد جو بھی حاکم ہوتا تھا اُسے صرف خلیفہ ہی کہا جاتا تھا اور وہ قریشی نہیں ہوتا تھا۔ جیسا کہ بنی عباد وغیرہ اندلس میں اور عبدالمومن مغربی ملکوں میں تھے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جب مرکنیہ میں حکومت قائم ہوئی تو خلیفہ یا امیر المؤمنین کا لقب ختم ہو چکا تھا۔ آثارِ قدیمہ میں بادشاہوں کے نام کے ساتھ "امیر المسلمین" کا لقب مکتوب ہوتا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دور آیا جب بغداد کی خلافت ختم ہو گئی اور ہر چہار طرف متعدد امارات قائم ہو گئیں تو

لہ امیر المسلمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت کے بادشاہوں نے امیر المؤمنین کا لقب اختیار کرنے میں وسعت پیدا کی۔ خصوصاً ابو العباس منصور اور دولتِ سعدیہ نے ترکی کے عثمانی بادشاہوں کے احترام میں یہی لقب اختیار کیا۔ اُن کا اولیاء ہونا اور عمر رسیدہ ہونا مزید نعمت ہے۔ مستظہر عباسی، خلفاء بنی عبدالمومن اور آلِ حفص کو امیر المؤمنین کا جو لقب دیا گیا وہ بھی دین و اتباع سنت کی نسبت سے تھا۔ اس کے بعد دینی مراسم سے تساہلی کی وجہ سے خلیفہ کی اطاعت میں لوگوں کی ہمت پست ہو گئی تو پھر مذہب بداوۃ۔ سزاجہ اور متونہ کی اتباع میں زنّانہ کو امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا لیکن مصر کی دو مطبوعات کے مطابق اُن کا لقب "امیر المسلمین" بتایا گیا ہے۔

شرعی اور اصطلاحی حیثیت سے خلیفہ، بادشاہ، اور سلطان کا فرق

خلیفہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر آپ نے مسلمانوں کی سرزمین سے درہم لے لئے خواہ تھوڑا یا بہت پھر اس کو ناحق جگہ میں استعمال کیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں ہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے عبرت حاصل کی۔

بادشاہ

اسی طرح امام سیوطیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟ کسی نے کہا کہ خلیفہ صرف حق کو لیتا ہے اور حق میں ہی خرچ کرتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ بالکل ایسے ہی ہیں۔ اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے پس کسی سے لیتا ہے اور کسی کو دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

سلطان

علی بن سعید نے فرمایا سلطان کا اطلاق بادشاہ پر نہیں ہوتا بلکہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان اعلیٰ ہوتا ہے۔ جس کی ولایت میں بہت سے بادشاہ ہوتے ہیں یعنی وہ بادشاہوں کا سردار[1] ہوتا ہے۔ جیسے مصر، یا شام یا افریقہ یا اندلس اور اس کے پاس دس ہزار گھوڑے سوار لشکر ہوتا ہے اگر اس سے زیادہ ہو جائے

سلطان اعظم یا سلطان السلاطین

تو وہ سلطان اعظم یا سلطان السلاطین کہلاتا ہے جیسے سلجوقی بادشاہ۔ تفصیل کے لئے حسن المحاضر اور تاریخ الترمانی ملاحظہ فرمائیں ص۲۲۱ واللہ اعلم۔

مسلمانوں میں انحطاط اور امیر المؤمنین کی ذمہ داریاں

جب سے مسلمانوں میں مال کی محبت پیدا ہو گئی، شراب نوشی، ریشم اور سونے کا استعمال کثرت سے ہونے لگا اور خلافت کی جگہ بادشاہت کو فروغ ہونے لگا، ظلم عام ہو گیا۔ اُن چیزوں کا ارتکاب کیا جن کے مسلمان مامور نہیں تھے۔ اور وہ کام کرنے لگے جن سے اُن کو روکا گیا تھا تو وہ قوم عجم سے مدد طلب کرنے لگی۔ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں عبداللہ بن مروان کی مثال ایک نمونہ ہے کہ جب وہ بلاد نوبہ کی طرف فرار ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے عزت کو چھین لیا اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر ذلت مسلط کر دی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

(بنی اسرائیل۔ ۱۶)

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر جب لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔

اس ضمن میں صاحبِ کتاب نے چند تصانیف کا حوالہ دیا ہے جو خلافت کے مقام اور امامت کے بارے میں معرکۃ الآرا ہیں۔ مثلاً مسعودی کی مروج الذہب ابن خلدون کی مقدمۃ العبر، مسند صحیح الحسن خطیب بن مرزوق وغیرہ اکثر کتب

---

[1] شہنشاہ کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ ریاض الصالحین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ خدیو مصر میں موجود ہیں۔

خلافت اور بادشاہت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے ایک اور لطیفہ بیان فرمایا :۔

ثعلبی کی کتاب ثمار القلوب میں ہے کہ ابوالفتح البستی نے میرے اس قول کو جو کتاب المسیح الملک میں درج ہے پسند فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ خلافت اللہ کی طرف سے ہے اس کے بندوں اور اس کے بادشاہوں کے درمیان اور خلافت اللہ کی مخالفت کے ساتھ کبھی قائم نہیں رہ سکتی۔

ابوعبداللہ المقری النلسمانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض فقراء نے مسلمان بادشاہوں کے زوال اور بدنصیبی کے متعلق پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہے کہ ان کو سخاوت کے راستوں کا الہام نہیں ہوتا بلکہ وہ دنیا میں مغرور ہو گئے ہیں اور آخرت سے غافل ہو گئے، نہ وہ کسی مومن سے محبت کرتے ہیں نہ ان کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ ابوعبداللہؒ نے جواب دیا کہ ہماری شریعت میں بادشاہ نہیں ہوا کرتے بلکہ بادشاہ ہم سے پہلی شریعت میں ہوا کرتے تھے۔ اس کی تائید میں فرمایا کہ بنی اسرائیل پر احسان جتلاتے ہوئے رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ :۔

وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا (مائدہ۔۲۰) اور کر دیا تم کو بادشاہ۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا :۔

قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا (بقرہ۔۲۴۷) بیشک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے :۔

وَهَبْ لِي مُلْكًا (ص۔۳۵) اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی۔

اور ہمارے لئے محض خلافت مشروع ہوئی ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ تھے جیسا کہ لوگوں نے اُن کے علوئے مرتبت اور حال و قال سے اُن کو سمجھا اور اس پر اجماع کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور بادشاہت کے اس راستہ کو چھوڑا جس کو بیٹا، باپ کی وراثت سے حاصل کرتا ہے اور اس خلافت کو پسند کیا جس میں نظر ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار ہے (یعنی اہلیت و صلاحیت اس ذمہ داری کے اٹھانے کی ہے) پھر اہلِ شوریٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق ہو گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو اپنے بیٹوں کی طرف منتقل نہیں کیا کیونکہ آپ بادشاہ نہیں تھے (خلیفہ تھے) اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس وقت خلافت ملی جب آپ جیسی شخصیت کا ہم عصر نایاب ــــــ تھا۔ پس اُن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی حق کو خواہش پر ترجیح دی اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ اس کے بعد اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ اس کے بعد میں آنے والے حضرات کا اقتدار اور ان کی خلافت علی منہاج النبوۃ نہ رہی۔ مجاہدہ اور مشقت والی زندگی کو نرم، نزاکت اور آسان طلبی والی زندگی سے بدل ڈالا (ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ترجمہ: سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے۔ (النحل ۱۱۹) پس خلافت وراثت بن گئی۔ پھر جب اُن میں سے وہ صفات بھی نکل گئیں تو بادشاہت بھی نہ رہی تو پھر دوبارہ خلافت آگئی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے اس لئے کہ سلیمان نے مسلمانوں کے حق کو ترجیح دی اور اپنے سوتیلے بھائیوں کو نظر انداز کیا (اعراض کیا)۔ ان کو لوگوں کی اجماع کا ادراک تھا۔ خلیفہ کے علاوہ کوئی بھی صراطِ مستقیم پر نہ چل سکا۔ بہرحال بادشاہوں کے احوال میں نے بیان کر دیئے کہ اُن میں سے بہت کم استقامت کے راستہ پر قائم نہ رہ سکے اور اکثر حالات ناخوشگوار ہی رہے۔

(کتاب البیع لابی الفتح)

حافظ نے کتاب الاحکام کے اول میں بعض تابعین کا قول نقل کیا ہے کہ جو بنی اُمیہ کے کسی حاکم نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو میری اتباع کا حکم نہیں دیا؟ ربّ العزّت کا ارشاد ہے وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ الخ اور حکم مانو حاکموں کا جو تم میں سے ہوں (نساء ۵۹) تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تم نے حق کی مخالفت کی تو اللہ نے تم سے اطاعت کو چھین لیا؟ اور ربّ العزّت کا یہ ارشاد پیش کیا۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الخ (نساء ۵۹)

پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے الخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طیبی نے کہا کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں فعل کو مکرر لانے میں اطاعت رسول کی مستقل اطاعت کی طرف اشارہ ہے اور اُولِی الْاَمْرِ میں جو فعل کا اعادہ نہیں کیا اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ بعض امراء ایسے بھی ہوں گے جن کی اطاعت واجب نہیں۔ پھر اس کے بعد فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ کو ذکر کیا گویا کہ یہ کہا گیا کہ اگر وہ حق پر عمل نہ کرے تو اس کی اتباع مت کرو (اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم میں جس نے مخالفت کی اس کو رَد کردو)۔

وزارت کے بیان میں

الوزیر

احکام القرآن میں قاضی ابوبکر بن عربی نے فرمایا کہ وزیر وہ ہے جس کے دین پر اور عقل پر وثوق ہو اور خلیفہ اپنے ضروری اُمور میں اس سے مشورہ کرے۔ اس کی تصریح ابن عربی نے سراج المریدین والاحکام تبحسین میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روئے زمین پر بسنے والوں میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔ اس کتاب کے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ قوانین ابن جزی میں بھی اس کی تائید موجود ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں اُن کو یہ مرتبہ دیا جا چکا تھا اور اسی وجہ سے آپ کے بعد اِنہیں کو خلیفہ منتخب فرمایا۔ ابن مسیبؒ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام امور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ فرماتے تھے۔ آپ اسلام میں، نماز میں، یوم بدر میں، سائبان (عریش) میں اور قبر میں ہر جگہ دوسرے نمبر پہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو آپ پر مقدم نہیں فرماتے تھے بہت سی احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لئے سچا وزیر مقرر فرماتے ہیں تاکہ بھول چوک ہو تو اسے یاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائے اور اس کی اعانت کرے۔ (نسائیؒ۔ ابوداؤد اور بیہقی کی سند کے ساتھ مناوی نے اس کو حسن بتایا حافظ عراقی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ الفنجانی نے شرح ابوداؤد میں فرمایا سیاسی امور کی ضرورت کے وقت وزیر بنانا مستحب ہے۔

آجریؒ نے اپنے اربعینیہ میں عبدالرحمٰن بن خدیج بن ساعدہ سے مرفوع بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے مجھے انتخاب فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو منتخب فرمایا اور اُن میں بعضوں کو میرے لئے وزیر بنایا، بعضوں کو انصار بنایا اور بعضوں کو خسر۔ پس جو شخص اُن کو گالی دے، اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت۔ نہ اس کا کوئی عمل (نفلی) قبول ہوگا اور نہ فرض عمل قبول ہوگا۔ اور حافظ سیوطیؒ نے "انموذج اللبیب فی الخصائص الحبیب" میں اس کو ذکر کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار وزراء سے تائید حاصل کی۔ جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ۔

ایک روایت میں ہے کہ ہر نبی کے ساتھ سات سات وزراء منتخب ہوا کرتے تھے اور وزراء اور رفقاء بھی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو چودہ[۱۴] نجباء دیئے گئے تھے اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

① حضرت حمزہ ② حضرت ابوبکر ③ حضرت عمر ④ حضرت علی ⑤ حضرت جعفر ⑥ حضرت حسن ⑦ حضرت حسین ⑧ حضرت عبداللہ بن مسعود ⑨ حضرت سلمان ⑩ حضرت عمّار بن یاسر ⑪ حضرت حذیفہ ⑫ حضرت ابوذر ⑬ حضرت بلال اور ⑭ حضرت مصعب رضی اللہ عنہم۔

استیعاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایت موجود ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں جب اسلام آیا تو خلافت کا نظام رائج ہوگیا وزیر کا تقرر ایک امر طبعی ہے۔ انتظامی امور میں مشورہ لینا، فسادات کے تمام عناصر کو کچلنا وغیرہ اُس کی سپردگی میں ضروری ہوتا ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے مشورہ فرماتے تھے اور عوام اور خواص کے امور مہمات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ان کے سپرد فرماتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا معاملہ دوسروں سے بالکل الگ تھا۔ اُن کو خاص مقام حاصل تھا۔ حتیٰ کہ عجمی ممالک مثلاً کسریٰ، قیصر اور نجاشی بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر کہا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیثیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔ اور اسی طرح حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔ واضح رہے کہ عرب اس لفظ وزیر سے واقف نہیں تھے بلکہ جب عجمیوں کے ساتھ ان کا اختلاط بڑھا تو یہ لفظ رواج میں آیا۔ ابن خلدون کے بیان کا یہی مفہوم اور حاصل ہے۔

قلقشندی نے صبح الاعشیٰ میں قضاعی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے وزیر کا لقب ابوسلمہ حفص بن سلیمان الخلال کو دیا گیا، جو بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابوالعباس السفاح کے وزیر تھے۔ بعد میں وزیر بنانے کا طریقہ جاری ہوگیا۔ ویسے خاص طور پر قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے تذکرہ میں "الوزیر" کا بھی ذکر آتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ۔ (طٰہٰ۔۲۹) اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا (فرقان۔۳۵) اور کر دیا ہم نے اس کے ساتھ اس کا بھائی ہارون کام بٹانے والا۔

بس اس میں غور کیجیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازداروں کا ذکر

تاریخ بغداد میں خطیب نے سنن نسائی سے نقل کیا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے اور مصنفؒ نے اسد الغابہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ سے کہا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے، خصوصًا منافقین کے بارے میں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میرے امراء میں سے کوئی منافق ہے؟ فرمایا ہے مگر نہیں بتاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حاکموں میں سے ایک کو معزول کر دیا (غالبًا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اشارہ پاکر)۔

بارگاہِ رسالت میں اجازت لینے کے بیان میں

مسلم شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے تو بہت سے لوگ دروازہ پر اجازت کے منتظر تھے۔ آتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے تو انہیں اجازت مل گئی۔ انباء الانبیاء میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کم سن تھے لوگوں کے لئے اجازت طلب فرماتے پھر جو حکم صادر ہوتا اس پر عمل کرتے تھے۔ اس میں دلیل ہے کہ بچوں کے واسطے بلا اذن داخل ہونے کی اجازت ہے۔ صحیح میں اور ابن جماعہ کے مختصر السیر میں ہے کہ رُباح نام کے ایک سیاہ فام غلام اجازت لینے پر مقرر تھے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کے بالاخانہ میں تھے۔ اسی طرح ایک اور آزاد شدہ غلام حضرت آنسہؓ تھے جن کی کنیت ابو بشر ہے اور انہیں کو ابا یسروح بھی کہا جاتا تھا۔ اس کو مصعب اور زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کیا ہے۔

اصابہ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ایک آزاد شدہ غلام "اسد" دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کے لئے اجازت مانگنے پر مامور تھے۔ استیعاب اور اصابہ میں ہے کہ حضرت "رباح" بھی بغیر اجازت اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض وفود کو ملاقات کی اجازت سے روکنے کا ذکر

اِصابہ میں عائذ بن سعید الجبری سے منقول ہے اور ابراہیم الحربی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ ایک وفد لے کر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو ضحاک بن ثفیان اور ابن ذی المجنیہ الکلابی وہاں پہلے سے اجازت کے منتظر تھے اور اجازت نہیں ملی تھی وفد کے ایک شخص نے جن کا نام مالک تھا بلند آواز سے عرض کیا کہ ہمارے تھکے ہوئے وفد کو حضور کی خدمت میں آنے کی اجازت دی جائے۔ پس اُن کو اجازت فرمائی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وفود کو روک بھی دیا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربانوں کا ذکر

صبح الاعشیٰ میں ہے کہ دربان کا کام برائے ملاقات آنے والوں کے لئے اجازت طلب کرنے سے متعلق تھا نہ کہ مظالم یا تعدی میں محافظ کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربان آزاد کردہ غلام ابو آنسہ تھے۔ قضاعی نے تاریخ الخلائف میں کہا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دربان کا نام "شدید" یعنی سخت رکھا جاتا تھا اور آپ کے آزاد کردہ غلام کا نام شریف تھا وہ آپ کے دربان تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربان کا نام برق (یرقا) تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دربان کا نام حمران تھا اور دوسرے کا نام نائیل تھا یہ دونوں آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دربان کا نام "قنبر" تھا اور دوسرے کا "بشر" تھا یہ دونوں آپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

وہ حدیث جس میں ایک عورت ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔ اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں جب معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو پشیمانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی تو کسی دربان یا چوکیدار کو نہ پایا اور معذرت کی۔ الحدیث (لم تجد عندہ بوابین) لیکن یہ حدیث اس بات کے منافی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں کوئی دربان ہوتا ہی نہ تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دربان ہوتا تھا۔ بیر اریس کے قصہ میں ہے کہ میں دروازہ کے پاس بیٹھ گیا کہ آج ضرور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا۔ اسی میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا اجازت مانگنا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر ایک کے بارے میں یہ ارشاد فرمانا کہ اُن کے لئے دروازہ کھولو اور ان کو جنّت کی خوش خبری دو دربان کی موجودگی کا بیّن ثبوت ہے۔ ابی عوانہ کی روایت میں ہے کہ دروازہ پر مالک رہو میرے پاس کوئی آنے نہ پائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جس وقت حضرت رباح اسودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت چاہی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایلاء فرمایا ہوا تھا۔ (یعنی ان کے پاس ایک ماہ تک نہ جانے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔ یہ دلیل اس بات کے لئے کافی ہے۔

حافظ نے کہا کہ اس میں حاکم کے لئے خلوت کے وقت دربان مقرر کرنے کا جواز ہے۔ اگر دربان، صاحبِ خانہ سے اجازت کسی کے لئے طلب کرے اور وہ اس کی قدر و منزلت یا مصلحت کی وجہ سے سر جھکا لے اور خاموش ہو جائے تو اسے عدم اجازت ہی سمجھا جائے گا۔ تین مرتبہ سے زیادہ اجازت طلب نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کئی مرتبہ اجازت طلب کرنا واقعہ ایلاء میں اتفاقی امر ہے جو خاص حالتِ خلوت پر محمول ہے۔

صحابہ کے زمانہ میں تو امراء کی جو تعظیم و تکریم کی جاتی تھی وہ دین اور ہجرت کرنے والوں کے سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی نسبت سے تھی۔ اس کے بعد تو وہ سارا نظام ہی مختل ہو گیا۔ اب جو دوسرا نظام شروع ہوا تو لوگ صورت (یعنی ذات کی نہ کہ صفات کی بلکہ یوں سمجھیئے کہ) لوگ صرف لباس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور چال چلن، رہن سہن کی تعظیم کرنے لگے۔ پس صورتوں کی تعظیم حصول مصالح کے لئے قرار پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جَو کی روٹی نمک سے کھالیا کرتے تھے لیکن اپنے حاکموں کے لئے ہر روز نیہ آدھی بکری مقرر فرمایا۔ اس وجہ سے کہ لوگ عامل کی توہین اور مخالفت کی جرأت کرنے لگیں گے پس ضرورت کے پیش نظر ایک ایسا نظام قائم کیا تاکہ شریعت محفوظ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استفسار پر جواب دیا کہ ہم ایسی سرزمین میں زندگی بسر کرتے ہیں جس میں اعلیٰ قسم کے لباس فاخرہ اور شاہی چال چلن کی ضرورت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کو اپنی حالت معلوم ہے، اگر واقعی ضرورت ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ پس بعض احوال ان تغیرات کے موجب بنے۔ المہنج میں منجور نے اس کا اقرار کیا ہے کہ امامت میں امامتِ کبریٰ اور صغریٰ دونوں کو شامل کریں تو بہتر ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام

عامری نے بہجۃ المحافل میں خادم اور خادمہ کی تعداد گیارہ تک شمار کیا ہے۔ مختصر السیر میں ابن جماعۃ نے جو ذکر کیا ہے ان میں سے ابو ہمزہؓ، انس بن مالکؓ، ہندؓ، اسماء بنت حارث السلمانؓ اور ربیعہ بن کعب اسلمیؓ ہیں۔ ابوالفرج ابن جوزی نے مختصر الحلیلہ میں اور استیعاب میں اور مسلم شریف میں اور شرح مواہب میں حضرت ربیعہ اسلمی کے بارے میں کہا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر رات گذارتے تھے، وضو کا پانی لاکر دیتے تھے۔ غرضیکہ ہمیشہ اخیر وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں آپ کی رفاقت کے طالب ہوئے تو آپ نے فرمایا سجدوں کی کثرت سے میری اعانت کرو۔ دُرّ الصحابۃ المہاجر میں واضح کیا ہے کہ حضرت ام سلمیؓ کے آزاد کردہ غلام کی کنیت ابو حذیفہ تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم کی پانچ سال خدمت کی کبھی نہ پوچھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ کام کیوں کیا یا کیوں نہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی

بہجۃ المحافل میں ۱۳ تک شمار کیا ہے اور سات باندیاں اُن میں سے زید[۱] بن حارثہ، اُسامہ[۲] بن زید، ابو الحنشہ[۳]، انیسہ[۴]، شقران[۵]، رباح[۶]، یسار[۷]، ابو رافع[۸] القبطی، واقد[۹]، ابو واقد[۱۰]، ہشام[۱۱] بن ضمیرہ، ابو عبیدہ[۱۲]، ابو ہند[۱۳] انجشہ، ابو لبابہ[۱۴]، رویفع[۱۵]، ابو مُہیبہ[۱۶] کرکوہ، زید[۱۷]، ھلال[۱۸] بن لیسان، طہمان[۱۹] سلمیٰ[۲۰]۔

مواہب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کی تعداد ۴۳ تک پہنچتی ہے اور باندیاں ۱۱ تھیں۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ موالی سب بہ یک وقت موجود نہیں رہتے تھے۔ کوئی کسی وقت کوئی کسی وقت واللہ اعلم۔ نور النبراس اور سمط الجوہر الفاخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ علالت میں ۴۰ غلام آزاد فرمائے۔ زمانہ قریب کے محدث نور الحسن خاں (فرزند امیر صدیق حسن خاں) نے اپنی شرح بلوغ المرام میں ۶۳ کی تعداد لکھی ہے۔ اور فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۶۹ غلام آزاد فرمائے۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی غلام آزاد فرمایا۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ۷۰ غلام آزاد فرمائے (حاکم)۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۲۰ غلام آزاد فرمائے۔ اور حکیم بن حزام نے سو غلام آزاد فرمائے جن کی گردن میں چاندی کا طوق ڈالا گیا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار غلام آزاد فرمائے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد فرمائے۔

خواب استراحت سے اُٹھانے اور غسل کے وقت پردہ کا اہتمام کرنے والوں کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند سے اٹھاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے تو غسل کے لئے پردہ کا اہتمام کرتے تھے اور سفر کے وقت کجاوے کو تیار کرتے تھے اور خود پا پیادہ ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ستر کا اہتمام کیا۔

گھریلو ضروریات کی خدمت انجام دینے والوں کا بیان

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں خلوت میں تشریف لاتے تو درون خانہ گھر کے لوگ خدمت انجام دیتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اسی طرح تصریح کی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاتون سے خدمت لینا

حضرت اُم ایمن فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نیند سے بیدار ہوئے اور گھر کے ایک گوشہ میں ایک مٹی کے برتن میں پیشاب فرمایا۔ پس رات کو میں اٹھی مجھے پیاس لگی تھی میں نے اس برتن میں سے پیاس بجھائی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس میں کیا ہے۔ صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے اُم ایمن اس برتن کو لے جا کر انڈیل دو۔ میں نے عرض کیا واللہ وہ تو میں نے پی لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ پھر فرمایا بخدا یاد رکھو تمہارے پیٹ میں کبھی تکلیف نہیں ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہودی غلام سے خدمت لینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ بیمار ہو گیا تو اس کی عیادت (تیمارداری) فرمائی اور اس پر اسلام کو پیش کیا۔ وہ مسلمان ہو گیا اور عبدالقدوس نام رکھا گیا۔ حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک مجوسی غلام کو قرآن پاک کا نسخہ دیدیا کرتے تھے وہ اس کو ہانڈی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٹکانے کی چیز سے اٹھا لیتا تھا۔

حافظ شامیؒ نے کچھ اور احادیث ذکر فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات اپنی بکری کا دودھ خود دوھ لیا کرتے تھے اور اپنے کپڑے سی لیا کرتے تھے اور ذبیحہ بکری کی کھال اتار لیا کرتے تھے۔ غرضیکہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خدمت خود انجام دے لیتے تھے کبھی خدّام اور کبھی مشترک طور پر۔

اُن کاموں کا بیان جن کو کبھی کسی خادم کے سپرد نہیں فرمایا کرتے تھے

دو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے سپرد نہیں فرماتے تھے۔ ایک آخری رات کا وضو اور دوسرا سائل کو خود مرحمت فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ)

بیان ان حضرات کا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اُن کی خدمت فرمائی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وفود سے بشاشت کے ساتھ ملنا اپنے لئے راحت سمجھتے تھے۔ نجاشی کا وفد طٰہٰ آیا تو بنفسِ نفیس اُن کی خدمت کو انجام دیا اور صحابہ سے فرمایا خدمت اور اکرام کرنے کا میں ہی زیادہ حق دار ہوں مہاجرین اور وفود کے اژدھام کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ کشادہ روئی سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ عرب وفود کی بڑی کثرت ہو گئی حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو غمزدہ اور پریشان کر دیا تو آپ نے اپنی چادر جو اُن کے ہاتھ میں تھی تھما کر جلدی سے اندر داخل ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں بھی بشر ہوں (کبھی کبھی) تنگ آجاتا ہوں۔ لہٰذا جو مومن میرے پاس آکر مجھ سے زیادہ جلدی کرے تو اس جلدی کو میں اس کے لئے معاف کر دوں گا۔

محکم دلائل سے مزین.متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اُن حضرات کا ذکر جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ اٹھانے کا شرف حاصل تھا

عربی میں تکیہ کو "الوِسَادَۃ" اور "مُتَّکَأ" بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ اُٹھانے پر مامور تھے۔

بعض آنے والوں کے واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تکیہ (متواضعًا) ان کے قریب کر دیا کرتے تھے

ایک مرتبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا تکیہ ان کے قریب کر دیا۔ اسی طرح عدی بن حاتمؓ مسجد میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو گھر لے گئے تو ان کے لئے تکیہ آگے کر دیا اور خود زمین پہ بیٹھ گئے۔ اس پر حضرت عدی رضی اللہ عنہ (فرطِ تعجب میں) فرمانے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ زمین پہ اپنی بڑائی جتلانا نہیں چاہتے، نہ فساد پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد عدی اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا باعزت شخص (لیڈر) آئے تو اس کی عزت کرو۔ حافظ سیوطیؒ نے کہا کہ سات چیزوں کو (رد نہ کرنا) قبول کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ شیرینی[1] - دودھ[2] - تیل[3] - تکیہ[4] - ہر وقت[5] احتیاج کی چیز - خوشبو[6] - پھول[7] طبقات شعرانی میں ہے کہ زمزم مثل خوشبو کے ہے۔ ابو بکر کسانی کی کتاب البدائع فی اصول الشرائع میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کسی ولیمہ میں حاضر ہوئے پس آپ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ) ایک ریشم کے تکیہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعلین شریف اٹھانے والے حضرات کا ذکر

مختصر السیر اور مواہب میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف اٹھایا کرتے تھے۔ جب آپ کہیں تشریف لے جاتے تو پہنا دیا کرتے تھے اور جب تشریف فرما ہوتے تو آپ کے پہلو کے قریب رکھ دیا کرتے تھے اور مسواک، تکیہ اور وضو کا پانی کی بھی خدمت فرماتے تھے۔ ایک جماعت نے جن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں، بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں اور وضو کے لوٹے کی خدمت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبِ نعلین ہونے کے بارے میں بیش بہا تحریریں اور اور اشعار موجود ہیں جن میں سے امام زرقانی۔ ابن جماعۃ۔ شیخ البشر املسی محمد بن یحییٰ۔ حافظ ابن حجر۔ امام بیضاوی۔ امام ترمذی۔ المقری۔ بومیری قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح خود نعلین مبارک کے متعلق مستقل تصانیف ہیں جو کم و بیش پچاس تک پہنچتی ہیں (جن کا مطالعہ بڑی عرق ریزی سے مصنف موصوف نے کیا ہے اور حوالہ جات درج کیئے ہیں)۔ جن میں سے کتاب ابنہ غازی علی الصحیح ابوالیمن بن عساکر۔ سراج بلقینی و البتہی۔ الشمس محمد بن عیسیٰ المقری۔ امام ابوالعباس تلسمانی ہیں (آپ کی ایک تالیف عمامہ نبویہ کے بارے میں بھی ہے)۔ ایک کتاب مختصر رضی الدین ابوخیر عبدالمجید القادری الھندی کی ہے جو ہندوستان میں طبع ہوئی۔ دوسری کتاب مختصر ابی الحسن علی بن سلیمان الدمنتی کی ہے۔ تیسری کتاب مختصر ابوالمحاسن یوسف النبہانی۔ اس کے علاوہ ایک کتاب عبداللہ بن محمد بن ھارون الطاوی القرطبی کی ہے۔ جو اشعار میں لکھی گئی ہے۔ یہ سب اس موضوع پر قابلِ ذکر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کو دبایا/سہلایا

سیرت الشامیہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک حبشی آپ کی پیٹھ دبا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے پیارے رسول یہ کیا ہے؟ فرمایا کل مجھے اونٹنی نے گرا دیا۔ اور دوسری روایت میں ہے فرمایا اونٹنی نے مجھے تھکا دیا۔ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ قریب ہو جاؤ اور میری پیٹھ کو ذرا سہلا دو۔ میں آپ کے قریب آیا اور میں نے آپ کی پیٹھ کو سہلا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسانے والوں کا ذکر

اصابہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ جن کا لقب حمار تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی یا شہد کی کپی ھدیہ میں پیش کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد جا کر اس کے مالک کو لے آتے تھے پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا تھا کہ اس کپی کی قیمت ادا فرما دیجئے۔ حافظ نے کہا کہ اس قسم کے واقعات حضرت یعمان اور لیبو بیط بن حرملہ عبدری کے متعلق بھی آئے ہیں۔ مختصر السیر میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کل میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جب میں نے رکوع کیا تو خون ٹپکنے کے ڈر سے میں نے ناک پکڑ لی پس آپ ہنس پڑے۔

اپنے بچوں سے دل لگی کرنے کا بیان

حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہ نے اور دوسروں نے روایت فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جمع فرمایا جس میں، میں اور عبداللہ اور قثم اور ایک فرد تھے آپ نے اپنے سامنے کی جگہ کو کشادہ فرمایا اور فرمایا کہ جو دوڑ میں سب سے آگے نکل جائے گا اُسے (انعام میں) فلانی چیز ملے گی اس میں اور بھی بہت سے بچوں کا ذکر ہے جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

وفود کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آداب و سلام سکھانے والوں کا بیان

وفد ثقیف کے امیر عبد یالیل جب مدینہ منورہ پہنچے تو شہر کے ایک بلند مقام پر اُترے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے امیر کو ساتھ لے کر جلدی سے آگے بڑھے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی خوش خبری سنائیں۔ راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ پہلے مجھ سے باتیں کرلیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جائیں۔ وفد کے ہمراہ اطمینان سے نماز ظہر پڑھی اس کے بعد ان کو (حاضری کے آداب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے کا طریقہ سکھلایا۔ پھر بھی انہوں نے (اپنی لاعلمی سے) زمانۂ جاہلیت والا سلام کیا۔ (ابن قیم ص۴۵۸ ج۲ اور مواھب ص۲ ج۴)۔

مولیٰ ابوالسعود حنفی کی تفسیر میں ہے کہ جب کوئی وفد آتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی کو مقرر کر دیتے جو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کرنا سکھاتا اور سکون و وقار سے رہنے کے آداب سکھاتا تھا۔

دوسرے قسم کے موضوعات

اس باب میں ان حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہے " جنہوں نے فقہ کو عملی شکل میں اور عبادات کو عملی میدان میں پیش کئے۔ اور وہ حضرات کہ جن کو مساجد کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اور وہ حضرات جو پاکیزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کی اشاعت اور اس سے متعلق ذمہ داری اُٹھاتے تھے۔ اور جن کو حج کے موقعہ پر امیر بنایا گیا۔ اور دوسرے اعمال کی ذمہ داریاں دی جاتی تھیں اور اُن میں اکثر وظیفہ بھی مقرر کیا جاتا تھا۔

الفوائد میں ہے کہ مناصب و پیشہ کے موظف بننے کا (سرکاری عہدہ کا) مستحق ہر وہ شخص ہو سکتا تھا جو شریف ہو۔ دیندار ہو۔ علم والا ہو۔ فاسق نہ ہو اگرچہ قریشی نہ ہو۔ ہاں اگر دونوں شرافت اور علم دین میں یکساں ہوا اور وہ قریشی بھی ہو تو قریشی کو ترجیح ہو سکتی تھی۔ لیکن امامت کے لئے (بلکہ امارت کے لئے) قریشی ہونے کی شرط نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اشخاص کو امیر بنایا ہے جن میں سے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات ہیں۔ حالانکہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسی ہستیاں موجود تھیں۔

قرآن مجید سکھلانے والوں کا ذکر

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اصحاب صُفہ کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ الاصابہ میں واقدی سے نقل کیا ہے کہ فرات بن یزید بن وردان کے دادا وردان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان بن سعید کے سپرد فرمایا تاکہ وہ ان کے اخراجات برداشت کریں اور ان کو قرآن کی تعلیم دیں۔ اسی طرح حضرت ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو فرمایا کہ میں تم کو ایسے آدمی کی طرف بھیج رہا ہوں جو تم کو اچھی طرح تعلیم دیں گے اور ادب سکھلائیں گے (کنز الاعمال)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا۔ اس میں مسلمانوں کے ایک گروہ کی (اشعری قوم) خوب تعریف فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

"اللہ کی قسم یا تو لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم دین سکھائیں، سمجھائیں ان کو نصیحت کریں اچھی باتوں کا اُن کو حکم کریں اور بُری باتوں سے اُن کو روکیں۔ ورنہ ان کو جلد ہی سزا دوں گا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشعری لوگوں نے کہا ہم کو ایک سال کی مہلت دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مہلت عطا فرمادی اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ الآیۃ (مائدہ-۷۸) جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر لعنت کی الخ

(الاصابہ۔ طبرانی کبیر)

ان حضرات کا ذکر جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں قرآن اور دین سکھانے کے لئے بھیجا

عقبیٰ اولیٰ میں جن حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ بارہ تھے۔ اُن کے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم فرمایا کہ اُن کو قرآن پاک پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور دین سکھائیں۔ آپ مدینہ منورہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس مہمان ہوئے۔ ان دونوں حضرات کے ہاتھوں ایک بڑی جماعت نے اسلام قبول کیا۔ جن میں سے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما وغیرہ ہیں ان فقہاء کی جماعت میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ الاستیعاب میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اُسید کو یمن کے ایک لشکر پر قاضی بنا کر بھیجا جو لوگوں کو قرآن کریم سکھاتے تھے اور اسلامی شریعت کی تعلیم دیتے تھے اور ان کے درمیان میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور فتح مکہ کے سال میں یمن کے عمّال سے صدقات کا وصول کرنا بھی اُن کا کام تھا۔ اور ان میں سے عمرو بن حزم المخزومی النجاری رضی اللہ عنہ ہیں اس وقت آپ کی عمر ۲۷ سال کی تھی۔ ان کو نجران پر عامل بنا کر بھیجا تاکہ دین سمجھائیں، قرآن سکھائیں اور صدقات یعنی زکوٰۃ وغیرہ وصول کریں۔

یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجنے کے بعد کا واقعہ ہے جو سنہ ۱۰ھ میں واقع ہوا۔ پھر جب لوگ اسلام میں داخل ہو گئے تو خطوط بھی تحریر کرائے جو کہ فرائض و سنن اور صدقات اور دیات کے مسائل پر مشتمل ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلمین کی جماعت میں حضرت ابو عبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کا نام بھی نمایاں ہے۔ جب یمن والے وفد لے کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ یہ اس امّت کے امین ہیں اور ملک شام کا اکثر حصہ انہیں کے ہاتھ سے فتح ہوا ہے۔ یہ طریقہ رسول اور اسلام سکھائیں گے۔ اور ان میں سے رافع بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جو سب سے پہلے مدینہ منورہ میں سورۃ یوسف لے کر آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن مجید کا وہ حصّہ مرحمت فرمایا جو دس سال کے عرصہ میں نازل ہوا تھا اور ان میں سے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اُن حضرات کا ذکر بھی ضروری ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اُن کی تعداد کسی نے چار بتائی ہے، کسی نے چھ اور کسی نے زیادہ۔ بیہقی نے اس طرح شمار فرمایا ہے۔ حضرت ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ ابو زید۔ معاذ ابو درداء۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اوس نے فخر کے طور پر کہا کہ ہم میں غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ہم میں وہ ہیں جن کے انتقال کے بعد کافروں سے حمۃ الدبر یعنی بھڑ (ایک قسم کی مکھی) نے حفاظت کی وہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ہم میں وہ ہیں جن کی گواہی کو بمنزلہ دو آدمیوں کی شہادت شمار کیا گیا اور وہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ہم میں وہ شخص بھی ہیں جن کی موت پر رحمٰن کا عرش کانپ اٹھا اور وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر قبیلہ خزرج والوں نے کہا ہم میں چار ایسے اشخاص ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا قرآن پڑھا کرتے تھے کہ ان کے علاوہ کوئی بھی نہ پڑھ سکا اور وہ حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت۔ حضرت ابو زید اور ابو حنظلہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ تعداد انصار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حصر کے ساتھ ہے ورنہ قرآن کو جمع کرنے والے (یعنی حفاظ) اور بھی صحابہ ہیں مثلاً خلفاء اربعہ اور حضرت طلحہ۔ حضرت سعد۔ حضرت ابن مسعود۔ حضرت حذیفہ۔ حضرت سالم۔ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت عبداللہ بن السائب اور عبادلۃ الاربعہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حفظ قرآن حدیث صحیح سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کی امامت کا مستحق وہ ہے جو ان میں زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو انصار اور مہاجرین کی امامت کے واسطے مقرر فرمایا تھا۔

ریاض المستطابۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دس حضرات نے قرآن مجید حفظ کیا۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ۔ معاذ بن جبلؓ۔ حضرت ابودرداءؓ۔ حضرت زید بن ثابتؓ۔ ابوزیدؓ الانصاری تمیم الداریؓ۔ عبادہ بن صامتؓ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ حضرت مجمع بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک نوعمر لڑکے تھے جنہوں نے قرآن کو جمع کیا۔

اصابہ میں ہے کہ حضرت شہاب قرشی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا قرآن پڑھایا اور حمص کے تمام لوگوں نے ان سے قرآن پڑھا۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ حضرت اُمّ ورقہ بنت عبداللہ بن حارث الانصاری رضی اللہ عنہا نے بھی قرآن پاک کو جمع کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو شہیدہ کے نام سے مخاطب فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُن کو ان کے غلام اور باندی نے مل کر شہید کر دیا۔ جنگِ بدر میں جب حضرت اُمّ ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ جانے کی اجازت چاہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو روکا اور) فرمایا اللہ نے تمہاری شہادت کا ذمہ لے لیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان صحابہ کا ذکر جن سے قرارت کے طرق منقول ہیں

وہ ائمہ جن سے قرارت کے طرق منقول ہیں بے شمار ہیں۔ مہاجر صحابہ میں سے حضرات ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ سعد۔ ابن مسعود۔ حذیفہ۔ سالم مولیٰ ابوحذیفہ۔ ابوہریرہ۔ ابن عمر۔ ابن عباس۔ عمرو بن العاص اور ان کے صاحبزادے عبداللہ۔ معاویہ۔ ابن زبیر۔ عبداللہ بن السائب۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ام المؤمنین حفصہ۔ ابوسلمہ اور سات حضرات انصار میں سے ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت۔ ابودرداء۔ ابوزید۔ مجمع بن حارثہ۔ انس بن مالک رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہیں۔ (علامہ فاس سے نقل کیا گیا)

ان صحابہ کا ذکر جو لوگوں کو کتابت (لکھنا) سکھلاتے تھے

الاستیعاب میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو کتابت سکھائیں وہ بہترین کاتب تھے اسی طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اہلِ صفہ کے کچھ لوگوں کو کتابت اور قرآن سکھایا۔ حضرت حکم بن سعید بن عاص بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر آیا ہے۔

کافر قیدیوں سے کتابت سیکھنے کا ذکر

غزوۂ بدر کے کافر قیدیوں سے یہ فدیہ قبول کیا گیا کہ وہ مسلمانوں میں سے دس لڑکوں کو کتابت سکھائیں اور اس کے بدلے میں ان کو چھوڑ دیا جائے انصاری بچوں میں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کتابت سیکھی۔ اس طریقہ سے اُن حضرات میں فن کتابت کی کثرت ہوئی۔ پس جوں جوں اسلام پھیلتا گیا کتابت بھی عام ہوتی گئی (امام سہیلی اور امام ابوالوفا)۔ اس وقت فدیہ کی رقم چار ہزار درہم تھی لیکن کتابت سیکھنے کو مال پر ترجیح دیتے تھے۔ قلم کی عظمت اور نفع ان حضرات کے قلوب پر ظاہر تھا۔ یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ — پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (علق۔۳،۴) — علم سکھایا قلم سے۔

اللہ تعالیٰ نے قلم کے ذریعہ اپنے بندوں کو علم سکھلایا بہت بڑی نعمتوں میں شمار فرمایا۔ ایک جگہ قلم کی قسم کھائی

نٓ وَالْقَلَمِ (قلم۔۱) — قسم ہے قلم کی۔

اور آیت

اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ (احقاف۔۴) — لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو۔

اور

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ (بقرہ۔۲۶۹) — عنایت کرتا ہے سمجھ جس کو چاہے۔

اور

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (بقرہ۔ ۲۶۹) — اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

کی تفسیر میں خط و کتابت ہی مراد ہے۔ ابن خلدون کا قول کہ اہل بدر کے قیدی کتابت سے ناواقف تھے یہ خطا ہے۔ اس لئے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنے مشاہدہ سے بتلاتے ہیں کہ اُن میں سے اکثر واقف تھے اور امام التواریخ ابن خلدون کا فقط تخمینہ ہے جو قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

عہدِ صحابہ میں کتابت سکھانے والی خواتین کا ذکر

(یہ موضوع حسب معمول کچھ اختلافی پہلو رکھتا ہے) عہدِ صحابہ میں بھی بعض تعلیم النساء الکتابت کو مکروہ سمجھتے تھے اور اکثر اس کو جائز قرار دیتے تھے ابوداؤد میں ہے کہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تم ان کو (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو) نملہ کا رقیہ (یعنی تعویذ) نہیں سکھلاتیں جس طرح تم نے ان کو کتابت سکھائی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا نقل کیا کہ عورتوں کو کوٹھے سے نہ اُتارو اور نہ ان کو کتابت سکھاؤ۔ ان کو سوت کاتنا سکھاؤ اور سورۃ نور سکھاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول عورتوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کو لکھنا سکھانے سے بچاؤ۔ ان کو بالاخانہ کے کمروں میں مت ٹھہراؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی عورت کو لکھنا سکھا رہے تھے تو فرمایا شر کے اوپر شر زیادہ مت کر۔ عورتوں کو کتابت سے اس وجہ سے روکا گیا تھا کہ اس میں مفاسد کا خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ ان کی قرآنی، علوم دینیہ کی اور آدابِ شریعت کی تعلیم کے منافی نہیں ہے۔ قلقشندی نے ذکر کیا ہے کہ عورتوں کی ایک جماعت کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ لکھا کرتی تھیں اور سلف میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ ابو جعفر النحاس نے حضرت حسن بصری سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکاتب میں بسم اللہ شریف کے بعد اس طرح لکھا کرتی تھیں کہ "من المرأۃ عائشہ بنت ابی بکر حبیبۃ حبیب اللہ"۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو الگ نصیحت فرمائی۔

دمامینیؒ نے کہا کہ یہ اصل ہے عورتوں کی مواعید اور مجالس میں شریک ہونے کے بارے میں بشرطیکہ فتنہ سے سلامتی اور حفاظت ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت سے علوم پر عبور حاصل تھا۔ بسا اوقات مردوں پر بھی اشکالات وارد فرما دیتی تھیں۔ اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت کی غلطیوں کی اصلاح فرما دیا کرتی تھیں۔ جن میں سے حضرت عمر۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ حضرت ابی ہریرہ۔ حضرت ابن عباس۔ حضرت عثمان بن عفان۔ حضرت علی ابن ابی طالب۔ حضرت ابن زبیر۔ حضرت زید۔ حضرت ابو درداء۔ حضرت ابو سعید۔ حضرت براء۔ حضرت فاطمہ بنت قیس وغیرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسروق فرماتے ہیں کہ میں نے صحابۂ کرام کو دیکھا کہ وہ علمِ فرائض کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اور یہی حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باقی ازواج مطہرات کا اور صحابیات کا تھا۔ جیسے اُم سلیم اُم درداء۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن اور تمام عارفہ اور صالحہ کا بھی یہی حال تھا۔ مثلاً رابعہ عدویہؒ اور رابعہ الشامیہؒ اور شعوانہؒ مرد حضرات ان سے علم اور ادب سیکھتے تھے۔ اور جس طرح کے مجاہدات ان عورتوں کی عبادات میں اور باریک بینی اُن کے تقویٰ میں دیکھی گئی، اُس سے مرد بھی عاجز ہیں۔ یہ کمالات صحرائے افریقہ کی بہت سی عورتوں کے لئے ثابت ہیں خاص کر کے شیخط اور تنبکتو زیادہ مشہور ہیں جیسا کہ سیرۃ کے کتابوں میں موجود ہے ان میں شرح معاجی علی مختصر بن ابی حمزۃ الصحیح اور ابن مفلح حنبلیؒ کی کتاب الکبریٰ اور ہمارے زمانہ کے محدث الہند الشیخ محمد شمس الحق الٰہ آبادی کی کتاب عقود الجمان فی جواز الکتابۃ النسوان اور مصری کاتبہ زینب بنت فواز کی تالیف قابلِ ذکر ہیں۔ دولتِ ہاشم میں تقریباً تیس۳۰ باندی شاعرہ کا ذکر ملتا ہے جن کا کلام شریفانہ معیار اور فصیح اللسان کا حامل تھا۔

مدینہ منورہ میں دار القراء کا قیام

حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا تھے اور قریشی اور عامری تھے جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ بدر کے کچھ عرصہ کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تو دار القراء میں اُترے۔ یہ حضرت مخرمۃ بن نوفل کا گھر تھا (جس کو دار القراء بنا لیا گیا تھا۔ طبقات ابن سعد)۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مفتی حضرات کا بیان

مختلف اسناد اور روایات کے جمع کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتویٰ اور فیصلہ دیا کرتے تھے اُن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ حضرت ابن مسعود۔ حضرت معاذ بن جبل۔ حضرت حذیفہ۔ حضرت زید بن ثابت۔ حضرت ابودرداء۔ حضرت ابوموسیٰ۔ حضرت سلمان۔ حضرت ابن عباس۔ حضرت انس۔ حضرت عائشہ۔ ابی بن کعب رضوان اللہ علیہم اجمعین امام سیوطیؒ نے التدریب الراوی میں ابن حزم سے جو روایت کی ہے اس میں یہ حضرات بھی ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت ابوہریرہ۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص۔ حضرت جابر۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمران بن حصین۔ حضرت عبادہ بن الصامت۔ حضرت معاویہ۔ حضرت ابن زبیر اور حضرت اُم سلمی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان حضرات میں سے جو فتویٰ جمع کرتے تھے ان کا مجموعہ ایک ضخیم جلد بن سکتی ہے۔

خواب کی تعبیر بیان کرنے والے صحابہ کا ذکر

امام سیوطیؒ کی تاریخ خلفاء کے ترجمہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تعبیر خواب کے علم میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن سعد الدیلمی اور ابن عساکر سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں خواب کی تعبیر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کروں۔ قسطلانی نے باب غسل الدم من الصحیح میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے متعلق نقل کیا گیا کہ آپ خواب کی تعبیر جانتی تھیں۔ حتیٰ کہ کہا گیا کہ ابن سیرین نے ابن مسیب سے ابن مسیب نے حضرت اسماء سے اور انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خواب کی تعبیر سیکھی (طبقات ابن سعد)۔

طبقات المعبرین میں حافظ حسین الخلال نے ساٹھے پانچ سو (۵۵۰) مشہور معبرین، جن میں انبیاء، صحابہ، تابعین، فقہاء، واعظین اور مؤلفین کے متعلق الگ الگ باب باندھا ہے۔ اور فرمایا اس شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ خواب کی تعبیر کرے جو اس کا علم نہ رکھتا ہو۔ التادلی نے فرمایا کہ ہاں! وہ شخص خواب کی تعبیر دے سکتا ہے جو اصول تفسیر یعنی کتاب اللہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلامِ عرب اور اشعارِ عرب اور ان کی مثالوں کا عالم ہو اور اس کو فضیلت حاصل ہو اور وہ صاحبِ صلاحیت اور صاحبِ فراست ہو۔ اور فرمایا کہ تعبیر خواب کی کتابوں کو دیکھ کر خواب کی تعبیر نہ کی جائے یعنی بطریق تقلید نہ کی جائے۔ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ خواب کی تعبیر اشخاص زمان اور احوال کے بدلنے سے بدل جاتی ہے۔ کسی چیز کو حرام کرنے پر تعبیر نہیں دے سکتا اس لئے کہ تعبیر جھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ تخمینی بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ (بنی اسرائیل۔ ۳۶) اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو۔

(عربی کا مقولہ ہے "من ابن ناجی علیھا" جو شخص کسی چیز کے پیچھے پڑتا ہے وہ اس پر سرگوشی کرتا ہے۔) امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص بغیر علم کے خواب کی تعبیر دے دیتا ہے وہ علم نبوت سے کھیلتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کو اجزاء نبوت میں سے ایک جز بتلایا ہے۔ جس نے خواب میں کوئی تالیف کی تو خواب دیکھنے والے کی شخصیت پر اعتبار ہوگا۔ اس کے دیکھنے میں کبھی غلطی بھی واقع ہو سکتی ہے۔

تنبیہ :۔ وہ کتابیں جو خواب کی تعبیر کے متعلق ابن سیرین کی طرف منسوب ہیں، سلف صالحین پر جھوٹ کے مترادف ہیں کیونکہ تعبیر کی تصنیف کا کام تو تابعین کے بعد شروع ہوا ہے۔ خواب نفس ناطقہ کا فعل ہے۔ خواب کی دو قسم ہوتی ہے۔ ایک "اضغاث احلام" یعنی پریشان خواب دوسرا حقیقی معبر رویا کو بہت تجربہ اور مہارت کی ضرورت ہوتی ہے بعضوں کا خواب صحیح ہوتا ہے اور بعضوں کا نہیں پھر اس کا اثر لینے کا بھی فرق ہوتا ہے۔ معبر کو اعلیٰ جذبات اور خیالات کا حامل ہونا چاہیئے اس وجہ سے کہ یہ نبوت کا جز ہے۔ دیکھئے مقدمۃ العبر لابن خلدون۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض نمازوں کی امامت کے بارے میں

فرض نماز میں امامت کا مستحق کون ہے

پہلے تو امامت کا سب سے زیادہ حق دار بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی کو اپنا نائب بنا دے تو وہ بھی جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو امیر بنا کر بھیجتے تو اس کو نماز (فرض) پڑھانے کا ذمہ دار بھی بنا دیا کرتے تھے لیکن جب امارت میں فساد آنے لگ گیا اور امارت اور سلطنت اس کے ہاتھ میں فقط غلبہ کے پیش نظر رہنے لگی تو نماز کی امامت کے لئے ایسے شخص کو مقدم کیا گیا جس کی ظاہری حالت سے لوگ مطمئن اور رضامند ہوتے تھے۔ بنو امیہ جب اپنی اپنی نماز پڑھنے لگے تو ان کے پیچھے سے اہل فضل (نماز سے) ہٹنے لگ گئے۔ اس پر جب وہ دروازہ سے باہر نکلتے تو پہرہ دار اُن پر کوڑے برسانے اور وہ اس کو برداشت کرتے تھے۔

حضرات متاخرین کی کتابوں میں اماموں کے واسطے محراب بنانے کو بدعت کہا ہے۔ ملا علی قاریؒ نے فرمایا بعض روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں محراب کا ہونا ثابت ہے۔ امام بیہقی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی (جس کا ایک جزء یہ ہے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محراب میں داخل ہوئے اور تکبیر کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ ایک ہی مسجد میں کئی محرابوں کا ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے (دیکھئے عون المعبود علیٰ سنن ابی داؤد)۔

فائدہ: الفوائد الفکر میں فتح مکہ کے قصہ میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابو سفیانؓ کو وضو کرنے کو کہا اس کے بعد جب دیکھا تو انہوں نے تعجب سے کہا کہ میں نے آج کی طرح ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا کہ تمام کے تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ہیں۔ نہ اہلِ فارس میں، نہ اہلِ روم میں اور نہ اہل زمانہ کو دیکھا جو اُن لوگوں سے زیادہ فرمانبردار ہوں۔ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم فرمایا۔ امام زرقانی نے مواھب میں فرمایا کہ بارہ دن تک پڑھائیں جس میں تقریباً ساٹھ نمازیں بنتی ہیں۔ لیکن سب سے کم مقدار کا قول جو منقول ہے (الدراء لمنظم) وہ سترہ ۱۷ کے بارے میں ہے۔

فائدہ ؛ الموذج اللبیب میں ہے کہ جماعت کے ساتھ (امام کے پیچھے) نماز پڑھنا اس امت کی خصوصیت ہے۔

جن صحابہ کو حج کے موقعہ پر خلیفہ (امیر) بنایا گیا انکا بیان

امام ماوردی نے "الحاوی فی السیر" میں کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا (۸ھ) تو عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو نماز اور حج کے واسطے عامل بنایا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ۹ھ میں امیر حج بنا کر بھیجا حجۃ الوداع سے پہلے۔ اور وہ احکامات بتائے جو سورۃ براءۃ میں نازل ہوئے تھے۔

ان صحابہ کا بیان جنہوں نے ممبر بنایا

امام بخاریؒ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری عورت نے اپنے غلام سے جو بڑھئی کا کام جانتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ممبر بنوایا۔ ابن بشکوال نے اس غلام کا نام النجار منیا بتایا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عاص بن امیہ کے آزاد غلام نے ممبر بنایا تھا جس کے تین درجات تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ عباس بن عبدالمطلبؓ کے غلام صباح نے بنایا۔ ابن فتحون نے اس کا نام قبیصہ المخزومی لکھا ہے اور اسی کو "کلاب" بھی کہتے ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ ابراہیم النجار نے ممبر بنایا تھا جس کا لقب باقوم تھا۔ ابن رشد نے (ان تمام اقوال میں) اس طرح تطبیق دی کہ ان تمام حضرات نے مل کر بنایا ہو۔ صبح الاعشی میں ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ممبر بنایا۔ غرضیکہ ممبر بنانے کے سلسلہ میں کل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نو۹ اقوال ہیں۔ حافظ سیوطیؒ نے التوشیح میں ارشاد فرمایا کہ شروع میں وہ ممبر تین درجات پر مشتمل تھا حتیٰ کہ مروان نے امیر معاویہؓ کی طلب پر ممبر کو اکھیڑ دیا اور اس کو چھ درجہ تک بلند کرادیا۔ پس مدینہ میں اندھیرا چھا گیا اور سورج بے نور ہو گیا اور لوگوں نے دن کے وقت ستارے دیکھے۔ بہرحال یہ ممبر ہمیشہ اُسی طرح رہا حتیٰ کہ ۶۵۴ھ میں پہلی رمضان کو مسجد نبوی میں آگ لگائی گئی تو وہ ممبر بھی جل گیا۔ یہی اشارہ تھا فتنہ تاتار کے اٹھنے کا جس کے بعد بنی عباس کی خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

سواری پر خطبہ

ممبر کے علاوہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں کھجور کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور بعد میں مثلاً حجۃ الوداع میں اپنی چتکبری اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دیا۔ (ابوداؤد، نسائیؒ، حافظ شامی وغیرہ)

خطبہ کی تعبیر

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی تعبیر فرماتے تھے جبکہ آپ منیٰ میں خچر پر خطبہ دے رہے تھے۔ (احمد و ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں وقوف فرمایا تو حضرت ربیع بن امیہ بن خلف رضی اللہ عنہ کو اپنے اونٹ کے سامنے کھڑا کیا کہ وہ بہت بلند آواز والے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ پوچھو کہ اے لوگو کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا شہر الحرام۔ پھر دریافت فرمایا کون سا شہر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بلدالحرام ہے۔ پھر فرمایا زور سے کہو یہ کون سا دن ہے۔ انہوں نے کہا یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بلند آواز سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محترم کر دیا تم پر تمہارا خون اور تمہارا مال جیسا کہ یہ مہینہ محترم ہے اور تم اس محترم شہر میں ہو۔ الخ (الیٰ آخرالحدیث)

اسی سے محدث حضرات کے یہاں املاء کرانے کی اصل معلوم ہوئی۔ جب مجمع زیادہ ہوتا تو کئی کئی املاء کرانے والے مقرر کئے جاتے تھے۔ ابومسلم الکجی کی مجلس (درس) میں سات آدمی املاء کرانے والے تھے۔ وہ حدیث کو ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے لیتے تھے۔ اس وقت تقریباً چالیس ہزار دوات ہوتی تھی۔
حضرت عاصم بن علی کی مجلس میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگ ہوتے تھے۔

مجمع کو قابو میں رکھنا اور چُپ کرانا

احادیث صحیحہ میں کئی مقامات پر آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو جو کہ قد و قامت میں بہت لمبے تھے اور فصیح و بلیغ تھے اور بلند آواز تھے۔ حجۃ الوداع میں حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو خاموش کرائیں۔

اپنے ساتھیوں کو مجتمع کرنے میں کتنی ہی تکلیف ہو اُسے گوارہ کر لینا چاہیئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ قریش کو میرے پاس جمع کرو۔ اور فضل بن عباسؓ کے ترجمہ میں ہے کہ بغوی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرا ہاتھ پکڑ لو۔ میں نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا جبکہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے توجہ فرمائی حتیٰ کہ ممبر پر بیٹھ گئے پھر ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں آواز لگاؤ میں نے بلند آواز سے پکارا وہ سب آپ کی خدمت میں جمع ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے حدیث بیان فرمائی۔

تنبیہ ؛ بعض جہلاء کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت خطبہ تلوار سے ٹیک لگاتے تھے۔ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ دین تلوار سے پھیلا۔ اس کی سند کہیں منقول نہیں۔ (حافظ ابن قیم اور علامہ سخاوی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب سورۂ قتال یعنی سورۂ توبہ کا پہلا حصہ نازل ہوا تو حضرت علیؓ کو تبلیغ کے لئے روانہ کیا گیا

جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے لوٹ رہے تھے آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر لوگوں میں حج کو قائم کرنے کے لئے روانہ فرما دیا۔ اِدھر یہ لشکر روانہ ہوا تو اُدھر سورۃ برارت نازل ہوگئی برارت اس عہد شکنی کے بارے میں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین اور قبائل عرب کے درمیان تھا۔ اس سے اُن کے مخفی عزائم اور بھید ظاہر ہوگئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کی طرف روانہ کر دیا اور فرمایا کہ اس فیصلہ کو لے کر جاؤ اور یوم النحر میں جب لوگ منیٰ میں جمع ہو جائیں تو اعلان کر دو کہ کافر جنت میں نہیں جائے گا اور اس سال کے بعد کبھی کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور بیت اللہ کا طواف کوئی بھی ننگا ہو کر نہیں کرے گا اور جس شخص کا کوئی معاہدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو وہ آپ کی وفات تک ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راستہ میں ہوئی تو فرمایا کہ میں امیر ہوں یا مامور؟ پھر خود ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں مامور ہوں (خلاصہ یہ ہے کہ) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج (قائم کرنے) کا فریضہ انجام دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوم النحر میں اپنی ذمہ داری پوری فرمائی۔ اور لوگوں کو چار مہینہ کی مہلت دی تاکہ لوگ اپنی اپنی امن کی جگہ پہنچ جائیں۔ معاہدہ ٹوٹنے کا سوال تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو اپنے گھر سے بھیجا تاکہ اعتراض کی کوئی گنجائش نہ رہ جائے اور اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ثابت نہیں ہوتی (امام فخرالدین رازی)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت میں امام تھے خطیب تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے مقتدی (مناوی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تراویح کے امام

ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آکر نماز پڑھی تو کچھ لوگ اس نماز میں شریک ہو گئے اس کے بعد دوسری، تیسری اور چوتھی رات بھی نماز تراویح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھائی اور پورے مجمع نے پیچھے نماز پڑھی۔ پانچویں رات کو آپ تراویح کے لئے نہیں نکلے۔ صبح کو ارشاد فرمایا کہ میں رات کو تراویح میں اس لئے نہیں آیا کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں رمضان میں تراویح کی نماز تمہارے[1] اوپر فرض نہ ہو جائے اس کے بعد لوگ چھوٹی چھوٹی جماعت بنا کر تراویح پڑھنے لگے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب لوگوں کو جمع فرما دیا یہ ۱۴ھ کا واقعہ ہے اور عورتوں کے لئے علیحدہ امام مقرر کیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مؤذن کا ذکر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہی زمانہ میں دو موذن رہتے تھے۔ ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ مکہ میں موذن تھے اور حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں تین مرتبہ اذانیں پڑھیں۔ لیکن یہ دونوں حضرات نے مدینہ منورہ پہنچ کر باقاعدہ اذان کا التزام کیا۔

(صحیح مسلم، تفسیر عیاض۔ المدونہ اور سیرت الحبہ)

حضرت زیاد بن حارث الصبائی اور عبدالعزیز بن الاعصم رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرتبہ اذان دی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے۔ پھر جب نماز فجر کھڑی ہونے لگی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ارادہ فرمایا کہ وہ اقامت کہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بھائی صدائی نے اذان پڑھی اور (قاعدہ یہ

---

[1] ہدایہ جلد اول باب التراویح میں اسی طرح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے) کہ جو اذان پڑھے وہی اقامت کہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس دار فانی سے پردہ فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملک شام منتقل ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خواب میں تنبیہ فرمائی کہ یہ کیا ظلم ہے اے بلال تم تو ہماری زیارت کو بھی نہیں آتے۔ اس کے بعد سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہر سال مدینہ منورہ تشریف لاتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد حضرت سعد قراظ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے موذن مقرر ہوئے۔

عبدالرزاق نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مرتبہ اذان دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک صبح نہ ہو جائے اذان نہ پڑھو۔ پھر دوبارہ دی تو ارشاد فرمایا جب تک طلوع فجر نہ دیکھ لو اذان نہ پڑھو وہ گئے اور تیسری بار اذان دی تو آپ نے اپنے دونوں دست مبارک کو سمیٹا اور پھر پھیلا کر فرمایا جب تک ایسا نہ دیکھو اذان نہ دینا۔ (کنز اعمال) گویا یہ ساتویں مؤذن ثابت ہوئے۔ اٹھویں مؤذن کے بارے میں الخطط المقریزی میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ممبر کے پاس اذان دیا کرتے تھے۔

التہذیب النووی میں ہے کہ جنگ حنین سے واپسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ کو مکہ کا مؤذن بنایا پھر یہ سلسلہ اذان کا ان کی اولاد میں رہا حتیٰ کہ امام شافعیؒ کے زمانہ تک تھا۔

ان صحابہ کا ذکر جن کو وقت کی نگاہ داشت پر مامور کیا گیا

حضرت بلالؓ کو حفاظت وقت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

جب غزوۂ خیبر سے واپسی ہوئی تو راستہ میں رات کے آخری حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "اے بلال تم ہماری صبح کے وقت تک کی نگاہ داشت کرو۔ لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی بھی آنکھ لگ گئی اور جو مقدر تھا وہ ہوا" (الیٰ آخر الحدیث)۔

طبرانی اور ابن حبان میں اسی طرح کے دوسرے قصہ میں مذکور ہے کہ جنہوں نے صبح تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری کی اور حفاظتِ وقت کی اُن کا نام ذومُخبر ہے۔

جامع مسجد کی اذان پر دوسری کئی مساجد میں اس کی اقتدار کرتے ہوئے نماز قائم ہونا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں مدینہ منورہ میں علاوہ مسجد نبوی کے نو۹ اور مساجد تھیں۔ لیکن وہ تمام مساجد والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی (مسجد نبوی کی) ایک ہی اذان پر نماز ادا کرتے تھے (بحوالہ کتاب الروض الانف۔ بکیر بن عبداللہ بن اشجم۔ مراسل ابوداؤد۔ سنن دارقطنی۔ النور البراس) ان مساجد کا نام یہ ہے۔ مسجد بنی عمرو بن النجار۔ مسجد بنی ساعدہ۔ مسجد بنی سلمہ مسجد بنی رابح من بنی عبدالاشہل۔ مسجد بنی زریق۔ مسجد غفار۔ مسجد اسلم اور مسجد جہینۃ۔ مسجد نبوی۔ (ایک اور ہے جس میں شک (بھول) ہوگیا)۔

(ابن عساکر)

۲۴ گھنٹہ کی ایجاد

سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے شب و روز کے چوبیس ۲۴ گھنٹہ کو مقرر کیا (علم ہیئت سے) اور اندازہ لگایا جبکہ آپ کشتی میں تھے۔ الاکلیل میں ہے کہ اللہ ربّ العزّت کا ارشاد

جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ — وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن۔

(فرقان۔ ۶۲)

میں علم مواقیت اور علم ہیئت اور علمِ تاریخ کی اصل ہے۔ اسی طرح

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ (یٰسٓ-۳۹) — اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں۔

میں بھی انہیں علوم کی اصل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان کی ایجاد

اذان کی ایجاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی جبکہ ان کو حکم ہوا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ الآیۃ (ج - ۲۷) اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے الخ

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اذان کا حکم فرمایا۔ شیخ زروق نے فرمایا کہ کچھ بعید نہیں کہ وقت مقرر کرنے کے سلسلہ میں کسی نے خواب میں بھی دیکھ لیا ہو اور اس پر سب متفق ہو گئے ہوں۔

صحابہ کس چیز پر کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے

ایک روایت کے مطابق مسجد سے ملحق جو سب سے اونچا مکان تھا اس پر چڑھ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے۔ وہ سحر کے وقت آجاتے تھے اور فجر کا انتظار کرتے تھے اس کے بعد فرماتے۔

اللھم احمدك و استعینك علیٰ قریش ان یقیموا دینك۔ اے اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلہ میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔

اس کے بعد وہ اذان دیتے تھے۔ اس کے بعد اہل السیر نے کہا کہ مسجد کے قبلہ جانب بلند ستون (مینارہ) پر اونٹ کے کجاوے کے ذریعہ اس پر چڑھ کر اذان دیا کرتے تھے۔ اسی کو "زوراء" بھی کہا گیا ہے یعنی بلند مقام۔ المدخل لابن عبداللہ الحاج میں اذان جمعہ کے متعلق ہے کہ اذان جمعہ میں سنت یہ ہے کہ جب امام ممبر پر بیٹھ جائے تو مؤذن مینارہ پر موجود ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جا نماز اٹھانے والوں کا ذکر

امام بخاریؒ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ مسجد سے (التحمرہ) جاء نماز لاکر مجھے دے دو۔ امام نسائیؒ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) ہم میں سے کسی کی گود میں سر مبارک رکھتے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، حالانکہ وہ بی بی حائضہ ہوتی تھیں اور اسی حالتِ حیض میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسجد سے مصلیٰ اُٹھا لاتی تھیں۔[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نیزہ اٹھانے والوں کا ذکر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عید گاہ کی طرف نکل جاتے تھے۔ آپ کا نیزہ ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو میں اور ایک اور لڑکا آپ کے لئے برتن میں پانی اٹھا کر رکھتا اور آپ کا نیزہ بھی اُٹھا کر رکھتا تھا۔ عنزہ یعنی نیزہ کی بہت سی تشریح لکھی گئی ہے۔ عنزہ ایک عصاء یا لاٹھی کی طرح ہوتا ہے۔ ابن بادیس نے بتایا کہ یہ عصاء سے لمبا اور بھالے سے چھوٹا اور اس کے نچلے حصہ میں لوہا لگا ہوتا ہے مشکوٰۃ شریف میں اس کا ترجمہ المجن کیا گیا ہے جس کے معنیٰ ایک ہاتھ کے بقدر عصاء ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ہاتھ میں لے کر چلا کرتے تھے۔ عیدین کی نماز میں سترہ کا کام آتا تھا۔ العیون المعارف میں ہے کہ آپ کے پاس ایک دوسرا نیزہ بھی تھا جس کو آپ نے حضرت زبیر بن العوامؓ سے لیا تھا۔ ان دونوں نیزے میں یہ اختلاف ہے کہ کون سا نجاشی بادشاہ نے ہدیہ میں بھیجا تھا اور کون سا اس مشرک کا تھا جس کو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے احد میں قتل کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخصرہ بھی تھا جو

---

[1] علماء کرام نے اس حدیث کی کئی توضیحات فرمائی ہیں جن کی تفصیل ترمذی شریف باب الحیض میں ہے منجملہ ان میں سے ایک جواب یہ کہ اس وقت حضور علیہ السلام گھر میں تھے جبکہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مسجد سے مصلیٰ اٹھا لانے کا حکم فرمایا تب آپ حالتِ حیض میں مسجد کے کنارہ پر کھڑی ہو کر کنارہ مسجد سے جاء نماز اٹھا لائیں جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوڑا کی طرح تھا اور ایک قضیب بھی جو لاٹھی کی طرح تھا۔ ہر وہ چیز محضرہ ہے جس سے انسان ٹیک لگائے یا ہاتھ کا سہارا لے جیسے لاٹھی وغیرہ۔ شرفاء عرب اس کو بطور شغل ہاتھ میں رکھتے تھے اور پیٹھ میں جہاں ہاتھ نہ پہنچے اس جگہ کھجلانے کے واسطے بھی رکھتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزے کو اٹھایا کرتے تھے اور عید کے دن اور استسقاء کی نماز میں بطور سترہ گاڑ دیتے تھے اور المجمل میں ہے کہ محضرہ کے معنی قضیب کے ہے۔ بیہقی اور ابن عساکر نے محمد بن سیرین کے واسطے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹی سی لاٹھی ہوا کرتی تھی۔ جب آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ کے قریب آپ کے پہلو میں دفن کی گئی اور آپ کے ساتھ آپ کی قمیض بھی دفن کی گئی۔ کذا فی الکنز العمال ص ۱۰ ج ۷۔

مسجد میں روشنی کا انتظام

متعدد روایات کے جمع کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں روشنی کا انتظام حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔ وہ خود یا اُن کے غلام پہلے تو کھجور کے پتے جلا کر مسجد میں روشنی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تیل کی قندیل جلائی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کس نے ہماری مسجد میں چراغ جلایا؟ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہمارے اس غلام نے آپ نے دریافت فرمایا ان کا نام کیا ہے۔ عرض کیا کہ "فتح" آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا نام "سراج" ہے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ جب ملک شام سے مدینہ منورہ آئے تو اپنے ساتھ کئی چراغ، تیل اور فلیتہ بھی لائے۔ پس انہوں نے اپنے غلام ابو البراد کو حکم دیا کہ مسجد نبوی میں چراغ روشن کرے۔ پس اُس نے رسّی سے قندیل لٹکائی۔ اس میں پانی چھڑکا پھر بتّی ڈالی گئی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مسجد کو بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روشن دیکھا تو حضرت تمیم داری کو دعا دی کہ اسلام کو تم نے روشن کر دیا اللہ تعالیٰ تم کو بھی دنیا اور آخرت میں روشن کرے۔ اگر میری (اب) کوئی لڑکی ہوتی تو میں تمہاری اس سے شادی کرا دیتا۔ حضرت نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے یہ سُن کر اپنی بیٹی کا نکاح حضرت تمیم داری رضؓ سے کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں موم بتی جلانا

جامع ترمذی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے موقعہ پر رات کو عبد اللہ ذو البجادین رضی اللہ عنہ کی قبر میں اُترے تو آپ کے لئے چراغ جلایا گیا۔ الحدیث۔

حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ "شعلہ نار" سے موم بتی کی روشنی مراد ہے السیرۃ الشامیہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں نہیں تشریف فرماتے تھے جس گھر میں اندھیرا ہوتا تھا۔ اسی طرح بزاز نے اور ابو الحسن بن ضحاک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے اور ابن سعد نے بھی۔ حافظ نے کہا کہ حریمۃ الابرش نے سب سے پہلے موم بتی کو لٹکانے کا رواج ڈالا یہ الحیرہ میں قضاعہ کا آخری بادشاہ تھا۔ مسجد میں چٹائی ڈالنا اور چراغ جلانے کا بڑا ثواب احادیث میں منقول ہے (ملاحظہ ہو امام زمخشری کی تفسیر اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ الآیۃ پر اور بقیۃ النوازل البرزلی اور شرح المنہج للمنجور)۔

مسجد میں دھونی دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدوں کو بنانے اور گھروں میں نماز کے لئے جگہ مختص کرنے (مسجد بنانے) اور اس میں خوشبو سلگانے اور صفائی رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

(سنن ابی داؤد، مسند احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، ابن رشد)

لہ وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی الخ (توبہ - ۱۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عبداللہ المجمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف میں خوشبوؤں کی دھونی دی۔ اور یہ اور ان کے والد عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ دونوں مسجد نبوی میں خوشبوؤں کی دھونی دیا کرتے تھے۔
(التمہید اور فتح الباری)

وہ صحابہ جو مسجد میں جھاڑو دیتے اور کوڑا کرکٹ صاف کرتے تھے

مختلف اور متعدد طرق سے روایت وارد ہے کہ ایک حبشی عورت تھیں جن کا نام محجنہ تھا وہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھیں اور کوڑا کرکٹ صاف کر دیتی تھیں۔ ان کے انتقال کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لے کر اُن کی قبر پر گئے اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔ نیز فرمایا کہ مساجد کو بناؤ اور اس میں سے کوڑا کرکٹ صاف کرو۔ جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بنائے گا رب العزت اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اور مسجد میں سے کوڑا کرکٹ نکالنا حور العین کا مہر ہے۔

ابن المفلح کی آداب الکبیر میں ہے کہ جمعرات یا اس جیسے ایام میں جھاڑو دینا سنت ہے۔ حافظ ابن تیمیہ کے فتویٰ میں الشمس المسفارینی نے نقل کیا کہ مسجد میں شرعی طور پر اقامت کہنا اس عورت کے ثواب کے مثل ہے جو مسجد میں جھاڑو دیتی تھی۔ ابن تیمیہ نے فرمایا کہ مسجد کے کسی حصہ کو ہمیشہ اپنا مسکن بنانا، اس میں رات گذارنا، دن کو اس میں قیلولہ کرنا، ایک کمرہ کو اپنے لئے مخصوص کر لینا یہ سب جواز کے قریب ہوا کرتا تھا اس لئے مسجد کے حکم سے اُس کو نکالا نہیں جانا چاہیئے۔

جماعت کے لئے مسجد میں لے جانے والوں کا اور جماعت کے ترک پر سختی کرنے والوں کا ذکر

صحیحین میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کے گھروں کو جا کر جلا دیں جو نماز میں جماعت کے ساتھ شریک نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کرتے تھے۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں بیان کیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ پہ عامل بنایا پھر انہوں نے اعلان کیا کہ اللہ کی قسم جس کے متعلق مجھ کو معلوم ہو گا کہ وہ جماعت سے رہ گیا میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اس لئے کہ جماعت سے سوائے منافق کے اور کوئی نہیں رہ سکتا (مصنف کہتے ہیں) حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب طلوعِ فجر ہوتی تو لوگوں کو صبح کی نماز کے لئے جگاتے تھے اُن کی شہادت کا سبب یہی تھا (ابوزید المحاجی)۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی ہے کہ "سوتے ہوؤں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔

جماعت کی صفوں کی ترتیب دینے والوں کا ذکر

حضرت بلال رضی اللہ عنہ صفوں کو درست فرماتے اور لوگوں کی ایڑی کے پٹھوں پر دُرّے مارتے تھے حتیٰ کہ صفیں درست ہو جاتی تھیں یہ عمل بعد کے زمانہ میں بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مشابہت میں جاری رہا۔

وہ صحابہ جو مسجد میں جھگڑا فساد اور شور و غل سے منع کرتے تھے

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ مسجد میں سو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کنکری پھینک کر اُن کو بلایا اور فرمایا ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ جو مسجد میں بلند آواز سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ آئے اور بتایا کہ ہم طائف سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو میں تمہاری پٹائی کرتا کہ مسجد میں شور کرتے ہو۔

مؤطا شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے اندر ایک چبوترا بنوا دیا تھا جس کو بطیحا کہا کرتے تھے اور فرمایا کہ جو شخص شور کرنا چاہے یا شعر گوئی کرنا چاہے یا بلند آواز کرنا چاہے وہ نکل کر رَحبَہ (چبوترا) کی طرف چلا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ جاہلیت میں قریش کے چودھری تھے ان کا بڑا احترام تھا اور وہی اس کام میں مدد گار بنے۔

وضو اور طہارت کرانے والے صحابہ کا ذکر

صاحبِ وضو والطہور سے مراد وہ شخص ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وضو کا پانی مہیا کرتے تھے، استنجا کے لئے پانی پہنچاتے تھے اور حالتوں میں پانی ڈالنے میں آپ کی مدد کرتے تھے۔ جن حضرات کے یہ خدمت سپرد تھی اُن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت مشہور اور معروف ہیں۔ مسلم شریف اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ایک لڑکا (الغلام) بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قضاء حاجت کے لئے پانی لے کر بہت دور تک جایا کرتے تھے۔ ابن جوزیؒ نے فرمایا کہ وہ پانی کا برتن چمڑے کا ہوتا تھا جو "رکوہ" کہلاتا تھا یعنی چھوٹا ڈونگا یا وہ برتن جو انگور کے عرق کو جمع کرنے کے لئے نیچے رکھا جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ لڑکے کا جو ذکر کیا تو "الغلام" سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی مراد ہیں اور احتمال ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مراد ہوں کیونکہ وہ بھی اس کام پر اپنے کو مامور بتاتے ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی روایت آئی ہے اور ترجمہ اصابہ میں حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ کنیز ملتی ہیں۔ مواہیب میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عبداللہ بن خیبر کا بھی نام روایت میں آیا ہے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ ابن ماجہ نے اُم عیاش جو کہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ کنیز تھیں ان کی روایت بھی بیان کی ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کراتیں تو وہ کھڑی ہوتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوتے السیرۃ الشامیہ میں ہے کہ حضرت اُمّ ایمن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کا خیال رکھتی تھیں اور آپ کے رفع حاجت کے وقت پانی دیتی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ڈھیلا لاؤ مجھے استنجا کرنا ہے یا اس جیسا فرمایا اور ہڈی مت لانا اور گوبر بھی مت لانا۔ میں نے لا کر پہلو میں رکھ دیا۔ جب فارغ ہوئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے واپس آیا۔ اس سے سرداروں کے پیچھے چلنے کا جواز ثابت ہوتا ہے (خلاصہ یہ کہ یہ حضرات صاحب وضو والطہارت تھے۔ ابن مسعود[1] انس[2]۔ الغلام[3]۔ ابی ہریرہ[4]۔ جابر[5]۔ میمہ[6]۔ عبداللہ بن خیر[7]۔ ام عیاش[8]۔ ام ایمن[9] رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی گرم پانی استعمال فرمایا؟ یا حمام میں داخل ہوئے

ابوعمر بن عبدالبر نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کبھی) گرم پانی سے وضو نہیں فرمایا اور نہ غسل فرمایا ہے۔ (بخاری شیخ شہبی اور ابن ذکری) المواھب میں جو حدیث منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام جحفہ (میقات اہل شام) میں ایک حمام میں داخل ہوئے یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن کثیر نے کہا بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک عرب لوگ تو حمام کو پہچانتے بھی نہیں تھے۔ دیلمی نے جو حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بغیر سند کے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم اپنے حمام کے گرد چکر لگاؤ تو یہ تاویل پر محمول ہے۔ وہ پانی خاص کسی چشمہ کا ہوگا۔ ایسی تاویلیں علامہ سخاوی۔ شرائطی یعقوب بن سفیان۔ ابن عساکر کے یہاں بھی ملتی ہیں۔ محمد بن زیاد الالہانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ حمام میں داخل ہوئے ہیں حالانکہ آپ صحابی ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حمام میں داخل ہوا کرتے تھے اس روایت میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ علامہ دمیری کے کلام سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دخول فی الحمام ثابت ہوتا ہے۔ کشف الغمہ میں ہے کہ صحابۂ کرام گرم پانی سے طہارت حاصل کر لیا کرتے تھے اور دھوپ کے گرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی سے کراہیت فرماتے تھے۔ ان میں حضرت عمر۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ حضرت ابن عباس۔ سلمہ بن اکوع۔ اسلع بن شریک وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دھوپ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی گرم کیا تاکہ آپ غسل فرمالیں تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے حمیرا! ایسا نہ کریں کہ اس سے برص کی بیماری پیدا ہوتی ہے (تخریج الہدایۃ للدیلمی اور الکبیر لابن الحجر اور دیکھئے السعایہ علی الھدایۃ الوقایہ لابی الحسنات محمد عبدالحیٔ الکھنوی الھندی ص۱۹۲-۳۳۶)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیشہ کے برتن سے وضو کرنے کا بیان

ابن خزیمہؒ نے حدیث صحیحہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی منگوایا تو ایک شیشہ کے پیالے میں پیش کیا گیا۔ مسند احمد میں ہے کہ بادشاہ مقوقس نے ایک کانچ کا پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ھدیہ میں پیش کیا تھا۔ مواھب میں ہے کہ اس کو نجاشی نے بھیجا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نوش فرماتے تھے علامہ شامی اور دوسرے حضرات نے مٹی کا پیالہ کہا ہے (بقول مصنف)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیتل وغیرہ کے برتنوں سے وضو کرنے کا بیان

• حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پانی کا برتن طلب فرمایا تو ایک تھوڑی گہرائی والا کشادہ برتن لایا گیا جس میں بہت تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو اس میں رکھا۔ گویا وہ طشت کے مشابہ تھا۔ امام بیہقی نے الشعب میں اور خطیب بغداد اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اپنے طشتوں کو بھرو اور مجوسیوں کی مخالفت کرو اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لگن میں وضو فرماتے تھے جو لکڑی یا پتھر کی ہوتی تھی۔ اس میں کپڑا بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھویا جاتا ہے۔ اسی طرح تانبے اور پیتل کے پیالے میں وضو کرنا ثابت ہے امام بخاریؒ نے۔ ابوداؤدؒ نے۔ حافظ نورالدین ہیثمی نے وضو کا باب قائم کیا ہے۔ اور مصنفؒ کا بھی ایک رسالہ "فی حدیث ارعوا الطسوس" بھی ملاحظہ فرمائیے۔

مسواک سنبھالنے کے ذمہ دار صحابہ

بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک سنبھالنے والے اور تکیہ اُٹھانے والے حضرات عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے (مصنف نے فرمایا) کہ ترجمہ اصابہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے اور اپنی باندی کو بلاتے وہ مسواک لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اُن کا نام "بریرہ رضی اللہ عنہا" تھا۔ دیکھیئے ہماری تالیف سیدنا الخلال فی السواک ومایتعلق بہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی کا ذکر

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر روز صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ گھر میں ایک روز کچھ آوازیں سنائی دیں تو اچانک دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے قریب ایک کتے کا پلّا (بچہ) کرسی کے نیچے تھا۔ اور کتاب المشرح الروی میں کرسی کا ذکر آیا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرسی پر بیٹھنے کا ذکر

صحیح مسلم اور نسائیؒ میں اس کا ذکر ہے۔ مسلم شریف میں حضرت رفاعہ عدوی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچا جب آپ خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے پیارے رسول ایک اجنبی جس کو کچھ علم نہیں دین کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہتے تھے۔ حضور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تشریف لے آئے تو اس جگہ پر آپ کے لئے کرسی لائی گئی۔ مجھے گمان ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ افروز ہوئے اور دین کی وہ باتیں سکھلانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلائی ہیں۔ اس کے بعد واپس جا کر آپ نے اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔ (مصنفؒ نے فرمایا کہ) اس سے مسجد میں کرسی پر بیٹھنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ میں نے ایک بزرگ کو کرسی پیش کی تو انہوں نے انکار کر دیا اور اُسے بُرے لوگوں سے تشبہ خیال کیا۔ حالانکہ حضرت عباس حضرت معاویہ۔ حضرت علی اور حضرت انس رضی اللہ عنہم اجمعین کا چارپائی (کرسی سریر) پر بیٹھنا ثابت ہے۔ (بخاری، مسلم، سنن نسائی وغیرہ)

وزیر جودت پاشاہ نے تاریخ ترکیہ میں بیان کیا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام بلند کرسی پر بیٹھ کر احکام جاری فرمایا کرتے تھے کنز الاعمال کے ترجمہ جثامہ بن مساحق میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد جثامہ بن مساحق بن ربیع بن الکنانی جب ہرقل کی طرف گئے تو کرسی پر بیٹھے اچانک دیکھا کہ وہ سونے کی کرسی ہے اس لئے فوراً اتر گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی فراہم کرنے کے انتظامات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں کے لئے ایک چشمہ جس کا نام سقیا تھا وہاں سے پانی لایا جاتا تھا۔ وہ چشمہ مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر تھا۔ (ابوداؤد۔ حاکم وغیرہ)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ہوتا تھا تو آپ کے لئے مالک بن نصر رضی اللہ عنہ کے کنوئیں سے میٹھا پانی لایا جاتا تھا (یہ مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد تھے)۔ حضرت رباح رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشی غلام تھے ایک مدت تک بئر عرس سے بھی پانی لاتے تھے۔ (مصنفؒ نے فرمایا) مدینہ منورہ میں بہترین کنواں بئر الھیثم بن التیہان تھا۔ حضرت ھیثم بن نصر رضی اللہ عنہ وہاں سے آپ صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کے لئے پانی لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لشکر میں اعلان کرو کہ کسی کے پاس وضو کے لئے پانی ہو تو لائیں۔ صرف انصار میں سے ایک صاحب تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اپنی مشک میں پانی ٹھنڈا کر کے (جو کھجور کی پتیوں کی بنی ہوئی حمارہ پر رکھا کرتے تھے) لائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زم زم کی ترسیل میں عجلت کرنے کی تاکید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہل بن عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر میرا مکتوب آبِ زمزم کے بھیجنے کے بارے میں رات کو ملے تو صبح کا انتظار مت کرنا اور دن کو ملے تو شام کا انتظار مت کرنا بلکہ (جلدی) میرے پاس زمزم کا پانی بھیج دیا کرو۔ چنانچہ دو مشکیزہ بھروا کر اونٹ پر لدوا کر اثیلۃ الخزاعی کی مدد سے اور (اکثر) اپنے غلام ازھیر کے ہاتھ تیز رفتاری سے روانہ فرمایا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ پانی لانے کے لئے سواری بھی استعمال کی جاتی تھی ایک مرتبہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جحفہ کے مقام پر جب پڑاؤ ڈالا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو پانی کے واسطے بھیجا۔ وہاں ان کو پانی نہیں ملا۔ سواری کا جانور بھی واپس لائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ (سواری اور مشکیزہ) ساتھ لے گئے اور اس میں پانی بھر کر واپس تشریف لائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے پیالہ میں مشروبات یعنی شربت جس میں شہد، نبیذ، پانی، دودھ ہوتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک یہودی نے پانی پلایا

الصبح الاعشی میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب کیا تو ایک یہودی نے پانی پیش کیا آپ نے اس کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھ کو جمیل بنا دیں۔ چنانچہ موت تک اس پر بڑھاپے کا اثر نہیں دیکھا گیا اس حدیث سے کافروں کے لئے دعا کا جواز کا استدلال کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام اسق یہودی تھا اس پر اسلام کو پیش کرتے اور وہ انکار کرتا تھا۔ وفات کا وقت جب قریب آیا تو اس کو آزاد کر دیا۔ اس سے فرمایا :۔

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (البقرہ۔۲۵۶) نہیں زبردستی دین کے معاملہ میں۔

اب جہاں چاہو چلے جاؤ۔

مطلق پانی پلانے کے بارے میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی عورتوں میں ایک مرتبہ چادریں تقسیم کیں تو ایک باقی رہ گئی آپ نے بجائے حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کو دینے کے حضرت اُم سُلیط رضی اللہ عنہا کو ترجیح دی کیونکہ انصار کی عورتوں میں سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور جنگ اُحد میں مشکیزہ اپنی پیٹھ پر لاد کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔

سبز برتن میں نبیذ بنانے کا ذکر

اسد الغابہ اور اصابہ میں حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک سبز گھڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس میں کافور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے مہاجرین اور انصار کے درمیان تقسیم فرما دیا اور فرمایا کہ اے ام حلیمہ اس میں ہمارے لئے نبیذ بناؤ۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دُعا دی جنہوں نے آپ کے پانی میں سے ایک بال نکال دیا تھا

ابو زید بن اخطب رضی اللہ عنہ رسول اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پیالہ میں پانی لائے تو اس میں ایک بال تھا جس کو انہوں نے نکال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے لئے دعا فرمائی "اے اللہ تو انہیں جمیل بنا دے"۔ چنانچہ چورانوے[۹۴] سال کی عمر میں بھی جب دیکھے گئے تو ان کے داڑھی مبارک میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

وہ صحابہ جو کھانے کے وقت آپ کی خدمت کرتے تھے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ سے بکری کے دست تیسرے کی فرمائش کی تو ابو عبیدہ رضی اللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! بکری کے تو اتنے ہی یعنی دو دست ہوتے ہیں (مفہوم)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم چپ رہتے تو مجھ کو دستانہ (کا گوشت) ملتا رہتا جب تک میں تم سے مانگتا رہتا۔ ابو عمرو نے کہا ابو عبیدؓ آپ کے خادم کہے جاتے تھے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برتنوں کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس :-

① ایک برتن تھا جس کا نام الغرا تھا۔ جس کو چار آدمی حلقوں (کڑے لگے ہوئے تھے) کو پکڑ کر اٹھایا کرتے تھے (اس حدیث کو ابو داؤد نے عبد اللہ بن بسر سے اور طبرانی نے عبد اللہ بن زید سے روایت کی ہے)۔

② ایک طشت تھا جس میں تین چاندی کی کڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ بعضوں نے کہا لوہے کی تھیں۔ اس میں کوئی کڑی ایسی بھی تھی جس سے پیالہ کو لٹکاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ پیالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کی بیٹی کے پاس رہا (بخاری)۔

③ ایک کانچ (شیشہ) کا بھی پیالہ تھا

④ ایک دوسرا پیالہ بھی تھا جس کو "اتریان" بھی کہا جاتا تھا (یعنی وہ پتھر کا بنا ہوا تھا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ ایک لگن کے مشابہ برتن تھا۔ جس میں مہندی اور کتم رکھا رہتا تھا۔ بخار کی حالت میں تبرید کے واسطے اس میں سے اپنے سر مبارک میں لگاتے تھے۔ اس کے علاوہ

⑥ ایک غسل کے واسطے برتن تھا جو پیتل کا بنا ہوا تھا۔

⑦ ایک صاع تھا (پیمانہ جس سے وزن کرنے کا برتن) جس سے فطرہ کا غلہ نکالا جاتا تھا۔

⑧ ایک زین پوش لگام تھی جس کو "الرّاج" کہا جاتا تھا۔

⑨ ایک بستر (بساط) تھا جس کو "الکز" بولا جاتا تھا۔

⑩ ایک چھوٹی ڈونگی بھی تھی جس کا نام "الصادر" تھا۔

⑪ ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ جس میں آپ رات کو پیشاب فرمایا کرتے تھے۔

(ابوداؤد، طبرانی، ترمذی اور حاکم وغیرہ)

کیا عہد نبوی میں لکڑی کے پیالے سے پینے پر دُعا دی گئی؟

اوپر نمبر ۱۱۔ لکڑی کے پیالہ کے بارے میں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات میں پیشاب فرمایا کرتے تھے دو قصے مروی ہیں۔ ایک تو وہی ام ایمن رضی اللہ عنہا کا واقعہ کہ اس لکڑی کے پیالہ میں جو پیشاب تھا وہ نادانستہ پانی سمجھ کر پی گئیں اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو دعا دی کہ اس میں اُن کے لئے صحت ہے۔ چنانچہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا آخری عمر تک بیمار نہ پڑیں۔ اور دوسرا قصہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ برکۃ یعنی اُمّ یوسف کا ہے۔ اس میں محدثین کا اختلاف ہے۔ اور اس بات پر بھی کافی اختلاف اور بحث ہے کہ اگر کوئی پینے کی چیز پانی وغیرہ پی لے تو اس کو دعا یا مبارک باد دے تو یہ سنت ہوگی یا بدعت؟ بعض کا کہنا ہے کہ اس خاص موقعہ کے علاوہ اور کبھی یہ دعا نہیں دی گئی اس لئے اُمت کے کسی فرد کا اس طرح کہنا بدعت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور بعض دوسرے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ بھی سہی ہمیشہ کے لئے سنت ہی کہلائے گی۔ بہرحال آدابِ اسلامی کسی کے کھانے پینے پر مبارک باد دینے یا دعائیہ کلمہ کہنے پر منع نہیں کرتا۔ اہلِ مغرب اور اہل فارس کو مصنف موصوف نے جب کلام شہاب الدین الخفاجی اور کلام مدخل سنایا تو ان سب نے ان کی علمی فضیلت کا اعتراف کیا۔

جن صحابہ کو حج کا امیر بنایا گیا ان کا بیان

مسلمانوں میں سب سے پہلا حج عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ۸ھ میں قائم کیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً بیس۲۰ سال کی تھی۔ وہ مکہ پر امیر بھی تھے۔ ان کے ساتھ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے جو لوگوں کو فقہ اور احادیث کی تعلیم دیا کرتے تھے اُن کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ۹ھ میں حج کی امارت فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں حج فرمایا اور آپ کے ساتھ اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ نے وقوف عرفہ کیا۔ (دیکھئے الاکمال۔ مختصر السیر ابن جماعۃ، اور نور النبراس)

حج پر قربانی کا جانور ساتھ لے جانے کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ھدی کا جانور تھک جائے تو اُسے ذبح کر دو اور اس کے قلادہ کو (یعنی گلے کے ہار) کو اس کے خون میں ڈال کر لوگوں کے درمیان چھوڑ دو وہ اسے کھالیں گے۔

بیت اللہ کی عمارت کی پہرہ داری اور خدمت کرنا

فتح مکہ کے دوسرے ہی دن حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ شریف کی کنجی کو حاصل کرنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجی حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمادی۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات پہلے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ شریف کی خدمت انجام دیتے رہے تھے اور ان کو دعا دی۔ خَالِدَۃً تَالِدَۃً یعنی یہ کنجی اوّل سے آخر تک تمہارے (نسل کے) پاس رہے گی۔ سوائے ظالم کے۔ یہی مفہوم ہوا لا ینزعھا منکم الّا ظالم یا جیسا کہ ایک اور روایت میں ہے لا یظلمکموھا الّا کافر۔ باقی بیت اللہ کو کھولنا اور بیت اللہ کی دوسرے حضرات کا خدمت کرنا اس پر بھی بحث موجود ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کنجی دے کر حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا کہ اس کو غیب کر دو یعنی چھپالو یا حفاظت کرو۔ علماء نے اس نکتہ پر بھی کافی تشریح کی ہے۔

السقایہ۔ بیت اللہ شریف میں پانی پلانے والوں کا بیان

اسلام سے قبل یہ خدمت بنی عبدالمطلب کے سپرد تھی۔ جب اسلام کا زمانہ آیا تو اس خدمت یعنی زمزم پلانے کو حسبِ سابق بنی عبدالمطلب ہی کے سپرد رکھا اور فرمایا کہ تمہارے مقابلہ میں اگر کوئی اور غالب آتا تو یہ خدمت تم سے چھین لیتا۔ پس انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ڈول کو حاصل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم پیا۔

حضور علیہ السلام کا حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے دست مبارک سے ھدی کی قربانی کرنا اور باقی کے لئے حضرت علیؓ کو اجازت دینا

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترسٹھ (۶۳) اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے اس حساب سے آپ کی عمر شریف کے ہر سال کی ایک جانور کی قربانی بنتی ہے (ترسٹھ جانور ترسٹھ سال۔ ناقل)۔ باقی جانوروں کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اجازت مرحمت فرمادی۔ سنن نسائی میں ہے کہ ہر قربانی میں سے ایک ایک بوٹی لے کر پکایا گیا۔ پھر اس میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا اور اس کا شوربہ بھی پیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری حج کے متعلق بہت سے معرکۃ الآرا رسائل مختلف علماء نے تالیف فرمائے ہیں جن میں سے حافظ ابو محمد بن منذر۔ حافظ ابو جعفر احمد بن عبداللہ الطبری۔ ابو الحسن۔ ابراہیم بن عمر البقاعی اور اہل ظاہر میں ابو محمد بن حزم الظاہری۔ جس پر حافظ ابن القیم نے الھدی النبوی میں کلام فرمایا ہے اور حافظ ابن کثیر الشافعی نے البدایہ والنھایہ لکھی اور اس موضوع پر بالتفصیل بیان حافظ شامی کا ہے ایک اور عجیب رسالہ الشیخ ابن العربی الحاتمی کا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کتابت سے متعلق صحابہ کا عمل

کتابت وحی کے بارے میں

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو لکھا کرتے تھے۔ اُن کی غیر موجودگی میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کاتب وحی تھے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ امام قضاعیؒ نے فرمایا کہ اگر ان کاتبین وحی میں سے بوقت کتابت کوئی حاضر نہ ہوتا تھا تو حاضرین میں سے کوئی بھی کتابت کر دیتا تھا مثلاً حضرت معاویہؓ۔ جابر بن سعید بن العاصؓ۔ ابان بن سعیدؓ۔ علاء بن حضرمیؓ۔ حنظلہ بن ربیعؓ وغیرہ۔ عبداللہ بن سعد بن صرح (ابن سرح) بھی کاتب وحی تھے لیکن وہ مرتد ہو گئے تھے جن کو دوبارہ اسلام لانے تک پناہ دی گئی تھی۔

ابن عساکر نے کاتبین وحی کی تعداد تیئیس[۲۳] بتائی ہے اور مہجۃ المحافل میں پچیس لکھی ہے جن میں سے :-

حضرات علی[۱]۔ ابو بکر[۲]۔ عثمان[۳]۔ عمر[۴]۔ عامر بن فہیرہ[۵]۔ عبداللہ بن ارقم[۶]۔ ابی بن کعب۔ ثابت[۸] بن قیس بن شماس۔ خالد[۹] بن سعید بن العاص اور ان کے بھائی ابان[۱۰]۔ حنظلہ[۱۱] بن ابی عامر الاسدی۔ زید[۱۲] بن ثابت۔ معاویہ[۱۳] بن ابی سفیان۔ شرجیل[۱۴] بن حسنہ۔ عبداللہ[۱۵] بن عبداللہ بن ابی سلول۔ زبیر[۱۶] بن العوام۔ معیقیب[۱۷] بن ابی فاطمہ الدوسی۔ مغیرۃ[۱۸] بن شعبہ۔ خالد[۱۹] بن ولید۔ علاء[۲۰] بن حضرمی۔ عمرو[۲۱] بن عاص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہیم[۲۳] بن الصلت ۔ عبداللہ[۲۴] بن رواحہ ۔ محمد[۲۵] بن مسلمہ ۔ عبداللہ[۲۶] بن سعید بن ابی سرح رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔

امام قرطبی نے ان کی تعداد چھبیس[۲۶] تک پہنچائی ہے ۔ شبراملسی نے المہنج کے حاشیہ میں ان کی تعداد چالیس[۴۰] تک بتائی ہے اور امام عراقی نے بیالیس[۴۲] تک شمار کیا ہے ۔ اور البرھان الحلبی نے کاتبین وحی کا شمار تنتالیس[۴۳] تک کیا ہے ۔ المطالعۃ النصریہ میں الھوینی نے کہا کہ وہ تمام حضرات کاتبین وحی میں سے نہیں ہیں ۔ حافظ عبدالبر نے لکھا کہ ان میں اکثر خطوط اور اس کے جوابات بھی لکھا کرتے تھے ۔ جس نے پوری وحی لکھنے میں مدد کی وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جو امانتدار اور صاحبِ عقل تھے ۔

نائب کاتب بھی ہوتے تھے

العقد الفرید میں ہے کہ حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے ہر کاتب کے نائب تھے ۔ مصنف نے فرمایا حضرت شرجیل بن حسنہ کندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے کاتب تھے جیسا کہ المواھب میں ہے ۔ حافظ ابن حجر سے منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں سب سے اول کاتب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پہلے تھے اور مکہ میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے ۔

دیوان کتاب یا دیوان انشاء سب سے پہلے عہد نبوی میں وضع کیا گیا ۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیر لشکر کو اور قرب وجوار کے بادشاہوں کو خطوط لکھوایا کرتے تھے ۔ اسی سلسلہ میں حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عہد نامہ لکھوایا جبکہ ان کو یمن کی طرف روانہ فرمارہے تھے اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائیوں کے پاس ملک شام لکھوا کر بھیجا ۔ حدیبیہ کے سال میں قریش کے درمیان صلح نامہ لکھوایا (مصنف) ۔ آگے چل کر یہی تمام مکتوبات دیوان انشاء کے قیام کی اساس بنے ۔ پھر علم شروط جو کہ پندرہ علوم کا مجموعہ ہے وضع کیا گیا ۔ جو علم فقہ سے ماخوذ ہے اس کا بعض حصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم انشاء میں سے ہے اور بعض رسوم و عادات اور امور استحسانیہ سے متعلق ہیں۔ محمد بن الصافی اور محمد بن افلاطون کی تالیف اس فن میں بہترین ہے علامہ جرجانی نے ترجیح مذہب ابی حنیفہ میں لکھا ہے کہ (علم شروط میں) ابوزید شروطی حنبلی سے کوئی بھی سبقت نہیں لے جا سکا۔ اس کے رد میں علامہ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی نے فرمایا کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتب عہود اور میثاق کی تالیف کروائی اسی میں سے "ایلہ" کے نصاریٰ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد نامہ ہے۔ جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لکھوایا تھا۔ ص۵۴ من الجزء الثانی۔

کتاب السیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عنقریب میرے پاس بہت سے ایسے خطوط آئیں گے جن کو ہر شخص کا اُن کو پڑھنا میں پسند نہیں کرتا۔ کیا تم عبرانی یا سریانی کتابت (زبان) سیکھ لو گے؟ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عبرانی زبان کو سترہ دن میں سیکھ لیا۔

ان صحابہ کرام کا ذکر جو خطوط اور دستاویز لکھا کرتے تھے

الاستیعاب اور اصابہ میں واقدی سے روایت ہے کہ سب سے پہلے مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے وحی کی ابتدائیہ لکھی اور انہیں ہی نے سب سے پہلے وحی کی کتابت کے اختتام پر من اخیر الکتاب اور کتبہ فلاں لکھا تھا۔ ان کی غیر موجودگی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے لکھواتے تھے۔ بس یہی دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہر طرح کی کتابت کی خدمت بھی انجام دیتے تھے۔ مثلاً خطوط اور دستاویز بھی لکھواتے تھے۔ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بھی یہ کام لیتے تھے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں حاضرین میں سے کسی کو حکم فرما دیتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بہت امانت دار اور قابل اعتماد تھے۔ یہی حال حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ارقم الازھری رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ خطوط پر مہر بھی لگاتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہلِ قریہ کو خطوط لکھنے والوں کا ذکر

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خطوط کو لکھتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عرب لوگوں کے درمیان ہوتے تھے۔

(شرح المواھب)

تنبیہ ؛ الشفاء میں ہے کہ ایک آدمی نے حضرت معافی بن عمران سے دریافت کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (دونوں اموی تھے) میں کون افضل تھے؟ اس پر حضرت معافی بہت ناراض ہوئے کہ صحابی کو غیر صحابی پر قیاس نہیں کیا جاتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی تھے اور کاتب بھی تھے اور کاتب وحی پر امانتدار تھے۔ الشہاب نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ معافی بہت باتونی آدمی تھے۔ حضرت معافی نے وحی میں سے کچھ نہیں لکھا وہ تو قبائل کی طرف خطوط لکھا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھال، چمڑا وغیرہ پر کتابت ہوتی تھی

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت مالک بن احمر نے آپ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا اس کے بعد وہ مسلمان ہوگئے اور یہ تجویز پیش کی کہ خطوط کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جائے پس چمڑے کے ایک ٹکڑے پر جس کی چوڑائی چار انگل کے بقدر اور لمبائی ایک بالشت تھی خط لکھوایا۔ (بغوی اور طبرانی اوسط)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ صبح الاعشی میں ہے کہ قرآن پاک بھی اسی طرح لکھا جانے لگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ قسم ہے طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ (طور ۔ ۱-۳) کشادہ ورق میں۔

رَقٍّ کے معنی وہ چمڑا جس کو باریک کر لیا جائے تاکہ آسانی سے لکھا جا سکے۔ اسی میں یہ بھی ذکر ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگ کس چیز پہ لکھا کرتے تھے۔ اہلِ چین نے ایک قسم کی گھاس جو باریک چمڑے کے مثل ہوتی تھی۔ اسی سے کاغذ بنانا سیکھا۔ ہندوستان والے سفید ریشم کے ٹکڑے پر لکھا کرتے تھے۔ اور اہل فارس بھینس، گائے، بکری اور بعض وحشی جانور کی کھال کو دباغت دے کر اس پر لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح لخاف یعنی ہلکے سفید پتھر، پیتل، لوہا وغیرہ پر لکھتے تھے۔ اور کھجور کی شاخ پر لکھتے تھے اور اونٹ اور بکری کے شانوں کی ہڈی پر لکھتے تھے۔ عرب میں بھی یہی طریقہ رائج تھا۔ لیکن قرآن پاک باریک چمڑوں پر لکھا جاتا تھا۔ ہارون الرشید کے زمانہ سے کاغذ پر لکھا جانے لگا۔

معاہدہ اور صلح نامہ لکھنے والے صحابہ کا بیان

حضرت علی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاہدہ اور صلح نامہ لکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے قصہ میں ہے کہ حضرت عامر بن فہیرۃ رضی اللہ عنہ نے سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی کو ایک چمڑے کے رقعہ پر معاہدہ نامہ لکھا۔

امورِ خصوصی لکھنے والے صحابہ کا بیان

ترجمہ اصابہ میں ہے کہ حضرت حصین بن النمیر، معتصم بن صمادح اور مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہم بوقت ضرورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتابت کا کام انجام دیتے تھے اور قرض و معاملات کو لکھا کرتے تھے۔

المحاضرات الشیخ الاکبر ابن عربی الحاتمی میں ہے کہ حضرت زبیر ابن العوامؓ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہم بن الصلت رضی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال اور صدقات کو لکھا کرتے تھے۔
اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی کھجور کے باغات کے تخمینہ کو لکھا کرتے تھے۔ اور
شرجیل بن حسنہ رضی بادشاہوں کے نام خطوط پر مہر لگایا کرتے تھے۔

کاتبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اجمالی نظر

المواھب میں ہے کہ محدثین کرام نے اپنی تالیفات میں بہت عجیب اخبار، حالات، سیرت اور آثار ان کاتبین کے بارے میں نقل کی ہیں۔ خصوصاً خلفاء اربعہ کی اُن میں بہت خصوصیات ملتی ہیں۔ (مصنف لکھتے ہیں کہ) منجملہ ان مؤلفین میں سے علامہ قضاعی۔ عمر بن شبہ۔ امام شمس الدین ابو عبداللہ انصاری۔ جمال انصاری اور ان کے شاگرد علامہ برھان الحلبی۔ ابن ابی الجعد وغیرہ ہیں۔
نور النبراس میں ہے کہ جو حضرات کتابت پر ہمیشگی فرماتے تھے وہ یہ ہیں:۔
حضرت زید بن ثابت۔ حضرت معاویہ۔ خلفاء اربعہ۔ ابان اور خالد وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مصطفیٰ علیہ السلام نے کتابت کے آداب اور قلم کو کہاں اور کیسے رکھنا سکھایا

حروف کے رسم الخط اور ترتیب کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھو تو اس میں سین کو ظاہر کرو۔ یعنی "ب" کو "س" سے ادغام کر کے لکھو یعنی بسم لکھو "باسم" نہ لکھو۔
دوسری حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے کہ دوات کو ڈالے رکھو اور قلم سے ٹیڑھا قط لگاؤ اور با (ب) کو سیدھا لکھو اور "س" کو کھینچ کر لکھو اور "م" کو ظاہر نہ کرو اور "اللہ" کے لفظ کو اچھی طرح لکھو۔ "الرحمٰن" کو کھینچ کر لکھو اور "الرحیم" کو الگ سے لکھو۔ اگرچہ روایت صحیح نہیں ہے لیکن بعید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں کہ اس کا علم دیا گیا ہو لیکن کتابت اور قرارت کو منع کر دیا گیا ہو۔

حضرت زید بن ثابت۔ حضرت معاویہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم جب کتابت کرتے تو قلم کو منہ میں دبا لیتے تھے یا زمین پر رکھ دیا کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قلم کو کان پر رکھ لیا کرو اس سے حافظ خوب تیز ہوتا ہے اور املاء کرانے میں سہولت ہوتی ہے۔

مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکتوب پر مٹی ڈلواتے تھے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی خط لکھے اُس کو چاہیئے کہ اس پر (یا اس جیسی چیز پر) مٹی ڈال دے اس لئے کہ وہ خشک کرنے والا، برکت والا اور حاجت کو بہت زیادہ پورا کرنے والا ہے اور امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ خط کو خاک آلودہ کرو۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ دو خطوط لکھوائے دو بستی والوں کی طرف تو ایک پر خاک ڈالی اور دوسرے پر نہیں ڈالی۔ پس جس خط پر مٹی ڈالی تھی اس بستی والوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مواد البیان میں تصریح ہے کہ مستحب ہے کہ بسم اللہ کے مکتوب پر مٹی ڈال دی جائے۔ اس کے بعد کاتب اس کو تمام مکتوب پر پھرائے تاکہ بسم اللہ شریف کی برکت جمیع کتابت کو عام ہو جائے (فاضل مصنف نے اس حدیث پر سیر حاصل فنی بحث کی ہے جس میں تمام اصطلاحات کی بھی تشریح کی گئی ہے اور محدثین کرام بشمول علماء ہند تمام اسناد پر حدیث کے قواعد کے مطابق چھان پھٹک کی ہے۔ جس سے موصوف کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ناقل) خلاصہ یہ کہ مطروح الحدیث، منکر الحدیث، متہم بالوضع وغیرہ کو خوب کھول کر واضح کیا ہے۔ مثلاً بقیہ کے متعلق لکھا ہے کہ بقیہ بن ولید سچا ہے۔ ضعفاء سے بکثرت تدلیس[1] کرتا ہے۔ بقیہ نے جو روایت مجہولین سے بیان کی ہیں وہ نہیں لکھا جاتا۔ اب اس سلسلہ میں دیکھنا ہوگا کہ یہ جہالت حال ہے یا جہالت اسم ہے

[1] تدلیس اس کو کہتے ہیں کہ راوی اپنے شیخ کے شیخ کا نام لیتا ہے یعنی استاد کا نام چھپاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر جہالت حال ہو تو مرفوع ہے بوجہ اس قاعدہ کے کہ روایت العدل الفرد عن مجہول الحال تعدلہ (ثقہ آدمی جس کا حال معلوم نہیں اس کو ثقہ ہی مانا جاتا ہے) اور اگر جہالت سے مراد جہالت اسم ہے تو حافظ ابن حجر نے التہذیب میں فرمایا حزم ابن عساکر بان احمد الکلاعی ھو عمر بن ابی عمرہ (بیشک احمد الکلاعی ہی عمر بن ابی عمرہ ہیں) گویا جب بھی اُن کو یاد کرتے ہیں تدلیس کرتے ہیں۔ اسی طرح فاضل مصنف موضوع روایت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی حدیث کئی طرق سے منقول ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث کہیں نہ کہیں سے ثابت ہے ایک جگہ علقمی کی تشریح لکھی کہ کاتب انتہائی تواضع کے ساتھ مخاطب کرے اور مکتوب پر مٹی ڈالے فرمایا یہ مبالغہ ہے۔ کیونکہ یہ مخالف ہوگا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد بادشاہوں کے پاس خط لکھنے کے۔ بعض مشائخ فرماتے تھے کہ مٹی ڈالنے سے پرہیز کرے تاکہ دیمک نہ لگ جائے۔ کیونکہ ان کو اس حدیث کی سند میں کلام ہے۔ علامہ سخاوی اور دوسرے حضرات (بشمول علماء ہند) اس حدیث سے صرف مٹی ڈالنا مراد لیتے ہیں تاکہ سیاہی کی تری ختم ہو جائے۔ اور مکتوب مٹ جانے سے محفوظ رہے۔ اس کی تائید میں امام غزالیؒ کا وہ قول ہے کہ ایک شخص نے اپنے مکان کی دیوار کی مٹی سے اپنے خط کو خشک کرنا چاہا کہ معمولی سی مٹی سے کیا حرج ہے؟ غیب سے آواز آئی عنقریب اس مٹی کو ہلکا سمجھنے والے کو معلوم ہو جائے گا جب کل وہ اپنے حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ آج کی دنیا میں لوگ خطوط کو آگ میں، دھوپ میں، جاذب کاغذ سے سکھاتے ہیں اور رنگوں سے مزین کرتے ہیں یا لکڑی اور صندل کا بُرادہ استعمال کرتے ہیں۔ ائمہ شوافع نے قبر کی مٹی سے تترب کو حرام فرمایا ہے۔

مکاتیب النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح اور ترتیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکاتیب کو اکثر من محمد رسول اللہ الی فلان سے شروع فرماتے تھے۔ اس کے بعد بسا اوقات "امابعد" کبھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ھٰذا کتاب" اور کبھی "اسلم انت" کے الفاظ لکھواتے تھے۔ مخاطب کے مشہور اور عرفی نام کو شامل فرماتے تھے مثلاً قیصر وغیرہ اگر مکتوب الیہ کوئی بادشاہ یا سردار ہوتا تو فلاں قوم کے عظیم (شخصیت) یا بادشاہ یا صاحب مملکۃ فلاں لکھواتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مسلمان کو خطاب فرماتے تو السلام علیك ورحمة الله وبرکاته اور کافر کو السلام من التبع الھدیٰ لکھواتے تھے۔ سلام کے بعد کبھی حمد اور کبھی حمد کو تشہد کے ساتھ بھی فرماتے تھے۔ کتابت کے آخیر میں کافروں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے تھے۔

ہمعصروں سے خط وکتابت اور جملہ خطوط کے عنوانات کے بارے میں

مسلمان مملوک اور اسلامی لشکر کے امراء جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھتے تو پہلے اپنا نام ظاہر کرتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تعریف بیان کرتے اس کے آگے "امابعد" لکھتے۔ اس کے بعد نفس مضمون اور سلام پر خط کو ختم کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خط میں اکثر پہلے "من محمد رسول اللہ" داہنی طرف اور الیٰ فلان بائیں طرف لکھواتے تھے اور مکتوب الیہ کے نام کے ساتھ اس کے القاب اور تعریف کی بھی رعایت کی جاتی تھی۔ پھر عنوان ہوتا تھا۔ ہمعصر بادشاہوں کو کتابت بھی اسی ترتیب پر ہوتی تھی۔

تمام مکتوبات جو عہد و صلح کے بارے میں ہوتے ان کو بھی بسم اللہ شریف سے شروع فرماتے تھے۔ جب "بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا" نازل ہوئی تو یہ بھی لکھواتے تھے۔ اس کے بعد جب قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ نازل ہوئی تو "بسم اللہ الرحمٰن" ایک مدت تک لکھواتے رہے۔ اس کے بعد جب اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی تو پوری بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھواتے تھے۔ حافظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حجرؒ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات کو جمع کیا جو مختلف بادشاہوں کے پاس بھیجے گئے تھے تو اس کی ابتداء میں حمد کا ذکر نہیں تھا بلکہ لفظ بسم اللہ شریف تھا۔ قاضی ابن بادیس لکھتے ہیں کہ سب سے اول کتابت بسم اللہ کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائی ہے وہ "ایلہ" کے بادشاہ بختیہ بن رویہ کو بھیجے جانے والے خط میں لکھی گئی ہے۔ وہ نصرانی تھا۔ اس سے رسائل الی الکفار میں بسم اللہ لکھے جانے کا جواز ملتا ہے۔ بعد میں یہ لوگ مسلمانوں کی سرزمین سے دینار و درہم اپنے ملکوں میں لے جاتے تھے جن پر نقوش کندہ ہوتے تھے۔

خطبہ اور کتابت کے شروع میں "امّابعد" کا التزام کرنا

شرح منظومۃ الادب میں ہے کہ مکتوبات اور خطبات میں "امّابعد" کو لانا مستحب ہے کیونکہ قیصر روم، کسریٰ، فارس اور مقوقس کو جو خط لکھے گئے اس میں اس کا ذکر ہے۔ قاضی علی بن سلیمان نے ۳۵ اور زرقانی نے ۴۰ صحابہ سے اسے منقول بتایا ہے۔

امام بخاریؒ نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ایک قصہ پورا ہوتا تھا تو "امّابعد" فرماتے تھے۔

محفوظ اور صحیح ترین مکتوب الی ھرقل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ
الیٰ ھرقل عظیم الروم سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ
امابعد فانی ادعوك بدعایۃ الاسلام اسلم
تسلم یوتك اللہ اجرك مرّتین فان تولیت
فان علیك اثم الیریسیین ویا اھل الکتاب تعالو
الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الّا نعبد الا اللہ
ولا نشرك بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (یہ خط) محمد جو کہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ان کی طرف سے ھرقل روم کے عظیم کے پاس بھیجا جا رہا ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ بہرحال اس کے بعد میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ تم سلامتی اور مزے میں رہو گے۔ اللہ تم کو دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔ اگر تم نے اس دعوت سے گریز کیا تو تمہارے ماتحتوں کا گناہ بھی تمہارے سر پر ہوگا۔ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے متفق کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش کریں گے نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں گے نہ ہم بعض بعض کو رب تسلیم کریں گے اللہ کو چھوڑ کر۔ اگر وہ (اہل کتاب) نہیں مانتے (تو اللہ کا حکم ہے کہ کہدو اے لوگو!) تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (بخاری شریف سے ماخوذ)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خط جو بعینہٖ محفوظ کرلیا گیا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری مکتوب اپنی اصلی حالت میں جس کو اہل تاریخ نے بعینہٖ محفوظ کیا ہے وہ ایک چمڑے پر مکتوب تھا جس کو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واسطے ملک شام کی زمین سے متعلق لکھا گیا تھا۔ جس میں وہ بستی اور ٹیلہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آثار قدیمہ میں موجود تھے (یعنی مقام عینون، جیرون اور اطومہ وغیرہ ان سب کو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کی نسلوں کو مرحمت فرمایا گیا۔ اس پر حضرت ابوبکر بن قحافہ۔ حضرت عمر بن خطاب۔ حضرت عثمان بن عفان۔ حضرت علی ابن ابی طالب۔ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم گواہ بنے۔ مصنف فرماتے ہیں میں نے اس خط کو خود دیکھا ہے اور اس کے تحفظ کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ:۔

ابن مندہ نے حضرت عمرو بن حزم سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واسطے جاگیر عطا فرمائی اور لکھا :۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یہ مکتوب ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے تمیم بن اوس کے واسطے کہ قریہ صیہون اُن کا اس کی تمام زمین، اس کا میدانی علاقہ، پہاڑی علاقہ۔ اس کا پانی اور انگور کے باغات اور اس کی پیداوار حتیٰ کہ اس کے پتے ان کی ملکیت ہیں۔ ان کے بعد ان کی نسلوں میں چلے گی۔ اس میں کسی اور کا حق نہیں۔ کوئی ان پر ظلم کے ساتھ مداخلت نہ کرے جو شخص ظلم کا ارادہ کرے گا یا اس کو چھین لے گا۔ بے شک اس پر اللہ کی لعنت۔ فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت الخ فقط"

نامۂ مبارک کی حفاظت کا اہتمام (عنوان از ناقل)

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اور امیر المؤمنین بنے تو آپ نے ایک مکتوب شام کے گورنر کو لکھا اور تاکید فرمائی کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی جاگیر کا نگراں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بنایا جائے اور مفسدین کو مداخلت سے روکا جائے۔

کتاب الانس الجلیل فی تاریخ القدس والخلیل کے مصنف قاضی القضاۃ ابی الیمن مجیر الدین الحنبلی نے لکھا کہ انہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی وقف شدہ جاگیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے متعلق مکتوب خود جا کر دیکھا ہے اور اس کے ادب و احترام اور حفاظت اور وہاں کے فرمانروا امیر المؤمنین المستجد عباسی کی تحریر و فرمان کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ وہ جاگیر حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں آج تک موجود ہے جس سے وہ کھاتے پیتے اور گذارہ کرتے ہیں اور وہ لوگ شہر الخلیل اور اس کے گرد و نواح میں مقیم ہیں اور ان کو "الداریہ" کہا جاتا ہے۔ صحابہ کے تذکرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گذر چکا ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں امیر تھے بعض امراء نے آلِ تمیم سے تعرض کیا تھا اور ان کی زمین چھیننے کی کوشش کی تھی اور یہ معاملہ قاضی ابوحاتم حنفی (ظاہر میں حنفی تھا۔ مگر باطن میں معتزلی، ملحد اور شیعہ تھا) جو کہ القدس کا قاضی تھا۔ ان کے پاس پیش ہوا۔ داریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب پیش کر دیا۔ قاضی نے جواب دیا کہ یہ مکتوب لازم اور ضروری العمل نہیں ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اس زمین کی جاگیر دی جس کے وہ مالک نہیں تھے۔ وہاں کے حاکم نے فقہاء زمانہ سے مسئلہ دریافت کیا۔ یہ اہل فرانس کے غلبہ سے پہلے کی بات ہے۔ اس زمانہ میں حضرت ابوحامد امام غزالی طوسی بیت المقدس میں تھے۔ آپ نے فرمایا "یہ قاضی کافر ہے" دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین کے تمام (حصہ) کو اللہ ربّ العزت نے میرے لئے سمیٹ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت کی زمین میں لوگوں کو جاگیر دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے فلاں محل فلاں شخص کے لئے ہے اور آپ کی داد و دہش حق ہے۔ ایمان۔ یقین اور معجزہ ثابت ہے)۔ حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ کے واسطے مقام "القبلیہ" کی جاگیر عطا فرمائی اور ثعلبہ الخشنیؓ کو ان کے ملک سے قبل کچھ چیزیں عطا فرمائیں پس قاضی اور حاکم رسوا ہو گئے اور آلِ تمیم اپنی جاگیر پر بدستور قابض رہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ قاضی ابوبکر ابن عربی ملک شام میں ہوتے تھے۔ شرح موطاء میں ہے کہ یہ مکتوب صحیح ہے۔ حافظ ابوالفضل ابن حجر۔ حافظ شمس الدین الدمشقی اور ہمارے شیخ حافظ خلیل الدین السیوطی نے اس کی صحت کے بارے میں کئی کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے ۱۳۴۴ھ میں حجاز اور ملک شام کا سفر کیا۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی اولاد آج تک بلاد قدس اور اطراف میں آباد ہیں۔ اور حرم خلیل کے خطیب اور عالم الشیخ عبدالحیؒ بن الخطیب الحاج عبدالفتاح التمیمی الداری سے ملاقات ہوئی جن کا نام نامی تاریخ میں بھی موجود ہے اور وہاں کے مفتی الشیخ خلیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الداری الازھری۔ فلسطین کی نسبت سے بہت مشہور زمانہ ہیں اُن سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد وہ ائمۂ نسب فخر اندلس امام ابن حزم سے اس بات کا ثبوت حاصل کیا کہ حضرت ابن تمیم داری کی اولاد نہیں چلی۔ ان کی صرف ایک بیٹی تھیں جن کا نام رقیہ تھا اور اسی کی وجہ سے ان کی کنیت ابو رقیہ پڑ گئی تھی۔ اسی نسبت سے ابن عربی نے آلِ تمیم کا لفظ استعمال کیا اولادِ تمیم داری نہیں کہا۔

آخری نامۂ مبارک جو اہل کفر کی طرف بھیجا گیا وہ بعینہٖ تاریخ میں موجود اور محفوظ ہے

ہرقل کے پاس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک پہنچا تو انہوں نے اس کو سونے کی ایک کشتی میں رکھا جو موتیوں سے جڑی ہوئی تھی اور خوب تعظیم و تکریم کی اور پشت در پشت اس کی حفاظت کی گئی۔ حتیٰ کہ وہ خط بادشاہ ادفونش تک پہنچا جو طلیطلہ تک فتح یاب ہوئے تھے اور پیش قدمی کرتے ہوئے اندلس پر بھی غالب آگئے تھے۔ اس کے بعد اس کا نواسہ جو ابن سلطان کے نام سے معروف ہے۔ اس کے پاس پہنچا اور عبدالملک بن سعید نے جب نامۂ مبارک کو بوسہ دینا چاہا تو انہیں روک دیا اور چھپا دیا کیونکہ اس کی حفاظت عزیز تھی ہرقل کے پوتے نے بادشاہ منصور کو جب وہ سونے کا صندوق دکھایا جس میں نامۂ مبارک تھا تو کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد نے ہم کو وصیت فرمائی ہے کہ جب تک یہ خط ہمارے پاس رہے گا اس کی برکت سے بادشاہت ہمارے پاس رہے گی۔ لہٰذا ہم اس کی انتہائی حفاظت کرتے ہیں اور نصاریٰ اس کو چھپاتے ہیں (اس کے برعکس کسریٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک پھاڑ دیا تھا۔ اس لئے اس کی سلطنت بھی پھاڑ دی گئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ نامۂ مبارک اسپین کے بادشاہوں کے پاس تھا کیونکہ وہ ہرقل کی اولاد میں سے تھے (اس کے بعد سے نامۂ مبارک کی خبر مفقود ہو گئی) جب مسلمان جزیرہ اندلس پر حاوی ہو گئے تو اس نامۂ مبارک کا وصف و ذکر نہ کسی مؤرخ نے کیا نہ کسی کاتب نے یا کسی سفیر کو کرتے سنا۔ اس کے بعد انگریزی۔ فرانسیسی اور اندلسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہبوں کی عصبیت اور بڑائی نامۂ مبارک کی فراموشی کا سبب بنی۔ بلجیم جرمنی بلکہ پورے یورپ میں ہر جگہ عربوں کا اطلاق اسپین کے نصاریٰ پر ہونے لگا اور اہلِ فرانس کا تو الد اور تناسل کا سلسلہ انہیں سے جاری رہا۔ فاضل مصنف نے ۱۳۴۱ھ میں اسپین کے نائب رئیس کے ہمراہ سفر کیا اور نامۂ مبارک کو تلاش کیا لیکن بے سود۔ اس سلسلہ میں وہ جنرل بورکطی اور فرانسیسی مورخ الکولونیل کاستری باریزی سے بھی ملاقات کی۔ موخرالذکر نے ایک نسخہ اپنی کتاب تاریخ اسلام "الابحاث والکتابات الطنانہ" ھدیہ میں دیا اور یہ فرانس کا چودھواں بادشاہ لوئز کے مکتوب اسماعیلی کی فوٹو کاپی تھی۔ بعض متہورین اور دانشوروں نے رئیس مجلس مواب (موسوٗ) الفرنسوئ ذی شانیائیل کے کلام سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہر قلی مکتوب اب تک فرانسیسیوں کے پاس ہے۔

اسی طرح کا قصہ حبشہ کے نجاشی بادشاہ کا ہے جن کو نامۂ مبارک بھیجا گیا تو انہوں نے اس کی غائت تعظیم کی۔ اس مکتوب میں بھی تھا کہ اہل حبشہ ہمیشہ خیریت کے ساتھ رہیں گے جب تک وہ نامۂ مبارک ان کے پاس رہے گا۔ نجاشی نے ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں ان خطوط کو نہایت حفاظت سے رکھا صادق پاشا نے حبشہ کا سفر کیا تو وہاں ایک حبشی مسلم عالم سے بادشاہِ حبشہ اصحمہ کے مراسلات کے متعلق دریافت کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان ہوئی تھی۔ پس انہوں نے کہا کہ اصحمہ کے معنی عربی میں عطیہ کے ہیں اور نجاشی کی قبر کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ اس مقام کا نام "منکل" ہے جہاں ہر سال بازار لگتا ہے اور مسلمان اور عیسائی قبر کی زیارت کو آتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مقوقس ملک مصر کی طرف جو مکتوب نبوی بھیجا گیا تھا اس کی فوٹو کاپی تیونس کے بڑے بڑے رسائل اور طویل کتابوں میں شائع کیا گیا تھا۔ اس سے قبل مصنفؒ نے ۱۳۲۳ھ میں مصر کے سفر میں ایک ایسے ہی رسالہ کا نسخہ دیکھا تھا وہ کہتے ہیں کہ غالباً میں پہلا شخص تھا جس نے اہل مغرب میں اس نامۂ مبارک والے رسالہ کا تعارف کرایا جو بالکل اصلی مکتوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا جسے مصر کے ایک تحقیقی ادارے نے خوب بحث اور تحقیق کے بعد مصر کے دارالآثار میں شامل کیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے ایک ماہ نامہ الھلال میں نامۂ مبارک کو دیکھا جس کی صحت میں مجھے کوئی شک نہیں کیونکہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کسی مشکوک چیز کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرے مگر یہ کہ وہ چیز مستند اور یقینی ہو۔ ورنہ ثابت کرنے والے تو کانٹوں کو بھی پھول ثابت کر دیا کرتے ہیں۔ ایک اور نامۂ مبارک کا پتہ چلا کہ وہ دمشق کے مفتیٔ شام کے شیخ مرادی کے گھر میں تھا۔ وہاں کے علماء کو اس کی سند میں کوئی حجت نہیں ملی۔

نعلین مبارک بھی نبوت کی ایک نشانی ہے

ابو القاسم زمانی نے کہا کہ علامات نبوت میں سے ایک یہ ہے کہ دمشق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نعلین مبارک تھے لیکن مؤرخین اور رجالین سب اس کو غریب قرار دیتے ہیں۔

احکامات سے متعلق مکتوبات گرامی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو بھیجا گویا وہ ایک بڑی کتاب ہے جس میں متفرق فقہی مسائل ہیں یعنی زکوٰۃ دیات اور مسائل کبائر طلاق، عتاق۔ احکام صلوٰۃ فی الثوب الواحد اور قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کے بارے میں بہت سے مسائل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو یمن کے نجران کا حاکم بنا کر بھیجا تھا جبکہ آپ کی عمر صرف سترہ سال کی تھی اور آپ کے ساتھ ایک کتاب بھی دی جس میں فرائض، سنن، صدقات اور جروح اور دیات کے احکامات ہیں اور یہ بہت مشہور و معروف کتاب ہے۔ امام ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اس کتاب کے آگے صحابہ اور تابعین اور تمام ائمہ اپنی رائے کو چھوڑ کر رجوع کرتے تھے (فاضل مصنف نے کافی بحث کی ہے۔ ناقل)۔ اس مکتوب گرامی کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ رحمٰن الرحیم کے نام سے لکھتا ہوں۔ اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ یہ عہد نامہ ہے عمرو بن حزم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جبکہ آپ نے اُن کو یمن کی طرف (امیر بناکر) بھیجا۔ آپ نے ان کو تمام امور میں اللہ سے ڈرنے کا حکم فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے اور محسنین کے ساتھ ہے اور حکم فرمایا کہ وہ حق کو پکڑے رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے۔ اور لوگوں کو خیر کی خوشخبری دیں اور اسی کا ان کو حکم کریں اور ان کو قرآن کی تعلیم دیں اور اس میں سمجھ حاصل کرنے کو کہیں۔ اور لوگوں کو روک دیں کہ وہ بغیر طہارت کے قرآن کو ہاتھ نہ لگائیں۔ اور لوگوں کو ان کے نفع کی باتیں بتائیں اور نقصان سے خبردار کردیں۔ اور حق کے معاملہ میں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ اور ظلم میں سختی کا معاملہ کریں اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ظلم کو ناپسند کیا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے اور فرمایا خبردار ہوجاؤ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور وہ لوگوں کو جنت کی بشارتیں سنائیں اور جنت والے اعمال کی خبر دیں اور لوگوں کو جہنم سے ڈرائیں اور اس کے اعمال سے ڈرائیں اور چاہیئے کہ وہ لوگوں سے الفت رکھیں حتیٰ کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں اور لوگوں کو حج کا علم سکھائیں اور اس کی سنتیں اور فرائض سکھائیں اور لوگوں کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے سے روکیں جو چھوٹا ہو۔ ہاں وہ کپڑا بڑا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ پس اس کو اپنے کندھے پر دائیں اور بائیں ڈال لیں اور وہ ان کو روکیں کہ وہ لوگ ایک ہی کپڑے میں نہ لپٹ جائیں جس سے اوپر کی طرف ان کی شرمگاہ یعنی ستر کی جگہ نہ کھل جائے اور اپنے سر کے بالوں میں گرہ نہ لگائیں جب وہ اپنی گدی کے بل ہلکی نیند سوئیں اور لوگوں کو روکیں جب وہ آپس میں مشتعل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوجائیں اور پکارنے لگیں اپنے قبائل اور خاندان والوں کو
اور چاہیئے کہ ان کی دعا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف ہو اور
جو اللہ کی طرف نہ پکارے بلکہ خاندان اور قبیلہ کی طرف پکارے
تو تلوار سے اس کی خبر لیں حتیٰ کہ ان کی پکار اللہ رب العزت کی
طرف ہوجائے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کوئی اس کا ہمسر
اور شریک نہیں۔ اور وہ لوگوں کو وضو کامل کرنے کا حکم کریں
کہ وہ اپنے چہروں کو پورا دھوئیں اور ہاتھ کہنیوں تک اور پیر
ٹخنے تک اور سر کا مسح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا اور
ان کو وقت پر نماز پڑھنے کا حکم کریں اور رکوع کو مکمل کرنے کا
اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم کریں اور صبح کی نماز اندھیرے
میں پڑھیں اور دوپہر کی نماز (ظہر) اس وقت پڑھیں جب کہ
سورج ڈھلنے کی طرف مائل ہوجائے اور عصر کی نماز پڑھیں جب کہ
سورج زمین کی طرف جانے لگ جائے اور جب رات آنے کو ہو تو
مغرب کی نماز پڑھیں اس کی تاخیر نہ کرے کہ آسمان پر ستارے
چمکنے لگیں۔ اور عشاء رات کے اوّل[1] حصہ میں پڑھیں اور ان کو
حکم فرمایا جمعہ کی نماز میں جانے کا جب اذان ہوجائے۔ جمعہ کے لئے
جانے کے وقت غسل کرکے جائے اور ان کو حکم فرمایا کہ مالِ غنیمت
میں سے پانچواں حصہ اللہ کے نام کا نکال لیں اور اللہ نے جو
مومنین پر زرعی جائیداد کے صدقات کو فرض فرمایا وہ جو بارش
سے سیراب ہو اس کا دسواں حصّہ اور جو ڈول سے سیراب کئے
جاتے ہیں اس میں سے دسویں کا آدھا حصہ لے لیں۔ اور ہر دس
اونٹ میں دو بکریاں ہیں (زکوٰۃ) اور بیس میں چار بکریاں۔ اور
ہر تیس گائے میں ایک تبیعہ یا ایک تبیع یا ایک جذعہ یا ایک

---

[1] کثرت جماعت کی امید پر تاخیر عشاء مستحب ہے لیکن اگر رات کے اوّل حصّہ میں عشاء کے وقت داخل ہونے کے بعد یہ مقصد حاصل ہو تو کوئی حرج نہیں کہ عشاء اوّل وقت پر پڑھ لی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذع (جانوروں کے چھوٹے بچہ کو کہا جاتا ہے)۔ اور ہر چالیس بکریوں میں جنگل میں چرنے والیوں میں سے ایک بکری اس لئے کہ اللہ رب العزت نے مومنین بندوں پر زکوٰۃ کو فرض فرمایا ہے۔ جو شخص اس سے زیادہ دے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص یہود یا نصاریٰ میں سے اپنے اخلاص سے اسلام قبول کرے اور دین اسلام کی اتباع اور فرمانبرداری کرے پس وہ مومنین میں شمار ہوگا اس کے لئے اللہ رب العزت کا وہی وعدہ ہے جو مومن کے واسطے ہے اور وہی وعید ہے جو ان کے لئے ہے اور جو شخص اپنی یہودیت اور نصرانیت پر باقی رہے گا اس کے ساتھ سلوک بھی ویسا ہی کیا جائے گا اس سے کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ اور اس حال میں اُن کے ہر مرد یا عورت غلام ہو یا آزاد ہو اس پر ایک پورا دینار یا کپڑے کا سامان جزیہ میں ہے۔ جس نے اس کو ادا کیا اس کے واسطے اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے اور جس نے اس کو روکا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور تمام مؤمنین کا دشمن ہے۔ الصلوٰۃ علیٰ محمد و سلام علیہ ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکتوب گرامی بغیر تخریج کے قابل عمل ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب صدقات لکھوایا اور اس کی تخریج نہیں کی (یعنی کوئی سند بیان نہیں کی) پس اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمل فرمایا اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمل فرمایا۔ اسی طرح

لہ جب صحیح سند کے ساتھ یہ بات ثابت ہو کہ اس پر حضرات شیخین رضی اللہ عنہم نے عمل فرمایا تو قابل عمل ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کی اتباع کا حکم فرمایا جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحارث بن مسلم رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفارشی خط لکھوایا اور سر بمہر کرایا آپ کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے انہوں نے مہر کو توڑا اور نامۂ مبارک کو پڑھا اور کچھ عنایت فرما کر اس خط کو پھر سر بمہر کر دیا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا اس کے بعد جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو حضرت حارث بن مسلم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے مہر کو توڑا اور کچھ پیش کیا اور خواہش ظاہر کی کہ وہ حدیث سنائیں اپنے باپ کے واسطے سے سنائیں جس سے خوش ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی۔ وہ حدیث یہ ہے۔ فرمایا کہ جب وہ ایک سریہ سے واپس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نرمی کرو اس حد تک کہ اس میں خون پتلا نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے خوش ہوئے اور ان کا شکر ادا فرمایا الخ۔ (طبقات ابن سعد)

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کتابت فرمائی اور دستخط کئے؟

صلح حدیبیہ کا واقعہ بہت مشہور ہے صلح نامہ میں جب محمد رسول اللہ لکھا گیا تو کفار قریش نے اس کے لکھنے پر اعتراض کیا کہ پھر جھگڑا تو یہی ہے۔ آپ اپنا نام اور اپنے والد کا نام لکھیں[1] چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو مٹا دو۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں آپ کے نام کو نہ مٹاؤں گا؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب گرامی اپنی طرف لے لیا اور خود لکھا "محمد بن عبد اللہ" اس مسئلہ پر خوب خوب تالیفات وجود میں آئیں اور حضرت مصنف نے بحث کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے اور نص قرآنی موجود ہے تو یہ کیسے؟ بعض نے کہا کہ اس کتابت سے آپ کے اُمّی ہونے کے منافی نہیں۔ یہ بھی آپ کے ایک معجزہ کے طور پر وقوع

---

[1] اس میں اشارہ ہے کہ نرمی بھی حد سے زیادہ نہ ہو بلکہ اعتدال محبوب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پذیر ہوا اور کتابت کی تردید کرنا فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔ عادت یا عمومیت ہو تو امی ہونے پر کوئی حکم لگایا جا سکتا تھا۔ شاذ و نادر ہونے پر حکم نہیں لگتا وغیرہ وغیرہ۔ پھر اس قدر املاء لکھوایا مراسل لکھوائے۔ وحی لکھوائی اگر ایک کلمہ دو کلمہ لکھ لیا تو اس مقدار کی کتابت سے آپ اُمیت سے نہیں نکلتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بادشاہ اور سرداران قوم بغیر مہر کے خطوط نہیں پڑھتے۔ اس لئے آپ کے لئے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی گئی جس پر اس طرح حروف کندہ تھے (محمد رسول اللہ) ۔امام سیوطیؒ کے اوائل میں ہے کہ قریش اور اہل حجاز میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر لگائی۔

وہ صحابہ جو انگوٹھی پر نگران تھے

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں فرمایا کہ انگوٹھی مبارک لوہے کی بنی ہوئی تھی جس پر چاندی کا رنگ چڑھایا گیا تھا۔ حضرت معیقب رضی اللہ عنہ انگوٹھی کی نگہداشت کرتے تھے۔ کتاب العقد الفرید میں ہے کہ انگوٹھی مبارک حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس (بھی) رکھی جاتی تھی۔ جب انگوٹھی پاس نہیں ہوتی تھی تو ایک مرتبہ آپ نے ناخن مبارک کے ساتھ مہر لگوائی۔ (الاصابہ)

ایک مرتبہ انگوٹھی نہیں تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت چونا سے ملا ہوا یا مٹی کے ساتھ مہر لگائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب انگوٹھی پہنتے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا کرتے تھے تاکہ زیب و زینت سے بعید رہے۔

تاریخ سنہ ھجری کب وضع ہوئی اور اس کی اصل کیا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو وہ ماہ ربیع الاوّل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ شمار کرنے کا حکم فرمایا۔ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناء پر تاریخ کی ابتداء ھجرۃ کے سال میں شروع کہی جاتی ہے۔ اسی دن سے مسجد اور عبادت کی بنیاد پڑ گئی اور اللہ پاک کا ارشاد "من اول یوم" پورا ہوا۔ لیکن مشہور اس کے خلاف ہے۔ یہ ابتداء ہجری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی۔ اس میں فقہ یہ ہے کہ وہ تاریخ پہلی صحیح ہے جس پر صحابہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اتفاق ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی تاریخ کے متعلق صحابۂ کرام سے مشورہ فرمایا اور ہجرت کے سال سے ابتدائی تاریخ پر صحابہ متفق ہو گئے۔ اور ولادت اور بعثت پر بنیاد نہیں رکھی (اور اس سے شمار کرنے کی نفی نہیں ہوتی)۔ سن ہجری کا افتتاح محرم سے ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اشہر الحرم میں سے ایک مہینہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حُرمت والا مہینہ بنایا ہے۔

قاصد اور سفیروں کے بارے میں جو کامل العقل، فصیح اللسان اور قوۃ دلائل و حجت سے مقابل کو شکست دینے والے تھے

حضرت دحیہ کلبیؓ اور قیصر روم

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جب قیصرِ روم کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک لے کر آئے تو فرمایا۔ اے قیصر! مجھے اس ذات نے بھیجا ہے جو تم سے بہتر ہے اور جس نے ان کو (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) بھیجا وہ (اللہ) ان سے اور تم سے سب سے برتر ہے لہٰذا حقیر اور چھوٹا بن کر میری بات کو سنو۔ پھر بھلائی اور نصیحت کے ساتھ اس کا جواب دو کیونکہ اگر تم نے چھوٹا بن کر نہیں سنا تو گویا تم بات کو سمجھ ہی نہیں سکے اور اگر بھلائی کا جواب نہ دیا تو انصاف نہیں کیا۔ قیصر نے کہا "لاؤ کیا لائے ہو"۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نماز پڑھا کرتے تھے؟ قیصر نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے کہ آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم کو اس (اللہ) کی ذات کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کے لئے حضرت مسیح نماز پڑھتے تھے۔ اور میں تم کو اس ذات کی طرف بلاتا ہوں جو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت آسمان وزمین کے نظام کی تدبیریں کر رہا تھا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اور میں تمہیں ان نبی اُمی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف دعوت دیتا ہوں جن کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے دی۔ اور تمہارے پاس اس کے متعلق جو معلومات اور علم کا ذخیرہ ہے وہ حقانیت کے واسطے کافی اور وافی ہے اور اطمینان بخش خبر ہے۔ اگر تم نے اس دعوت کو قبول کر لیا تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو کر رہو گے ورنہ آخرت میں ناکام ہو جاؤ گے اور دنیا میں اپنی مقدر و مشارکت کا حصہ مل جائے گا۔ اور اے قیصر اچھی طرح جان لو! کہ تمہارا ایک مالک اور پروردگار ہے جو متکبر اور بڑے بڑے بادشاہوں کو نیست و نابود کر دیا کرتا ہے اور بڑی بڑی نعمتوں کو متغیر کر دیتا ہے۔ پس قیصر نے نامۂ گرامی کو نہایت ادب سے لیا، سر پہ رکھا، بوسہ دیا اور کہا کہ میں خط پڑھتا ہوں اور عالموں سے جو مجھے ملتے ہیں سوالات کر کے اطمینان کرتا ہوں میں نے اس میں خیر ہی کو دیکھا ہے مجھے کچھ مہلت دے دو تا کہ میں دیکھ لوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کس کی نماز پڑھتے تھے۔ مجھے یہ ناپسند ہے کہ آج میں ایسا جواب دوں کہ کل اس سے بہتر جواب دے سکوں پھر مجھے کوئی نقصان پہنچ جائے۔ ٹھہر جائیے حتیٰ کہ میں کسی فیصلہ پر پہنچ سکوں۔ وہ اس حال میں رہا حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

حضرت حاطبؓ اور مقوقس مصر

الروض میں ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ جب مقوقس مصر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک لے کر پہنچے تو فرمایا تم سے پہلے ایک آدمی تھا جو اپنے آپ کو ربِّ اعلیٰ گمان کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں پکڑ لیا اور عبرت ناک سزائیں دیں۔ پس دوسروں سے عبرت حاصل کرو تا کہ تمہارا غیر تم سے عبرت نہ پکڑے۔ شاہِ مصر نے کہا لاؤ دکھلاؤ، کیا لائے ہو۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے پاس دین ہے لیکن آج تم کو ایک ایسا دین پکار رہا ہے جو اس سے بہتر ہے اور وہ دینِ اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ جو اس کو قبول کرے اللہ اس کے لئے کافی ہے اور اللہ کے ماسوا اس کے لئے گمشدگی ہے اور اس کے مقابلہ میں ناکام ہے۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ پس آپ کے مقابلہ میں قریش سب سے سخت تھے اور یہود تعداد میں زیادہ تھے اور نصاریٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھے۔ اور مجھے زندگی دینے والے کی قسم جس طرح عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہیں اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہیں۔ آپ کے لئے قرآن کی طرف ہماری دعوت ایسی ہے جیسے اہل انجیل کی دعوت انجیل کی طرف اور ہر نبی نے جس قوم کو پایا وہ قوم اس نبی کی امت ہے۔ پس ان پر حق ہے کہ اس نبی کی اتباع واطاعت کریں اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس نبی کو پایا ہے اور ہم دین مسیح سے (نصرانیت) منع نہیں کرتے لیکن ہم اس کا حکم دیتے ہیں کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔

حضرت علاء بن حضرمیؓ الیٰ منذر بن ساوی

حضور علیہ السّلام کے قاصدین کے بیان میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک لے کر منذر بن ساوی کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ اے منذر! تم دنیا میں بڑے ہو پس آخرت کے لئے ہرگز چھوٹے اور ذلیل نہ بنو۔ بے شک مجوسہ میں عربوں کی عزت نہیں ہے یہ لوگ ایسی عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جن کے نکاح میں حیا آتی ہے اور ایسی چیزوں کو کھاتے ہیں جس سے طبیعت کو کراہیت ہوتی ہے۔ اور یہ دنیا میں آگ کو پوجتے ہیں جو قیامت میں ان کو کھائے گی (عذاب میں گرفتار ہوں گے)۔ آپ معدوم العقل نہیں ہیں اور معدوم الرائے بھی نہیں ہیں۔ کیا یہ مناسب ہے کہ جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اس کی تصدیق بھی نہ کی جائے اور جس سے خیانت نہ کی جائے اس سے امانتداری بھی نہ کی جائے اور جس سے مخالفت نہ کی جائے اس پر اعتماد بھی نہ کیا جائے اگر یہ بات اسی طرح ہے تو یہ وہ نبی اُمّی ہیں کہ اگر کسی چیز کا حکم کریں تو عقلمند کو یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ وہ کہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کاش وہ اس کا حکم نہ دیتے یا کسی کام کو منع کرتے تو وہ کہتا کہ کاش وہ منع نہ کرتے بلکہ اس کا حکم صادر فرما دیتے یا کسی گرفت پر وہ کہتا کہ کاش وہ اس سے زیادہ عفو اور درگذر کرتے یا اس کی سزا کو کم کر دیتے بلکہ ہر حال میں اپنے نبی کی اتباع و فرمانبرداری کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ یہ تمام باتیں عقلمندوں کی آرزوئیں ہیں اور اہل بصیرت کے لئے لمحۂ فکریہ ہیں۔

حضرت عمرو بن عاصؓ اور جلندی

الروض میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب جلندی کے پاس تشریف لائے تو فرمایا۔ اے جلندی! اگر تم مجھ سے دور ہو تو اللہ رب العزت سے تو دور نہیں۔ بے شک وہ ذات تمہارے پیدا کرنے میں اکیلا ہے اور اسی کا حق ہے کہ تم اس کی وحدانیت کا اپنی عبادات میں اقرار کرو۔ اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ تمہارے پیدا کرنے میں اس نے کسی کو شریک نہیں کیا۔ اور خوب اچھی طرح جان لو! کہ وہ ہی ذات تم کو موت دے گی جس نے تمہیں زندگی بخشی اور جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا وہی تم کو دوبارہ لوٹائے گا۔ پس اس نبی اُمی کی طرف رجوع کرو جو دنیا و آخرت کی بھلائی لے کر تشریف لائے۔ اگر وہ نبی تم پر احسان کرنا چاہتے ہیں تو ان کی اتباع کر لو ہاں اگر وہ خواہش کی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چھوڑ دو اور یہ بھی دیکھو کہ جو وہ لے کر آئے ہیں وہ دوسرے ماقبل انبیاء کے مشابہ ہے یا نہیں؟ اگر ان کے مشابہ ہے تو خیر اسی پر منحصر ہے کہ ان کے ارشادات کی طرف رجوع کر لیا جائے اور اس چیز سے ڈرو جس کا وہ وعدہ کرتے ہیں۔

شجاع بن وھبؓ اور جبلۃ بن الایھم

الروض میں ہی ہے کہ جب شجاع بن وھب رضی اللہ عنہ دعوت نامہ لے کر جبلۃ بن ایھم کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا اے جبلہ! تمہارے انصار نے اس نبی کو اپنے شہر سے تمہارے شہر کی طرف ہجرت کرایا اور ان کو اپنے پاس ٹھکانا دیا اور حفاظت کی اور جس دین پر تم ہو تمہارے آباء و اجداد کا دین نہیں ہے لیکن تم نے ملک شام پر بادشاہت کی اور روم سے مجاورۃ (پڑوس اختیار کرنا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اگر تم کسریٰ کے زیر نگیں پڑوس میں ہوتے ہوئے آگئے ہوتے تو فارسیوں کا دین تم کو اختیار کرنا پڑتا اور اگر عراق تم پر بادشاہت کرتا تو وہ دین اختیار کرتے اور اگر اس نبی اُمی کا اقرار کیا اور ان کو ان سب پر فضیلت دی تو وہ ناراض نہیں ہوں گے اور اگر ہم نے تم کو ان پر فضیلت دی تو وہ تم پر راضی نہ ہوں گے۔ بس اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ملک شام تمہاری اطاعت میں آجائے اور روم والے تم سے خائف ہو جائیں اور اگر وہ تمہاری اطاعت نہ بھی کریں تو اس دنیا کی چند روزہ زندگی (جیسے کیسے بسر ہو ہی جائے گی) لیکن تم کو آخرت مل جائے گی اور تم بدل لینا اپنے معابد کو مسجدوں سے۔ اذان کو ناقوس سے قرآن کو صلیب سے اور (یاد رکھو) اللہ رب العزت کے پاس جو کچھ ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔

حضرت مہاجر بن ابی امیہؓ اور حارث بن عبد کلال

اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ جب حارث بن عبد کلال کے پاس قاصد بن کر آئے تو فرمایا۔ اے حارث تم وہ شخص ہو کہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے آپ کو تمہارے اوپر پیش کیا تو تم نے ان سے بڑائی جتائی اور بڑے بادشاہوں کی طرح قدر دانی کی گئی۔ اگر مرتبہ اور غلبہ پر نازہے تو اپنے سے پہلے بادشاہوں کی طرف دیکھو اگر آج کا دن تم کو خوشی فراہم کرتا ہے تو کل کے دن سے ڈرو۔ تم سے پہلے بہت سے بادشاہ گذر چکے ہیں جن کے نام و نشان تک مٹ گئے صرف اُن کی خبریں باقی رہ گئیں۔ بہت لمبی زندگی گذارتے رہے اور دُور دُور کی امیدیں باندھتے رہے لیکن بہت ہی تھوڑا سا توشہ لے کر چل بسے بعضوں کو موت نے پکڑ لیا۔ اور بعضوں کو خدا کے عذاب نے کھا لیا۔ میں تم کو اس رب العزت کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ہدایت دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر وہ تمہارے عذاب کا ارادہ کرے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔ میں تم کو اس نبی اُمی کی طرف دعوت دیتا ہوں جو ایسی چیزوں کا حکم فرماتے ہیں جس سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے اور جس سے وہ روکتے ہیں اس سے بری کوئی چیز نہیں ہے اور اچھی طرح جان لو کہ تمہارا ایک پروردگار ہے جو زندوں کو مارتا ہے اور مُردوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو زندہ کرتا ہے اور وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کے چھپے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیصر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کی تکریم کی اس کو بوسہ دیا لیکن وہ اپنے سرداروں کے بہکانے میں آگیا اور اپنے دین کے معاملہ میں چتکبرے گھوڑے (ابلق) کی طرح بن گیا جیسے وہ شخص (دو رنگی میں مبتلا ہو) جو کسی معاملہ میں شک و تردد میں ہو کسی چیز کو ترجیح نہ دے سکتا ہو۔

مقوقس شاہ مصر نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مناظرہ کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مقوقس نے کہا تمہارے نبی تو بس بددعا کر دیتے تو ہم پر کوئی اور مسلط ہو جاتا (یعنی اس اسلام کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس نے منع کیا تھا کہ جو ان کی دعوت کا انکار کرتا تو اس کو بددعا دیدیتے۔ یہ سُن کر مقوقس خاموش ہو گیا۔ پھر مقوقس نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ و جدل میں اپنی قوم کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بس ڈول کی مثال ہے کبھی یہ ہارے وہ جیتے، کبھی یہ جیتے وہ ہارے۔ مقوقس نے کہا کہ نہیں نبی تو ہمیشہ جیتا کرتا ہے، غالب ہوا کرتا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر معبود کو سولی کیوں دی جاتی ہے؟ (کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بھی مانتے تھے اور خدا اور خدا کا بیٹا بھی)۔

مروی ہے کہ مقوقس کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک وفد بھیجا تھا جس کے امیر اور متکلم حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تھے۔ مقوقس نے کہا کہ کیا اس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا ہے جو مجھ سے بات کرے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ہم میں افضل ہیں اور قدیم ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں۔ ہمارے امیر ہیں اور انہیں کو متکلم بنایا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں ان کے سیاہ ہونے سے ڈر گیا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم میرے سیاہ ہونے سے ڈر گئے۔ حالانکہ میری جوانی اور قوت جا چکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے پھر ہمارے لشکر کو دیکھ کر تمہارا کیا حال ہوتا نجس میں ہزار سے زیادہ (سیاہ) پہلوان مجھ سے زیادہ قوت والے اور جسم والے ہیں۔ بس بادشاہ نے صلح کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری صلح تین شرطوں پر قبول ہوسکتی ہے۔

(۱) اسلام قبول کرو، ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔

(۲) جزیہ دو۔ ہماری ذمہ داری پر اعتماد رکھو۔

(۳) ورنہ میدان میں آجاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ رب العزت ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔

بادشاہ نے پھر صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ ملک شام کے قاضی اور معلم بھی بنائے گئے۔

پھر ایک دور ایسا آیا کہ روم کے بعض بادشاہوں نے اپنے زمانہ کے خلیفہ اسلام کو لکھا کہ اگر ان کے نصرانی علماء کو مناظرہ میں ہرا دیں تو وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ چنانچہ خلیفہ نے قاضی ابوبکر بن الطیب باقلانی مالکیؒ کو بھیجا نصرانی علماء نے سوال اٹھایا کہ تمہارا عقیدہ ہے انبیاء علیہم السلام بچپن سے معصوم ہوتے ہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کیوں تہمت لگائی گئی؟ قاضی ابوبکر نے جواب دیا کہ دو عورتیں ایسی ہیں کہ لوگوں نے محض جھوٹی تہمت لگائی ہے ایک ان میں سے ایسی ہیں کہ ان کے خاوند تھے لیکن کوئی لڑکا نہیں تھا۔ دوسری عورت وہ ہیں جن کا لڑکا تو تھا لیکن خاوند نہیں تھا۔ پہلی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں اور دوسری سے حضرت مریم علیہا السلام۔ پس اُن علماء نے حضرت قاضی ابوبکر کو سجدۂ تحیۃ ادا کیا۔ جیسا کہ ان کے مذہب میں دستور تھا۔ ترجمہ باقلانی میں مذکور ہے کہ بادشاہ نے قاضی ابوبکر کے داخل ہونے کے لئے دروازہ کی جگہ نیچی کھڑکی سے آنے کا اہتمام کر دیا تھا (تاکہ ان کو اپنے سر کو اس کے سامنے جھکانا پڑے۔ وہ سمجھ گئے اور عمارت کے پچھلے حصہ سے داخل ہو گئے۔

دوسرا مناظرہ یہ ہوا کہ قاضی ابوبکر نے راہب سے پوچھا کہ آپ کے اہل اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کا کیا حال ہے ؟ بادشاہ نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ راھب اس سے منزہ (مجرد) ہوا کرتے ہیں۔ قاضی نے فرمایا۔ اپنے لئے بیوی بچوں سے پرہیز کرتے ہو اور اللہ کو بیوی بچوں سے منزہ نہیں سمجھتے ہو؟ تاریخ اسلام میں یہ بھی ہے کہ شاہِ روم نے علامہ باقلانی سے پوچھا کہ تمہارا گمان ہے کہ تمہارے نبی کے لئے چاند پھٹ گیا تھا؟ (یعنی شق القمر کا معجزہ) کیا چاند سے تمہاری رشتہ داری ہے کہ تم نے دیکھ لیا اور کسی نے نہیں دیکھا؟ جواب دیا کہ کیا نزول مائدہ یعنی دسترخوان کے ساتھ تمہارا بھائی چارہ یا نسب اور رشتہ داری ہے ؟ کہ تم نے اس کو اترتے ہوئے دیکھ لیا اور اہلِ یونان اور اہل یہود اور مجوس اس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ تمہارے پڑوس میں ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ لاجواب ہوگیا۔ لیکن فوراً ایک ریچھ کی طرح موٹا تازہ سرخ زرد پادری بولا اس مسلمان کو قائل تو کرنا چاہیئے۔ اس نے کہا کہ سورج گرہن کو تمام اہلِ زمین دیکھتے ہیں۔ قاضی ابوبکر نے کہا "نہیں" صرف وہی اہلِ زمین اس کا مشاہدہ کرتے ہیں جو اس کے مقابل میں ہو۔ اسی طرح شق القمر کو صرف وہی لوگ دیکھ سکے تھے جو اس کی جانب اس وقت متوجہ تھے۔ پادری نے کہا بات تو ایسی ہی ہے جو آپ نے فرمایا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر واقعہ صحیح ہوگا تو ایک جم غفیر اس کو نقل و روایت کرنے والوں کا ضروری ہے ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ بات باطل کو جنم دینے والی اور گڑھی ہوئی ہے؟ قاضی ابوبکر نے کہا کہ اس کا جواب ہمارے پاس وہی ہے جو نزول مائدہ کے متعلق تمہارے پاس موجود ہے۔ جب یہ کہا جائے گا کہ اگر نزول مائدہ صحیح ہے تو جم غفیر سے اس کا ثبوت ضروری ہے پھر ہر یہودی، ہر نصرانی کو اس واقعہ کا علم ضروری ہوگا۔ جب ان سب کو یہ واقعہ معلوم نہ ہوگا تو یہ دلیل ہوئی اس کے جھوٹا ہونے کی۔ اس دندان شکن جواب سے وہ نصرانی اور بادشاہ اور حاضرین مجلس لاجواب اور مبہوت ہوگئے اور مجلس برخواست ہوگئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین وجیہ اور شکیل صحابہ کو اپنا قاصد بنایا

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بہترین شکل وصورت والے تھے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے۔ مروی ہے کہ جب آپ ملک شام تشریف لے جاتے تو پردے کی چہار دیواری سے پردہ نشین عورتیں آپ کے حسن وجمال کا نظارہ کرنے کے لئے نکل جایا کرتی تھیں۔ فتوحاتِ مکیہ میں ہے کہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے اور لوگوں نے استقبال کیا تو حاملہ عورتوں کا حمل تک گر گیا۔ علامہ عینی نے لکھا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ منہ پر ڈھاٹا باندھ کر چلا کرتے تھے کہ کوئی عورت آپ کو دیکھ کر فتنہ میں نہ پڑ جائے[1]۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سفیروں حاکموں اور قاصدوں کو جو نصیحت فرماتے اس کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے فرمایا کہ بے شک اللہ جل شانہٗ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے بس تم میری طرف سے اس رحمت کو دوسروں تک پہنچا دو۔ اللہ رب العزت تم پر رحم فرمائے گا۔ اور آپس میں اختلاف نہ کرو جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے حواریوں نے اختلاف[2] کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا اختلاف کیسا تھا؟ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اس چیز کی دعوت دی جس کی طرف میں تم کو دعوت دیتا ہوں۔ پس جو شخص قریب ہوا اس نے محبت کی اور اس کو اپنا بنا لیا۔ اپنا تسلیم کر لیا۔ لیکن جو ان سے دور رہا ان کو پسند نہ کیا اور انکار کیا (یعنی ان کے غیر کا طور طریقہ اپنایا) پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے شکایت کی اور انہوں نے اس حال میں صبح کی

---

[1] ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بھی زیادہ حسین وجمیل وشکیل ووجیہ تھے۔
اللھم صل اللہ سیدنا محمد وآلہ ؛ بقدر حسنہ وجمالہ وکمالہ

[2] افسوس جیسا آج امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اختلاف کر رہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی اپنی آنکھوں سے دیکھا) کہ ہر شخص اپنی قوم اور قبیلہ کی زبان سے بات کرتا تھا جس کی طرف وہ متوجہ اور متعلق ہوتا تھا (اس ضمن میں اس حدیث پر نظر ڈالئے کہ) جب ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو صحابہ کرام نے اس اعرابی کو پکڑ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکی بات یہ ہے کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ پس یہی نصیحت ہر سفیر اور قاصد کے لئے ہوتی تھی کہ تم مشورہ کر کے کام کیا کرو۔ لوگوں سے موافقت کیا کرو۔ خوشخبری سناؤ۔ نفرت نہ دلاؤ۔ آسانی کرو۔ سختی نہ کرو۔

خلفاء راشدین کے دور میں برید (ڈاک) کا نظام

برید۔ دو منزل کی مسافت کو کہا جاتا تھا۔ ایک منزل بارہ میل کی ہوتی تھی اس کے بعد برید کا اطلاق خطوط اُٹھانے والے کے لئے بولا جانے لگا۔ اب پورا محکمہ ڈاک اور اس سے متعلق ہر چیز کو برید کہنے لگے ہیں۔ مشہور ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے برید کے نظام کو خصوصی نہج پر مرتب کیا۔ ورنہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں ڈاکیہ مشہور اور معروف ہوا کرتا تھا۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ڈاکیہ کے گھر نماز ادا فرمائی اور وہ کوفہ کے گورنر تھے۔ "دارالبرید" کوفہ میں ایک مخصوص جگہ تھی جہاں قاصدین آکر پڑاؤ کرتے تھے۔ وہ گھر شہر کے کنارے پر تھا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت نصر بن حجاج کو بصرہ کی طرف بھیجا اور برید یعنی خطوط کے آمد و رفت کا عمومی نظام رائج ہو گیا۔

فرن اولیٰ میں ڈاک کے نظام میں عربوں کو بہت فضیلت حاصل تھی جیسا کہ دوسرے امور میں تھی۔ مورخین نے اس کے متعلق کافی تشریح فرمائی ہے عربوں نے سب سے پہلے ڈاک کے نظام کے واسطے اُونٹ کا استعمال کیا۔ اس کے بعد خچر پھر گھوڑے کو استعمال کیا اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے اور ہر سفر میں ڈاکیہ بھی ہوتا تھا جو مسافروں کی قیادت کیا کرتا تھا۔ عرب لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے صبح سویرے سے چل پڑتے تھے۔ دور دراز ملکوں تک ڈاک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچانے کے لئے یہ سفر بہت مددگار ثابت ہوتا تھا۔ اور خوب نظم وضبط کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور یہ وظیفہ اور ملازمت و نوکری سب سے بڑا اور اہم پیشہ شمار کیا جاتا تھا۔ جس کی ذمہ داری خود خلیفہ کے سپرد ہوتی تھی یا جو اس کا اہل ہوتا اس کے سپرد کیا جاتا تھا۔ انگریزوں کی کتابوں میں ہے کہ عرب حضرات کے یہاں ڈاک کی ابتدائی ترتیب خلیفہ کی پہلی ترجیح ہوتی تھی اور اسلامی فتوحات کے ساتھ ساتھ دور دور کے علاقہ تک محیط ہوتی چلی گئی اور بہترین انتظام عربوں کی ڈاک اور مواصلات میں ہوتا تھا یہاں تک کہ یہ نظام خلافت عباسیہ کے زمانہ میں ایک ہزار منزل تک پھیلا ہوا تھا اور اس کا نام "السلک" رکھا گیا تھا۔ باوجود اس وسعت کے تمام ترسیل اور کام دوران سفر منٹ منٹ کے حساب سے توقعات کے مطابق معہ رسید کے اپنی منزل تک پہنچایا جاتا تھا۔ ہر اسٹیشن پر ایک اعلیٰ افسر مقرر تھا جو ڈاکیہ کی بھاگ دوڑ کی رفتار، گھوڑوں کی دیکھ بھال اور منزل کے متعین کرنے کا ذمہ دار (انچارج) ہوتا تھا۔ اور یہ تمام افسران ان تیز رفتار آنے والے خطوط اور ترسیلات کو بلا تاخیر بغداد کے مرکزی ڈاکخانہ کو فوراً روانہ کر دیتے تھے۔ وہاں کا رئیس اعلیٰ اس کو خلیفہ کے پاس پیش کرتا تھا۔ جو کہ ڈاک کے احوال کی تفتیش کرتا تھا۔ اور اس ڈاک پر ایک عمومی نوٹس چسپاں کیا جاتا تھا جس میں ڈاک کے طریق کار، روانگی، رفتار اور جغرافیائی طریق سے راستہ کی معلومات درج ہوتی تھیں۔ اور اس نظام پر اُن حضرات کا بہت سرمایہ خرچ ہوتا تھا۔ مثلاً یمن کے ایک حصہ کی ڈاک کا خرچ سالانہ چار کروڑ درہم[1] یعنی ساڑھے چار لاکھ فرانک تک پہنچ جاتا تھا۔ اس سے اور تمام خطہ کے اخراجات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ خلفاء عباسیہ کے دور کے قاصدوں کی ایک خاص پہچان ہوا کرتی تھی۔ ہر قاصد کے پاس ان کے ہتھیلی کے بقدر چاندی کا ایک ٹکڑا دیا جاتا تھا۔ جس پر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اور خلیفہ کا نام ایک رُخ پر اور دوسرے رُخ پر یہ آیت مبارک

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا — اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا توحید کی گواہی دینے

---

[1] پاکستانی بارہ کروڑ روپیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ (الاحزاب۔ ۴۵) والا ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا۔ لکھا ہوتا تھا۔

ایک اہم تنبیہ: عربوں میں مواصلات اور اطلاعات کا عجیب حیرت کن نظام قائم تھا۔ ابراہیم بن اغلب نے ۲۶۱ھ میں جب افریقہ پر حکومت کی تو تاجروں کا قافلہ راستوں میں نہایت امن و امان کے ساتھ چلا کرتا تھا۔ قلعہ اور پولیس چوکیاں سمندر کے ساحل پر بھی ہوا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ شہر سبیتہ سے اسکندریہ کے راستہ علاقہ میں آگ لگ گئی تھی جس کی خبر اسکندریہ میں ایک رات میں پہنچ گئی تھی۔ حالانکہ وہ وہاں سے کئی مہینوں کی مسافت ہے مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے زندگی دینے والے مولا کی قسم یہ خبروں کو برق رفتاری سے پہنچانے کے مختلف طریقے اور ٹیلی فون اور ٹیلی گراف اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے عجیب و غریب عطایا میں سے ہیں۔

ان صحابہ کا ذکر جن کو دعوتِ اسلام دے کر بھیجا گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابہ کو ایک ہی دن میں مختلف بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام لے کر بھیجا:۔

① حضرت دحیہ بن خلیف کلبی رضی اللہ عنہ کو حاکم بصرہ کی طرف بھیجا ان کے ساتھ تین صحابہ اور کو بھیجا کہ وہ ہرقل اور پھر قیصر کے پاس جائیں۔

② حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کی طرف جو فارس کا بادشاہ تھا۔

③ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی شاہِ حبشہ کی طرف بھیجا۔

④ حضرت حاطب بن ابوبلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس شاہ اسکندریہ کی طرف بھیجا۔

⑤ حضرت سلط بن عمرو اور عامر بن لوئی رضی اللہ عنہما کو ثمامہ بن اثال کی طرف بھیجا۔

⑥ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو شاہ بحرین منذر بن ساوی کی طرف بھیجا۔

⑦ حضرت شجاع بن وھب اسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابی شمر الغسانی کی طرف بھیجا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ مہاجر بن ابو اُمیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو شاہ یمن حارث کی طرف بھیجا۔
⑨ حضرت جراش بن امیہ خزاعی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں بھیجا اور اپنے اونٹ پر سوار کروایا اور حکم فرمایا کہ وہ جا کر مکہ کے شرفاء سے ملیں۔ انہوں نے اس اونٹ کے کوچے کاٹ دیئے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ پھر کئی واقعات کی وجہ سے قتل سے رک گئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اشارہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا پس اس سے نجات پائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حضرات کو امان عطا فرمائی

فتح مکہ کے دن حضرت عمیر بن وھب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صفوان بن امیہ میری قوم کے سردار ہیں وہ آپ کے خوف سے بھاگ نکلے ہیں تاکہ سمندر میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دی اور علامت کے طور پر اپنا عمامہ عطا فرمایا۔ حضرت عمیر تیزی سے نکلے اور سمندر پر پہنچ کر فرمایا اے صفوان اپنے بارے میں اللہ سے ڈر۔ اللہ سے ڈر۔ ھلاک نہ کر۔ صفوان نے کہا تیرا ناس ہو مجھ سے بات نہ کر مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امان ہے اور وہ تو بہت حلیم مزاج اور بہت کریم ہیں۔ صفوان آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ یہ آدمی کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے سچ کہا۔ صفوان نے کہا مجھے دو مہینہ کا وقت دیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم کو چار مہینہ کا اختیار ہے۔ اسی طرح عمر بن وھب اور ان کے بیٹے کو امان دی گئی۔ اسی طرح ام حکیمؓ نے اپنے شوہر عکرمہ بن ابو جہل کے لئے امان حاصل کی حتیٰ کہ یہ بھی مسلمان ہو گئے۔

ان صحابہ کے بارے میں جو بادشاہوں کی طرف بھیجے گئے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے پاس عمرو بن اُمیہ ضمیری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ کو بھیجا ان کے ساتھ سولہ آدمی تھے جن میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس نجاشی کا نام "اصحمہ" تھا۔ ان کے لئے دو خطوط لکھے ایک میں ان کو اسلام کی طرف دعوت تھی۔ نجاشی نے اُسے لے کر اپنی آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھا پھر مسلمان ہوا اور حق کی گواہی دی۔ اور دوسرے خط میں حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا پیغام تھا کہ ان سے شادی کر دی جائے۔ چنانچہ نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک لڑکی کو بھیجا جس کا نام "ابرھہ" تھا کہ اگر تم شادی کرنا چاہو تو کسی کو وکیل بناؤ۔ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وکیل بنایا اور اس باندی ابرھہ کو دو چاندی کے کنگن خوشی میں عطا کئے۔ اسی شام کو نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام ساتھیوں کو جمع کیا۔ چار سو دینار مہر جو مقرر ہوا تھا اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بعد نکاح ادا کر دیا اور دعوت طعام کا اہتمام کیا۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کنگن اور انگوٹھی کو نکاح کا اعلان کرنے والے کو ہدیہ کر دیا۔

نجاشی نے ایک ہاتھی دانت کا ڈبہ منگوایا اور نامۂ مبارک کو محفوظ رکھا اور کہا کہ جب تک یہ دونوں خطوط حبشہ میں رہیں گے اہلِ حبشہ خیر کے ساتھ رہیں گے۔

ان قاصدوں کا ذکر جن کو ھدیہ دے کر بھیجا گیا

عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ کو ابو سفیان بن حربؓ کی طرف عجوہ کھجور کا ھدیہ دے کر مکہ مکرمہ بھیجا گیا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو مقوقس کی طرف بھیجا انہوں نے حضرت ماریہ قبطیہؓ کو ہدیہ میں بھیجا اور ان کی بہن سیرین کو کچھ سونا ایک پیالہ اور شہد ھدیہ میں بھیجا۔ حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہ کو ابنا رجلندی کے پاس بھیجا اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت سلیط رضی اللہ عنہ کو یمامہ کے بادشاہ ھوذہ بنو حنیفہ کے پاس بھیجا لیکن وہ کچھ ذمہ داری طلب کرنے لگا اور کفر پہ جما رہا۔ شجاع اسدی رضی اللہ عنہ حارث الغسانی شاہِ بلقاء کے پاس گئے اس نے نامۂ مبارک کا احترام نہیں کیا۔ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حارث بن حمیر اعبد کلال کے پاس بھیجا وہ مسلمان ہو گئے وہ جب آئے تو اپنی چادر کو بچھا دیا اور معانقہ کیا۔ اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو منذر کے پاس بھیجا آپ کا نام ابن ساوی الداری تھا مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو مخالف لوگوں میں بھیجا اور نصیحت سکھائی، آسانی کرو، مشکل نہ کرو، مطیع بن کر ان کو بشارت سناؤ۔ نفرت نہ دلاؤ۔ اسی طرح حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو ذی الکلاع کی طرف بھیجا اور ذی عمرو کی طرف بھیجا۔ اس کے بعد بنی عبد کلال کی طرف حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا۔ یہ تمام حضرات کاتبین وحی میں سے تھے جن میں سے نعیم، حارث اور مسروح اسلام میں داخل ہوئے اور بھی قاصدوں کو بھیجا۔

حضرت مسعود بن سعد الجذامی رضی اللہ عنہ جو کہ فروہ بن عامر الجذامی کے قاصد تھے جو کہ عمان پر قیصر کی طرف سے حاکم تھے اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ھدیہ بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصد سے فرمایا کہ اس قاصد کو پانچ سو درہم عطا کر دیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جندی بادشاہ عمان کے انکار پر جنگ کی دھمکی دی اور ہلاکت سے ڈرایا محل میں کھڑے ہو کر تمام عمال کی حاضری میں۔ حضرت یحنہ بن روبہ رضی اللہ عنہ نے اہل ایلہ کے سرداروں کو بھی اسی طرح جنگ کا اعلان کیا اور ڈرایا۔

مترجمین صحابہ کا ذکر

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بادشاہوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خطوط لکھتے تھے اور جو خطوط عجمیوں کے پاس سے آتے تھے ان کا ترجمہ بھی کرتے تھے اور جواب بھی لکھتے تھے۔ آپ فارسی، رومی، قبطی اور حبشی کے ترجمان بھی تھے۔ ان زبانوں کو آپ نے مدینہ منورہ میں اُن کے اہلِ زبان سے سیکھی تھی۔ فارسی کسریٰ کے قاصد سے۔ رومی زبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دربان سے اور حبشی زبان ایک خادم سے اور قبطی زبان ایک خادمہ سے سیکھی تھی۔ حضرت خارجہ بن زید بن ثابتؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یہود کی کتابت سیکھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ سریانی زبان سیکھیں۔ آپ نے اس کو تقریباً دس دن میں سیکھ لیا۔ ایک روایت میں سترہ دن ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہودیوں کی بھی کتابت سیکھ لو۔ مجھے کسی یہودی کی کتابت پر اطمینان نہیں ہے چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اسے بھی صرف پندرہ دن میں سیکھ لیا۔ اس طرح وہ عبرانی اور سریانی ان دو زبانوں کے بھی واقف ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ ان کی تحریف اور تبدیل کو بھی جانتے تھے۔ جس میں دینی نفع ہو اس زبان کو سیکھنا مکروہ نہیں ہے۔ سورۃ یوسف کی تفسیر آیت

اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ (یوسف-۵۵)

مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں۔

سے واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام پردیسی لوگوں کی زبان سے بھی واقف تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سو غلام تھے اور ہر غلام اپنی اپنی لغت میں بات کرتے تھے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر ایک کے ساتھ بات کر لیتے تھے۔

فتح الباری میں امام بخاریؒ کے قول سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی زبانیں جانتے تھے کیونکہ آپ عالم کی پوری امت کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ امام سیوطیؒ نے امام ابوبکر واسطی کے واسطہ سے فرمایا کہ قرآن پچاس لغات میں ہے جن میں سے قریش۔ ھذیل۔ کنانہ۔ خثعم۔ خزرج۔ مدرج۔ خزاعہ۔ غطفان مزینہ۔ ثقیف۔ ھوازن۔ الاشعری۔ نمیری۔ قیسی۔ نملانی۔ جرھمی۔ ایمنی۔ ازد شنوءہ کندی۔ تمیمی۔ حمیری۔ مدینی۔ لخمی۔ سعدی۔ العشیرہ۔ حضرموت۔ سدوس۔ العمالقہ۔ انماری۔ غسانی۔ سبا۔ عمانی۔ بنی حنیفہ۔ تغلبی۔ طنی۔ عامر بن صعصعہ۔ اوس۔ جذام۔ عروہ الملز۔ الیمامہ۔ عربی کے علاوہ جن زبانوں میں قرآن تھا وہ یہ ہے الفرس۔ والروم۔ والقبط۔ والحبش۔ والبربر۔ السریانیہ۔ العبرانیہ اور قبط (اس معنی میں تو آج اردو، ہندی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، جاپانی سینکڑوں زبان میں ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ خفاجی کی شرح شفاء میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے تمام لغات سکھائیں۔ قولہ تعالیٰ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ الخ (ابراہیم۔ ۴) اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی الخ

ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "درسة وسادته" یعنی مرحبا واھلاً۔ بہرحال فارسی گفتگو ثابت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء کا بیان

شروع میں مسلمانوں کی طرف سے شعراء میں سے حضرت حسان بن ثابت حضرت کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم تھے۔ اور مشرکین کی طرف سے عمرو بن عاص۔ عبداللہ بن الزبعری اور ابوسفیان بن حارث شاعر تھے پھر جب یہ لوگ بھی اسلام میں داخل ہوگئے تو پھر مشرکین کا کوئی بھی شاعر ان کے مدمقابل نہ رہا۔ پھر تو صحابہ کرام شعر کا منبع اور معدن ہوگئے۔ ان میں سب سے زیادہ شاعر خلفاء اربعہ تھے اور ان میں سے بھی سب سے زیادہ اشعار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تھے اور آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے زیادہ اشعار جاننے والی تھیں۔ آپ ایسے ایسے شعراء کے کلام سے روایت فرماتی تھیں جو مردوں کو بھی یاد نہیں ہوتا تھا۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ شعراء صحابہ میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وہ شخصیت تھی کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اگر ان کو حکم مل جائے تو شعر زوردار کہیں کہ بال تک خاکستر ہو جائیں یا پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بعد ان میں سے مشہور شاعر یہ ہیں:۔

نابغۃ الجعدی۔ کعب بن زہیر۔ کعب بن مالک۔ زبرقان۔ عباس بن مرداس عمرو بن عاص۔ عبداللہ بن رواحہ۔ ضرار بن خطاب۔ حضرت عباس اور عبداللہ بن عباس۔ لبید۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ ابوسفیان حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہم وغیرہ ہیں۔ اور یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے خون کو ھدر کرنے کے بعد بھی بعض اشعار کی وجہ سے معاف کر دیا اور انعامات مرحمت فرمائے۔ اُن کا قصیدہ بہت مقبول ہوا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ان کے اشعار پر اپنی قبطی باندی بشریٰ عطا فرما دی۔ غرضیکہ قصائد اور دیگر اصناف سخن پر بہت سے دیوان اور تالیفات موجود ہیں اور حروف معجم پر بھی مرتب ہیں۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے اُمیہ کے اشعار سنے تو فرمایا کہ اس (امیہ) کا شعر ایمان دار جیسا ہے اور ان کا دل کافر جیسا ہے۔

ان شعراء اور شاعرات کا ذکر جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مرثیہ پڑھا

مرثیہ پڑھنے والوں میں یہ ہیں۔ حضرات ابوبکر۔ عمر۔ علی۔ صفیہ بنت عبدالمالک ام حکیم بنت عبدالمطلب۔ ہند بنت المطلب۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب عمرو بن عاص۔ حسان۔ کعب بن مالک۔ ابوالھیثم بن التیہان۔ عبداللہ بن انیس عمرو بن سالم الخزاعی۔ الزبرقان بن بدر۔ عبداللہ بن مالک الارجی۔ ابن ذی مران بن سعادات ہمدانی۔ عبداللہ بن سلمہ الھمدانی۔ سواد بن قارب الدوسی۔ عبدالحارث بن انس بن الریان رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

یہ بھی مروی ہے کہ بعض اشعار کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے قیدیوں کا اکرام کیا اور انعامات دیئے قبیلہ ھوازن کے جن لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزاد کیا۔ عورت اور بچوں میں سے چھ ہزار (۶۰۰۰) ہیں اور اونٹ پچیس (۲۵) ہزار اور بکریاں چالیس (۴۰۰۰۰) ہزار اور چار (۴۰۰۰) ہزار اوقیہ چاندی۔

ان خطیبوں کا ذکر جو نماز کے علاوہ اوقات میں خطبہ دیتے تھے

جس طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر کہا جاتا ہے اسی طرح حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو آپ کا اور انصار کا خطیب کہا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے زیادہ فصیح خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے۔

دوسری عجمی زبانوں میں خطبہ دینے کے بارے میں

ہندوستان کے ایک بڑے عالم ابوالحسنات محمد عبدالحیؒ لکھنوی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی کے علاوہ نہ خود کبھی دوسری زبان میں خطبہ دیا اور نہ کسی دوسرے خطیب کو حکم کیا۔ حتیٰ کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھی اجازت نہیں دی جو کہ عجمی۔ رومی۔ حبشی (سریانی۔ عبرانی سبھی) زبان جانتے تھے۔ من جملہ جب کہ عجمیوں کو سمجھانے کے لئے غیر عربی میں خطبہ دینے کی ضرورت تھی۔

الغایۃ المقصود علیٰ سنن ابی داؤدؒ میں ہے کہ خطیب کے لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کرے اور اس کے ذریعہ سے نصیحت کرے۔ سامعین اگر عجمی ہوں گے تو وہ اپنی زبانوں میں ترجمہ کرلیں گے۔ خطیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن پڑھے۔ اس کے معنی کو سمجھے اور سمجھائے اور سامعین کو ان کی زبان میں نصیحت کرے ورنہ تو خطبہ کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا۔ اسی طرح ہمارے شیخ نذیر حسین محدث دہلوی نے فرمایا ایک بات اور قابل توجہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات مسجع اور قافیہ بندی سے خالی تھے اور خلفاء راشدین اور اکثر سلف صالحین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی قدم بقدم اتباع کی ہے۔ یہ تکلفات اس زمانہ سے شروع ہوئے جب سے ان کی صفات خیر و ھدایت سے خالی ہوگئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن ساعدۃ کے خطبہ کو پسند فرمایا کہ اللہ رب العزت نے ان کو یہ توفیق بخشی ان کے دلائلِ توحید اور اظہارِ اخلاص کی وجہ سے اور مرنے کے بعد دوسری زندگی پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اور اچھی اچھی نصیحت کرنے کی وجہ سے اور یہی وجہ تھی کہ قیس بن ساعدۃ رضی اللہ عنہ تمام عرب کے خطیب تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر میں بھرتی کے لئے نام لکھوانے کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے لشکر کے لئے صرف مسلمانوں کے نام لکھ کر دینے کو فرمایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار پانچ سو آدمیوں کے نام پیش کئے۔ ایک خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ہرگز کسی غیر محرم کے ساتھ تنہا نہ بیٹھے اور عورت اکیلی سفر نہ کرے سوائے اپنے محرم کے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری عورت حج کے لئے نکلی اور میں نے فلاں فلاں (غزوہ) میں نام لکھوایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عورت کے ساتھ جاؤ۔ کتابت الدیوان (دفتر رجسٹر) تین قسم کے ہوتے تھے۔ ① کتاب الجیوش (یعنی لشکر کے لئے) ② کتابت الخراج (خراج وصول کرنے کے لئے) ③ کتابت الانشاء والمکاتبات (تصنیف و تالیف خطوط کے لئے)۔

بیعت یعنی عہد و پیمان لینے کے بارے میں

بیعت کی اصل یہ ہے کہ عرب لوگوں کی عادت تھی کہ جب وہ آپس میں خرید و فروخت کرتے تھے تو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تھپکی دیتے تھے۔ بالتحقیق اللہ جل شانہٗ نے بیعت کی فضیلت اور شان کو اپنے کلام پاک میں بیان فرمایا ہے اور بیعت کے توڑنے پر ڈرایا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(الفتح ۔ ۱۰)

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ پھر (بعد بیعت) جو شخص عہد توڑے گا، اس کا وبال اس پر پڑے گا۔ اور جو شخص اس کو پورا کرے گا (جس بات پر بیعت میں) اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اس کو بڑا اجر دے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ رب العزت نے مومنہ عورتوں سے بیعت لینے کا اس آیت میں ارشاد فرمایا :۔

يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(الممتحنة - ۱۲)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے) آئیں تو آپ ان سے اِن باتوں پر بیعت لیجئے کہ اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہ کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لاویں گی۔ نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی۔ اور مشروع باتوں میں آپ کے خلاف نہ کریں گی۔ تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجئے۔ بے شک اللہ غفور الرحیم ہے۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

بیعت کا مقصد اور حاصل یہ ہے کہ شریعت پر مکمل طور پر پابند رہیں گے۔ تمام امور کو اللہ کے احکامات پر سپرد کرنا۔ اور نفس کو اسی کے تابع کرنا اور جس کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے اس کی ہر حال میں اطاعت کرے گا۔ جس کا وہ مکلف ہے، خواہ اس کا دل چاہے یا نہ چاہے۔ امام بخاری نے تصریح فرمائی کہ جن باتوں پر بیعت لی گئی ان میں سے کچھ یہ ہیں ① سننا اور اطاعت کرنا ② ہجرت اور جہاد پر ③ صبر اور جنگ کے میدان سے نہ بھاگنے پر چاہے جان چلی جائے۔ عورتوں کو پورے دین اسلام میں داخل ہونے پر بیعت کریں۔ اور ان تمام امور پر جیسا کہ اوپر گذرا۔

حافظ ابن جوزی نے ان تمام عورتوں کی تعداد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہوئیں چار سو ستاون (۴۵۷) شمار کرائی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی عورت سے مصافحہ نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر نابالغ ہونے کی بھی شرط نہیں لگائی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جب بیعت فرمائی تو اس وقت ان کی عمر شریف صرف سات سال تھی۔ قرطبی نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کو بیعت کرنا حسب حاجت یا تجدید عہد یا کسی اور تاکید کے ساتھ ہوتی تھی۔ پہلی شرط توحید کی ہوتی تھی۔ اس کے بعد نماز قائم کرنے کی۔ پھر زکوٰۃ کی پھر ہر قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل کو پیش آنے والے مسائل کا علم سکھاتے تھے اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے کی تاکید فرماتے اور بیعت لیتے تھے۔ بنی اُمیہ اور بنی عباس خلافت پر بیعت کرنے پر بہت تاکید کیا کرتے تھے اور ایمان کے تمام اطراف کو گھیر لینے پر۔ بسا اوقات ناپسندیدہ امور پر بھی بیعت فرماتے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیعت کے متولی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عطایا اور بخشش کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب مال فئ (مال غنیمت کی ایک قسم ہے) آتا تھا تو آپ اسی دن اس کو تقسیم فرما دیتے تھے۔ شادی شدہ کو دو حصہ اور کنوارے کو ایک حصہ کے حساب سے مرحمت فرماتے۔ مؤطا میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو عطایا فرماتے تو ان سے پوچھتے کہ کیا تمہارے پاس اتنا مال ہے کہ تم پر زکوٰۃ واجب ہو۔ اگر ہوتا تو اس سے عطایا کے حصہ میں سے زکوٰۃ کو کاٹ کر مرحمت فرماتے اور اگر نہ ہوتا تو سب دے دیتے لشکر میں کوئی مرتبہ مقرر نہیں تھا۔ جو تمام امراء مسلمین کو مجتمع رکھتے تھے ان کو پانچویں میں سے چوتھا حصہ دیا جاتا تھا (یعنی چار خمس) غنیمت کے مال میں سے اور اسی طرح زمین کے ٹیکس میں سے بھی مثلاً خیبر کی زمین جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ عطایا میں سے سب کا حصہ برابر برابر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ معاشیات کے مسائل ہیں اس ترجیحات کی بہ نسبت اسوۃ یعنی برابر کا حصہ اور نمونہ ہی بہتر ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عطایا کی تقسیم میں آپ نے ان حضرات کی فضیلت کا لحاظ رکھا جو زیادہ سابق فی الاسلام تھے ان کو دوسروں پر ترجیح دی۔ الاسبق فالاسبق کے قاعدہ پر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دیوان (کچہری) قائم کرنا

النہایہ میں ہے کہ دیوان اس دفتر (آفس) کو کہا جاتا ہے جس میں لشکر اور عطیہ پانے والوں کا نام اور کوائف لکھا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے دیوان (کچہری) قائم فرمائی اور اس میں عطایا۔ اذان اور اکرام میں لوگوں کی ترتیب قائم فرمائی ہے۔ اہلِ بدر پہلے داخل ہوتے تھے پھر اُن میں کا سب سے اول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ بنی سالم اور بنی المطلب کے حضرات کے اسمار گرامی سے شروع کیا۔ اسی طرح جو زیادہ قریب اس کو پہلے الاقرب فالاقرب کے قاعدہ پر ترتیب قائم فرمائی۔

الصبح الاعشی میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بیت المال کی ترتیب دی لیکن دوسری جگہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی طرف سے بیت المال پر (ذمہ دار) تھے۔ اس حساب سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سابق ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیت المال میں تالا لگتا تھا مگر کوئی چوکیدار نہ ہوتا تھا۔ آپ کے پاس جو مال آتا تھا غربا میں برابری کے طریق پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ اونٹ، گھوڑے اور ہتھیار خرید کر کے اللہ کے راستہ میں دیدیتے تھے۔ مدائن سے چادریں منگوا کر مدینہ منورہ کی بیوہ عورتوں میں تقسیم فرما دیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ بیت المال کھولا تو کچھ نہ تھا نہ دینار نہ درہم۔

۱۵ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تنخواہ دار فوج مقرر فرمائی اور باقاعدہ دفتر (دیوان) و رجسٹر قائم کیا جس میں وظیفہ خواروں اور فوجیوں کا نام و نسب وغیرہ درج کیا جاتا تھا ان اصلاحات کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا جو کہ بحرین سے لائے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کتنا مال لائے ہو جواب دیا کہ پچاس لاکھ درہم لایا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بہت زیادہ سمجھا اور منبر پر چڑھے اور اللہ رب العزت کی حمد و ثنا و بیان کی اس کے بعد فرمایا اے لوگو! ہمارے پاس بہت مال آیا ہے اگر تم چاہو تو تمہیں وزن سے دیں اور اگر چاہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو گن کر تقسیم کر دیں۔ ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ امیر المومنین عجمیوں کو میں نے دیکھا وہ رجسٹر پر لکھتے ہیں۔ آپ بھی ایک رجسٹر رکھیئے آپ نے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رجسٹر رکھیئے تاکہ معلوم رہے کہ کس نے لیا اور کس نے نہیں لیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ اور بھی بڑھ جاوے گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ملک شام کے بادشاہوں کے پاس رجسٹر دیکھا ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رجسٹر کی تدوین کی اور لشکروں کو جمع فرمایا اور حضرت عقیل بن ابی طالب، حضرت مخرمہ بن نوفل اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرمائی کہ درجہ بدرجہ ان سب کا نام لکھیں۔ یہ رجسٹر پہلی بار محرم ۲۰ھ میں رکھا گیا۔ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب والوں کا نام پھر بعد والوں کا نام و نسب وغیرہ کے قاعدہ پر تدوین ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے نام لکھنا خاص اوقات میں ہوا کرتا تھا۔ مثلاً جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مردم شماری کے لئے مقرر فرمایا تو انہوں نے نام لکھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عطایا کے لئے کوئی وقت معین نہیں تھا اور نہ کوئی مقدار مقرر تھی۔ لیکن جیسا کہ بدائع وصنائع میں ہے کہ اُن تمام باتوں کی تفصیل درج ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤسائے قریش کو عطا فرمایا۔ بہادروں کو عطا فرمایا مثلاً ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، اقرع بن محابس التمیمی اور انہیں جیسے حضرات کا ذکر موجود ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ زیادہ ہو گئے اموال چھپا لینے کا خطرہ محسوس ہوا اور ان کے ضبط کرنے کی ضرورت پیش آئی تو صحابہ کے مشورہ کے بعد رجسٹر قائم کیا گیا۔ جس میں عطایا و وظائف اور فوجیوں کے نام سب کی تفصیل درج تھی۔ اور اس کا بھی ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے مؤلفات قلوب کو کچھ نہیں دیا۔ (مولفات قلوب وہ لوگ ہیں جو تازہ مسلمان ہوئے تو ان کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے مال دیا جاتا تھا)۔

اس سلسلہ میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے حصّہ کا خط (پرمٹ) بدلوانے کی درخواست کی۔ آپ نے اُس کو بدل دیا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں آئے (اور اس کے نفاذ کے لئے) اس کی اطلاع دی آپ نے ان کے ہاتھ سے وہ خط لے کر پھاڑ دیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو یہ خط عطا فرمایا تھا تاکہ اسلام پہ قائم رہنے کے لئے تمہاری دلجوئی کی جائے۔ اب اللہ رب العزت نے دین کو عزت عطا فرمادی ہے۔ وہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف واپس آئے اور پوچھا "آپ خلیفہ ہیں یا وہ" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہی خلیفہ ہیں انشاء اللہ (یعنی عمرؓ)۔ پس غور فرمائیے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول اور فعل کا انکار نہیں فرمایا۔ اور جب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے بھی انکار نہیں فرمایا۔ (اسے کہتے ہیں تہذیب ڈوسپلن) یہ روایت دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ لوگ ضبط اور تقیید کے ساتھ عطایا کو قبول کیا کرتے تھے۔ اور اسی سے رجسٹر کا بھی ثبوت مل گیا وجعل قوائم للمعلون سے بعینہٖ یہی رجسٹر مراد ہے۔ اس میں غور کیجئے۔

حضرت زبیر بن عوام اور جہم بن صلت رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں صدقات کے اموال لکھنے پر مامور تھے اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کھجور کے باغات پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قضاء اور بیت المال پر عامل مقرر فرمایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے محبت فرماتے تھے اور وہب الخیر کے لقب سے اُن کو پکارتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اُن کو بیت المال پر عامل مقرر فرمایا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی مقرر فرمایا وہ ہر روز مصر میں عرب کے قبائل میں آواز لگا کر لکھتا تھا کہ کس گھر میں اُس روز لڑکا پیدا ہوا ہے یا لڑکی اور یہ کہ کسی کے گھر کوئی آفت یا پریشانی تو نہیں آئی (پھر ان تمام معلومات کو یکجا کر کے) امیر اپنے رجسٹر میں درج کر لیتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتداء اسلام میں مسلمانوں کا آپس میں تسامح

امراء اموی اور عباسی کے زمانہ میں عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی رجسٹر کی تدوین ہوتی تھی۔ صبح الاعشی ص۴۲۳ ج۱ میں ہے کہ سب سے پہلے دیوان عراق کو فارسی سے عربی میں کرنے والا حجاج بن یوسفؒ کا کاتب صالح بن عبدالرحمٰن ہے۔ اسی طرح دیوان شام کو رومی زبان میں عربی کرنے والا عبدالملک بن مروان ہے اور مصر میں قبطی زبان کو عزیز بن مروان نے عربی میں ترجمہ کیا۔

عرب لوگ اپنی تسامح، چشم پوشی (بھول چوک) کے خوف سے عجمی رجسٹروں کو عربی میں لکھواتے تھے اور جس ملک پر تسلط کرتے اُن کی زبان کو خطبہ کے لئے مقدم کرتے تھے (یہی وجہ تھی کہ) عرب لوگ خطوط قدیمہ کے رموز اور اشارات کے حل کرنے میں علماء یورپ سے سبقت لے گئے تھے۔ خاص کر اخبار مجہول اور احوال مختلف اور گذشتہ اُمتوں کے علوم پر مشتمل کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا گیا اور یہ کتابیں یورپ میں پہنچا کرتی تھیں۔

غزوات کیلئے رجسٹر میں کم سے کم کتنی عمر کا اندراج ہوتا تھا؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چودہ سال کی عمر میں اپنے کو غزوات کے لئے پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس فرمادیا۔ آئندہ سال جبکہ میری عمر پندرہ سال کی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبول فرمالیا۔ گویا یہ حد ہوئی چھوٹا اور بڑا ہونے کے درمیان۔

اُحد کے دن جن سترہ بچوں کو نو عمر سمجھ کر قبول نہیں فرمایا اُن میں حضرت زید بن حارثہ۔ براء بن عازب۔ زید بن ارقم۔ سعد بن حبیبہ اور جابر وغیرہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بھی ہیں۔ حضرت عمرو بن ابی وقاصؓ کو جب واپس فرمایا تو وہ رونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دیدی۔ اُن کی صغر سنی کی وجہ سے اُن کی تلوار کا پرتلہ اُن کے ساتھ باندھ دیا جاتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد-موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعمر بچے ہر سال اپنے کو پیش کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قبول فرمالیں

ایک بچہ کو جب اجازت مل گئی اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو چھوٹے ہونے کی وجہ سے اجازت نہ ملی تو انہوں نے عرض کیا کہ اگر اُن سے میری کشتی کرادیں تو میں اُن کو پچھاڑ دوں۔ آپ صلی اللہ وسلم نے فرمایا اچھا پچھاڑ دو۔ تو انہوں نے اُن کو گرادیا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بھی اللہ کے راستہ میں نکلنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

والدین کی اجازت کے بغیر اللہ کے راستہ میں نکلنے والوں کو لوٹا دینا

بلا اجازت ایک صاحب یمن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت کرکے آئے۔ آپ نے اُن کو واپس فرمادیا کہ اگر والدین اجازت دیں تو جہاد کرو ورنہ اُن کے ساتھ بھلائی کرو۔ امام احمد و نسائیؒ نے حدیث تخریج کی ہے کہ حضرت معاویہ سلمی رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں غزوہ میں جانا چاہتا ہوں اور میں آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کو لازم پکڑو اس لئے کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

سپہ سالار اپنے لشکر کی نگرانی مچان پر بیٹھ کر کرتا تھا

جنگِ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک عریش چپر کھٹ یا مچان بنایا آپ نے پسند فرمایا اور دعا دی ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ کے گھر کو العریش کہا جاتا تھا۔

اظہار قوۃ و دبدبہ کے لئے اپنے لشکر کو حریف کے سرداروں کو دکھایا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمارا لشکر جب گذرے تو ابوسفیان کو دکھائیں تاکہ وہ اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مرعوب ہو جائیں۔ اسی مصلحت سے فتح مکہ کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ روشن کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس جب ابوسفیان نے یہ منظر دیکھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ وہ پھر ایک ایک قبیلہ والوں کو دیکھتا جاتا تھا اور اُن سے اپنے تعلقات بھی بتاتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سبز لشکر کے ساتھ گذرے (یہ سبز لشکر اُن کے کثرت اسلحہ کی وجہ سے تھا) اس لشکر کو دیکھ کر ابوسفیان نے پوچھا یہ کون ہیں۔ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے۔ آپ مہاجرین اور انصار کے درمیان میں ہیں۔ ابوسفیان رضؓ ششدر رہ گیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہے یہ لوگ اس سے پہلے اتنے عزت والے نہیں تھے اور نہ ان کو کوئی طاقت حاصل تھی۔ اللہ کی قسم کل (آئندہ) کو تمہارا بھتیجہ بہت بڑا بادشاہ بنے گا۔

لشکروں کے سرداروں اور قائدین کا بیان

"العریف" اس کو کہتے ہیں جو لشکر کے احوال پر نگراں ہوتا تھا۔ وہ اپنے قبیلہ اور جماعت کے امور اور احوال کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے (آج کل کے چوہدری پر اس کا اطلاق کیا جا سکتا ہے)۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ہوازن کے مسلمانوں کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنے مال اور قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ پہلے اپنے چودھریوں سے اجازت لے کر آؤ۔ اُن لوگوں نے واپسی پر خبر دی کہ وہ لوگ راضی ہیں۔ لوگوں کے لئے عرفاء (العریف۔ چوہدری) کی ضرورت ہے اور اس کے قیام کی اصل مشروعیت موجود ہے۔ اس لئے کہ امام (المسلمین) کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ تمام اُمور کو خود ہی انجام دے سکے۔ بس اُس کو ایسے شخص کو قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اس کا معاون ہو اور احکامات نافذ کرنے کے لئے کافی ہو۔ العریف کی طرح النقیب بھی کہلاتے تھے۔ بنی نجار کے حضرت اسد رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہو گیا تو وہاں کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے لئے کوئی سردار مقرر فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارا نقیب ہوں۔

(اصابہ۔ حاکم نے اپنے طریق سے تخریج کی ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حساب کتاب کی جانچ پڑتال کرنے والے (آڈیٹر) کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ "ازد" کے ایک آدمی ابن اللتبیہؓ کو بنی سلیم کے صدقات پر عامل بنا کر بھیجا۔ وہاں کے لوگوں نے اُن کو مال پیش کیا اور کہا کہ یہ تمہارا سرکاری مال ہے اور یہ الگ سے تمہارے لئے ہدیہ ہے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو ذرا اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر دیکھے کہ کون اُن کو ہدیہ دیتا ہے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص صدقات کے مال (کی وصولی کے وقت) ناحق کوئی چیز نہ لے ورنہ وہ اس کو قیامت کے دن اُن کو اٹھاتا پھرے گا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یمن سے تشریف لائے تو فرمایا اللہ کی قسم صرف اللہ کا حساب میرے ذمہ ہے۔ تمہارا کوئی حساب میرے ذمہ نہیں ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال حج لازماً کیا کرتے تھے۔ اپنے عمال کو ساتھ لے کر اپنی رعایا کے حقوق پورے پورے ادا کرتے۔ اُن کو ظلم سے روکتے اور قریب کے احوال معلوم کرتے اور رعایا کے لئے وقت مقرر فرماتے اُن کی شکایات کا ازالہ فرماتے۔

وصیت کرنے والوں کا بیان

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لڑکیوں کو سونے اور چاندی کا کچھ سامان عطا فرمایا جس میں موتی بھی تھے۔ جب سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بیٹوں کے سر پہ دستِ شفقت پھیرا۔ اُن میں محمد اور عبداللہ بھی تھے اور ارشاد فرمایا میں دنیا اور آخرت میں اُن کا مولیٰ ہوں یتیموں کے تذکرہ میں ایک محمد بن عبداللہ بن جحش ہیں جن کے والد غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے اور وصیت کی تھی آپؐ نے اُن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے خیبر میں کچھ مال خریدا تھا اور مدینہ منورہ میں سوق الرقیق کے مقام پر ایک گھر جاگیر میں دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں ایک عورت لیث بن بکر کی تھیں اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہبہ میں طلب کیا تھا وہ آپ کی گود میں رہتے تھے اور "ماں" کہہ کر پکارتے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن کو ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے یہاں تک کہ اپنی بیٹی سے اُن کی شادی کر دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت زبیرؓ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سات صحابۂ کرام نے ولایت فرمائی جن میں سے حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت مقداد، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ پس آپ اُن کے مال کی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور اس میں سے اُن کی اولاد پر خرچ کیا کرتے تھے۔ اور شرح ابو عبید الزبیر السلوی علی الحمزہ میں ہے کہ ستر صحابۂ کرامؓ نے آپ کو وصیت اپنے مال اور اپنی اولاد کے متعلق کی۔ آپ نے ان کی حفاظت فرمائی۔ اور آپ اپنے مال میں سے بھی اُن کے اوپر خرچ کرتے تھے۔

تنبیہ ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر مومن کی جان سے زیادہ اس سے تعلق رکھنے والا ہوں۔ پس جو شخص مر جائے اور اُس پر قرضہ ہو اور اس کے ادا کرنے کے بقدر چیز نہ چھوڑی ہو تو اس کی ادائیگی میرے اُوپر ہے۔ اور جو شخص مال چھوڑ کر مرا ہو تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر میت کے قرض کی ادائیگی واجب تھی۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو اکرام کے طور پر انجام دیتے تھے اور یہ کہ کس مال سے ادا فرمایا کرتے تھے، آیا مالِ غنیمت سے یا اپنے ذاتی مال سے۔ اس میں کئی احتمالات ہیں جیسا کہ نسیم الریاض میں ہے۔ واللہ اعلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکاماتِ سیاست کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امارۃ عامہ سے متعلق گردونواح میں بڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد میں متولیٔ امور یعنی گورنر مقرر کئے ان میں سے

① حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ ہیں ان کو مکہ کا گورنر بنایا۔ اس وقت ان کی عمر صرف بیس ۲۰ سال کی تھی۔ اور ان میں سے ایک

② حضرت باذانؓ (بادام) ہیں جو یمن کے بادشاہ رہ چکے تھے ان کو ولی بنایا حضرت باذانؓ اسلام لانے سے قبل کسریٰ کے نائب تھے۔ اُن کو یمن کے تمام مخالفین پر حاکم اور والی بنایا۔ ان کا گھر مملکۃ البتابعہ کے صُنعاء (یمن) میں تھا حجۃ الوداع کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بیٹے

③ شہر بن باذان رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ گورنر بنایا گیا۔ اور ان کے

④ ساتھی کو اسی کے اطراف کا حاکم بنایا۔ اور

⑤ عامر بن شہر الھمدانی رضی اللہ عنہ کو بنی ثعلبہ عیسیٰ اور عبداللہ بن عطفان پر عامل بنا کر بھیجا مثلاً مقام زبید اور عدن وغیرہ۔

⑥ حضرت حارث بن بلال المازنی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نصف جدیلہ بنی طیٔ پر عامل تھے۔ وہ کچھ عرصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بھی رہے پھر ان کو مکہ کے بعض کاموں پر عامل بنایا بعد میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے ان کو اسی عہدے پر برقرار رکھا۔

⑦ حضرت جبانؓ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال مکہ پر متولی بنایا تھا۔

⑧ غزوۂ سلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایسے لشکر پر عامل بنایا جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ اسی طرح

⑨ ھرماس بن زیاد باھلی رضی اللہ عنہ کو خاندان باہلہ پر والی بنایا۔

⑩ حضرت سائب بن عثمانؓ کو مدینہ منورہ پر عامل بنایا۔

⑪ حضرت سعد بن عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو طائف پر۔

⑫ حضرت سعد بن خفاف تمیمیؓ کو قبیلہ تمیم پر۔

⑬ سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ کو مروان پر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) صفی بن عامر رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم پر۔
(۱۵) ضحاک بن قیس اور
(۱۶) امراء القیس کو قبیلہ کلب پر۔
(۱۷) حضرت عبدالرحمٰن بن آمیزی الخزاعی رضی اللہ عنہ کو خراسان پر عامل بنایا۔
(۱۸) حضرت عثمان بن العاص رضؓ کو طائف پر عامل بنایا۔ اور
(۱۹) حضرت عکاشہ بن ثورؓ کو سکاسک اور سکون پر عامل بنایا۔
(۲۰) حضرت علاء بن حضرمیؓ کو بحرین پر اور
(۲۱) حضرت عمرو بن حزم انصاریؓ کو نجران پر عامل بنایا جس وقت ان کی عمر صرف ۲۷ سال کی تھی۔ آپ نے ایک کتاب بھی تصنیف کی جس میں فرائض زکوٰۃ اور دیات وغیرہ کے مسائل ہیں۔
(۲۲) حضرت عمرو بن الحکم القضاعی رضی اللہ عنہ کو بنی القیس پر عامل بنایا اور
(۲۳) حضرت عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو وادیٔ القریٰ وغیرہ پر عامل بنایا اور
(۲۴) حضرت عمرو بن المجوب العامری رضی اللہ عنہ اور
(۲۵) حضرت عوف الورکانیؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملین میں سے تھے۔
(۲۶) حضرت عبداللہ بن زید الکندی رضی اللہ عنہ کو یمن پر عامل بنایا۔ اور بحرین پر
(۲۷) عبداللہ بن سوار کو عامل بنایا اور
(۲۸) فروہ بن مسیکؓ کو مراد۔ مدحج اور زبید کے تمام اطراف پر عامل بنایا۔
(۲۹) مروہ بن نقاتۃ السلولیؓ کو اسلام قبول کرنے کے بعد بنی سلول پر امیر بنایا۔
(۳۰) قضاعہ بن عامر الدوسی رضی اللہ عنہ کو بنی اسد پر امیر بنایا۔
(۳۱) قیس بن مالک ارجی رضی اللہ عنہ جب اپنی قوم کے ساتھ مسلمان ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد نامہ تحریر فرمایا جو وہاں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باشندوں اور غلاموں اور ملے جلے لوگوں کے لئے تھا کہ وہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ وہ لوگ اللہ کے ذمہ میں رہیں گے جب تک وہ نماز قائم رکھیں گے۔

(۳۲) مالک بن عوف النصری رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں پر عامل بنایا جو ان کی قوم میں سے مسلمان ہو جائیں تو ان کو ان کے مخالف قوم ثقیف سے تحفظ فراہم کریں کیونکہ وہ ان نومسلموں سے لڑائی کرتے تھے اور صبح تک ان پر ڈاکہ ڈالتے تھے اور قتل و غارت گری کرتے تھے اور ان کے مویشیوں کو بھگا کر لے جاتے تھے۔

(۳۳) الساوی دارمیؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملوں میں سے تھے۔

(۳۴) سواد بن عزیمہ انصاری الیلوی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر عامل بنایا۔

(۳۵) عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومیؓ کو الجند پر گورنر بنایا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد تک رہے۔ آپ بہترین شکل و صورت والے تھے یہ وہی تھے جن کو قریش نے عمرو بن عاص کے ہمراہ نجاشی (بادشاہِ حبشہ) کے پاس بھیجا تھا۔

(۳۶) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو صنعاء پر امیر بنایا۔

(۳۷) مغافر بن ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو کندہ پر امیر بنایا۔

(۳۸) زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کو حضرموت پر امیر بنایا۔

(۳۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو زبید اور عدن اور ریع الساحل پر امیر بنایا۔

(۴۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خید (یمن کا ایک شہر ہے) پر امیر بنایا۔

(۴۱) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو نجران پر اور

(۴۲) ابوزید بن سفیان رضی اللہ عنہ کو اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر امیر بنایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنروں اور قاصدوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امراء کو تاکید لکھتے تھے کہ جب تم میری طرف قاصد کو بھیجو تو اچھی شکل وصورت اور اچھے نام والے کو بھیجا کرو۔ گورنروں اور امیروں کے لیے بھی یہی شرط تھی۔ آپ پہلے عامل کا نام پوچھتے اگر پسندیدہ ہوتا تو خوش ہو جاتے ورنہ ناپسندیدگی کا اثر چہرہ مبارک سے نمایاں ہو جاتا اسی طرح گاؤں اور قریہ کے نام کا معاملہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے حارث۔ مسروح اور نعیم بن عبد کلال کو نامہ مبارک بھیجا حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ لے کر گئے تو وصیت فرمائی اُن کی سرزمین میں رات کے وقت داخل نہ ہونا۔ اچھی طرح پاکیزگی حاصل کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر کامیابی اور قبولیت کی دعا کرو۔ میرا خط اپنے دائیں ہاتھ میں اُن کے دائیں ہاتھ میں دینا یہ قبولیت کی علامت ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گورنروں (امیروں) سے کیا عہد لیتے تھے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں یمن کے معاملات کو حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی سپردگی میں دیا تھا اور ان کو ایک خط لکھا تھا جو متعدد معاہدات اور احکامات اور ہدایات اور مہمات دین پر مشتمل تھا جس میں دعوت۔ تعلیم۔ عبادات۔ زکوٰۃ اور اخلاقیات پر ضروری اوامر اور نواہی موجود ہیں (اصل خط کا متن دیکھنا ہو تو مصنف کی کتاب کا صفحہ ۲۴۸ ملاحظہ ہو) اردو میں مفہوم درج ذیل ہے:۔

"یہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے تخاطب ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو پورا کرو تم عہد کو۔ یہ عہد ہے نبی محمد جو اللہ کے رسول ہیں کی طرف سے حضرت عمرو بن حزم (رضی اللہ عنہ) کے لئے جب کہ ان کو یمن کی طرف (امیر بنا کر) بھیجا۔ فرمایا تمام امور میں اللہ سے ڈریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ اللہ رب العزت متقیوں، مخلصین اور محسنین کے ساتھ ہے۔ حق کو مضبوطی سے پکڑے رہنا جیسا کہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے اور لوگوں کو خیر کی خوش خبری سنایا کریں اور خیر کا حکم کریں اور لوگوں کو قرآن سکھائیں اور قرآن کے بارے میں ان کو سمجھائیں اور لوگوں کو منع کریں کہ پاک صاف ہوئے بغیر قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائیں اور لوگوں کو ان کے نفع اور ضروریاتِ زندگی سے باخبر رکھیں اور جو نقصان رساں چیز ہو اس سے بھی باخبر رکھیں اور حق باتوں میں لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ اور ظلم میں ان سے سختی سے پیش آئیں اس لئے کہ اللہ ظلم کو ناپسند کرتا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے۔ پس فرمایا خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور جنت والے اعمال بتلائیں اور جہنم سے ڈرائیں اور اس کے عمل بد سے ڈرائیں۔ اور لوگوں میں ایسی الفت و محبت رکھیں کہ وہ دین کے بارے میں سمجھ حاصل کرلیں اور اُن کو حج کے فرائض سُنن اور اہم باتیں سکھائیں اور حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرہ کے احکام سے باخبر کریں۔ اور لوگوں کو ایک ہی چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمائیں۔ ہاں اگر ایسا کپڑا ہو کہ اس کو دہرا کر کے اس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر ڈال کر (گرہ دے لی جائے) تو کوئی حرج نہیں۔ اور ایک کپڑے کو لپیٹ لینے سے منع کیجئے کہ اس طرح ان کا ستر (شرمگاہ) کھل جائے گا۔ اور لوگوں کو گدی کی طرف بالوں کی چوٹی بنانے سے روکیں۔ اور لوگوں کو قبائل اور خاندانوں کی طرف اشتعال دلانے سے روکئے۔ ان کی پکار اور دعوت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف ہی ہو۔ پس جس نے اللہ عزّوجل کی طرف دعوت نہیں دی اور قبیلہ اور خاندان کی طرف (گروہ بندی کی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت دی ان کو تلوار سے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہیئے یہاں تک کہ وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف دعوت دینے والا بن جائے اور لوگوں کو اچھی طرح وضو کامل کرنے کا حکم کیجیئے کہ وہ اپنا چہرہ دھوئیں۔ ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئیں اور پیروں کو ٹخنے تک دھوئیں اور سر کا مسح کریں جیسا کہ اللہ نے ان کو حکم فرمایا اور نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے کا حکم کیجیئے۔ رکوع، سجدہ اور خشوع کو مکمل کرنے کا حکم کریں اور ان کو حکم کریں کہ صبح کی نماز غلس یعنی اندھیرے میں پڑھیں اور ظہر کی نماز سورج کے ڈھلنے پر دوپہر کے وقت پڑھیں اور عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جبکہ سورج زمین کی طرف پشت پھیر کر جا رہا ہو اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھیں جبکہ رات متوجہ ہو جائے اور آسمان پر ستاروں کا جھمگھٹا ظاہر ہونے تک تاخیر نہ کریں۔ اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصہ میں پڑھیں اور نماز جمعہ کی اذان پر مسجد میں آنے کی جلدی کریں۔ غسل جمعہ کر کے آئیں۔ اور ان کو حکم فرمایا کہ مال غنیمت میں سے اللہ کے خمس کو لے لیجیئے۔ مومنوں کی جائداد پر جو صدقہ اللہ نے فرض کیا ہے وہ عشر ہے اس زمین (کی پیداوار) پر جو چشمہ یا آسمان کی بارش سے سیراب ہوئی ہو اور آدھا عشر اس زمین (کی پیداوار) پر ہے جو کنوئیں کے ڈول سے سیراب ہوتی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نیز یہ حکم فرمایا کہ وہ ہر دس[۱۰] اونٹ پر دو بکریاں زکوٰۃ میں دیں اور ہر بیس[۲۰] اونٹ پر چار بکریاں اور ہر چالیس[۴۰] گائے میں ایک گائے اور ہر تیس[۳۰] گائے پر ایک بچھڑا۔ جو اس کی ماں کے تابع ہو نر ہو یا مادہ اور ہر چالیس[۴۰] جنگل میں چرنے والی بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ میں ادا کریں۔ اللہ نے مومنوں پر فرض فرمایا ہے صدقات کے باب میں جو شخص زیادہ خیر کا عمل کرے بس وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر اُسی (صدقہ کرنے والے) کے لئے ہے۔ اور جو یہودی یا نصرانی خالص دل سے اسلام قبول کرے اور دین اسلام کی فرمانبرداری کرے وہ یقیناً مومن ہی شمار ہوگا۔ ان کے حق میں اللہ کا جو وعدہ اور وعید مومنین کے لئے ہے وہ اُن کے لئے بھی ہے اور جو یہودیت یا نصرانیت پر قائم رہنا چاہے اس پر زبردستی نہیں ہے مگر ہر بالغ کو جزیہ ادا کرنا ہوگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام۔ جزیہ ایک دینار ہے یا اس کے عوض میں کپڑا۔ جس نے یہ حق ادا کیا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ذمہ میں ہے اور جس نے اس کو روکا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور تمام مومنین کا دشمن ہے۔ صلواۃ اللہ علیٰ محمد والسلام علیہ۔

عدالت اور قاضی کے بیان میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِس کے سوا کوئی بات نہیں بالکل پکی بات ہے کہ میں بشر ہوں انسان ہوں جب تم لوگ میرے پاس فیصلہ لے کر آتے ہو شاید تمہاری دلیل پیش کرنے میں (ایک فریق کی نسبت) دوسرے فریق کی دلیل زیادہ قابلِ فہم ہوتی ہے پس میں تو تم سے جیسا سنتا ہوں ویسے ہی فیصلہ کر دیتا ہوں۔ جس شخص کے حق میں کوئی فیصلہ دیتا ہوں اسے قبول کرے اور لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے بھائی کے حق میں سے کوئی زیادتی نہ کرے مُطالبہ سے زیادہ کوئی چیز نہ لے۔ اگر اپنے حق سے زیادہ لے گا تو یقیناً اس نے جہنم کا ایک ٹکڑا لیا۔"

امام سیوطیؒ۔ ابن السبکیؒ اور علامہ قسطلانیؒ وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں میں ظاہر و باطن (ظاہر شریعت اور باطن طریقت) کی بحث

محکم دلائل سے مزین،متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا تذکرہ بھی کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے جامع صفات سے متصف ہوتے تھے خواہ وہ قصاص میں ہوں، سیاست میں ہوں، امارۃ عظمیٰ میں ہوں یا خود فتویٰ میں ہوں۔ اس سلسلہ میں حضرت مصنفؒ نے اُن مؤلفین حضرات کا تفصیلی ذکر کیا ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے واقعات اور حوادث پر کتابیں تدوین کی ہیں ان میں سب سے مشہور مؤلف شیخ الفقہاء محمد بن الفرح مونی ابن الطلاع اندلسیؒ ہیں۔ ایک جگہ روایت ہے کہ اس شخص کے لئے فیصلہ کرنا حلال نہیں ہے جو لوگوں کے فیصلے کی تقلید کرے مگر وہ شخص جو اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔ کتاب اللہ کے مطابق ہو یا وہ فیصلہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ یا علماء کا اس پر اجماع ہو یا ان وجوہِ ثلاثہ میں سے کوئی دلیل ہو۔ صاحب مسند ابوبکر بن ابی شیبہ کے پاس ایک کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر فیصلے درج ہیں۔ اس کے بعد ابی شیبہؒ کو اس سلسلہ میں سنو حدیثیں ملی ہیں اس میں چونتیس ۳۴ مصنفین سے مدد حاصل کی ہے۔ حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہؒ کو ان روایات کی تخریج میں اس قدر جانفشانی کرنی پڑی ہے جتنا کہ میری خزاعی کے ساتھ۔ ان مصنفین میں سے علی بن عبدالعزیز بن عبدالرزاق المرغنانی الحنفی ہیں۔ آپ کی یہ تصنیف کتاب اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ کشف الظنون میں اس کا ذکر ہے۔ اس کی بہت سی شروحات ہیں۔ ان میں سے امام ابوجعفر احمد بن عبدالمالک بن محمد بن ابراہیم انصاری ہیں جو کہ ابن ابی مروان اشبیلی کے نام سے معروف ہیں (۵۴۹ھ متوفی)۔

ایک کتاب "المنتخب المنتقیٰ" ہے جو امہات المستدرات من نوازل الشرع میں سے ہے۔ اور ابو محمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن الاشبیلی نے الاحکام میں اپنی کتاب کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ آپ، ابوجعفر کے ساتھی تھے اور ان ہی میں سے ابو علی حسین بن مبارک بن یوسف موصلی ہیں (۶۳۲ھ) انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ نبویہ سے مسائل کو انتخاب فرمایا ہے۔ ان ہی میں سے امام حافظ شمس الدین محمد بن ابی بکر اوزاعی (۷۵۱ھ) ہیں۔ ان ہی حضرات میں سے امیر الطیب الذکر السید صدیق حسن خان صاحب والیٔ بھوپال ہندوستان ہیں جنہوں نے بغیر اعراب کے ایک نادر اور اچھوتی کتاب "بلوغ المسوّل فی اقضیۃ الرسول" تالیف فرمائی۔ اسی کے ساتھ ایک ہی جلد میں آیات و احکام کی تفسیر نیل المرام بآیات لاحکام لامیر البھوپال شائع ہو چکی ہے۔ (۱۳۰۷ھ)۔

فتاویٰ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تدوینِ سیرت پاک

(دو فریقین کے درمیان تنازعہ میں جو فیصلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صادر فرمائے اس کی روشنی میں علماء کرام نے سیرت پاک کی تدوین کی کوشش فرمائی ہے۔ از ناقل) اس سلسلہ میں حافظ شامی نے سب سے پہلے ترجمہ قائم فرمایا ہے۔ جماع ابواب سیرۃ صلی اللہ علیہ وسلم فی احکامہ وفتاویہ منجملہ اُن میں سے چند عنوانات حسبِ ذیل ہیں:۔

① حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے خلاف عمل کرنے پر ڈرایا ہے۔ اور سخت وعید ہے۔

② قاضی کو بھوک اور غصّہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

③ فیصلے کے فریقین کو یعنی دونوں مدمقابل کو پہلے نصیحت کرنی چاہیئے۔

④ تہمت کی وجہ سے (تہمت لگانے والے کو) نظر بند کرنے کے بارے میں۔

⑤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آدمی کو حکم فرمانا کہ اپنے قرض خواہ کا پیچھا کرے (تقاضہ کرے)۔

⑥ اہل الریب کی نفی کرنے کے بارے میں فتویٰ۔

⑦ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مجذومین (کوڑھ کے بیمار) اور اہلِ معاصی سے کلام کرنے سے منع کرنے کے بارے میں۔

⑧ مفلس کے متعلق فیصلہ یعنی اس کو روک لینے کے بارے میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک معاملات کے برتنے کے فیصلہ کی روشنی میں۔

ان کے علاوہ دوسری قسم کے عنوانات بھی کچھ اس طرح کے ہیں:۔

① حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے اور احکام وصیتوں اور فرائض کے بارے میں۔

② احکام نکاح، طلاق، خلع، رجعہ، ایلا، لعان اور الحاق الولد کے بارے میں۔

③ احکام حدود کے بارے میں۔ اس میں کئی نوع کے فتاویٰ ہیں مثلاً شفاعت، حدود کو دفع کرنا اور پوشیدہ چھپانے کے بارے میں۔

④ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف اگر کوئی قدم اٹھائے تو اس کی تعذیر کے بارے میں۔

⑤ حدود کو مسجد میں قائم نہ کرنے کے بارے میں۔

⑥ اُس شخص کے بارے میں جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہو کہ اس پر حد نہیں۔

⑦ ضعیف اور ناتواں پر حدود قائم کرنے کے بارے میں۔

⑧ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس حد کے مرتکب کے بارے میں جو اقرار کرے یا اس سے انکار کرے۔

⑨ اعتراف کرنے والوں پر حد نہ ہونے کے بارے میں اور یہ بھی کہ سبب حد کا ذکر نہ ہو۔

⑩ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ زانی کے بارے میں۔

⑪ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مُکرِہ کے بارے میں (مُکرِہ اسے کہتے ہیں کہ جس کو جبراً کسی فعل حرام پر مجبور کیا جاوے)۔

⑫ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بے شعور، ناسمجھ بچہ اور مجنون کے بارے میں۔

⑬ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اس کے بارے میں جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) ان لوگوں کے بارے میں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حد قائم فرمائی ہو۔

(۱۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اس شخص کے بارے میں جس نے قوم لوط کا سا عمل کیا ہو۔

(۱۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ حد قذف کے بارے میں۔

(۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مرتدین اور محاربین کے بارے میں۔

(۱۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سرقہ (چوری) کے بارے میں۔

(۱۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مدہوش اور نشہ کرنے والوں یعنی سکران کے بارے میں۔

(۲۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ جنایات، قصاص، دیات اور جراحات کے بارے میں۔

(۲۱) دعویٰ اور دلائل کے بارے میں جن سے علماء نے سیرۃ مبارک اخذ کئے ہیں۔

اس کے علاوہ جو فتاویٰ امور دنیا کے بارے میں ہیں علماء نے ان کو جمع کیا ہے عنوانات کچھ اس طرح ہیں:۔

(۱) معاش۔ خرید و فروخت اور معاملات۔

(۲) بے یار و مددگار بچوں اور گری پڑی چیزوں اور ہبہ، ہدیہ اور وصیت۔

(۳) فرائض اور وراثت کے بارے میں۔

(۴) غلام اور آزاد لڑکیاں اور نکاح کے بارے میں۔

(۵) قسم اور منت کے بارے میں۔

(۶) شکار اور ذبیحہ کے بارے میں۔

(۷) مشروبات میں حلال، حرام کا امتیاز۔

(۸) امیر بنانے کے بارے میں۔

(۹) جہاد اور غزوات کے بارے میں۔

(۱۰) اللہ کی محبت اور لوگوں کے ساتھ مصاحبت۔

محکم دلائل سے مزین۔متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن۔مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑪ مرض اور طب۔
⑫ غلاموں کے بارے میں۔
⑬ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ تفسیر کے بارے میں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاضی حضرات

جن میں سے ایک تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں دوسرے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک قاضی رہے اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا جب آپ جوان تھے۔ اور فرمایا جب تک دو فریقین کی مکمل بات نہ سن لو فیصلہ نہ صادر کرو۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو شریعت سکھلاؤ اور ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے تو فیصلہ کرنے کا کوئی علم نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی کہ اے اللہ تو ان کو فیصلہ کرنا سکھا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جھگڑا کرنے والوں کی حجت اور تکرار سے اُن کے دھوکہ کو خوب سمجھ لیا کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ قاضی رہے اور کبھی غلطی نہیں کی۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں زیادہ حلال وحرام جاننے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔ انسان باکمال اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ حلال وحرام کو بہت زیادہ پہچاننے والا ہو جاتا ہے وہ کبھی معمولی شبہات سے دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ پس قضاء نام ہے سمجھ کا۔ یہ علم قضاء دوسرے علوم کی طرح نہیں ہے۔

حافظ شامیؒ نے کہا کہ زمانۂ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں اصحابِ قضاء چھ تھے۔ ① حضرت عمر ② حضرت علی ③ حضرت عبداللہ بن مسعود ④ حضرت ابی بن کعب ⑤ حضرت زید بن ثابت ⑥ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہم اجمعین۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کرنے کا حکم فرمایا تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہیں جب تک وہ جان بوجھ کر ظلم نہ کرے۔ شعبیؒ نے کہا کہ حضرات قضاء چار تھے ① حضرت ابوبکر ② حضرت عمر ③ حضرت ابن مسعود اور ④ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم اجمعین اور چار زاہد تھے ① حضرت عمر ② حضرت مغیرہ ③ حضرت زیاد اور ④ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اسی (یعنی صفت زہد کی) وجہ سے سب نے حافظ شامی کے علم کو لیا ہے۔

صبح الاعشیٰ میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی بنایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شریحؒ کو قاضی بنایا اور اپنے عاملوں کو لکھا کہ اپنے نیک لوگوں کو قضاء پر متولی بناؤ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد اُن کے مشورہ سے حضرت فضالہ بن عبیدؓ کو دمشق پر قاضی بنایا۔ یہ حضرات اکابر و افاضل صحابہ میں سے تھے۔

قاضی بنانے کے لئے لمبی عمر کی شرط تھی یا نہیں تھی؟

قاضی کے لئے لمبی عمر ہونے کی کوئی شرط نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کا قاضی بنایا تو آپ کی عمر بیس ۲۰ سال کی تھی۔ اسی طرح یحییٰ بن اکثمؒ کو جب قضاء کی ذمہ داری سونپی گئی تو اس وقت اُن کی عمر اکیس ۲۱ سال کی تھی۔ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی بھی یہی عمر تھی جب کہ ان کو مکہ مکرمہ کا قاضی بنایا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ۱۸ سال کی عمر میں عامل بنایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال کی تھی۔

حافظ سیوطیؒ کی کتاب تاریخ الخلفاء میں ہے کہ پہلے زمانہ کے خلفاءؓ ہر شہر میں ایک مقامی قاضی مقرر کرتے تھے پھر وہ قاضی اپنے ماتحتوں میں سے جس کو چاہتا اپنا نائب بنالیتا تھا اسی وجہ سے اس کا لقب قاضی القضاۃ پڑ گیا۔ امام ابویوسفؒ کو سب سے پہلے قاضی القضاۃ کہا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں گورنروں اور قاضیوں کو تنخواہ ملتی تھی

حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے میں گورنر بنایا گیا ہوں سوائے دو کپڑوں کے مجھے کچھ نہیں ملا اور وہ بھی میں نے اپنے آزاد کردہ غلام کیسان کو پہنا دیا۔

حافظ نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کے واسطے سالانہ چالیس اوقیہ مقرر فرمایا تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ ابوربیع بن سالم نے ذکر کیا کہ اُن کے لئے روزانہ ایک درہم مقرر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیاض بن غنم کو گورنر جند حمص کے واسطے روزانہ کا ایک دینار اور ایک بکری اور ایک مُد گندم مقرر فرمائی۔ حضرت شریح اپنے عہدہ قضاء پر تنخواہ لیتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وصی عامل کی تنخواہ کے بقدر کھائے تو جائز ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی قاضی شریحؒ کے لئے پانچ سو درہم یا دینار مقرر کئے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے (بقدر) ضرورت مقرر فرمایا (یہ تفصیل پچھلے صفحات میں گذر چکی)۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کے مشورہ سے دو ہزار درہم مقرر کئے گئے پھر پانچ سو اور اضافہ کیا گیا حضرت مسور بن شدادؓ کی مرفوع روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہمارا عامل بنے اسے چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کو لکھوائے (شامل کرے) اور اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو وہ خادم بھی لکھوائے اور اس کے پاس رہائشی مکان نہ ہو تو وہ مکان لکھوائے۔ راوی نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس کو ناجائز حاصل کرے وہ خائن ہے یا چور ہے اس حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عامل کے لئے اپنا حق لینا اپنی ضرورت کے بقدر جائز ہے بغیر اسراف اور عیش کوشی کے۔

ابن ساعدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عامل تھے مگر تنخواہ لینے سے انکار کر دیا کہ میں تو محض اللہ کی رضامندی کے لئے یہ کام انجام دیتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تنخواہ لے لو۔ کیونکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عامل تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اُجرت عطا فرمائی تھی قطب عالم علامہ گنگوہیؒ نے تعلیق المحمود علیٰ سنن ابی داؤد میں فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عام عمل پر بیت المال سے اس کا عوض لینا جائز ہے مثل تدریس اور قضاء وغیرہ۔ بلکہ امام پر واجب ہے کہ ان حضرات کے لئے بقدرِ کفایت انتظام کرے اور بیت المال سے دیا جائے۔ نیز اس حدیث اور اس قسم کی حدیثوں سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو بغیر سوال و اشراف نفس کے جو ملتا ہے اس کو قبول کرنا واجب ہے۔ اسی طرح امام احمد وغیرہ نے فرمایا ہے۔ جمہور نے اس کو مستحب اور اباحت پر محمول کیا ہے۔

(دیکھئے سراج الملوک والموفی خمسین باب ۴۹)

ان حضرات کے زمانہ میں جور و ظلم، عدل و انصاف پر ایک نظر

علامہ مرجانیؒ نے فرمایا۔ مظالم پر نگاہ رکھنا ایسا وظیفہ ہے جو قاضی کے وظیفہ سے زیادہ وسیع ہے شاہی غلبہ کو آشکار کرتا ہے اور قضاۃ کی بلندی اور بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ ایسی ہیبت پیدا کرتا ہے جس سے ظالم کی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے۔ حد سے تجاوز کرنے والوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ یہ نظر رعایا کی خبر گیری کا وہ کام انجام دیتی ہے جس سے قضاۃ عاجز ہیں قاضی کی نظر تو دلائل اور تقریر و بحث اور قرائن اور امارات کے اعتماد اور حکم کو موخر کرنا اور حق کو روشن کرنے کے واسطے اور مقابل کو صلح پر آمادہ کرنا اور گواہوں سے حلف لینا بے شک ایک عظیم کام ہے ظالم کو اس کے کیفر کردار تک پہنچانا۔ مظلوم کی دادرسی کرنا اس کے پاس جا کر گشت کرتے رہنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رعایا کو امن کی ضمانت دینا یہ عظیم تر کام ہے۔ خلیفہ مہتدیٰ باللہ تک خلیفہ خود یہ کام انجام دیتا تھا۔ بسا اوقات اسے اپنے قاضیوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ اس وظیفہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ متعلق رکھتے تھے اور اپنے قضاۃ اور عمال کی تنقید بغرض اصلاح فرماتے تھے اور ان سے مناقشہ فرماتے تھے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے انصار کے ایک صاحب کا پرنالہ کے سلسلہ میں تنازعہ اس کی ایک مثال ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اسی طرح کے واقعات حضرات خلفاء راشدین اور خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں عام ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انشاء اللہ اگر میں زندہ رہا تو رعایا کے لئے میں خود ضرور بالضرور چل کر آؤں گا کیونکہ حاکم ان کی ضروریات مجھ تک نہیں پہنچاتے ہیں اور وہ خود مجھ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ میں ملک شام مصر، بحرین، جزیرہ، کوفہ، بصرہ ہر ہر جگہ جاؤں گا اور وہاں دو مہینہ قیام کروں گا۔ اللہ کی قسم وہ کیا ہی بہترین سال ہوگا۔ ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے کر بھیجا۔ اگر کوئی اونٹ فرات کے کنارے کہ کسی کی جائیداد میں چلا جائے تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ رب العزت آلِ خطاب (یعنی مجھ سے) اس کو پوچھیں گے۔ آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو اپنے عمال پر نگران مقرر فرمایا۔ عمال کی شکائتیں جو خلیفہ کو پہنچتی تھیں اُن کی تحقیق بھی آپ ہی کی ذمہ داری تھی۔ گورنروں کے تقرر سے قبل ان کی سیرت۔ اخلاق اور عمل کی مکمل جانچ پڑتال کی جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی وفد آتا تو آپ اس سے ان کے علاقہ کے نرخوں کا حال معلوم کرتے۔ وہاں سربرآوردہ مالدار اور معروف لوگوں کے بارے میں دریافت کرتے۔ اپنے عمال اور گورنروں کے سلوک کو دریافت کرتے کہ اُن کے پاس کمزور لوگ بھی آتے ہیں؟ اور کیا تمہارے گورنر صاحب مریضوں کی عیادت کے لئے جاتے رہتے ہیں؟ اگر جواب "ہاں" میں سنتے تو اللہ کا شکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کرتے اگر نفی میں سنتے تو امیر کو لکھتے کہ "متوجہ ہو جاؤ!"۔ جب کبھی کسی غلام کو بھاری مشقت کا کام کرتے دیکھتے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا ہو تو آپ خود اس کا بوجھ ہلکا کر دیتے اور بقدر تحمل خود اٹھا لیتے۔

خطط المقریزی میں ہے کہ سب سے پہلے جس نے مظالم (کے تدارک) پر نگاہ رکھی وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے پہلے جنہوں نے مظالم کے تدارک کے لئے ایک دن مختص کیا وہ عبدالملک بن مروان ہیں اس کے بعد ظلم بڑھتا گیا۔ پس حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اپنے آپ کو مظالم میں غور و فکر کے واسطے وقف فرمایا۔ اس کے بعد بنی عباس نے اس کے لئے باقاعدہ اجلاس قائم کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ کسی عامل کو دو سال سے زائد مدۃ کے لئے والی مقرر نہ کیا جائے۔ تاریخ الدولتین الموحدیہ والحفصیہ للزرکشی میں ہے کہ زمانۂ اولیٰ سے موحدین جو تونس میں تھے وہ کسی کو دو سال سے زیادہ والی نہیں بناتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ قاضی جب لمبی مدت تک اپنے عہدہ پر قائم رہتا ہے تو اس کے دوست احباب بہت ہو جاتے ہیں اس لئے اگر اس کو معزولی (یا تبادلہ) کا احساس رہے گا تو وہ کسی مروت یا دھوکہ میں نہیں آسکے گا۔ اور قوت فیصلہ زیادہ ہوگی ورنہ جھکاؤ ہوگا تو صحیح انصاف نہ ہو سکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ اکابر صحابہ کو والی نہیں بناتے؟ فرمایا مجھے پسند نہیں کہ ان کو ایسے عمل سے کثیف بنا دوں۔

قاضی کس جگہ اجلاس کرتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معتکف میں بیٹھ کر مقدمات کا فیصلہ صادر فرماتے تھے۔ ابن ابی حدرد کا قرضہ مسجد میں ہی ادا کروایا۔ ایک مرتبہ خطبۂ جمعہ کے دوران اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر لعنت کی اور وہی گواہی دینے والے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایہ میں ہے کہ چاروں خلفاء راشدین مسجد میں بیٹھ کر خصومات کا فیصلہ صادر فرماتے تھے۔ اور مروان نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے خلاف ممبر پر بیٹھ کر فیصلہ کیا۔ قاضی شریح۔ شعبی۔ یحییٰ بن یعمر مسجد ہی میں فیصلہ کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ مسجدیں اللہ کا ذکر اور فیصلہ کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ المدونہ میں ہے کہ مسجد میں فیصلہ تو پرانا کام ہے اور یہی حق اور صحیح ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ مسجد میں اجلاس سے شہری لوگوں کو سہولت ہوتی ہے۔ اور قاضی کے پاس ضعیف اور عورتیں بھی باآسانی پہنچ سکتے ہیں۔ ابن فرحون نے اپنے تبصرہ میں لکھا ہے کہ قاضی مسجد کے صحن یا اس سے متصل جگہ پر اجلاس کرتے تھے یا جنازہ رکھنے کی جگہ جو باب جبرئیل کے باہر ہے وہاں بیٹھتے تھے۔ مروان کے گھر کے صحن میں بھی بیٹھتے تھے جس کو "رحبۃ القضاء" کہا جاتا تھا۔ اور وہ باب السلام کے قریب تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے مولیٰ ابو صالح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بلانے کو بھیجا تو وہ اس وقت "دار القضاء" میں تھے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے "دار القضاء" بنایا۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک کونے میں ایک چبوترہ بنا رکھا تھا اس کا نام "بطحا" تھا۔ اور فرمایا کہ جس شخص کو لایعنی بات کرنی ہو یا شعر گوئی کرنی ہو یا اونچی آواز نکالنا چاہے تو وہ اس چبوترہ کی طرف چلا جائے۔

قرض کا لکھنا اور اس کی گواہی کے بارے میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اے ایمان والو! جب تم کسی مدت معلوم کے واسطے قرضہ دو تو اس کو لکھ لیا کرو اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لو۔ اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہونی چاہیئے"۔

اسی طرح طلاق، رجعت میں اور زنا پر شہادت قائم کرنے کا حکم فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی صحابی سے منقول نہیں کہ گواہی دینے پر کوئی خوشبو یا اجرت مانگی ہو لوگ آپس میں ایک دوسرے کو گواہی دیدیا کرتے تھے اور ان میں سے افضل اور بہتر لوگوں کی گواہی پر اعتماد کر لیا کرتے تھے۔ عداء بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا باندی خریدی اور باقاعدہ ایک وثیقہ (بیع نامہ) لکھا گیا۔ محدثین نے اس پہ خاصی بحث کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ وثیقہ مخلوق کی تعلیم کے لئے نمونہ ہے۔

بچّوں کی گواھی ؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ثقیف کو جو خط بھیجا اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی گواہی کا ذکر ہے۔ ابو عبید نے کہا کہ اس سے مسائل فقہ اور بچوں کی گواہی اور بالغ ہونے سے پہلے ان کے ناموں کو لکھنا۔ اور بیٹے کی گواہی باپ کی گواہی کے ساتھ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اس پاکیزہ زمانہ کے معاملات میں سے ایک کا ذکر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نامۂ مبارک اپنے غلام ابو رافع (جن کا صحیح نام اسلم تھا) کے آزاد کرنے کے متعلق لکھا۔ جس کا مفہوم یوں ہے

"شروع کرتا ہوں میں اللہ رحمن الرحیم کے نام سے۔ یہ کتاب (خط) محمد رسول اللہ کی طرف سے ان کے غلام اسلم کے واسطے ہے۔ بے شک میں نے تم کو اللہ کے لئے مکمل طور پر آزاد کر دیا اللہ تعالیٰ تم کو آزاد کرے اور اُسی کا احسان ہے مجھ پر اور تم پر تم آزاد ہو۔ تم پر کسی کا الزام نہیں ہے۔ مگر اسلام۔ عصمت ایمان کا۔"

ابو بکر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین نے گواہی دی۔

قبائل اور ان کے پانی کے بارے میں احکام کون لکھتا تھا

عقد فرید میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم اور حضرت علاء بن عقبہ رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہما دونوں حضرات قبائل اور ان کے پانی کے بارے میں لکھا کرتے تھے اور یہی حضرات انصاری مرد اور عورتوں کے گھروں کے بارے میں بھی لکھا کرتے تھے۔

ان حضرات کا بیان جو معاہدہ اور معاملات کو لکھا کرتے تھے

حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت حصین بن نمیر رضی اللہ عنہما اور ایک قول کے مطابق ابن بشر رضی اللہ عنہ مدنیات اور معاملات کے بارے میں لکھا کرتے تھے۔ اور زمانہ تابعین کے بارے میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خارجہ بن زید اور طلحہ بن عبداللہ اپنے زمانہ میں فتاویٰ دیا کرتے تھے اور میراث کی تقسیم کرتے اور ان کا حق ان کے اہل کو پہنچاتے تھے ترکۂ میت میں اگر مکان یا کھجور کے باغات یا اموال ہوتے تو ان کے وارثوں کے لئے وثیقہ لکھدیا کرتے تھے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام رافعی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد کے ائمہ فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔ کوئی رجسٹر یا تحریر وغیرہ نہیں لکھا کرتے تھے۔

ابن الخطیب السلمانی نے مثلیٰ الطریقۃ فی ذم الوثیقہ میں وثیقہ والوں کی برائی میں ایک طویل مضمون لکھا ہے جو مبالغہ سے خالی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں ابو العباس ابو تشریسی صاحب المفید نے لکھا کہ ابن الخطیب نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا ہے۔ اس پر دنیا اور آخرت میں کوئی باطل (وبال) آپڑے گا۔ اس نے سچائی اور دیانت کو چھین لیا ہے۔ اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائیں۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے لئے وثیقہ نامہ لکھا اور جاگیر عطا کی۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ ان کے نام جاگیر دیں اور کوئی کتاب یا تحریر لکھ دیں۔

تنبیہ: شریح بن یونس کی کتاب القضاء اور ابو عبید کی کتاب القضاء اور ابو بکر نقاش کی کتاب القضاء والشہود کو شیخ عابد سندھی نے حصر الشارد میں ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان صحابہ کا ذکر جو علم میراث و فرائض میں ماہر تھے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت زیدؓ قضاء فتاویٰ۔ قرارت اور فرائض میں ماہر تھے۔ مسند دارمی میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سوا علم فرائض کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

حضرت مسروق نے فرمایا کہ میں نے تو اکابر صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں پوچھتے تھے۔ یوسف سنانی نے کہا کہ اچھا تو یہی ہے کہ فرائض میں حضرت زید بن ثابتؓ کا مذہب اختیار کیا جائے اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق امت میں زیادہ علم فرائض جاننے والے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ملک شام تشریف لے گئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کرتے تھے۔ جب آپ کو توریث جد (دادا کی میراث) کے مسئلہ میں اشکال پیش آیا تو آپ خود چل کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے مکان پر اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے تشریف لائے بعد کے زمانہ میں ابو عمرو کندی جو صحابہ کے ہم نشین تھے علم فرائض میں ماہر تھے۔ جن کو "الداریہ" کہا جاتا تھا۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن البزی کو مکہ پر عامل بنایا گیا کیونکہ وہ قرآن اور علم فرائض کے جاننے والے تھے۔ اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر بن جہنی قرآن کے قاری۔ علم فرائض کے عالم و فقیہہ تھے۔ فصیح اللسان تھے اور شاعر اور کاتب تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل مقرر فرمانا

نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کے عقد نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ کو وکیل مقرر فرمایا اور ابو رافعؓ کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت وکیل بنایا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ پر وکیل بنانے کا قصہ بہت معروف ہے یعنی ایک بٹی ہوئی رسی کے لئے جوان دونوں حضرات کی جائیداد کے بیچ میں پڑی ہوئی تھی جھگڑا پڑ گیا تھا۔ اس کے فیصلہ کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے تھے بہت ہی عجیب قصہ ہے جس کو ابن رشد نے ذکر کیا۔ جب معلوم ہوا کہ اس کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے ہی صادر فرما چکے ہیں تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

عمارتوں سے متعلق جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے مہندس کے سامنے مقدمہ لایا جاتا تھا

مثال کے طور پر ایک قصہ ہے کہ دو بھائیوں نے اپنے مکان کے درمیان ایک دیوار بنائی تھی۔ جب ان دونوں کا انتقال ہو گیا تو اُن کی اولاد میں سے ہر ایک نے اس دیوار کے مالک ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا فیصلہ لینے کے لئے حاضر ہوئے۔ ان کو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا۔ انہوں نے محل وقوع کا معائنہ کر کے اس فریق کے حق میں فیصلہ دیا جس کے بچہ کا گہوارہ اس دیوار کے قریب بندھا ہوا پایا۔ اس فیصلہ کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک کیا اچھا کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم بن اسد خزاعی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے سال میں انصابِ حرم کی تجدید کے لئے بھیجا اسی طرح حضرت مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں انصابِ حرم کو قائم کیا۔ آپ عمر رسیدہ صاحب علم و کمال تھے۔ ان کے ساتھ ہی ازہر بن عبد عوف اور سعید بن یربوع اور حویطب بن عبدالعزیٰ کو بھی بھیجا جنہوں نے اس کی تجدید کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکندریہ سے فارغ ہوئے تو فتوحات کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ قبائل میں آپس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاط بھی بڑھتا گیا تو آپ نے حضرت معاویہ بن خدیج التجیبی کو اور شریک بن سمرہ القطیفی اور عمرو بن مخدم خولانی اور حبیل بن ناشرہ المغافری کو اولی الامر بنایا اور وہ ان قبائل کے آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ بھی صادر کرنے لگے یہ ۲۱ھ کا واقعہ ہے۔ اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ تو "بطلر" کے نام سے مشہور ہے۔ بطلر یورپ کی تاریخ اسلام کے ایک سرگرم کارکن ہیں۔ فن مہندسی (انجینئری) میں مہارت حاصل کی۔ قبطی لوگ جو فن تعمیرات میں ماہر تھے عربوں سے تعصب رکھنے کی وجہ سے ان کی معلومات اور مہارت کو مٹانے کے درپے رہتے تھے۔ مقریزی کا ان کے اسماء اور انساب کی تصریح کر دینے کے بعد اب کون سی چیز باقی رہ جاتی ہے جو اسلامی فن تعمیرات اور مہندس کی مہارت کا قائل نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے تعمیرات، مہندس (انجینئری) سڑکوں کی درستگی وغیرہ کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں (ترقیاتی منصوبہ بندی کے تحت) جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قطعات زمین اور جاگیریں الاٹ فرمائیں تو اسی دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ان کے مکان کے لئے نشان لگا کر مخصوص فرما دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑکی جو (مصنف کے زمانہ حیات تک) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دروازے کے مقابل تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی فن تعمیر، مہندسی (انجینئری) اور طرز تعمیر کی حسن و خوبی (یعنی آرکی ٹکچرل ڈیزائن) کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گذرے تو فرمایا یہ مقام حمام کے لئے بہترین جگہ ہے چنانچہ اسی جگہ حمام بنایا گیا۔ ایک غزوہ کے موقعہ پر جب اطلاع ملی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے لوگ منزل (پڑاؤ کی جگہ) کو تنگ کر رہے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور راستہ کو توڑ رہے ہیں تو حکم صادر فرمایا کہ جو شخص ایسا کر رہا ہے اس کا جہاد قبول نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منزلوں اور سڑکوں کی تنظیم کا کس قدر اہتمام اور پسند فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ حالتِ سفر میں جب کہیں خیمہ لگانے کی ضرورت ہوتی تنظیم کی خاص رعایت کی جاتی تھی پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نظم وضبط کو پسند نہ فرماتے جو ملک کے بنانے اور مضبوط بنیاد پر قائم کرنے کے لئے ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ اور بصرہ میں عمارتیں تعمیر کرانے کا حکم فرمایا تو ان کے راستوں کو بیس۲۰ گز چوڑا اور چالیس گز لمبا بنانے کا حکم فرمایا چھوٹی گلی نو گز اور جاگیر ساٹھ گز بنانے کا حکم فرمایا اور جامع مسجد کو اس انداز میں بنوایا کہ اُن کے راستوں کے درمیان میں ہو۔ اور اس مقام پر ہو جہاں سے راہیں نکلتی ہوں۔ یہ سارا حسن انتظام کتنا بہترین اور اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ حضرات پہلے زمانہ میں سفر، حضر، حدود اربعہ کے مقرر کرنے میں بہترین انجینئر۔ مہندس اور ماہر تھے (اور اسلامی طرز تعمیر کے لئے دنیا میں ایک نمونہ بنے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ۱۷ھ میں ملک شام تشریف لے گئے تو موسم گرما اور سرما کے لحاظ سے لشکروں کی نقل وحرکت ترتیب فرمادی اور اس ملک کے لشکری نقاط اور خطوطِ دفاع اور ان کی رہائش گاہوں (بیرکوں) کو بند فرمادیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ملک شام کی حالت بہت خراب ہے۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ قلعوں کی حفاظت کی جائے اور اس میں لڑائی کی ترتیب کو بدلا جائے اور اس کے مناظر پر پہرا بٹھایا جائے اور اس میں آگ روشن کرنے کی جگہیں مقرر کی جائیں۔ مناظر اس قبہ کو کہتے ہیں جو کسی بلند پہاڑی کی چوٹی دو شہروں کے درمیان واقع ہو اس پر ہو وہاں سے جھانکتے ہیں۔ نگاہ رکھتے ہیں اور پہرہ مقرر کرتے ہیں تاکہ اس سمت میں آگ روشن کرے اسی طرح ایک مناظر سے دوسرے تک آگ جلائی جائے تاکہ دشمن کی آمد کی اطلاع شہر کے درّے اور چھاؤنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(کنٹونمنٹ) تک پہنچ جائے اور لشکر فوراً اس سمت چل نکلے۔ یہ نظام ان حضرات کے جنگی بنیادوں اور لشکری مراکز اور انجینئرنگ لائین کی تنظیم اور کمال کارکردگی پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ذمیوں تک پر شرط لگاتے تھے کہ وہ پُل اور راستوں کو درست رکھیں گے۔ راستوں کی پیمائش اور مسافت کا اندازہ کرنے کے لئے سنگ میل لگایا جاتا تھا ہر تین ہزار گز کے فاصلہ سے۔ اس سنگ میل پر سرمہ سلائی کی شکل بنائی جاتی تھی جس کو میل کہتے ہیں۔

ایک لطیفہ ہے کہ ہشام نے ایک بدو اعرابی سے پوچھا کہ میل کی طرف دیکھ کر بتاؤ کہ ہم کتنی دور چل کر آئے ہیں۔ اس گنوار نے کہا کہ ایک اُچکنے کی جگہ بنی ہوئی ہے اس میں ایک حلقہ بنا ہوا ہے اور کُتیا کی دُم کی پیچ کی طرح اور قطا پرندہ کی کھوپڑی کی طرح شکلیں بنی ہوئی ہیں۔ ہشام ہنس پڑے اور جان لیا کہ وہ پانچ میل چلے۔ غرضکہ اُس وقت کے انجینئر سڑکیں بنانے کے بہت ماہر تھے۔ پتھر کی بہت مضبوط سڑک بناتے تھے۔

تقسیم اموال

اموال خیبر کو دو ہزار (۲۸۰۰) آٹھ سو آدمیوں میں اور ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) گھوڑے سوار میں تقسیم کیا گیا۔ پس ہر گھوڑ سوار (لشکر) کے واسطے دو حصہ ہوا کرتے تھے اور اس کے گھوڑے کے لئے ایک حصہ اور ہر سو آدمیوں پر اٹھارہ (۱۸) حصہ ہوتے تھے۔

احتساب کے بارے میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظامی تدابیر اور نگرانی کے بارے میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلہ کے ڈھیر میں دست مبارک ڈالا تو انگلی تر ہو گئی۔ غلّہ والے سے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا بارش کا پانی لگ گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم نے اس کو اُوپر کیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھا تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیں (کہ وہ بھیگا ہوا ہے) نیز فرمایا جو شخص دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نگران مقرر فرما دیئے تھے کہ جو شخص شہر سے باہر ہی (سوار) غلّہ (اور دیگر اشیاء) کو فروخت کرے اس کو روکے اور تاکید کرے کہ وہ بازاروں میں لاکر بیچے۔ اسی طرح بغیر ناپ تول کے اندازہ کر کے غلّہ فروخت کرنے کی بھی ممانعت کروائی تھی اور حضرت سعید بن سعید بن عاصؓ کو مکہ کے بازاروں کا عامل بنایا تھا نگرانی کرنے والے کے لئے مرد ہونا شرط ہے بجز ایک استثناء کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت اُمِّ شفاءؓ کو جو کہ سلیمان بن ابو خیثمہؓ کی والدہ تھیں ایک بازار کا نگران بنایا تھا اس میں کوئی خاص حکمت تھی جو کہ عورتوں کے امور سے متعلق ہو۔ احکامات شرعیہ کے مطابق عورت کھلے طور پر مجالس اور بازار میں نہیں آسکتی۔

بازار کے نگران کے لئے دوسری شرط یہ تھی کہ وہ حساب داں ہوتا تھا۔

علم الاحتساب میں شہری لوگوں کی نگرانی کے معاملات سے بحث ہوتی ہے اور ان کی اصلاح کئے بغیر تہذیب اور تمدن کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ یہ علم اس حیثیت سے ہو کہ منصفانہ قانون اس کی اساس ہو۔ عمل کرنے والوں کے درمیان مطمئن کرنے والا ہو۔ بُری باتوں سے روکنے اور اچھی باتوں کا حکم کرتا ہو اور درمیان کے جھگڑے اور فخر و مباہات کی طرف داعی نہ ہو۔ خلیفہ ان کو رعب داب زجر و توبیخ کے ساتھ نگرانی کرتا ہو۔ اس علم کی مبادیات میں بعض فقہی امور کارفرما ہوتے ہیں لہٰذا ان امور میں ملکہ اور مہارت حاصل کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس علم کا فائدہ شہری امور کو جاری کرنے میں علی وجہ الاتم انتظام و انصرام کافی اہتمام کا متقاضی ہے۔ یہ علم بہت باریکیوں کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کا ادراک وہی شخص کرسکتا ہے جس کی سمجھ بہت تیز ہو۔ دانائی صحیح ہو اس لئے کہ اشخاص اور زمان اور احوال ایک نہج پر نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر زمانہ اور احوال کے واسطے ضروری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس میں سیاست کا خاصہ ہو اور یہ بہت سخت امور میں سے ہے[1]۔ لہٰذا ان مناصبِ عالیہ کے لائق وہی لوگ ہیں جو کہ قدسی اور ملکوتی قوت والے ہیں اور خواہشات سے خالی جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کا علم اسی شان کا ہے۔ آپ اکثر لوگوں کو آداب سکھاتے تھے جو کہ "الدرۃ" سے مشہور ہے (درّہ کی تشریح پچھلے صفحات پر گذر چکی ہے)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک درہ تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخت تھا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک درہ تھا۔ آپ نے ایک بدو سے فرمایا کہ (سامان فروخت کرنے میں) قسم مت کھاؤ۔ قسم سامان (کی برکت) کو ختم کر دیتی ہے۔

منادی کے بارے میں

منادی کو "بریح" بھی کہا جاتا ہے۔ جب سورج گرہن ہوا تو لوگوں کو منادی کے ذریعہ نماز کسوف کے لئے بلایا گیا۔ شراب حرام ہونے سے پہلے لوگ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں شراب پینے میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم فرمایا کہ وہ آواز لگائے "خبردار شراب حرام ہوگئی"۔ اعلان سنتے ہی لوگوں نے شراب چھوڑ دی۔ گلیوں میں بہا دی گئی۔ اسی طرح منادی نے آواز لگائی "بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو گدھے کے گوشت سے منع فرماتے ہیں"۔ اسی طرح جب ایک جہاد کے موقعہ پر لوگوں نے منزلوں کو تنگ کر دیا اور راستوں کو روک دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منادی بھیج کر اعلان کروایا کہ جس نے منزل کو تنگ کر دیا ہو یا راستہ بند کر دیا ہو اس کا جہاد قبول نہیں۔ اسی طرح منادی نے اعلان کیا کہ شراب کے برتن میں کھجور بھگونا منع کیا گیا ہے اور یہ بھی منادی سے اعلان کروایا کہ منیٰ میں کھانے پینے کا دن ہے۔ ایام تشریق

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازاروں میں سے گذرتے تو لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم فرماتے، بری باتوں سے روکتے اور اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ حضرت ربیعہ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے الخ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل، بدیل بن ورقاء اور سبیع رضی اللہ عنہم سے بھی ارشاد فرمایا کہ ایام تشریق میں کھاؤ اور پیو یعنی روزہ نہ رکھو۔

صاحب العسس۔ خفیہ پولیس

ملک مغرب قدیم میں اس کو حاکم۔ اندلس میں صاحب المدینہ۔ تونس اور قیراوان میں گشتی پولیس کو عریف کہا جاتا تھا۔ آج کل اس کو مقدمتی الحارات کہا جاتا ہے۔ سلف صالحین اس کو "شرطہ" کہتے ہیں اور بعض اس کو صاحب العسس کہا کرتے تھے۔ یعنی جرائم پیشہ لوگوں کو تلاش کرنے کے لئے رات میں گشت کرتے تھے۔

پہرہ داری اور خفیہ خبر گیری

ایک رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کاش کوئی آدمی اس رات میں ہمارے لئے پہرہ دیتا۔ اسی اثناء میں اچانک ہتھیار کے کھٹکھٹ کی آواز سنائی دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ اور کیوں آئے ہو؟ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے سامنے آکر عرض کیا کہ میرے دل میں آیا کہ آپ پر کوئی تشویش لاحق ہے۔ پس میں آپ کی پہرہ داری کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی ذمہ داری اٹھاتے تھے۔ اور خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ خود بنفس نفیس خفیہ پولیس کی ذمہ داری اٹھاتے تھے۔ کبھی آزاد کردہ غلام اسلم کو ساتھ لیتے اور بسا اوقات حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لے لیتے تھے۔ جب طلیحہ بن خویلد نے دعویٰ نبوت کیا اور لوگ ایک دوسرے پر الجھ پڑے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کے ایک دروازہ پر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دوسرے دروازہ پر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کے علاوہ خفیہ خبر گیری کا حکم فرمایا۔ اصابہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی پہرہ داری کے لئے حضرت بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چھوڑا اور حضرت اوس بن ثابت اور اوس بن عرابہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی۔

سب سے پہلے اہل شک اور اہل تہمت پر جس نے سختی کی اور گھر جلایا وہ رویشد ثقفی تھے۔ ربیعہ بن امیہ بن خلف کو خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا گیا کیونکہ وہ شرابی تھا۔ کہا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دُرّہ اُن کی تلوار سے زیادہ خوفناک تھا جس سے لوگ ڈرتے تھے۔

مَردوں کے قید خانہ کے بارے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو تہمت کی وجہ سے قید کیا تھا۔ بنی حنیفہ کے ایک آدمی ثمامہ بن آثال کو جب نجد سے لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے بندھوا دیا۔ اسی طرح بنو قریظہ کے آدمی کو ملزم قرار دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت بنت الحارث کے گھر میں قید کرا دیا۔ پھر خندقیں کھدوائیں اور وہاں ان کی گردن ماردی گئی۔ حبس شرعی کسی قید و بند کی جگہ کو نہیں کہتے بلکہ کسی شخص کو اس کے ذاتی تصرف سے روک دینے کا نام ہے خواہ وہ گھر میں ہو مسجد میں ہو مگر وہ اسی جھگڑے کا ذمہ دار ہو اس کو قیدی نہیں بلکہ اسیر کہا جاتا ہے۔ غرضیکہ کوئی قید کرنے کی جگہ اس وقت مخصوص نہیں تھی۔ صرف اس اسیر پر کوئی محافظ مقرر کر دیا جاتا تھا۔ اس کو "ترسیم" کہتے تھے۔ بہرحال آج کل قید خانہ یا (جیل خانہ) کا جو رواج اور طریقہ ہے وہ کسی مسلمان کے لئے جائز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ لوگوں کو ایک کوٹھری میں بھر دیا جاتا ہے۔ اتنی تنگ جگہ کہ وضو اور نماز پر بھی قدرت نہیں رکھ سکتے اور ستر بھی لوگ دیکھتے ہیں اور گرمی و سردی اُن کو تکلیف دیتی ہے۔ مسلمانوں میں پہلے اسیر کو تصرف سے روکنا ہوتا تھا خواہ گھر میں ہو، مسجد میں ہو۔ اُس کے بعد خلفاء راشدین ان کو کنویں میں بند کر دیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے قید خانہ بنایا اور اس کا نام رکھا "نافع" وہ بھی کوئی مضبوط قلعہ نہیں تھا اکثر قیدی اس سے نکل جاتے تھے تو پھر دوبارہ بنایا اور اس کا نام منیّناً رکھا۔ السجن کے معنیٰ میں۔ حطیئہ نے زبرقان کے خلاف کچھ شعر کہے انہوں نے اشعار ہی میں اس کو پست کر دیا اور فرمایا کہ تم نے میری ہجو کی ہے حطیئہ نے کہا کہ ابن فریعہ یعنی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری سے پوچھ لو۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں اس میں ہجو ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کر دیا اور "قعر مظلمہ" یعنی اندھیرے کنویں میں رکھا۔ بعد میں جب رعایا کی نگرانی سخت کر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ کا گھر خریدا چار ہزار درہم کے بدلہ اور اسے قید خانہ بنا دیا۔ جب سے گھروں کے تہہ خانہ کو جیل خانہ بنا دیتے تھے اس کو "ابار" کہتے تھے۔

عورتوں کے قید خانہ کے بارے میں

حضرت عدی بن حاتم نے (اسلام لانے سے قبل) جب مسلمانوں کے لشکر کے آنے کی خبر سنی تو ملک شام کی طرف بھاگ نکلے اُن کی بیٹی کو قید میں لائے اور وہ مسجد کے دروازہ پر ایک چٹائی پر رہتی تھیں اور بھی عورتیں اسی طرح قید تھیں۔

قیدیوں کو کھانا جاری کیا جاتا تھا

خلفاء راشدین اپنے قیدیوں کو کھانا، سالن اور سردی گرمی کے جوڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ جاری فرماتے تھے اور باقاعدہ طور پر سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق میں اس پر عمل فرمایا۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں اور اس کے بعد تمام خلفاء اسی پر عمل پیرا رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قید اور پہرہ کو وضع فرمایا۔

مجرموں کو ادب سکھانا اور مار کی سزا دینا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں کو قید کرنے اور مارنے کا حکم فرمایا ہے۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سو کوڑے لگوائے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا۔ ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگائی گئی تو دو آدمی اور ایک عورت پر حد قائم کی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ عبداللہ بن اُبی کو ایک سو ساٹھ (۱۶۰) کوڑے لگائے گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا ہی فیصلہ ہونا چاہیئے ان کمبختوں کے لئے جو نبی کی بیوی پر جھوٹی تہمت لگائیں۔

مجرم کی یہ بھی سزا ہے کہ اسے جلاوطن کر دیا جائے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص کو ان کی بُری حرکتوں کی وجہ سے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُن کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا۔

جرم کی سزا یا ادب سکھانے کے لئے اکثر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تھا

تبوک کا قصہ ہے کہ حضرت کعب بن مالک۔ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہم بغیر کسی شک و شبہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ گئے تھے اور ان کے اسلام پر اتہام نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے معذرت کی اور قسم کھائی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے درگذر فرمایا۔ مگر غزوہ میں نکلنے کے معاملہ میں معذور قرار نہیں دیا۔ اور صحابہ سے فرما دیا کہ کوئی ان سے بات نہ کرے (مقاطعہ بائیکاٹ کر دے) پس وہ اسی حالت میں پچاس راتیں رہے حتیٰ کہ وحی کے ذریعہ اللہ رب العزت نے درگذر فرمایا۔ اسی طرح حضرت لبابہؓ اور ان کے (چھ) ساتھی جنہوں نے اپنے کو ستون سے باندھ لیا تھا۔ معافی ملی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ ان پر اس سزا سے کیا گذری اور توبہ کے قبولیت پر کیسی خوشی ملی۔ کون اندازہ کر سکتا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ بن عمر اسلمیؓ کو جنہوں نے برات کی خوش خبری سنائی تھی اپنے دونوں کپڑے اتار کر دیدیئے۔ اور ابو قتادہ سے قرض لے کر پہنا۔ اس مقاطعہ کے واقعہ سے ہمیں یہ دلیل ملتی ہے کہ جس شخص سے کوئی معصیت یا بدعت ظاہر ہو جائے اس کو چھوڑنا واجب ہے۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے۔

اسی طرح اس حدیث میں کہ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑے رکھے لیکن جس کی مجالست سے دین و دنیا کا نقصان ہو یا اہلِ بدعت ہو اس کو چھوڑنا ان سے قریب رہنے سے بہتر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیع نامی شخص کو چھوڑنے کا حکم فرمایا کیوں کہ وہ قرآن کے مشکلات کے بارے میں سوالات کرتا تھا پھر اس سے کسی نے بات نہیں کی۔ اگر یہ چھوڑنا اللہ کے واسطے ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواج کو چالیس دن تک چھوڑ رکھا تھا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو موت تک چھوڑ رکھا تھا۔ الفارابن فرحون نے ابی بکر بن الوراق سے جامع مختصرۃ الکبیر میں فرمایا کہ جو آدمی کسی کے سلام سے مشتغل ہوتا ہے اس پر سلام کو چھوڑنا جائز ہے۔ بعض صحابہ کرام نے اپنے ساتھیوں سے بولنا اس وقت تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیتے تھے جب تک کہ وہ سزا کی حد تک نہ پہنچ جائیں اور ان کی نصیحت کو نہ قبول کریں۔

تیوری چڑھانے والوں اور چیں بہ جبیں ہونے والوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معاملہ ہوتا تھا

جب حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو عرض کیا کہ مجھے قربت عطا فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مشرکین کے بڑے یعنی عتبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب سے مصروفِ گفتگو تھے۔ اس مصلحت سے اُن کو تھوڑا نظر انداز کرنا پڑا۔ لیکن چونکہ اس واقعہ میں اغنیاء کو فقرا پر مقدم کرنا لازم آتا تھا اور اس پر دنیا کو دین پر ترجیح کا گمان ہوتا تھا اس لئے یہ آیات نازل ہوئیں۔ اس کے بعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا بڑا اکرام فرماتے تھے اور ان کی ضروریات کا خیال فرماتے تھے۔ آپ کو دو مرتبہ مدینہ منورہ کا خلیفہ بنایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات میں تشریف لے گئے تھے۔ اگر قرآن اس لئے پڑھا جائے تاکہ اس کے ذریعہ اللہ کے راستہ سے لوگوں کو گمراہ کرے تو یہ حرام ہے۔ جیسا کہ بعض منافقین امامت کرتے تو سورۃ عَبَسَ وَتَوَلّٰی پڑھا کرتے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص کے قتل کا ارادہ فرمایا۔ اسی سے یہ بات نکلتی ہے کہ امام کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی معیّن سورۃ پہ مداومت کرے۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تمہارے اندر جہالت کی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے (اس لئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یا ابن سودہ کہا تھا) یہ تادیب کے لئے کہا۔ ایسے معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز لوگوں کے حالات کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو اس کی منزلت اور مرتبہ کے لحاظ سے خطاب فرماتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف کو قتل کیا؟

غزوۂ احد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن الصمت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نیزہ لیا اور ابی بن خلف کے گردن پر مارا۔ وہ گھوڑے سے گرا اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور وہ مقام سرف پہ پہنچ کر مر گیا۔ اس کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا یہ وہی نیزا تھا جس کو نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں دیا تھا اس کا نام "عنزا"[1] تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار اور اس کے بنانے والوں کے گھروں کو جلانے اور گرانے کا حکم فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ کچھ منافق سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہوئے ہیں اور لوگوں کو جنگ تبوک سے روک رہے ہیں۔ چنانچہ طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک جماعت کو بھیجا کہ سویلم کا گھر جلادیں۔ ضحاک بن خلیفہ گھر کے اوپر سے کھس آئے اُن کی ٹانگ ٹوٹ گئی مگر وہ لوگ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی طرح یہودیوں نے مسجد ضرار ایک سازش کے تحت بنائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن اخشم اور معین بن عدی العجلانی کو بھیج کر اس کو گروا دیا اور جلوا دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ معین کے بھائی اور عامر بن المسکن اور حضرت وحشی رضی اللہ عنہم اور ایک روایت کے مطابق سوید بن عباس انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا تھا۔ اسی طرح بنی نضیر کے باغات کو کاٹ ڈالنے کا حکم صادر فرمایا اور بستیوں کو جلوا دیا۔ اس جگہ کا نام "بویرا" تھا۔

---

[1] اسی نام کی مناسبت سے اور برکت سے پاکستان نے جو میزائل ایجاد کیا اس میزائیل کا نام "عنزا" رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن مجرموں کا بیان جو آنکھیں پھوڑے جانے، زمین پر گھسیٹے جانے اور ہاتھ پیر کاٹے جانے کے مستحق تھے

قوم عُرینہ کا قصہ مشہور ہے کہ ان لوگوں نے چوری کی۔ قتل و غارتگری کے مرتکب ہوئے۔ ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی مول لی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کی آنکھیں پھوڑیں صدقے کے اونٹ ہنکا کر لے گئے۔ لہٰذا جو بھی سزا ان کو دی گئی وہ بمنزلہ قصاص کے تھی۔ مثلاً اُن کی بھی آنکھیں پھوڑی گئیں۔ اُن کو بھی پیاسا رکھا گیا اس نعمت کی ناشکری کی سزا میں کہ جب وہ مدینہ آئے تھے تو ان کو اونٹ کا دودھ وغیرہ پلایا گیا تھا جس سے وہ شفایاب ہو گئے تھے۔ اسی طرح ایک اور واقعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ شخص اجنبی تھا اور سخت سردی کا زمانہ تھا۔ پس ایک آدمی جن کو "فاتک" کہا جاتا تھا اٹھے اس شخص کے لئے خیمہ لگایا اور روشنی کا انتظام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو دعا فرمائی:۔

"اے اللہ تو فاتک کی مغفرت فرما جیسا کہ اس نے تیرے اس مصیبت زدہ بندہ کو ٹھکانا دیا"

اللہ ربّ العزت نے اپنے رسول کو اس لئے بھیجا ہے کہ اوامر اور نواہی بندوں کے درمیان جاری کریں۔ اور بندے بھی دو قسم کے ہیں ایک عقلمند بصیرت والے ان کی ہدایت کتب الٰہیہ وغیرہ سے ہوتی ہے اور دوسرے قسم والے جاہل و نادان ہوتے ہیں۔ ان کو قابو میں کرنے اور ان سے منوانے کے لئے تلوار، نیزہ اور دوسرے ذرائع اختیار کرنے ہوتے ہیں۔

قیدیوں پر نگران مقرر کرنے کے بارے میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسلم انصاری رضی اللہ عنہ کو بنی قریظہ کے قیدیوں پر نگران مقرر فرمایا۔ اسی طرح بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مقام جعرانہ میں قیدیوں پر نگران فرمایا۔ اسی طرح حضرت ابن ابی عاصم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے قیدی نابالغ اور قیدی عورتوں پر نگران مقرر فرمایا۔ ایک مرتبہ ان کی نگاہ ایک لڑکے کی شرمگاہ پر پڑ گئی تو دیکھا کہ وہ بالغ ہے تو اس کی گردن اُڑا دی (کیونکہ واجب القتل نابالغ بچوں اور عورتوں کو قید کیا جاتا تھا اور بالغوں کو قتل کیا جاتا تھا)۔

اسی طرح جنگ مریسع کے قیدیوں پر حضرت بریدہ بن خضیب رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ انہوں نے قیدیوں کے ہاتھوں کو اُن کی پشت پر بندھوا کر ایک گوشہ میں جمع کر دیا اور ان قیدیوں کے پاس جو کچھ گھریلو اور ردی سامان تھا اور ان کے ہتھیار ان کے اونٹ اور بکریاں اور ان کے کنبہ اور ان کی ذرّیت کا مال غنیمت سب لاکر ایک گوشہ میں جمع کرایا اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شقران کو عامل مقرر کیا۔

حُدود نافذ کرنے والوں کے بارے میں

حدود میں دو شقیں ہیں ایک قاضی کے فیصلہ کے متعلق اور دوسرا حدود لگانے سے متعلق (یعنی عدالت اور پولیس وجیل) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

درخت کاٹنے پر عامل بنانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولیلیٰ مزنی اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما کو بنی نضیر کے کھجور کے درخت کاٹنے پر عامل بنایا۔

پانچویں قسم۔ جنگی کارروائیاں اور ان سے متعلق اُمور

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غزوات میں خود شرکت فرمائی اُن کی تعداد چھبیس ۲۶ بتائی جاتی ہے ان میں سب سے زیادہ عزت اور شرافت کا حامل غزوۂ بدر ہے جس میں بہت سے جنگجو قریش کے بہادر پہلوان مارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین غالب ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیروں کی سرکردگی میں جو لشکر اور سریہ روانہ فرمائے ان کی تعداد پینتیس[۳۵] ہے۔ دوسرے قول کے مطابق چھپن[۵۶] ہے۔ ایک قول میں اڑتالیس[۴۸] اور ایک میں سینتالیس[۴۷] ایک اور قول میں چھتیس[۳۶] بتایا گیا ہے۔

غزوات پر جانے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خلیفہ اور نائب مقرر فرماتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے تو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو تیرہ[۱۳] مرتبہ خلیفہ اور نائب مقرر فرمایا جن میں سے جنگ تبوک۔ حجۃ الوداع جنگ بدر قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر جعال ضمری رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر عامل مقرر فرمایا اور جنگ خیبر کے موقعہ پر حضرت عرفطہ الغفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا خلیفہ بنایا۔ غرضیکہ غزوات وغیرہ پر روانگی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد صحابۂ کرام کو مدینہ پر عامل بنایا۔ ان میں سے حضرت ابو لبابہ بشیر بن المنذر۔ عثمان بن عفان۔ عبداللہ بن ام مکتوم۔ ابوذر۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول۔ سباع بن عرفطہ۔ نمیلہ بن عبداللہ لیثی۔ عریف بن اضبط الدیلمی ابورھم۔ محمد بن مسلمہ انصاری۔ زید بن حارثہ۔ سائب بن عثمان بن مظعون۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔ سعد بن عبادہ۔ ابو دجانہ الساعدی وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ ان سب کے حالات بالتفصیل محاضرات الامیر از شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی میں موجود ہیں۔ ضرور ملاحظہ فرمائیے ص۲۸۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں پر اپنے اہل و عیال میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنایا کرتے تھے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل وعیال پہ خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور اپنی ازواج مطہرات کو بلا کر یہ بھی فرمایا کہ "تم علی کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔" اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر دشمنوں سے قتال کے لئے تشریف لے گئے تو اپنی ازواج اور اپنی عورتوں کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قلعہ میں رکھا۔ ایک دن ایک یہودی چھپتا چھپاتا وہاں تک پہنچ گیا اور قلعہ کی دیوار سے چپک کر مسلمانوں کی باتیں سننے لگا۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کو اس کی موجودگی کا احساس ہو گیا تو انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس یہودی پر ہلّہ بول دو اور قتل کر ڈالو۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کچھ سوچنے لگے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خود آگے بڑھیں اور خیمہ کی کھونٹی ہاتھ میں لی اور نہایت خاموشی سے دروازہ پہ پہنچ کر کھونٹوں سے مار مار کر اس یہودی کو قتل کر دیا۔

امام اپنے نائب کو بھیج کر دشمن کے عزائم دھوکہ اور خطرات کا پتہ لگاتا تھا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس بن خولیٰ انصاری رضی اللہ عنہ کو عمرۃ القضاء میں ذی طویٰ کے مقام پر خلیفہ بنایا تاکہ مشقت کا راستہ طے کریں اور اگر قریش نے مسلمانوں کے ساتھ کوئی دھوکہ کیا تو اس کا کھوج لگائیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشر بن سعد رضی اللہ عنہ کو ظہران کے گذرگاہ پر اپنا نائب بنایا تاکہ دشمن کے خطرہ سے آگاہ کریں۔

جنگ کے لئے کوچ کا اعلان کرانے والوں کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بسر بن سفیان خزاعی رضی اللہ عنہ کو بدیل بن ام اصرم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خزاعہ اور بنی کعب کی طرف بھیجا تاکہ وہ مکہ والوں سے قتال کے لئے کوچ کرنے کی دعوت دیں۔ اسی طرح ابو رہم غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تاکہ وہ جنگ تبوک میں شرکت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کریں۔ اسی طرح حضرت بریدہ بن خصیب رضی اللہ عنہ کو قوم اسلم کی طرف بھیجا تاکہ وہ دشمنوں کی طرف کوچ کرنے کی دعوت دیں۔

عَلَم یعنی جھنڈے کے بارے میں

عَلَم سے مراد وہ جھنڈا ہے جو جنگ کے موقع پر امیر الجیش (سپہ سالار) اٹھایا کرتے ہیں۔ جھنڈے کو لغت میں الرایہ اور لِوٰی بھی کہتے ہیں۔ کوئی نیزہ پر باندھتا تھا کوئی لمبی لکڑی وغیرہ پر سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔

ان حضرات کا بیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے جھنڈا لے کر چلا کرتے تھے

یہ شرف بہت سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل تھا۔ جن میں سے حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت علی۔ حضرت زبیر بن عوام۔ حضرت سعد بن معاذ۔ حضرت سعد بن عبادہ۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ۔ حضرت مصعب بن عُمیر رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

ہر قبیلہ کا اپنا بھی جھنڈا ہوتا تھا

غزواۃ میں ہر قبیلہ والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جداگانہ شان کے علمبردار ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیانؓ کو اس وادی کے پاس روک لو تاکہ وہ اللہ کے لشکروں کی شان کو دیکھیں۔ پس جب مختلف قبائل اور فوج کے دستے ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرنے لگے تو ایک دستہ کے بارے میں اس نے پوچھا کہ یہ کون سا قبیلہ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قبیلۂ غِفَار کے لوگ ہیں۔ اس کے بعد قبیلۂ جہینیہ کے لوگ گذرے۔ اس کے بعد قبیلۂ سلیم۔ حتیٰ کہ ایک ایسا فوجی دستہ گذرا کہ اس جیسا اس سے قبل نہیں دیکھا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ یہ انصار ہیں اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ساتھ جھنڈا ہے۔ ... لشکر کا دستہ آیا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

لشکر کی روانگی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیروں کے لئے جھنڈے باندھتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ پر بھیجا اور ان کے لئے ایک جھنڈا بنا کر عطا فرمایا۔ اسی مدت میں دوسری سمت حضرت حمزہ بن مطلب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو بھی ایک جھنڈا دیا یہ سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے جھنڈا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے لئے باندھا گیا۔ حضرت ابو زرعہ الفزعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک جھنڈا باندھ کر دیا اور وہ سفید کپڑے کا تھا۔ ایک ہاتھ لمبا ایک ہاتھ چوڑا اور فرمایا کہ آواز لگاؤ کہ جو اس جھنڈے کے نیچے آئے گا وہ امن میں ہوگا۔

جھنڈے کے انواع اور اس میں ھلال بنانے کی رسم

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قوم کے لئے سیاہ جھنڈا عطا فرمایا جس میں سفید چاند بنا ہوا تھا۔ اسی طرح اسلامی جھنڈے میں چاند بنانے کی رسم پڑ گئی۔ لیکن یہ ثابت کیا ہے کہ مسجد کے میناروں کے اوپر ہلال کی شکل بنانے کی رسم بدعت ہے حضرت عثمانیہ کے بادشاہوں نے ایک طویل مدت تک ھلال کی علامت کو اسلامی علامت بنائے رکھا۔ انہوں نے یہ رسم دراصل اس وقت اختیار کی جبکہ اسکندر اعظم کے والد فیلبش عقدونی نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو رومیوں کو مار بھگایا۔ اس فتح کو یادگار کے طور پر ہلال کو اپنا قومی نشان بنایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرچم کے رنگ اور نام کے بارے میں

غزوۂ بدر میں جو لوائے مبارک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا وہ سفید تھا اور فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کا رنگ سفید مائل زرد تھا۔ کسی نے غبار آلود سیاہ رنگ بھی بتایا ہے جس کا نام "العقاب" تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب جنگ ذات السلاسل سے واپس آئے تو اُن کے جھنڈے کا رنگ بھی سیاہ تھا۔

ایک روایت کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم دھاری دار تھا جو صدف کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا تھا اور چاند جیسی صورت بنی ہوئی تھی اسی کو النمرہ بھی کہتے ہیں یعنی وہ شملہ جس میں سفید اور سیاہ خطوط ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم پر جو کچھ لکھا ہوا تھا اس کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا اور نام اس کا "العقاب" تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور جھنڈا تھا جس کا نام "ریبۃ بیضاء" تھا بسا اوقات اس میں کوئی سیاہ چیز لگا دی جاتی تھی۔

انصار کا پرچم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لئے زرد رنگ کا پرچم مقرر فرمایا۔ جب سُلیم کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو عرض کیا کہ ہمارے جھنڈے کو سُرخ بنا دیجئے اور ہمارے شعار (خاص علامت) آگے رہنے کو بنا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما لیا اور ایسا ہی کیا۔

ترکی کے مشہور و معروف وزیر جودت پاشا کا ایک مقالہ "لواء" (پرچم) قابل ملاحظہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "لواء" یعنی جھنڈا لوگوں میں اتحاد اور اجتماعیت کی علامت ہے۔ ایک دل اور ایک جسم سب کو مجتمع رکھتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتہ داروں سے زیادہ محبت اور الفت پیدا کرتا ہے۔ میدانِ جنگ میں حوصلے اور ہمت بلند کرتا ہے۔ نیت مضبوط کرتا ہے۔ جھنڈا ہاتھ سے گرنا شکست کی علامت ہوتی ہے۔ خوف و دہشت پھیل جاتی ہے۔ جھنڈا گرتے ہی جب اپنا ساتھی اس کو اٹھالیتا ہے تو فوج تازہ دم ہو جاتی ہے۔ مایوسی چھٹ جاتی ہے۔ جس طرح کہ فوجی موسیقی ان کے ارواح کو خوش کر دیتی ہے، شجاعت پر اور آگے بڑھنے پر فوج کو ابھارتی ہے۔ اسی طرح جھنڈے کے لہرانے سے عزت اور کامیابی کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ دیگر اقوامِ عالم میں موسیقی اور دوسرے آلات اور ذرائع لوگوں میں جوش و ولولہ پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موسیقی نہیں تھی۔ شوقِ شہادت اور رضائے الٰہی کافی تھا۔

عمامہ کس عمر سے باندھنا چاہیئے۔ بچوں کے عمامہ باندھنے کے بارے میں

حضرت قرط (قریط) رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ابی امنۃ البلوی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قرط" کو دعا دی، اپنی گود میں بٹھایا، ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھ دیا۔ اس سے یہ بات چل نکلی کہ عمامہ کا شملہ کتنا چھوڑا جائے؟ بچہ کو عمامہ کب سے باندھا جائے سن بلوغ سے یا اس کے قریب پہنچنے پر یا دس سال کی عمر سے یا سات سال کی عمر سے یا داڑھی نکلنا شروع ہونے کے وقت سے؟ یہ عمل قدیم ہے اور متوارث ہے۔

لشکر کی تقسیم

عرب لوگ لشکر کو خمیس کہتے تھے۔ (۱) قلب (۲) میمنہ (۳) میسرہ (۴) مقدمہ (۵) ساقہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر ابن العوامؓ کو آگے کی طرف سے داخل فرمایا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بائیں طرف سے۔ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک طرف سے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ دائیں طرف سے۔ اسی طرف قبیلہ جہنیہ اور اسلم، سلیم، غفار اور مزینہ کے لوگ تھے۔ اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی صفوں کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے آگے بڑھے اور عوالی مکہ میں پہنچے۔ یہاں آپ کے لئے ایک قبہ بنایا گیا۔

تیر چلانے والوں کے امیر کے بارے میں

جنگ اُحد میں تیر اندازوں کے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ مشرکین جب شکست کھا گئے تو اسلامی لشکر کے بعض تیر اندازوں نے مال غنیمت کے حصول کی طرف توجہ کی تو لڑائی کا رُخ پلٹ گیا پس حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا۔

دورانِ جنگ ذرہ کو آپس میں بدل لیا کرتے تھے تاکہ دشمن پہچان نہ سکے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اُحد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ کو خود پہن لیا اور اپنی ذرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنا دی۔ پس حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو گیارہ زخم آئے۔ (مصنفؒ فرماتے ہیں کہ) اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر ہجرت کی رات میں سوئے اور صُبح باہر آئے قریش کو گمان رہا کہ جو رات بستر پر سوئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ لہٰذا ہمارے بادشاہوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ جاسوسوں اور ہر سننے والے دشمن سے اپنے کو محفوظ رکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا حالانکہ اللہ رب العزّت کی طرف سے آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔ روح الامین کا آپ پر پہرہ تھا۔ مشرکین نے آپ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل کا ارادہ کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اس کی خبر کر دی۔ بادشاہ کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے سونے لیٹنے کی جگہ پر کسی کو مطلع کرے شریعت میں ضروری ہے۔

لشکر کو ترتیب دینے اور اشخاص کو خاص خاص مقام پر متعین کرنے کے بارے میں

فتح مکہ کے دن حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی صف کی ترتیب دیتے تھے۔ اور حنین کے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تھے۔ بنی سلیم کے مقابلہ میں اور فتح مکہ میں وہ دائیں جانب تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میسرہ کی طرف تھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بیادقہ کی جانب رکھا گیا تھا۔ بدر میں لشکر کے ساقہ کے حصہ میں حضرت قیس بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بنی مازن بن نجار والے تھے اور اُحد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے ان کو لشکر کے رجالہ (پیدل چلنے والوں) میں رکھا۔

لشکر میں آپس میں پہچان کے لئے (رات کے اندھیرے میں) کوئی (خفیہ) علامتی الفاظ متعین کر لیتے تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار (جنگ کے موقعہ پر) "یا کل خیر" ہوا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو دیر سے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا (جلدی آنے کے لئے) "یا اصحاب سورۃ البقر"۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک غزوہ میں شرکت کی پس ہمارا شعار تھا "اَنْتَ اَنْتَ" دو مرتبہ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ قبیلہ مزینہ یا جہینہ کا شعار تھا "یا حرام" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا "یَاحَلَال"۔ غزوہ بنی المصطلق میں شعار تھا "یَا مَنْصُوْرُ اَمِتْ" (بدر میں) حدیث میں ہے کہ جب تم کسی (مقام پر) رات گذارو تو کہو "حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ" (حنین میں)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے موقعہ پر بطور نشانی سرخ پٹی باندھتے اور شتر مرغ کا پَر لگاتے تھے۔

دورانِ جنگ صفوں کی اصلاح و ترتیب دینے والوں کا بیان

فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ جبل ابوقبیس پر چڑھ جائیں وہ چڑھیں تو ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے پیاری بیٹی کیا دیکھتی ہو؟ آپ نے فرمایا کہ ایک مجمع سیاہ رنگ کا ہے جس میں گھوڑے ہیں اور ایک شخص آگ بھڑکا رہا ہے اور گھوڑوں کی صف بندی کر رہا ہے۔ یہ شخص ورّاع ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں ایک ہاتھ میں پیالہ یا تیر کے ذریعہ صفوں کو سیدھا فرما رہے تھے۔

مالِ غنیمت، ہتھیار اور گھوڑے لینے کے بارے میں

اللہ ربّ العزّت نے مال غنیمت کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خالص فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال کے واسطے ایک سال کی خوراک الگ فرما لیتے تھے۔ پھر جو باقی رہتا تھا اس میں سے چند ہتھیار اور گھوڑوں کو اللہ کے راستہ میں دیدیا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے بنی عبدالاشہل کے ذریعہ بنی قریضہ کے کچھ قیدیوں کے ساتھ نجد کی طرف بھیجا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے گھوڑے اور ہتھیار خریدے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ مال جو گھوڑے سے کمایا جائے وہ بہتر اور اچھا مال ہوتا ہے۔ عرب لوگ اس مال کو "خیر" سے تعبیر کرتے تھے اس گھوڑے کی بھی فضیلت معلوم ہوتی ہے عورتوں کی محبت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے اتنی محبت نہیں فرماتے تھے جتنا کہ گھوڑے سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا گھوڑا "السکب" ہے اس کی پیشانی، ہاتھ، پیر سفید تھے۔ اور سرخ سیاہ رنگ کا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کی تعداد بالاتفاق سات ہے اور بالاختلاف پندرہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر مسابقت (دوڑ) فرماتے تھے۔ لوگ آپ کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر شہر میں اس مقصد کے لئے خیمہ بنایا تھا۔ مسلمانوں کے بچے ہوئے مال سے اعلیٰ مقدار میں اس پر صرف کرتے تھے۔ کوفے میں آپ کے چار ہزار گھوڑے رہا کرتے تھے۔ سردی کے موسم میں ان کو کوفہ کے محلات میں رکھا جاتا تھا اور گرمیوں میں دوسری جگہ چراہ گاہوں میں چھوڑا جاتا تھا (آخری بادشاہ شاہ جہاں تک یہ سلسلہ جاری رہا) شروع زمانہ میں گھوڑوں کے نگران حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی تھے اور بصرہ میں حضرت جزاء بن معاویہ رکھوالی کرتے تھے۔ ہر شہر میں اسی مقدار و تعداد میں گھوڑے ہوا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور گھوڑے کا نام "الشجہ" تھا اور تیسرے کا نام "المرتجز" تھا۔ ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ ایک اور گھوڑا "لزاز" نام کا تھا جس کو بادشاہ مقوقس نے ہدیہ میں دیا تھا۔ ایک اور گھوڑا "اللحیف" نام کا تھا جس کو ربیعہ بن ابوالبراء نے ہدیہ میں دیا تھا۔ "الظرب" کو فروۃ بن عمر الجذامی نے ہدیہ میں پیش کیا۔ "الورد" کو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ میں پیش کیا تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہبہ فرما دیا تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھوڑا "دلدل" تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین اونٹنیاں تھیں عضباء۔ الجدعاء۔ اور القصواء۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حمار بھی تھا جس کو "عفیر" کہتے تھے اور بیک وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس ۲۰ دودھ دینے والی اونٹنیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں اور تنو بکریاں اور تین نیزے۔ تین کمان۔ چھ تلواریں اور دو ذرہ اور ایک ڈھال بھی تھی۔

فائدہ: لوگ گھوڑی پر سواری پسند نہیں کرتے تھے۔ صرف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گھوڑی تھی جس کو "بلقاء" کہتے تھے (گھوڑوں کی اصل ونسب کی پہچان میں اسلامی تہذیب آگے ہے)۔

گھوڑوں پر زین کسنے والوں کا بیان

جنگ حنین کے موقعہ پر گرمی بہت سخت تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دی وہ آئے اور درخت کے نیچے اس طرح پھیل گئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ ہو جائے۔ پرندوں جیسا سایہ اور فرمایا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ کو نیکی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھوڑے پر زین لگا دو۔ وہ دو زین لے کر آئے جو گھوڑے پر کسا اس میں نہ کوئی اکڑ نہ شر اور نہ تکبر تھا۔ نمدہ سے زین لگائی جاتی تھی۔

رکاب پکڑنے کے بارے میں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے تو صحابہ آپ کی رکاب پکڑ لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لگام تھام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ کے گھر سے جب روانہ ہونے لگے تو انہوں نے سفید خچر کی رکاب پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کرایا۔

سوار کے کپڑے کو زین کے اندر سمیٹ دینے کا بیان

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک سریہ پر بھیجا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت فرما رہے تھے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کپڑا باہر لٹک رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زین کے اندر سمیٹ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھوڑ دوڑ میں مسابقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کے دیگر سواروں کے درمیان مسابقت فرمائی تاکہ اُن کی تضمیر کی جائے (تضمیر کہتے ہیں گھوڑے کو دُبلا کرنا تاکہ چست وچالاک ہو جائے) اور تیز رفتاری کی جانچ کے لئے بھی۔

ان حضرات کا ذکر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں پر سوار ہو کر سبقت لے گئے

ان میں سے حضرت سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے "الطرب" پر سوار ہو کر سبقت لے گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمنی چادر پہنائی۔ اور ابو اُسید ساعدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے پر سبقت لے گئے جب وہ گھوڑا اوپر کو چڑھنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنوں کے بل گر پڑے اور فرمایا گویا یہ گھوڑا مثل سمندر کے ہے۔ ابو اُسید رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی جوڑا پہنایا۔

اونٹنی پر کجاوا کسنے کا بیان

حضرت اسلم بن شریک بن عوف رضی اللہ عنہ کجاوا کسنے اور اتارنے والوں میں سے تھے۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی کجاوا باندھا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر چرانے والے کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ آپ کا خچر چرایا کرتے تھے اور سفروں میں اُسے کھینچتے تھے۔ آپ کے بڑے مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ بڑے عابد تھے اور علم فقہ اور علم فرائض کے بڑے عالم تھے، شعر گوئی میں مہارت تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے لگام وغیرہ پکڑ کر چلنے والوں کا ذکر

حضرت اُسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے اور آپ کا کپڑا اٹھائے ہوئے گرمی کی شدت سے بچاتے ہوئے آگے آگے چلا کرتے تھے (قائد تھے) حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں کنکری بھی پھینکی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسان اسلمی اور ان کے ماموں ابن یسار غفاری رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائد تھے اور سواری کی نکیل پکڑتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو پیچھے سے ہنکانے والوں کے بارے میں

حسان اسلمی اور خالد بن یسار غفاری رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو پیچھے سے ہنکایا کرتے تھے اور بدر کے دن حضرت حارث بن الصمت رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو ہنکایا تھا۔

بُدنہ کے ہنکانے والے

حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب بدنہ تھے۔

دودھ دینے والی اونٹنی کے چرواہے کے بارے میں

حضرت ذر بن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹنی کے چرواہے تھے جو غابہ میں رہتی تھی اسی طرح حضرت عریب ملیکی رضی اللہ عنہ بھی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راعی اور چرواہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاملہ اونٹنیوں کے نگران

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت رباح رضی اللہ عنہ تھے۔

گھوڑوں پر نگران

حضرت سعد بن مالک ساعدی رضی اللہ عنہ تھے (وہ ابو قراس کے پاس رہا کرتے تھے)۔

اونٹوں کے چرواہے

حضرت عبدالمالک بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرانے والوں میں سے تھے۔

جنگ خیبر میں سواری پکڑنے والے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت کرکرہ رضی اللہ عنہ تھے۔

رکاب پکڑنے والے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اونٹنی پر سوار ہوئے تو حضرت اسود رضی اللہ عنہ رکاب پکڑے ہوئے تھے وہ بہت ہی بلند قامت تھے۔ اسی طرح غزوۂ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خچر کی ایڑ لگانے لگے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لگام پکڑے ہوئے تھے اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آپ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہسواری کی مہارت کے پیش نظر فرمایا رکاب کو کاٹ دو اور خود گھوڑے کے اوپر کود جاؤ۔ سب سے پہلے مصعب بن ابی صفرہ نے لوہے سے رکاب بنایا۔ (مصنفؒ نے کہا کہ) صحابہ کو یہ پسند نہیں تھا کہ ہر شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کام اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر خدمت کا مکلف ہو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ہر مکلف کے اختصاص اور خصوصیت کو پسند فرماتے تھے۔

ھُدِیٰ خوانی کے بارے میں

ھُدِیٰ خوانی سے اونٹ جھومتا ہوا مست ہو کر تیز چلتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کے دوران حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ھدی خوانی کرو۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے (آجکل) یہ سب ترک کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حکم کی تعمیل کرو۔ چنانچہ انہوں نے ھدی خوانی شروع کی جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔ ع اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا ھْتَدَیْنَا[1]

ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ھدی خوانی کی حالت میں سو گئے تو صبح کی نماز کا وقت فوت ہو گیا ایک اور موقعہ پر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ مردوں پر اور انجشہ نام کا ایک غلام عورتوں پر ھدی خوانی کر رہے تھے۔ انجشہ بہترین آواز والے تھے جب آپ ہدی خوانی کرتے تو اونٹ بہت تیز رفتاری سے چلتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اے انجشہ آہستہ پڑھو ان شیشہ کے برتنوں پر۔ یعنی عورتوں پر کہ ان کا دل کمزور ہوا کرتا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیاروں کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف ہتھیار اور گھوڑے خریدنے بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو تلواریں تھیں۔ ہر ایک کے لئے ایک خاص نام ہوا کرتا تھا مثلاً رسوب۔ مخذم۔ ذوالفقار۔ قضیب۔ حتف۔ التبار۔ غضب۔ قلعی۔ ماتور۔ الفجار۔ بعض نے ایک اور تلوار کہی ہے جس کا نام المعصوب تھا۔ ایک تلوار صمصمہ بھی تھی۔

---

[1] اے اللہ اگر تو ہمیں ہدایت نہ کرتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس جگہ ہتھیار باندھتے تھے اور دیگر سامان کے بارے میں

تلوار کے اٹھانے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ آپ اس کو دائیں کندھے سے لٹکا کر بائیں پہلو کے نیچے باندھ لیتے تھے جیسا کہ اب بھی معروف ہے اور ڈھال کو اپنی پیٹھ پر ڈال لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلوار اور جنگ کے سامان کو سونے اور چاندی سے مزین فرماتے تھے اور چمکا دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ نیزے چند بھالے اور غزوات کا سامان اور ذرہ سات عدد اور نیزہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین جُبّے۔ ایک باریک ریشم کا جبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستین کا کرتہ بھی پہنا ہے۔ اور آپ کے پاس ایک منطقہ (پٹکا) تھا۔ اس کے درمیان کا حصہ چمڑے کا تھا اس میں تین چاندی کے کڑے تھے اس کے دندانے وہ بھی چاندی کے ہوتے تھے (اسی طرح سیرۃ ابوالفتح الحمیری میں ہے مگر یہ اختلافی ہے)۔ فتح مکہ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جنگ حنین میں نیزہ باندھے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے اٹھانے والوں کا بیان

حضرت ضحاک بن سفیان بن کعب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہوتے تھے۔ وہ بڑے پہلوان تھے۔ سَو گھوڑ سواروں کا اکیلے مقابلہ کر لیتے تھے۔ اسی طرح صلح حدیبیہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر کھڑے ہوتے تھے۔ پہرہ دینے کے لئے جو امیر تکبر کی وجہ سے ایسا کرے اس کے لئے وعید ہے۔ لیکن جو شرعی مقصد سے دشمن پر رعب ڈالنے کی وجہ سے کرے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ حضرات جو مجرموں اور باغیوں کی گردن اڑاتے تھے

ان میں سے حضرت علی۔ حضرت زبیر ابن العوام۔ حضرت مقداد بن عمرو۔ حضرت محمد بن مسلمہ۔ حضرت عاصم بن ثابت۔ حضرت ضحاک بن سفیان۔ حضرت عویمر بن الساعد۔ حضرت عثمان اور ایک انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

تلواروں کو صیقل اور تیز کرنے والوں کا بیان

انصار کے آزاد کردہ غلاموں میں سے حضرت مرزوق الصیقل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار کی صفائی کی ہے۔ اس تلوار کی پہچان یوں فرمائی ہے اس کا ایک دستانہ چاندی کا تھا۔ اندازہ کے مطابق حلقہ تھا اُس کی چرخی درمیان میں تھی جو چاندی سے بنی ہوئی تھی۔ قتل کرنے کے آلات میں سے تیر، تلوار اور نیزہ تھا۔

راستہ بتانے اور رہبری کرنے والوں کے بارے میں

ہجرت کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قبیلہ بنی ھذیل کے ایک آدمی کو اپنی رہبری کے لئے ساتھ لیا۔ اُحد میں ابو حثمہ بن حارث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر تھے۔ اور غزوۂ حدیبیہ میں قبیلۂ اسلم کا ایک آدمی رہبر تھا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت سعد العرفی بھی رہبر تھے خندق کے موقعہ پر حضرت ثابت بن ضحاک بن خلیفہ انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیل اشجعی کو بیس۲۰ صاع کے عوض خیبر کی طرف صحابہ کی رہبری کرنے کے لئے مقرر فرمایا پھر وہ اسلام لائے۔ مدکور العذری ملک شام کے لئے رہبر تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالتِ سفر میں جب جنگل میں گذر ہوتا تو وہاں تک پہنچنے کی علامت و نشانی بنا دیتے تھے

جنگل بیابان میں پہنچ کر کوئی عمارت یا مسجد بنا دی جاتی تھی تاکہ اسلام کی دعوت پہنچنے کی علامت ہو۔ پہلے علامت قائم کرتے تھے پھر مسجد بنوائی جاتی تھی۔ اس وقت ایسی بیس۲۰ مسجدیں تھیں۔

راستہ سہل گذار کرانے والے کے بارے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ کو راستہ آسان بنانے کے لئے بھیجا (یہ جاسوس سے الگ رہے)۔

گردن پر سوار ہو کر بلندی پر پہنچنا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس رات مشرکین سے بچ کر نکلے تو حضرت ماریہ (خادمہ) رضی اللہ عنہا نے اپنا سر نیچا کر دیا تاکہ آپ دیوار پر (ان کے سہارے) چڑھ کر نکل سکیں۔ اُحد کے موقعہ پر جب رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دندان مبارک شہید ہو گئے اور چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی ایک چٹان کی طرف اُٹھے لیکن وزنی بدن کی وجہ سے اُٹھ نہ سکے تو حضرت طلحہؓ نے اپنے کو جھکا لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایسا عمل کیا کہ جنت اُن کے لئے واجب ہو گئی۔

دھوپ سے بچاؤ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنے کے بارے میں

جب فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو لوگوں کا اژدھام تھا گرمی اور دھوپ سخت تھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا۔ حج کے موقعہ پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کو اوپر اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرمی سے بچا رہے تھے حتیٰ کہ آپ جمرہ عقبیٰ پر کنکری مارنے گئے۔

سامان اٹھانے والوں اور خدام کے بارے میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان اٹھانے پر ایک شخص مامور تھے جن کو کرکرہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا ان کے علاوہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ سامان اٹھانے پر مامور تھے۔ حج کے موقعہ پر انہوں نے ایک قبہ نصب کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما اور رونق افروز ہوئے۔ ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زید بن عمرو بن مازن الانصاری رضی اللہ عنہ بھی سامان اٹھاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ بھی یہ کام انجام دیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ اور چھاؤنی کے بارے میں

انسان کے رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے گھروں کی وضاحت فرمائی ہے۔ ایک وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا[1] الخ یعنی وہ گھر جہاں قیام گاہ بناتا ہے چھت کے نیچے اس کو "الکن" بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا[2] الخ یعنی دوسرے قسم کا وہ گھر جو جانوروں کی کھالوں سے ہلکا پھلکا بنایا جاتا ہے مثلاً خیمہ، قبہ، چھاؤنی وغیرہ اس کو قسطاس بھی کہتے ہیں۔ مغرب کے لوگ اسے "افراک" یا "الفرائکیہ" بولتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے اسلاف میں سے یہ خیمہ نما گھر "کتان" کے ذریعہ بنایا اسی لئے ان

---

[1] اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے گھر بسنے کی جگہ (النحل۔ ۸۰) [2] اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں۔ (النحل۔ ۸۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے خاندان کو کتانی کہا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خیمہ تھا جس میں چالیس آدمیوں کی گنجائش ہوا کرتی تھی۔ بعض لوگوں نے یہ بحث اٹھائی تھی کہ چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معتدل مزاج تھے اس لئے حرارت و برودت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سردی گرمی کا احساس نہیں ہوتا تھا یہ قابل تردید ہے۔ احادیث شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سردی گرمی کا احساس ہوتا تھا (جیسا کہ اوپر گذرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرمی سے سایہ کیا جاتا تھا۔ جعرانہ میں آپ پر ڈھال سے سایہ کیا گیا۔ امام احمد نے جید سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو گرم کھانے پر رکھا تو آپ کی مقدس انگلیاں جل گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حس حس" کہا جو تکلیف میں بولا جاتا ہے۔

قبہ بنانا: خیمہ کی طرح حفاظتی تدابیر میں سے ایک تدبیر یہ ہوتی تھی کہ قبہ بنا دیا جاتا تھا۔

ازواج مطہرات کے لئے امین کا تقرر

ازواج مطہرات پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امین تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲۳ھ میں حج فرمایا اور ازواج مطہرات کو بھی اجازت دی۔ حج میں ان کے ھودجوں پر سبز چادریں ڈالی گئیں تھیں۔ آگے آگے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اُن کے پیچھے پیچھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ دونوں حضرات ان امہات المؤمنین کے قریب کسی کو نہیں آنے دیتے تھے اور انجشہ غلام رضی اللہ عنہ ان کی سواریوں کی نکیل پکڑ کر آگے چلا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیشک وہ شخص جو میرے بعد میری ازواج مطہرات کی حفاظت کرے وہ صادق البار۔ سچا اور نیک آدمی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر کے پڑاؤ کرنے کے بارے میں

لشکر کے اترنے کے لئے مناسب جگہ تلاش کی جاتی تھی تاکہ پانی اور جانوروں کے لئے گھاس بآسانی فراہم ہوسکے اور ہر طرح محفوظ جگہ ہو۔ (مغرب کے ممالک میں مہندسین یعنی انجینئر جن کو فرائیکہ کہا جاتا تھا اور وہ بادشاہ کے خیمہ کو ایسا بناتے تھے کہ آسانی سے پہچان لیا جائے) صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب "ثنیۃ المراد" میں پہنچے تو پڑاؤ کا حکم دیا۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کنواں تلاش کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیدار اور سنتری کے بارے میں

ایک ان میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے اور بدر کے موقعہ پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے آپ کا پہرہ دیا اس وقت انصار کی ایک جماعت تلوار لٹکائے پہرے پر موجود تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے پہرا دیا جبکہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقعہ پر خیبر میں ولیمہ کے سلسلہ میں تشریف فرما تھے۔ صبح کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اتنا مستعد پایا تو دریافت فرمایا کہ "اے ایوب تمہیں کیا ہوا" انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت سے مجھے خوف ہوا کیونکہ کچھ دن پہلے اس نے اپنے باپ اور اپنے خاوند کو قتل کر دیا تھا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بھی حفاظت کی دعا فرمائی جیساکہ انہوں نے (ابوایوبؓ) ہمارے لئے حفاظت کرنے میں رات گذاری۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرا دیا جب کہ آپ حجر اسود کے سامنے نماز میں کھڑے ہوئے تھے۔ خشرع بن حباب الانصاری رضی اللہ عنہ نے بھی پہرا دیا۔

غزوات میں نکلتے وقت مدینہ میں کسی کو حارث بنا کر چھوڑا جاتا تھا

حضرت نافع رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کے وقت تیرہ سال کے تھے اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں نکل سکے۔ غزوۂ احد میں اپنے کو پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیا اور مدینہ میں ایک جماعت کی نگرانی میں ان کو خلیفہ مقرر فرمایا جماعت میں حضرت اوس بن ثابت، اوس بن عرابہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے محافظ اور پہرہ دینے والوں کا بیان

غزوۂ ذات الرقاع میں حضرت عمار بن یاسر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما لشکر کی حفاظت پر مقرر کئے گئے۔ غزوہ بنی قریظہ میں حضرت عمرو القرظی رضی اللہ عنہ سنتری مقرر تھے۔ غزوہ الفتح کی رات میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سنتری تھے۔ ابوسفیانؓ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جاسوسی کے لئے نکلے تو آگ کو دیکھا اور اس کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سنتریوں کو دیکھا وہ ان کو پکڑ کر لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جنگ تبوک میں بھی عباد بن بشر رضی اللہ عنہ سنتری تھے۔ غزوۂ حنین میں حضرت انس بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنتری تھے ان سے آپ نے فرمایا جنت تم پر واجب ہو گئی۔

غرضیکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں باری باری پہرا دیا کرتے تھے جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[1] اس آیت سے مراد قتل سے حفاظت ہے اور غزوۂ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تکلیف پہنچی وہ اس آیت کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی۔ حضرت حبلہ بن عامر اللیوی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لازمی طور پر رہا کرتے تھے۔

---

[1] اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے۔ (المائدہ - ۶۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھنے والوں کا بیان

عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

لشکر کے مقدمۃ الجیش

حضرت سلیط بن سفیان اسلمی رضی اللہ عنہ مقدمۃ الجیش میں سے تھے یوم اُحد میں مشرکین کے نشانات قدم پر بھیجا گیا۔

جاسوسی کرنے والوں کے بارے میں

حضرت بسیسہ بن عمروؓ کو ابوسفیان کے قافلہ کی جاسوسی کے لئے بھیجا۔ عدی بن ابوالزغبار رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قریشیوں کی خبر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے۔ بہت سمجھدار جواں سال تھے۔ وہ رات قریش کے پاس گذارتے سحری کے وقت نکل آتے۔ قریش بھی اپنے جاسوس بھیجتے تھے۔ ایک عربی شیخ سے جاکر قریش کی خبر پوچھی انہوں نے بتادی پھر اس نے ان دونوں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے پوچھا تم دونوں کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے۔ (بات سچ کہی مگر جاسوس سے کہی اس لئے توریہ فرمایا)۔ پھر آپ واپس چلے گئے اور حضرت علی۔ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بھیجا تاکہ بدر کی طرف کی خبر لائیں۔ مدینہ سے نکلنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو بدر کی طرف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو ملک شام کے راستہ پر جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا۔ وہ واقعہ بدر کے دن واپس آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے لئے مال غنیمت میں سے حصہ رکھا اور اجرت بھی دی۔ ابوتمیم اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود بن ھنیدہ کو دونوں پاؤں سے لنگڑاتے ہوئے قریش کی تعداد گھوڑے اور ہتھیاروں کی جاسوسی کے لئے بھیجا۔ انہوں نے واپس آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو خندق کے دن قریش کی خبر لینے اور جاسوسی کرنے کے لئے بھیجا۔ اسی طرح ھوازن میں جب وہ لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن حدرد رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ اُن میں داخل ہو گئے قیام کیا اُن کی باتیں سُنیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا۔ اسی طرح اُمیہ بن خویلد کو اکیلا جاسوس بنا کر قریش کی طرف بھیجا۔ جبلہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو یوم الاحزاب میں جاسوس بنایا۔ اور خبیب بن انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس افراد کو جاسوس بنا کر بھیجا اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر امیر بنایا۔

دشمن کے شہر میں جاسوس بنا کر بھیجنا اُن کی رہائش اختیار کرنا اور ان کی خبروں کو لکھنا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے اور مشرکین کی خبروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا کرتے تھے۔ اسی طرح انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ مقام اوطاس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جاسوس تھے۔

شہر کے مقامی لوگوں پر جاسوسی اور خفیہ تفتیش کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ عام خلقت کی زندگی کس حال میں گذر رہی ہے اور لوگوں کے درمیان کیا ہو رہا ہے۔ اس طرح لوگوں کے حالات بتانا غیبت نہیں کہلاتی بلکہ یہ اس لئے ہے کہ شریف کو رذیل سے پہچانا جا سکے۔ یہ تو نصیحت اور اصلاحِ احوال ہے جس کے لئے حکم کیا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کئی ایسے جاسوس تھے جو لوگوں پر اسی غرض سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر تھے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا شیخ ابن غازی نے اپنے بعض ساتھیوں کو اس لئے مقرر فرمایا کہ وہ شہر کے احوال اور لوگوں کی کارگذاری جمعرات سے جمعرات تک کی پہنچایا کریں اور فرمایا جو زمانہ کے احوال سے متعارف نہیں وہ ایسا ہے اور ایسا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ابن غازی اور مقری کے اپنے زمانہ میں اگر اخبارات شائع ہوتے تو سب سے پہلے یہ حضرات اس میں شریک ہوتے (از ناقل۔ آج کل کے اخبار کے رپورٹر کی فضیلت اور دیانتداری غور طلب ہے اور اپنے اپنے اخبارات کی پالیسی کو کیا کہئے گا)۔ میں نے ایک مرتبہ اپنے دل میں کہا کہ حضرت شیخ کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ملکوں اور شہروں میں جو واقعات رونما ہوتے ہیں اس کی کھوج لگائیں اور کرید کریں وہ تو اگر اپنے نماز میں، روزہ میں اور تسبیح و تہلیل میں مشغول و محدود رکھتے تو اس سے بہتر تھا۔ اس کے بعد تھوڑی ہی مدت میں مجھے اس کا جواب ملا۔ فرمایا کہ مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق پوچھا کرتا ہے۔ بے نیاز بے پرواہ، اور لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ جو شخص خیر سے ہو اس کی زیادتی کی برکت کی دعا کرتا ہے اور جو کسی تکلیف فقر و فاقہ میں ہو اس کے لئے خیر و رحمت کی دعا کرتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوران اذان، قبل خطبہ بھی لوگوں کے احوال پوچھا کرتے تھے۔

اس شخص کے بارے میں جو لوگوں کو رسوا کرتا اور چالاکی سے اپنی سیاست کے ذریعہ مجمع میں انتشار پھیلاتا تھا

نعیم بن مسعود بن عامر اشجعی رضؓ نے جنگ احزاب میں مجمع میں انتشار پھیلایا وہ خندق میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اُن ہی نے غزوۂ خندق میں بنی قریظہ کے مشرکین کی بڑی بے عزتی کرائی تھی ان کے اور بنی عطفان کے لشکروں میں اختلاف پیدا کرا دیا اور وہ مدینہ سے واپس کوچ کر گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائی۔ جنگ میں دھوکہ جائز ہے لیکن دھوکہ اور فریب سے نہیں بلکہ دین کے اظہار کے لئے اپنے آپ کو مٹانا۔ سنتوں کو بلند کرنا۔ مسلمانوں کو نصیحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا۔ باب الامانت سے کامیابی ملے گی نہ کہ جھوٹ اور خیانت سے۔ علماء قسطنطنیہ نے نصاریٰ سے کہا کہ ہم ہتھیاروں کے ساتھ تم پر غالب ہوئے اور تم ہمارے بادشاہوں پر مکر و دھوکہ دہی سے اور لہو و لعب اور محرمات کے ذریعہ غالب ہوئے پس لوگوں نے اپنے دین کو خراب کر کے تمہاری اتباع کی۔ نصاریٰ نے کہا کہ کیا تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد صحیح نہیں ہے۔ "اَلْحَرْبُ خَدْعَه" (جنگ دھوکہ ہے) ہم نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ پھر ہم تو اپنی دھوکہ کی شریعت سے تم پر غالب آ گئے۔

چغلخوری کے بارے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص مسحور نامی چغلخور تھا غزوۂ خندق کے دن بنو قریظہ نے ابوسفیان کی طرف اس کو بھیجا یہ پیغام لے کر کہ لوگوں کو ہماری طرف بھیجو تاکہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کریں مدینہ کے قریب سے۔ اس نے دونوں طرف بات پہنچائی کہ تو ان سے قتال کر خندق کے قریب سے۔ جب یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی کہ وہ دونوں جانب سے قتال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت شاق گذرا۔

بحری کشتیوں کے بارے میں

سنہ ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمیری رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام دے کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجا نجاشی نے ان کا استقبال کیا اور تمام صحابہ جو ہجرت کر کے گئے تھے اور اس وقت حبشہ میں مقیم تھے واپسی پر دو کشتیوں میں بیٹھے اور وہ سب اس وقت پہنچے جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ جن میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کچھ خواتین جن کے خاوند وہاں انتقال کر گئے تھے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ ان کے کئی بھائی اور ان کی برادری کے لوگ یہ سب اکٹھے ہی ان کشتیوں میں واپس آئے۔

سمندری سفر (علاوہ جہاد کے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک عام ذریعہ نقل و حرکت تھا۔ سمندر کے پانی سے وضو وغیرہ کی اجازت تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میری امت میں کچھ لوگ سمندر میں سفر کریں گے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے۔ حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے دعا کی درخواست کی کہ اللہ پاک مجھے ان ہی میں سے بنا دیں انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر کے ذریعہ جزیرہ قبرص کا سفر کیا اور وہیں دفن ہوئیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری سفر کی اجازت بغرض جہاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے طلب کی تو آپ نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کو بحری سفر کی اجازت اس شرط پر عنایت کی کہ وہ مع اپنے اہل و عیال کے سمندری سفر اختیار کر سکتے ہیں۔ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ اپنی اہلیہ بنت قریظہ کو لے کر سوار ہوئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن قیس الخاسی کو جو کہ بنی فزارہ کے خلیفہ تھے سمندر پر عامل بنایا۔ انہوں نے پچاس غزوات کئے شاتبہ اور صائقہ کے درمیان خشکی اور تری میں۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے سمندر کی طرف جہاد کیا۔ قسطنطین بن ھرقل ان کے پاس ۳۴ھ میں آئے ایک ہزار سواری کے ساتھ اسکندریہ کے ارادہ سے سفر کیا۔ پس عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دو ہزار سواری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ قسطنطین نے شکست کھائی یہ واقعہ غزوہ ذات الصوار کہلاتا ہے۔

مسلمان بحری طریق جہاد سے اس لئے رکتے تھے کہ عربوں کو اس لائن میں مہارت نہیں تھی اور نہ ہی ان میں اس کے لئے اتنی ذہانت اور ثقافت تھی نہ بحری کشتیوں میں رواں دواں ہونے کا سلیقہ تھا۔ لیکن جب ملک عرب مستقر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگیا۔ان کی بادشاہت بلند و بالا ہوگئی اور عجمی لوگ ان کی ماتحتی میں آگئے اور صنعت والے ان کے مقرب ہوئے تو ان میں جہاد کا شوق اور زیادہ پیدا ہوا۔ لہٰذا ان حضرات نے کشتیاں بنائیں لوگوں کو جہاز کا بیڑا اور ہتھیار بنانے پر آمادہ کیا گیا اور لشکر جری اور مقاتلہ کے لئے مضبوط ہوگئے۔ جو کافر سمندر کے اس پار رہتے تھے اور ان کے بعض ممالک اور سرحدیں دریا کے کنارے پر آباد تھیں اور ان کے مضافات میں مثلاً ملک شام۔ افریقہ۔ مغرب اور اندلس وغیرہ ان سب کی طرف اہتمام سے خاص طور پر متوجہ ہوئے اور فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوئے جن حضرات نے اندلس کے جہاد میں شرکت کی ان میں سے حضرت طریف اور طارق بن زیاد۔ یوسف بن تاشفین اور ان کا بیٹا علی اور عبدالمؤمن بن علی اور ان کا بیٹا اور پوتا اور یعقوب بن عبدالحق قابلِ ذکر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اندلس وغیرہ کی فتوحات کی خوشخبری پہلے دی ہوئی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کشتیاں بنوائی گئیں اور سمندری بیڑے بنوائے گئے حتیٰ کہ ان کی تعداد ان کے زمانہ میں ایک ہزار سات سو ہوگئی تھی جو لوگوں سے اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ صنعت اور زیادہ ترقی کر گئی (ناقل کہتا ہے کہ آج بھی جبکہ تمام بلاد اسلامیہ دشمنوں کے نرغے میں گھرے ہوئے ہیں اور تیل کے ذخائر ختم کرنے کے درپے ہیں اگر یہ ممالک شپ بلڈنگ۔ جہاز سازی۔ اسلحہ سازی اور سمندری غذا کی صنعت کی طرف متوجہ ہوجائیں اور فضائی حدود کو مسخر کرنے کی فکر اور منصوبہ پر کام شروع کر دیں تو ان کی عظمت رفتہ واپس لائی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم)۔

منجنیق کی صنعت کے بارے میں

منجنیق ایک مشینی آلہ ہے جس کے ذریعہ دشمنوں پر بڑے بڑے پتھر پھینکے جاتے ہیں (ہمارے زمانہ میں جس طرح گولے اور بم گرائے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہلِ طائف کا محاصرہ فرمایا تو منجنیق بھی استعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی۔ (مصنفؒ فرماتے ہیں کہ) منجیق بنانا۔ خندق کھودنا اور ٹینک کی ایجاد یہ سب جنگ سے متعلق علوم میں سے ہیں جس سے عرب لوگ خوب واقف تھے۔ اس فن میں موسیٰ بن شاکر کی کتاب بہت مفید ہے۔

ٹینک کے بارے میں

عربی میں ٹینک، کو الدبابۃ کہتے ہیں۔ یہ ایک طرح کا چھوٹا سا متحرک جنگی مکان یا قلعہ ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے محاصرہ میں ٹینک بھی استعمال فرمایا تھا (۳۷۵)۔

حضرت عروہ بن مسعود اور حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہما طائف کے محاصرہ کے موقعہ پر عرادلت (چھوٹی منجیق) منجیق اور ٹینک کی تعلیم (کورس) مکمل کر رہے تھے اور انہوں ہی نے ان آلات کو وہاں نصب کیا تھا۔ اور وہاں کی دیواروں کو جلا دیا۔

دشمنوں کے باغات اور درختوں کو جلانے اور کاٹنے کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نصیر قبیلہ کے کھجور کے باغات کو جلوا دیا پس یہ آیت نازل ہوئی:۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ	(مومنو) کھجور کے درخت جو تم نے کاٹ ڈالے
اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً	یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو
عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ	خدا کے حکم سے تھا اور مقصود یہ تھا کہ وہ
لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (الحشر۔ ۵)	نافرمانوں کو رسوا کرے۔

دشمن سے بچنے کے لئے خندق کھودنے کے بارے میں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ خندق کھودنے کے فن سے واقف تھے یہودیوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سازش کی خبر سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ شریف کے ارد گرد ان سے حفاظت کے لئے خندق کھدوائی۔ خود بھی کھودنے میں شریک ہوئے۔ بخت نصر نے سب سے پہلے مورچہ بنایا دشمن سے بچنے کے لئے اس قسم کے آلات اور تدابیر روایات سے ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الآية (الانفال۔ ۶۰) اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے الخ

(مصنفؒ نے کہا کہ) وہ ممالک جو اپنی حفاظت کا انتظام اور اس کے دفاعی طور طریقے اختیار نہیں کرتے جنگ کے آلات نہیں بناتے اور لشکر کی ترتیب اصول پر قائم نہیں کرتے۔ اس کے علوم، عملی صنعت اور زراعت کو ترقی نہیں دیتے تو عنقریب وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں خود ہی مالِ غنیمت بن جائیں گے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف لائے اور ہر باب میں ہر شعبۂ حیات میں ترقی اور کامیابی کا دروازہ کھول دیا اس کے بہترین طریق کو اختیار کرنے کا ہمارے لئے فیصلہ صادر فرما دیا۔ آپ نے ایک مرتبہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو تم پر جنگ مسلط کرے تم بھی اس سے جنگ کرو اس سے بہتر طریقے پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بھی ان پر رعب رکھو۔ عمرۃ القضاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا کہ رمل و اضطباع کیا کرو تاکہ مشرکین پر رعب پڑے اور وہ متاثر ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کی طرف بھیجا تو نصیحت فرمائی۔ اے خالد اللہ سے ڈرنے کا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اپنے اوپر لازم کر لو۔ جن سے تمہارا مقابلہ ہو ان سے اسی قسم کے ہتھیار سے لڑو جس سے وہ تم سے لڑیں۔ مثلاً تلوار کا مقابلہ تلوار سے۔ تیر کا تیر سے۔ نیزہ کا نیزہ سے۔ اس زمانہ کے اسلحہ کا مقابلہ اسی کی طرح کرنا چاہیئے بلکہ اس سے بہتر ہو شریعت نے واجب قرار دیا ہے۔

بعض علماء نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ خندق کھودنا۔ ٹینک بنانا اور دیگر آلاتِ دفاع جو عجمیوں کے شعار ہیں (حتیٰ کہ لباس اور جوتہ وغیرہ بھی) اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں ان کی اتباع اور تشبیہ ممنوع ہے۔ لیکن ہمارے معتبر ائمۂ کرام نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ ہر وہ کام جو عجمی لوگ کرتے ہیں ان کے ہر عمل سے ہم کو نہیں روکا گیا ہے۔ جس سے شریعت نے منع کیا ہے صرف وہی اعمال قابلِ ترک ہیں۔ عجمی سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی چیزوں سے ہی نہیں بلکہ ان کے اعمال سے روکا گیا ہے اور ہمارے زمانہ میں وہ لوگ بھی ہیں جو دین کے معاملہ میں سُست ہیں اور ان کے بھی ان اعمال سے روکا گیا ہے جو وہ شریعت کے خلاف کرتے ہیں۔ لیکن ان کا وہ فعل جو کہ مستحب اور واجب اور مباح کے موافق ہو ہماری شریعت اس تشبیہ سے ہمیں نہیں روکتی ہے۔ اللہ نے ہمیں اجازت دی ہے۔

ابو یوسف وہ جوتیاں پہنے ہوئے تھے جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا اور اس میں کیل ٹھونکی ہوئی تھی۔ ہشام نے کہا کہ اس میں راہبوں کا تشبہ ہے اور حضرت سفیان اور حضرت ثور بن یزید اس کو ناپسند کرتے تھے۔ ابو یوسف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جوتی پہنتے تھے جس میں بال نہیں تھے اور وہ راہبوں کا بھی لباس ہے۔ پھر فرمایا کہ صورت کے اعتبار سے جو مشابہت ہوتی ہے جس میں بندوں کی اصلاح ہے کوئی نقصان کی بات نہیں ہے اس لئے کہ زمین پر لمبی مسافت کو صرف اس قسم کے جوتوں سے طے کیا جا سکتا ہے۔ اس معنی میں وہ مشابہت بھی آتی ہے جو زمانۂ جاہلیت کے موافق ہو تو ہماری شریعت میں اس پر بھی کوئی رد وارد نہیں ہوئی۔ اور لوگوں کا صلہ رحمی کرنا مباحات میں سے ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ برنس یعنی لوہے کی ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں حالانکہ وہ سلف صالحین کے لباس میں سے نہیں ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ ہم اپنے شیخ ابو محمد عبدالقادر الفاسی سے سنتے چلے آرہے ہیں کہ بیوقوفی اور ہلاکت امرِ شرعی کو لوگوں پر آسان کر کے پیش کرنے کا ارادہ کرنا ہے اور اسی سے بدعت کا دروازہ کھلتا ہے جو دکھلانے کو کیا جاتا ہے۔ سنت تو دراصل شان و شوکت چھوڑنے میں ہے۔ قرونِ اولیٰ میں اس کا وجود نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ جمیع مسائل میں پوری طرح گمراہ وہ شخص ہے جس کے درمیان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سند منقطع ہو گئی ہو اور اس کے ہر وسائل اور ہر کڑی ٹوٹ گئی ہو۔

مالِ غنیمت کے متولی کے بارے میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت پر متولی مقرر فرمایا۔ بدر کے موقعہ پر اور خیبر کے دن بھی اور ان کے اوپر حضرت سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ خیبر کے دن چھ ہزار قیدی اور اونٹ اور بکریوں کی تعداد بے شمار تھی۔ اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ کو جعرانہ میں اموال اور قیدیوں کو روکے رکھنے کا حکم فرمایا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے حضرت معیقب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ مالِ غنیمت لکھا کرتے تھے۔

مالِ غنیمت میں سے کسی چیز کے فروخت کرنے کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات سعدین (حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما) کو حکم فرمایا کہ وہ مالِ غنیمت کے برتنوں کو سونے یا چاندی کے بدلے میں فروخت کر دیں چنانچہ انہوں نے اُن تین برتنوں کو چار دینار میں فروخت کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک مجاہد کو مرغی ہدیہ میں عطا فرمائی

القیم الدجاح رضی اللہ عنہ نے خیبر کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کچھ اشعار کہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مرغی عطا فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر کی فتح کی خوشخبری سنانے والے کو مبارکباد دینے کے بارے میں

فتح بدر کی خوشخبری سنانے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اہل عالیہ کی طرف بھیجا۔ اہل عالیہ سے مراد بنو عمرو بن عوف، خطمہ اور وائل قبیلے ہیں۔ اسی طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اہل سافلہ کی طرف بھیجا۔ مدینہ منورہ واپس آنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے مبارک باد پیش کی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو ذوالخلصہ کے بتوں کو گرانے کے لئے بھیجا انہوں نے بتوں کو گرا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری بھیجی۔ اسی طرح جب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری دی گئی تو آپ نے خوشخبری دینے والے کو دونوں کپڑے دیدیئے۔

سفر سے واپسی کے بعد کھانے کی ضیافت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو ضرار کے مقام پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دو اوقیہ اور ایک یا دو درہم میں ایک اونٹ خریدا اور اس کو ذبح کر کے ضیافت کی۔ اس میں دلیل ہے کہ امام یا رئیس جب سفر سے واپس آئے تو اپنے ساتھیوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی سفر کے بعد ان کے پاس آنے والوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

سفر سے واپسی کی دعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج، عمرہ سے واپس تشریف لاتے تو زمین کی ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرماتے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ط

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ چنانچہ جب خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگوں سے فرمایا کہ رُک جاؤ پھر یہ دعا پڑھی:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا اَذْرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَقْدِمُوْا بِسْمِ اللّٰہِ ط (نسائی)

نیز دشمن کو دیکھ کر بھی یہی دعا پڑھتے تھے۔

عرب کے کفار کا معاملہ (حالت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسا تھا

ہجرت کے بعد کفار تین قسم کے تھے:۔

ایک وہ جن سے معاہدہ ہو گیا تھا ان میں سے وہ یہودی بھی تھے جن کے تین قبیلے تھے۔ یعنی قریظہ۔ نضیر اور بنو قینقاع۔ بس انہوں نے عہد کو توڑا تو ان سے قتال کا حکم ہوا۔

دوسرے قسم کے وہ کفار تھے جو کھلی دشمنی پر اُتر آئے تھے اور لڑائی لڑتے رہتے تھے آخر فتح مکہ کے بعد پسپا ہوئے۔ اس کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر تمام کفار قریش اسلام میں داخل ہو گئے۔

تیسرے قسم کے کفار وہ تھے جن کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ مثلاً خزاعہ اور بنی بکر و بلی۔ بعض ان میں سے منافقین تھے۔ ان میں سے بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایسے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکتے تھے تذلیل اور اہانت کی کوشش کرتے تھے اور کفر کرنے پر بھڑکاتے تھے اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنے یا جانے سے روکتے تھے۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے بھی لڑائی کا ارادہ نہیں فرمایا بلکہ ان سے مصالحت اور الفت اور درگذر ہی فرماتے رہے۔ اوس اور خزرج قبائل بھی ان میں شامل تھے ہر ایک کو ان کے حال پر چھوڑا ہوا تھا۔ اس عرصہ میں اسلام لوگوں کے دلوں میں اپنا گھر بناتا چلا گیا یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھرانہ ایسا نہ رہ گیا جس میں کوئی مسلمان نہ ہو سوائے بنی خطمہ۔ بنی واقف اور بنی وائل کے (جو بعد میں اسلام لائے)۔ چونکہ ان میں قومی عصبیت بہت تھی اور وہ خواہشات پرستی کرتے تھے اس لئے یہ یہودی مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہٗ کے ارشاد

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ق وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(آل عمران-۱۸۶)

البتہ تم اپنی جان و مال میں آزمائے جاؤ گے اور سنو گے ان اہلِ کتاب سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی تھی اور مشرکین سے بہت تکلیف (کی باتیں) اور اگر صبر کرو تم اور پرہیزگاری کرو پس تحقیق یہ ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔

پر جمے ہوئے ان کے مصائب پر صبر کرتے رہے حتیٰ کہ صفر کی ۱۲ تاریخ ۳ھ کو مسلمان زخمی ہو ہو کر آتے رہے۔ اللہ جل شانہٗ نے قتال کرنے کا حکم فرمایا:۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ الاية

(الحج-۳۹)

ان لوگوں کو قتال کرنے کی اس سبب سے اجازت دی گئی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے (ستائے گئے ہیں)۔

نازل ہوئی۔

ابن تیمیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی غزوہ میں قتال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا ثابت نہیں سوائے غزوۂ اُحد کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو قتل نہیں کیا سوائے ابی بن خلف کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے بڑے مشرکین اور کفار کی تالیف قلوب فرماتے ان سے نرمی سے گفتگو فرماتے تھے اور وہ کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا مکمل مشاہدہ کرتے تھے۔ سورۂ عبس وتولیٰ اس کی نشانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذمیوں کی بھی اتنی رعایت فرماتے تھے کہ اہل نجران کے پادریوں کی کنیت "اسقف" رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا کیا اور اپنے صحابہ کو بھی یہی حکم فرمایا۔ اسی احترام و اکرام۔ رأفت وشفقت نے سب کو اسلام کا گرویدہ بنا دیا۔ اسی سیاق سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ کافر اور فاسق کے ساتھ استثناء کا معاملہ کرنا غفلت کا سبب بن جاتا ہے۔ پس جو حاکم وگورنر خود ظالم اور فاسق ہے اور وہ ترجیحات کا معاملہ روا رکھتا ہے وہ اپنی مجالس کو حقیر بناتا ہے اور اپنی جان ومال کو مصیبت میں ڈالتا ہے اور اپنی دنیا وآخرت دونوں خراب کرتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میں خاطر مدارات کرنے والا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اسی وجہ سے بہت سے سلف صالحین اکابر ایسے امراء اور بادشاہوں کا ہدیہ قبول کر لیا کرتے تھے جو علانیہ ظلم روا رکھتے تھے تاکہ مسلمانوں کے دین کی حفاظت کر سکیں اور وہ لوگ ظلم سے باز آئیں اس طرح کا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ مؤلفۃ القلوب کے ساتھ تھا حاصل کلام یہ ہے کہ کامل وہ شخص ہے جو اکرام کرتا ہے تو اللہ کے لئے اور کسی سے بغض رکھتا ہے تو اللہ ہی کے واسطے۔ بعض عارفین کا کہنا ہے کہ فقیر کو چاہیئے کہ ہر حکمران کا اکرام کرے اس لئے کہ جب وہ آئے گا تو اس کی رعایت کرے گا۔ اگر وہ آنے والا ظالم ہے (تو ہم یہ خیال کریں کہ) ہم بھی تو گناہوں کے ذریعہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں تو گویا ظالم ظالم کی خدمت اور اکرام کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکابر کفار قریش کا اکرام فرماتے اور تواضع فرماتے اور ان کے مرتبہ کو بڑھاتے تھے اس لئے کہ وہ (انسان) خدائی عزت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظہر ہے۔ ہرقل شاہِ روم کا قاصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خط لایا۔ واپسی میں حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا نے ہرقل کی بیوی کے لئے ایک نفیس ہار ہدیہ میں بھیجا۔ ہرقل کی بیوی نے بھی مکافات میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ایک بہترین قسم کا جوہری ہار بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ہار کو بیت المال میں جمع کرا دیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بھیجا کہ وہ قریش کے فقراء میں تقسیم کر دیں محض تالیف قلب کے واسطے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے نیک آدمی کہیں کسی نے دیکھا ہے اور اس سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ہم تو ان سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے خون کے درپے ہیں اور وہ ہم کو اپنے عطیات سے یاد کرتے ہیں، ہم سے نیکی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو پڑوسی یہودی کی بھی عیادت فرماتے تھے ایک مرتبہ جب عیادت کو گئے تو اس پر کلمۂ شہادت پیش کیا اس کے باپ نے کہا بیٹا پڑھ لے اس نے پڑھا اور انتقال ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی نیز فرمایا کہ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ایک جان کو جہنم سے آزاد کیا۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کا ایک قصہ ایک ملاح یہودی کا فاس (ممالک مغرب) میں ان کے دادا کے ساتھ پیش آیا۔

چھٹی قسم۔ بیت المال، عشر اور جزیہ کے بارے میں

جزیہ وہ ٹیکس ہے جو ذمی پر لگایا جاتا ہے گویا یہ بدلہ ہے اُس احسان کا جس سے اس کو قتل سے معافی اور اسلام میں زبردستی داخل ہونے سے معاف رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ سے جزیہ کے عوض صلح فرمائی۔ اُن میں عرب اور عجم کے لوگ تھے اسی طرح اہل یمن سے بھی جزیہ پر صلح فرمائی۔ بحرین والوں سے بھی جزیہ قبول فرمایا وہ مجوسی تھے۔ جزیہ وصول کرنے والوں میں سے ایک حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مال فیٔ (غنیمت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل وعیال کے لئے خوراک اور روزی تھی بوقتِ حاجت ایک سال کا خرچ رکھا جاتا تھا اور جو اس میں سے بچ جاتا تھا وہ مسلمانوں کی تقویت، ہتھیاروں اور سواریوں پر خرچ فرماتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس میں سے بنی ہاشم کے ضرورت مند لوگوں پر خرچ فرماتے تھے اور عورتوں کی شادی کے انتظام میں خرچ کرتے تھے کفار جو مال بغیر قتال کے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے آپ اس کو خمس میں شامل کر لیتے تھے اور عام مسلمانوں کی ضرورتوں میں خرچ کرتے تھے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے مال کو خرچ فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سواد بن غزیۃ الانصاری رضی اللہ عنہ کو خیبر پر عامل بنایا تو وہ بہترین قسم کی کھجوریں لے کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہیں؟ عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ۔ ہم اس قسم کی ایک صاع کھجور کو (اس سے گھٹیا قسم کی) دو صاع کے بدلے میں لے لیتے ہیں اور دو صاع کو تین صاع کے بدلہ میں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا مت کرو (بلکہ اس طرح کرو کہ) تمام کھجوروں کو کچھ درہموں کے بدلے میں فروخت کر دو پھر اسی وقت کچھ درہم سے اس کو خرید لو۔

زمین کی پیمائش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر بنایا۔ انہوں نے چھتیس ۳۶ لاکھ مربع میل کی پیمائش کی اور اس پر ہر میل میں ایک درہم اور ایک بوری گندم وغیرہ جزیہ میں مقرر فرمایا۔ اسی طرح ارض الشعر کے ہر مربع میل پر چھ ۶ درہم مقرر فرمائے اور ارض النخل کے ہر خطہ پر آٹھ درہم۔ مختلف طبقات پر جزیہ کے لئے پانچ لاکھ انسانوں تک یہ سلسلہ جاری رکھا اور ان سب کا مجموعہ علاقہ السوار عن الورق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو جزیہ وصول ہوا وہ دس کروڑ اٹھائیس لاکھ درہم تھے۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو نماز اور لشکر کی نگرانی پر مامور کیا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو قضا اور بیت المال پر اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو زمین کی پیمائش پر مامور فرمایا تو ان کے لئے روزینہ تنخواہ مقرر فرمائی اور بیت المال سے تنخواہ دی۔ علماء سے دین کی حفاظت ہے اور لشکر کے ذریعہ دین و دنیا دونوں کی حفاظت ہے۔ عامل سے مراد ہر وہ عامل ہے جو مسلمانوں کے مفاد کے واسطے عمل کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل کہلائے گا۔ ضروری ہے کہ اس کا خرچہ اٹھایا جائے۔ حافظ قرآن کے لئے اور بچوں کی تعلیم کے لئے سالانہ سو دینار بچوں کے اساتذہ کو بھی سو دینار بیت المال سے ملنا چاہیئے ورنہ مسلمانوں پر اس کی ذمہ داری ہوگی۔ بچوں کی تعلیم فرض کفایہ ہے۔ سلف صالحین اس غرض سے تجارت کرتے تھے تاکہ وہ ان حضرات کا خرچہ برداشت کریں جو علم دین میں مشغول تھے۔ حضرت ابن مبارک تجارت صرف اپنے ساتھیوں کے لئے کرتے تھے۔ اُن کے ساتھی سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ۔ ابن علیہ اور ابن سماک تھے۔

زکوٰۃ وصول کرنے والے عامل کا بیان

ہر اس اندوختہ مجموعہ مال سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے جو مسلمانوں کے پاس سال کے اخیر کے حساب میں ہوتا ہے۔ زکوٰۃ وصول کرنے والوں کی ایک جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھی۔ ان میں سے یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں:۔

حضرت عمر۔ حضرت خالد بن سعید بن العاص۔ حضرت معاذ بن جبل۔ حضرت عدی بن حاتم طائی۔ حضرت زبرقان بن بدر التیمی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ حضرت ارقم بن ابی ارقم زہری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے السعایہ پر عامل بنا کر بھیجا۔ کافیہ بن سبع الاسدی رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کی طرف صدقات (زکوٰۃ) کی وصولیابی کے لئے بھیجا۔ حذیفہ بن ازوی رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم ازدی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف بھیجا۔ اسی طرح کھل بن مالک الھذلی کو ان کی قوم ھذیل کے صدقہ پر عامل بنایا اور ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مدنج پر عامل بنایا اور رافع بن مکیت الجھنی رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم پر صدقات کے لئے عامل بنایا اور سھل بن منجاب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ بنو تمیم کے عاملین میں سے تھے اور اخیر تک اسی منصب پر رہے اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو ھوازن پر عامل بنایا اور مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کو ان کی اپنی قوم پر عامل بنایا۔ اور متمم بن نویرہ التمیمی رضی اللہ عنہ کو بنی تمیم پر عامل بنایا اور مرداس بن مالک غنوی کو ان کی اپنی قوم کے صدقات پر عامل بنایا۔ عاملین اتنے محتاط اور متقی ہوتے تھے کہ ہدایات اور معاہدات کے خلاف کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے اور نہ معاف کرتے تھے۔

صدقات کو لکھنے والوں کے بارے میں

حضرت زبیر اور حضرت جھم بن سعد (یا جھم بن الصلت) اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال صدقات کو لکھا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ زیادہ تر کھجور کے باغات کے بارے میں لکھا کرتے تھے۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کچہری کا قیام ثابت ہوتا ہے۔

کھجوروں کے درختوں کی نگہداشت اور اندازہ لگانے کے بارے میں

کھجور کے درختوں پر جو خشک اور تر کھجوریں لگتی ہیں اس کی نگہداشت اور حفاظت کو خرص کہتے ہیں اور اس کا اندازہ لگانا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے نکلے تو وادی القریٰ میں ایک عورت کے باغ پر پہنچے اور فرمایا کہ اس باغ کی کھجوروں کا اندازہ کرو اور خود ہی دس وسق کا اندازہ لگایا (ایک وسق کی مقدار حضور صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کے صاع سے ۶۰ صاع ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے معاملہ طے کیا کہ وہ آپ کو اس زراعت کا آدھا حصہ دیا کریں گے۔ پس ازواج مطہرات کے واسطے ۸۰ وسق دے دیا کرتے تھے۔ اسّی وسق کھجوریں اور بیس ۲۰ وسق جَو۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اپنی عورتوں کے زیورات لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اکٹھا کر دیا اور کچھ الگ سے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا کہ یہ آپ کے لئے ہے اور آپ ہم پر کچھ کمی کر دیجئے اور درگزر فرمائیے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے یہودیو! اللہ کی قسم تم خدا کی مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہو۔ یہ تم نے میرے اوپر بہت بڑا ظلم کیا ہے یہ جو تم نے رشوت پیش کی ہے یہ حرام ہے ہم اس کو بالکل نہیں کھاتے۔ انہوں نے کہا ہاں اسی کی برکت سے آسمان وزمین قائم ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خرص یعنی اندازہ صرف کھجور۔ انگور اور غلّہ پر ہوا کرتا تھا۔ اندازہ لگانے میں ایک کھونٹی یا ڈنٹھل کے برابر خطا نہیں ہوتی تھی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو فرمایا کہ انگور کا اندازہ لگائیں جیسا کہ کھجور کا اندازہ لگاتے ہیں اور انگور کی زکوٰۃ میں کشمش لے لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن ابی حثمہ۔ صلت بن معدیکرب الکندی اور فروہ بن عمرو بن ودقہ رضی اللہ عنہم کو بھی خرص پر عامل بنا کر بھیجا تھا۔ جب وہ باغ کی چہار دیواری کے اندر پہنچ جاتے تو کھجور کے ایک ایک گچھے کو شمار کرتے تھے اس کے بعد جمع ضرب دے کر حساب لگا لیتے تھے پس اس طرح خطا نہیں ہوتی تھی۔

وقف کرنے کے بارے میں

وقف کو الحبس بھی کہتے ہیں یعنی روکے رکھنا یا موقوف رکھنا اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل خیر میں سے ہے۔ رب العزت کا ارشاد ہے:۔

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الحج۔۷۷) اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔

مال وغیرہ کو وقف (روکے رکھنا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور آپ کے بعد مسلمانوں نے بھی حبس کیا ہے۔ یہ وقف اسلام میں بڑی عمومیت رکھتا ہے اور آجکل تو تمام ممالک میں اس کا ورود بہت وسیع ہو چکا ہے اور ویسے بھی مال کے جمع کرنے کا دائرہ بہت ہی وسیع ہو چکا ہے۔ اہل وعیال اور اولاد کی نفع رسانی کے لئے آپس کے اختلافات کے سدباب کی خاطر عام لوگ وصیت اور وقف کے ذریعہ انتظام کرتے ہیں۔ مخیرق نامی ایک صاحب جب اُحد میں شہید ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ اُن کے باغات وقف کر دیئے جائیں جہاں اللہ جل شانہٗ کا منشاء ہو خرچ کر دیا جائے پس سات باغات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روک لیا یعنی وقف شدہ قبول فرمایا یہ اسلام میں سب سے پہلا وقف ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ترکہ چھوڑا وہ صدقہ کر دیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور کا درخت، ایک برقہ اور ایک میت کے نام کی زمین۔ ایک دلال۔ ایک حس۔ ایک صافیہ اور ایک ام ابراہیم کا پیالہ ۷ھ میں وقف کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات کے ترکہ کو حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے سپرد کر دیا اور یہ وہی مخیرق اور بنی النضیر کے کھجور کے باغات تھے۔ لیکن خیبر اور فدک کی زمین آپ نے اپنے انتظام میں رکھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ان کو مروان کے لئے جاگیر میں دی اس شرط پر کہ وہ اپنے استعمال میں نہیں لائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح نہیں کیا اس خیال سے کہ لوگ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سمجھیں گے۔ (مگر ہوا یہی) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر غالب رہے پس وہ جاگیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد حضرت حسن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی بن حسین۔ پھر حسن بن حسن پھر زید بن حسن پھر عبداللہ بن حسن اس کے بعد بنی عباس اس کے متولی بنے۔ مدینہ کے انصار میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ زیادہ مال والے تھے۔ ان کو بیرحاء کا باغ بہت محبوب تھا۔ جب آیت

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران - ۹۲)

ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ۔ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باغ کو اللہ کے نام پر صدقہ کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ انہوں نے زیادہ قریبی رشتہ دار حضرت ابی اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما کو دیدیا (ان پر وقف نہیں کیا)۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنا حصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

غرضیکہ ابن رشد نے المقدمات میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ میں سے حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت ابن عوف۔ حضرت علی۔ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت زید بن ثابت۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے (اپنی املاک کو) وقف فرمایا ہے۔

بعض علماء نے املاک کو روکنے یعنی وقف کرنے میں اختلاف فرمایا ہے۔ لیکن یہ ہر ایک کا کام نہیں ہے انسان کے لئے مناسب ہے کہ صرف اس چیز میں گفتگو کرے جس میں اس کو تجربہ اور ملکہ حاصل ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنگ خیبر میں ایک زمین ملی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہو تو اس کو وقف کر دو اور صدقہ کر دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک وصیت نامہ کے ذریعہ اس کو صدقہ فرمایا کیونکہ نہ اس کی اصل فروخت ہو سکتی تھی نہ ہبہ۔ نہ فقراء کو اس کا وارث بنایا جا سکتا تھا نہ رشتہ داروں کو نہ غلام کو آزاد کرنے میں اور اللہ کے راستہ میں۔ نہ مسافروں میں اور نہ مہمان پر خرچ ہو سکتا تھا پس جو شخص اس کا متولی ہو وہ اس زمین سے قاعدہ کے مطابق کھائے اور اپنے دوست احباب کو کھلائے تو کوئی حرج نہیں لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضول خرچی نہ کرتا ہو۔ غربا، مساکین کو دے سکتا ہے۔ غلام خرید سکتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ تَمْغَ اور صرمہ بن اکوع دو معروف مال (زمین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھے جس کو آپ نے وقف کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو ہے وہ اسی تَمْغَ کے بارے میں ہے کہ وہ جہاں چاہیں اس کی کھجوروں کو خرچ کریں ان کے بعد یہ اس شخص کی ملکیت میں جائے جو صاحب الرائے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے مال کو وقف فرمایا تو اس کا صدقہ جاریہ روزانہ چار ہزار دینار تک پہنچتا تھا حالانکہ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بہت سے صدقات کے اموال چھوڑے جو برادیس، خیبر اور وادی القریٰ تک پھیلے ہوئے تھے جس کی قیمت دو لاکھ دینار تھی۔ انہیں بڑے صحابہ میں سے حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ کا وقف ثابت ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر مسجد نبوی کی توسیع کے لئے وقف، صدقہ کر دیا۔ انہیں میں حضرت ابوالدحداح الانصاری رضی اللہ عنہ ہیں جب یہ آیت

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا الخ (الحدید-۱۱)

کون شخص ہے ایسا جو کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض الخ

نازل ہوئی تو آپ نے اپنی بیوی سے کہا اس باغ و گھر سے نکلو میں نے اس کو اپنے رب کو قرضہ میں دیدیا ہے۔ اسی طرح حضرت ارقم رضی اللہ عنہ نے اپنا وہ مشہور گھر جو دارِ ارقم اور دارالسلام کہلاتا تھا اپنی اولاد پر وقف کر دیا۔ ابوجعفر منصور کے زمانہ تک اسی پر عمل ہوتا رہا پھر اس بادشاہ نے ظلم کیا اور اسے فروخت کر دیا۔ تمام سادات اہل بیت کا بھی یہی معمول رہا ہے۔ زمانۂ قدیم میں کاشتکاروں، تاجروں، فقیروں اور کاریگروں کو مدد دینے کے لئے تعویز و گنڈا کو ذریعہ بنایا ہوا تھا اور ہم نے ہمارے تمدن اور تہذیب نے صدقات اور اوقاف کے ذریعہ انسانوں کو فائدہ پہنچایا۔ ہم یورپ والوں پر کئی زمانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سبقت کر گئے اللہ رب العزت اپنی مخلوق کو جیسا چاہے رکھے۔

المستوفی (کلکٹر) کے بارے میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر اہلِ نجران کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کے صدقات کو جمع کریں اور ان پر جزیہ مقدم کریں۔ یہ ۱۰ھ کا واقعہ ہے۔ واپسی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پہ ملاقات کی۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے بعض علماء کرام کی بحث کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عامل تھے یا متولی اس پر تبصرہ کیا ہے۔

صدقات کی وصولی کے لئے خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیہات کی طرف تشریف لے گئے اور کئی اونٹ ساتھ لائے۔ ہر ایک بیوی کو ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا۔ ان کے طلب کرنے پر ان کو بھی ایک اونٹ مرحمت فرمایا جس پر سوار ہونا دشوار تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہ اس کے ساتھ نرمی کرنا۔ نرمی انسان کو مزین کر دیتی ہے۔"

رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی حفاظت کرنے کے بارے میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کام پہ مامور فرمایا۔ اسی طرح مالِ غنیمت پر حضرت جزاعہ بن عبد ربھم رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور خمس کی ذمہ داری حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ اٹھاتے تھے۔

ناپ تول کے بارے میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ دو اوقیہ اور ایک یا دو درہم میں خریدا۔ قیمت کو ترازو میں جھکا ہوا تولا اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی کچھ زیادہ ہی عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ (تولنے والوں کے لئے) وزن کرو۔ اور جھکتا ہوا تولو۔ خیبر کے مال غنیمت میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مشرک رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کے طور پر) ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ بھجوایا۔ جس کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تول کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے کھانوں کو وزن کرو اس میں برکت دی جائے گی (یعنی وہ غذائیں جو ناپ تول کر خریدی جاتی ہیں)۔

شرعی پیمانے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مروج تھے وہ دس ہیں:-

① دینار ② درہم ③ مثقال ④ دانق ⑤ قیراط ⑥ اوقیہ ⑦ انش ⑧ النواۃ ⑨ رطل ⑩ قنطار۔

درہم اور اس کے استعمال کے بارے میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں درہم کی دو قسمیں تھیں پہلی قسم "السوداء الدامیہ" جس کا وزن درہم کے وزن کے اعتبار سے آٹھ دانق ہے۔ دوسری کا نام "طبریہ" ہے جو کہ درہم کے وزن سے چار دانق بنتا ہے۔ لوگ چھوٹے بڑے دونوں قسم کے درہم سے آدھا آدھا کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ درحقیقت ابتداء میں درہم اسلامی سکہ (قم) میں شامل نہیں تھا۔ پہلی قسم اہل فارس کی تھی اور دوسری اہلِ روم کا سکہ تھا یہ چھوٹا وہ بڑا تھا اور غیر منقسم چاندی کا ٹکڑا تھا۔

ابن حزم کی تحقیق ہے کہ مکہ مکرمہ میں سونے کے دینار کا وزن دو سو ۲۲۸ اٹھائیس درہم کا تھا۔ دوسرے علماء نے رطل بغدادی کا وزن ایک سو ۱۱۸ ۴/۱ اٹھارہ درہم اور اور ایک چوتھائی درہم اور وہ نوے ۹۰ مثقال بتایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کوئی سکہ رائج نہیں تھا۔ عبدالملک بن مروان نے اسلام میں سکہ کو رواج دیا آدھا رومیوں کا اور آدھا فارس کا لے کر اپنا ایک درہم بنا لیا۔ حجاز میں جو دینار رائج الوقت تھا اس پر رومی بادشاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تصویر ہوا کرتی تھی اور رومی زبان میں عبارت بھی ہوتی تھی۔ یہی حال فارس کے سکوں کا تھا۔ جس سکہ پر تصویر بنی ہوتی تھی اس کا رکھنا جائز قرار دیا گیا۔ لیکن ان کے کاغذ سے استنجا کرنا جائز نہیں ہے۔ نوٹوں سے جن پر تصویر بنی ہو استنجا کرنا جائز نہیں ہے۔ بہر حال جو سکہ خلفاء راشدین کے دور میں رائج الوقت تھا وہ تانبہ کا تھا۔ خلیفہ عبدالملک نے نقدی پر نقوش کشی شروع کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں درہم کھجور کی گٹھلی کی شکل پر تھا اس کے بعد یہ مدور بنایا گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درہم کو نقش کسروی پر بنایا اور اس پر "الحمد للہ" نقش کرایا۔ اور بعض پر محمد رسول اللہ کا اضافہ کیا گیا اور بعض میں ایک رُخ پر لا الہ الا اللہ وحدہٗ لکھوایا اور دوسرے رُخ پر "عمر" کندہ کرایا۔ (معلوم ہوتا ہے کہ بنایا کسی اور عمر نے اور منسوب کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے)۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جب بیعت لی گئی تو "اللہ اکبر" کا اضافہ کیا گیا اور جب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مجتمع ہوئے تو درہم پر ایک تمثال تلوار سونتے ہوئے بنایا گیا۔ اور جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ پر امیر بنے تو درہم کو گولائی کی شکل دی۔ پھر حجاج نے اس کو اور بدلا۔ صحابہ کرام اس وقت موجود تھے مگر کسی نے انکار نہیں کیا۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اس سے خرید و فروخت کرتے تھے۔

ایک بیان کے مطابق اسلام میں سب سے قدیم سکہ جو پایا گیا ہے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ۲۸ھ میں قصبہ "ھرتک" میں بنایا گیا تھا جو کہ طبرستان میں ہے اس پر خط کوفی میں "بسم اللہ ربی" لکھا ہوا ہے اور خلافت علی رضی اللہ عنہ ۳۸ھ میں سکہ پر "ولی اللہ" اور "بسم اللہ ربی" بھی لکھا ہوا تھا اور ایک درہم پر خط کوفی میں اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اور گولائی میں لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ ارسلہ بالھدی و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکین اور دوسرے رُخ پر لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہ لکھا ہوا تھا اور اس طرف اس کی گولائی میں لکھا ہوا تھا "ضرب ھذا الدرھم بالبصرۃ سنۃ اربعین" اور اس میں یہ بھی تھا "ضرب بلد بیجرد سنۃ سبعین" اور اس کے نزدیک میں سنۃ احد سبعین کوفی خط میں اور دوسری طرف خط پہلوی میں عبداللہ بن زبیر امیر المؤمنین لکھا ہوا تھا یہ بھی سکہ کسی جواد نامی نے بنایا تھا اور منسوب کر دیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے نام۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے نقدی (کرنسی) کو مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا۔ (ترکی کے جودت پاشا کی تاریخ سے ماخوذ)۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سکہ اموی تک تمام سکوں کو بالترتیب دیکھا ہے پہلی ترتیب میں سونا چاندی سے بنایا گیا ۷۲ھ سے ۱۳۲ھ اُن میں سے کسی سکہ پہ خلیفہ کا نام نہیں تھا۔

امام سیوطیؒ نے اپنے رسالہ "قطع المجادلہ فی تغیر المعاملہ" میں کہا کہ ابن شیبہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے دینار اور درہم کو بنایا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اسی میں ایک اثر ذکر کیا ہے کہ دینار اور درہم کا قرضہ لینا زمین میں فساد ہے اور یہ بھی ہے کہ سونے اور چاندی کا ٹکڑا کرنا زمین میں فساد ہے۔ بعض لوگ کسی مال کے عوض اس کی قیمت ادا کرنے کے لئے بلا وجہ بلا نفع اس میں سے ٹکڑا توڑ لیتے ہیں اس کو منع کیا ہے اور بنے ہوئے سکہ کو توڑنا تو اور بھی برا ہے۔

حضرت ابوحنیفہؒ نے حضرت ابوسلمانؒ سے روایت کی ہے کہ جس نے سب سے پہلے دینار کو سونے سے بنایا وہ قوم (تبع) ہے اور تبع اصغر نے درہم کو بنایا ہے اور سب سے پہلے جس نے پیسہ بنایا اور لوگوں کے ہاتھوں میں گردش کرایا وہ نمرود بن کنعان ہے۔ یمنی بادشاہوں سے ایک کا نام "التبابعۃ" تھا۔ مکہ مکرمہ میں دار التبابعۃ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناپنے تولنے کے پیمانے اور آلات کے بارے میں

اور وہ مُد۔ صاع۔ فرق۔ عرق۔ وسق ہیں۔

مُد کا معیاری پیمانہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا "مد" ہے۔ ویسے چار مد کا صاع ہوتا ہے۔ "مد" کی پیمائش میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ہمیشہ سے مغاربہ (اہل مغرب) اور اہلِ ہند میں اب تک مسلسل کئی قسم کے مد متداول ہیں۔ مصنف کے پاس جو مد ہے زکوٰۃ فطر (فطرہ ادا کرنے) کی شرعی پیمائش بتانے کے لئے انہوں نے خود تیار کیا ہے اور باہر کے حصہ میں کچھ عبارات تانبہ سے منقوش ہیں جیسا کہ ہندوستان میں بھی وہ عبارات بہت مقبول ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اہل مدینہ کے لئے یہ تھی :۔

اللّٰھم بارك لھم فی مکیالھم وبارك لھم فی صاعھم ومدھم۔

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع کی صحیح ناپ جاننا چاہتا ہو تو وہ جَو کے درمیانی دانہ کو لے (جس کا کنارہ کٹا ہوا ہو) دانے کی تعداد چونتیس ہزار اور مزید چھ ہزار اور چھ اور پھر پانچ دانے کو جمع کر لے اور ایسے برتن میں ان دانوں کو بھرے بس اسی مقدار کے بقدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع ہوگا۔ لوگ مد اور صاع کے پیمانہ بنانے میں بڑی فاش غلطی کرتے ہیں اور وزن ہلکا کرتے ہیں۔ فارس کے صاع کو بھرنے کے لئے اٹھارہ مٹھی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ دوسرے صاع بارہ مٹھی ہی میں بھر جاتے ہیں۔ زکوٰۃ فطر دینے کے لئے بڑا پیمانہ لینا چاہیئے صحیح ناپ تول کے لئے صحیح پیمانہ رکھنا بنیادی اور شرعی ضرورت ہے۔ جنہوں نے اس میں زیادتی یا کمی کی اُن کے لئے سخت وعید ہے۔

فرانس کے بعض علماء نے "مد اور صاع" کے موضوع پر مستقل تصانیف پیش کی ہیں اور فوٹو کاپی کے ذریعہ اس کی تصویر پیش کرنے کی مشقت بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائی ہے اور اس میں اس صاع مرتین کی صورت کو ثابت کیا ہے جو مصنف کے پاس تھی اور ایک مذکورہ رسالہ مطبوعہ پیرس میں موجود ہے۔ اسی طرح نہایۃ الاحکام کے اخیر میں ہمارے ایک ساتھی شہاب احمد الحسینی المصری نے اس پر عنوان قائم کیا ہے کیونکہ انہوں نے قول کو تحریر کیا ہے اور المکاییل شرعیہ اور دراہم شرعیہ کو خوب اچھے طریقے سے بیان کیا ہے۔ جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ واللہ اعلم۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور مکیال اہل مدینہ کا۔

اونٹ اور بکریاں پالنے کے بارے میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے چار سو درہم میں ہجرت کے لئے خریدی تھی۔ اس کے علاوہ ابوجہل کا اونٹ جو بدر کے دن مال غنیمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس دودھ دینے والی بکریاں جو جنگل میں چرا کرتی تھیں ان کا دودھ روزانہ دو مشکیزوں میں بھر کر لایا جاتا تھا۔ اور پندرہ دودھ دینے والی اونٹنیاں بھی تھیں۔ ان میں سے سات بکریاں توام ایمن رضی اللہ عنہا چرایا کرتی تھیں اور باقی دوسروں کے پاس تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مالِ غنیمت کے اونٹ لوگوں کو حج کرنے کے لئے عاریتاً دیدیا کرتے تھے کیونکہ اللہ کے مال سے یہ بہترین مدد ہوتی تھی۔

جانوروں یعنی اونٹ بکریوں کو داغ لگانے کے بارے میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقات کے اونٹ اور بکریوں کو داغ لگا دیا کرتے تھے۔ اور صحابۂ کرام کے بچوں کی تحنیک بھی فرما دیا کرتے تھے (جو بزرگ کسی گود کے بچہ کو کچھ چبا کر برکت کے لئے اس کے منہ میں رکھے اسے تحنیک کہتے ہیں)۔ حضرت عکراش بن ذویب التمیمی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تم صدقہ کے اونٹوں کو آلہ کے ذریعہ داغ لگاؤ (اور پھر گلہ میں چرنے کے لئے ملادو) فقہہ البزازیہ میں ہے کہ اصطبل میں گھوڑوں کی ران پر لکھا ہوا تھا "الفاروق حبس فی سبیل اللہ"، اس مسئلہ پر فقیہہ ابن عجیل نے میت کے کفن پر کوئی دعا لکھنے کے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ اس قیاس میں اشکال بھی بیان کیا گیا ہے۔

چراگاہ کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بقیع کی زمین میں ایک چراگاہ تھی وہاں عام مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے بھی تھی۔ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر وادی عقیق کی طرف تھی۔ بعض نے اس کو نقیع (نون سے) کہا ہے جہاں صاف پانی ملتا ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن عیاض رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شہد ہدیہ میں لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر بقیع میں ایک چراگاہ بنائی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے ایک فرمان لکھ کر عنایت فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال ہونے والی چیزوں پر امین بنانے کا بیان
ساتویں قسم

حضرت بلال رضی اللہ عنہ علاوہ مؤذن ہونے کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نفقات پر امین تھے۔ حضرت عبداللہ الھوازنی رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نفقات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا آپ کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی اس کے لئے میں ہی مقرر تھا۔ جب کوئی مسلمان ہونے کے لئے آتا اور آپ اس کو ننگا بدن دیکھتے تو مجھے حکم فرماتے میں قرض مانگ کر لاتا اور اس کے لئے چادر خرید کر پہنا دیتا تھا۔ اور اس کو کھانا کھلا دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال خرچ کرو اور عرش والے سے فقر و فاقہ کا اندیشہ مت کرو۔

دو لڑکوں کے ساتھ کچھ کمی کوتاہی ہو گئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان دونوں پر خرچ کرو۔ کسی نے تیزی دکھائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا میں ضرور تیری زبان کاٹ دوں گا۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی سے فرما رکھا تھا کہ جب میں تمہیں اس کا حکم کروں تو تم ان کو ایک ایک جوڑا ریدینا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو لے جاؤ اور ان کی زبانیں کاٹ دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر لے جانے لگے تو اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا وہ میری زبان کاٹ دیں گے؟ (وہ یہ کہہ کر شور مچانے لگے) اے جماعت مہاجرین کیا وہ میری زبان کاٹ دیں گے۔۔۔ اے جماعت مہاجرین کیا وہ ہماری زبان کاٹ دیں گے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھ پکڑ کر کھینچ رہے تھے گھسیٹ رہے تھے۔ جب وہ کافی بے چین ہو گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میں تم کو جوڑا یعنی خلعت پہنانے جا رہا ہوں جس سے تمہاری زبان کو بند کر دوں گا (یعنی کاٹ دوں گا) ان کو لے گئے اور ایک حلہ مرحمت فرمایا۔

ابو بیزر رضی اللہ عنہ جو نجاشی کے والد تھے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے خرچہ میں وہ بھی گذارا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خرچہ کے ساتھ اس کے بعد ان کے صاحبزادے کے خرچہ کے ساتھ گذر اوقات کرتے تھے۔

امور مالیہ میں وکیل بنانے کے بارے میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرا وکیل تمہارے پاس آئے تو ان سے پندرہ ۱۵ وسق لے لینا۔ اگر وہ کوئی نشانی طلب کرے تو اس کی ہنسلی کی ہڈی پر ہاتھ رکھ دینا۔ اسی طرح مروان بن جزع انصاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیبر کے مال غنیمت کے حصول پر امین تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیدیوں اور اموال غنیمت کو روکے رکھنے کے بارے میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ خیبر کے اموال اور قیدیوں کو مقام جعرانہ میں روکے رکھیں۔ اسی طرح جمہرۃ بن الکلبی عمر بن قاری کو حنین کے دن اموال غنیمت پر عامل بنایا تھا۔

مال کو امیر کے حکم کے مطابق عامل کا مختلف مصارف میں خرچ کرنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد بنی خزیمہ کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ لیکن یہاں کے لوگ بہت بے قابو ہو رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تکلیف ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ ان لوگوں کی طرف جاؤ اُن کے معاملات کو دیکھو اور ان کی جاہلیت کو اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

جیسے پچھلے اوراق میں گذر چکا عبداللہ بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ کو مال دے کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ فقراء قریش میں تقسیم کر دیں۔ اسی طرح سعد بن زید بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو بنی قریظہ کے قیدیوں کے لئے مال بھیجا اس کے بعد نجد سے وہ گھوڑے اور ہتھیار خرید کر لائے۔

وفود کے قیام کرانے کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ اور تبوک کی فتح سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف اسلام میں داخل ہو گئے اور بیعت کر لی تو ہر طرف سے وفود عرب آنے شروع ہو گئے یہ سنہ ۹ھ کا واقعہ ہے۔ اس کو سنہ وفود کہتے ہیں۔ جب قریش جو کہ لوگوں کے امام تھے، رہبر تھے۔ بیت اللہ اور حرم شریف کے متولی تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ غرضیکہ تمام عرب کے لیڈر تھے وہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ہو گئے تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی کسی میں طاقت باقی نہ رہی۔ پس پھر ہر طرف سے لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو گئے۔

شروع شروع میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا گھر جو الدار الکبریٰ کہا جاتا تھا وفود کو ٹھہرانے کے لئے مخصوص کیا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کو ٹھہرایا کرتے تھے۔ اس لئے اس کا نام دار الضیفان بھی تھا۔

حضرت حبیب بن عمروؓ اپنے چھ ساتھیوں کے ہمراہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو وہاں ٹھہراؤ جہاں وفد قیام کرتے ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ان کو ایک وسیع مکان میں لے گئے جس میں کھجوروں کے درخت تھے اور اس وقت عرب سے آئے ہوئے اور وفود بھی قیام پذیر تھے اور وہ حضرت رملۃ بنت الحارث انجاریہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا۔ اسی مکان میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنی قریضہ کے لوگوں کو قید میں رکھا۔ اسی مکان میں تمیم عینیہ بن حصن اور ان کے ساتھی کے وفد کو ٹھہرایا گیا تھا اور اسی میں بنی کلاب اور ان کے تیرہ ساتھیوں نے بھی قیام کیا تھا۔ حارث بن عوف مزنی جو کہ خرسان الجاھلیہ سے مشہور ہیں اپنے وفد کے رئیس تھے آئے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے اُن کو بھی اسی مکان میں ٹھہرایا گیا۔ بنی حنیفیہ کا وفد ایک اور صحابیہ کے مکان میں ٹھہرا۔ ان کو مہمانی میں ایک وقت گوشت روٹی اور ایک وقت روٹی دودھ اور ایک وقت روٹی، گھی دیا جاتا تھا۔ اس وفد میں مسیلمۃ الکذاب بھی شامل تھا۔ ثعلبہ بن الحدت بن زید الانصاریہ کا مکان بھی وفد کے ٹھہرانے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

المختصر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں یہ وفد کے قیام کا مسئلہ زیر بحث آیا کیونکہ انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں مہمان خانے بنوائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلسل ان میں کھانے پینے کی چیزیں فراہم کیں اور ضرورت کے مطابق منقطع الغزاۃ کی اعانت فرماتے (یعنی جو کوئی سامان نہ ہونے کی وجہ سے جہاد میں شرکت کرنے سے قاصر ہوتا اُن کے لئے سامان مہیا کر کے اُن کو بھیجتے تھے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان مسافر خانے بنوائے اور ان میں مصلحت کی چیزیں رکھوائیں۔ اسی طرح ملک شام اور حجاز مقدس کے راستوں پر انتظام فرمایا۔

وفود کے لئے گول گنبد

وفد ثقیف کے قیام کے لئے گول گنبد کا قبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک کونہ میں ان کی خاطر بنوایا تاکہ وہ لوگ قرآن کریم سن سکیں اور نماز پڑھتے ہوئے دیکھ سکیں۔

بعض صحابہ کی خدمت میں وفود کا آنا

ایک وفد احلاف حضرت مغیرہ بن سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مالک کے ہمراہ مسجد کے اندر قبہ بنوا کر ٹھہرایا اور ہر رات کو ان کے پاس تشریف لاتے تھے اور ان سے قریش کے حالات معلوم کرتے اور ان کی شکایات سماعت فرمایا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُن وفود کی دس دن تک ضیافت چلتی تھی۔ نجران کا وفد چودہ آدمیوں پر مشتمل تھا وہ نصاریٰ کے اکابرین اور نمائندہ چیدہ چیدہ لوگ ان میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرایا۔

حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ جو کہ عرب کے دانشور اور زیرک لوگوں میں سے تھے جب آئے تو حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنی والدہ کے مکان کے اوپر کے حصہ میں ٹھہرایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی رملہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے مکان میں وفود کو ٹھہراتے تھے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا انصار کی عورتوں میں بہت مالدار شمار ہوتی تھیں۔ اللہ جل شانہٗ کے راستہ میں بہت خرچ کرتی تھیں اور ان کے ہاں مہمان کثرت سے آتے تھے۔ آئیلہ کا بادشاہ یحنہ بن روبہ جب اہل شام، اہل یمن اور اہل بحر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ عثمان بن قیس التمیمی نے مصر میں سب سے پہلے مہمان خانہ بنوایا۔

وفود کی دیکھ بھال کرنے پر متولی کا بیان

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور وفد ثقیف وغیرہ کے درمیان رابطہ آفیسر تھے۔ وہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیا ہوا کھانا اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نہ کھاتے تھے اور وہ لوگ رمضان المبارک کا روزہ رکھتے تھے۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے لئے افطار اور سحر کا کھانا لے کر آتے تھے۔ بنی سلمان کے جس وفد کو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ٹھہرانے کا حکم دیا تو ان سے یہ بھی فرمایا کہ ان کو مرحبا کہو، ان سے محبت کا اظہار کرو اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کی اچھی طرح مہمانی کریں اور ان کو انعام دیں۔ عطیہ دیں اور اس سے زیادہ دیں جتنا کہ اور وفود کو دیا جاتا ہے۔ اور یمن کا بادشاہ جب مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان کا استقبال کریں تو انہوں نے ان کو "الحیرہ" میں ایک مکان میں ٹھہرایا۔

(طبقات ابن سعد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ وفود کو توشہ دو۔ ایک معجزہ

حضرت نعمان بن مقرن المزنی رضی اللہ عنہ نے اپنے چار سو آدمیوں کے وفد کے ساتھ واپسی کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان لوگوں کو توشہ دو۔ عرض کیا کہ میرے پاس سوائے تھوڑی سی کھجور کے کچھ نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو ان کو پورے سفر کا توشہ دیدو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے کے کوٹھے پر چڑھ گئے۔ وہاں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں خاکستری رنگ کی کھجوریں بھری پڑی ہیں سب نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا۔ نعمانؓ کہتے ہیں کہ یہ معجزہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ وفود کو انعام دیا کرو جیسا کہ میں انعام دیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمان کے عامل کو جو قیصر کی طرف سے مقرر تھا یعنی فروہ بن عمر الخذاعی کو بارہ اوقیہ اور ایک نُش عطا فرمایا۔ عبداللہ الاشج کو بھی اتنا ہی دیا۔ وفد کے ایک چھوٹے لڑکے کو جس کا نام عمرو بن اہم تھا عطیات دیئے۔ اسی طرح قبیلہ قضاعہ کے وفد بہرام کے تیرہ[۱۳] آدمیوں کو عطیات کا حکم فرمایا۔ وفد غسان کے تیرہ آدمی تھے ان کو عطیات دیئے۔ وفد سلامان کے سات آدمی تھے ان کو عطیات کا حکم دیا۔ ان کے ہر آدمی کو پانچ اوقیہ چاندی دی گئی معذرت کے ساتھ۔

یمن کے ازد قبیلہ کا وفد عامر دس آدمیوں کا آیا اور اسلام قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک تحریر لکھوائی جس میں اسلامی شریعت کا بیان ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اُن کو قرآن سکھلائیں اور ان کو بخشش عطا فرمائی۔ وفد بنی حنیفہ کے ہر فرد کو پانچ اواق انعام دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کچھ لوگ ہماری سواریوں کی حفاظت کے لئے پیچھے کجاوے پر رہ گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تمام ساتھیوں کو بھی اتنا ہی انعام دیا۔ یہ مذکورہ آدمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیلمہ کذاب تھا۔ اسی طرح الشیخ عبدالقیس کے وفد کو عطیات کا حکم فرمایا اور ان پر عبداللہ الشیخ کو فضیلت دی ان کو بارہ اوقیہ اور ایک نش عطا فرمایا۔

وفود کی آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آراستہ ہونا اور بخشش دینا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب وفود آتے تو آپ بہترین کپڑے زیب تن فرماتے اور اپنے صحابہ کو بھی اس کا حکم فرماتے۔ جب وفد کندہ آیا تو آپ نے یمن کا جوڑا پہنا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی جوڑا پہنا۔

مسافروں کے لئے فندق (ہوٹل) بنانے کے بارے میں

بعضوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ (النور-۲۱)

نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا۔

سے خانات یعنی ہوٹل کو استنباط کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دار الرقیق (یا دار الدقیق) بنایا تھا اس میں آٹا، ستو، کھجور اور کشمش وغیرہ رکھا کرتے تھے اور منقطع سامان سفر بھی اور مسافروں کی اعانت بھی فرمایا کرتے تھے۔ مکہ مدینہ کے راستہ میں پانی کی سبیلیں بھی بنوائی تھیں اور سایہ کا انتظام کیا تھا۔ اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی اجازت اور ترغیب دی۔

صحابیات کے لئے شفاخانہ اور قیام گاہ کے بارے میں

سب سے پہلے بقراط نے شفاخانہ اور قیام گاہ قائم کیا اور اپنے خادموں کو دوا دارو کے کام پر لگایا۔ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ خندق کے دن قریش کے تیر سے زخمی ہو گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے علاج کے لئے مسجد کے اندر ایک خیمہ لگوایا۔ یہ خیمہ ایک صحابیہ "رفیدہ" کا تھا۔ وہ زخمیوں کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کرتی تھیں اور اسی کام کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف کر رکھا تھا۔ ان کی شریک کار ان کی بہن کعیبۃ بنت سعید الاسلمیؓ بھی تھیں۔

اسپتال کے بارے میں اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زرین کا ثبوت ملتا ہے۔ اور سب سے پہلے اسپتال کی وسیع معنوں میں شکل دینے والے ولید بن عبدالملک ہیں جنہوں نے ۸۸ھ میں یہ کارنامہ انجام دیا۔ اس میں ڈاکٹروں کو مقرر کیا اور اس کے لئے خطیر رقم مختص فرمائی اور کوڑھی (جزام کا مریض) یا نابینا مریض پر دن رات خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں طبیب (ڈاکٹروں) کے بارے میں

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے امّی جان! آپ کے علم شاعری سے مجھے کوئی تعجب نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں جو کہ لوگوں میں آپ زیادہ علم و دانش والے تھے۔ لیکن مجھے آپ کی طبی مہارت اور اس کے علوم سے بڑا تعجب ہے۔ آپ نے حضرت عروہؓ کے شانوں پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں علیل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرب کے مختلف جہات سے وفود آتے تو اُن کی عمدہ صفات بیان فرماتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج کرتی تھی۔ پس یہیں سے میں نے علاج معالجہ سیکھا۔

(مصنفؒ فرماتے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود علاج معالجہ فرماتے تھے۔ صحت کی حالت میں بھی اور مرض کی حالت میں بھی۔ صحت کی حالت میں حفاظت والی تدابیر سے مثلاً ریاضت، مجاہدہ اور کم کھانے کے ذریعہ اور تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانے سے اور تر کھجوریں خربوزہ کے ساتھ کھانے سے اور فرماتے اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو دور کرتی ہے۔ اثمد بینائی کے لئے ہر روز اثمد کا سرمہ لگا کر آنکھوں کا علاج فرماتے تھے۔ گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھواتے تھے۔ کھانوں کی خاصیت کی رعایت فرماتے تھے۔ حرارت و برودت کی صفت کو معتدل بناتے تھے۔ مرکبات اور ادویات میں یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑی اصل ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کی چھاتی کے درمیان رکھا تو ان کو اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی تو فرمایا انک مفئود یعنی تم دل کے بیمار ہو۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قبیلہ ثقیف کے حارث بن کلاہ کے پاس جاؤ وہ طب کا علاج جانتے ہیں۔ وہ عرب کے فضلاء اطباء میں سے تھے طائف کے رہنے والے تھے اور فارس میں رہ کر وہاں کی متعدد ڈگریاں طب میں حاصل کی تھیں اور فارس میں بھی مشہور طبیب رہے پھر اپنے ملک کو لوٹے تو بڑا نام پیدا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ طب کو حاصل کرتے ہر اس شخص سے جو طب کا علاج جانتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف اللہ کے حکم سے جھاڑ پھونک کی اجازت دی (اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اریقط الدولی کو ہجرت کے وقت میں رہبری کے لئے مقرر کیا حالانکہ وہ کافر تھا۔ اس سے طب یعنی علاج اور سرمہ اور ادویات، حساب کتاب اور نبض شناسی ان امور میں کافر کی طرف رجوع کرنے کی دلیل معلوم ہوتی ہے حالانکہ کوئی چیز راستہ کی رہبری سے زیادہ خطرناک نہیں ہے خصوصاً ہجرت کے راستہ میں۔

ابوالحکم ایک نصرانی طبیب تھا اور کئی قسم کے علاج جانتا تھا۔ ایک اور نصرانی طبیب ابن رتال تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان پر اعتماد کرتے تھے وہ ادویات، مرکبات، مفردات ان کی قوۃ اور زہر قاتل کے اجزاء کو ان سے معلومات حاصل کرتے تھے۔ ابورمثہ رفاعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں طبیب تھا جو کہ ہاتھ بنانا جانتا تھا۔ اصابہ میں ہے کہ شمروں بن قباب الکعبی النجرانی طبی علاج کرتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مسائل طبیہ میں مذاکرہ فرمایا۔ شمروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے مبارک کو بوسہ دیا اور کہا "اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے آپ تو مجھ سے زیادہ علم طب جانتے ہیں۔ ضماد بن ثعلبہ ازدی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قرب حاصل تھا آپ بڑے سمجھ دار اور حاذق طبیب تھے اور جھاڑ پھونک بھی کرتے تھے۔

پہلے زمانہ میں پچکاری لگانا اور انجکشن لگانا ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ انجکشن لگوانے سے درد کو آرام ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا جب درد اٹھے تو انجکشن لگوایا کرو۔ طبیب عرب حارث بن کلاہ نے کسریٰ کو بتایا تھا کہ انجکشن وغیرہ سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے اور اس سے ہاتھ پاؤں بے حس ہونے سے اور بوجھل ہونے کی بیماریوں میں فائدہ ہوتا ہے۔ انجکشن کو عربی میں حقنہ کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کرنے کو مباح فرمایا ہے

اُم جمیلہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے چہرے کی تکلیف بیان کی اور عرض کیا کہ میں نے دوا استعمال کی تو اس سے مجھے تکلیف بڑھ گئی۔ آپ مجھے کیا حکم فرماتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ ہم میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگر ایک آنکھ میں خرابی آجاتی تو ہم سے کہا جاتا کہ اس کو نکال دو اور اس کی جگہ دوسری آنکھ لگا دو۔ اس کو بدل دو۔ اگر وہ اچھی نہیں ہوتی اگرچہ اس میں کچھ تکلیف تو ہوگی لیکن اگر کوشش کرنا چاہو تو کر کے دیکھئے۔[1]

شریان کا آپریشن (جراحی) کرنے کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک طبیب

[1] ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ روایت تو آنکھ کی تبدیلی یعنی کور نیا بدلنے کا ثبوت ہے پھر علماء کرام کو کیوں اعتراض ہے؟ جواباً عرض ہے کہ اس مسئلہ میں پوری تفصیل تو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "اعضاء انسان کی پیوند کاری" میں ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعضاء انسانی کی تبدیلی کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) انسانی عضو کا بدل جمادات یا نباتات سے تلاش کیا جائے (۲) حیوانات کے اعضاء سے یہ کام لیا جائے (۳) انسانی اعضاء سے یہ کام لیا جائے۔ پہلی دونوں صورتیں ہر حیثیت سے بے خطر، بے ضرر ہونے کی وجہ سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تیسری صورت کی قطعی حرمت کے دلائل قرآن و سنت اور فقہاء امت کی تصریحات کے ساتھ رسالہ مذکور میں درج ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھیجا اس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی۔

داغ لگانا

ابو دمثہ رگوں اور پٹھوں کے علاج کا ماہر تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جن کو کانٹا چبھ گیا تھا۔ پس اُن کا علاج داغ لگا کر کیا گیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جب تیر لگا تو اس کا علاج بھی دو مرتبہ داغ لگانے سے کیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو لقوہ کی بیماری ہوئی تو ان کا علاج بھی داغ لگوانے سے ہی کیا گیا۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نمونیہ ہوا تو داغ لگایا گیا تھا۔ خون کو روکنے کے لئے داغ لگانا بہترین تدبیری علاج ہے۔

زخم پر تھوک لگانا

اُحد کے دن بہت لوگ زخمی ہوئے تو ان کا علاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جو زخمی یہاں سے گذرے اس پر بسم اللہ کہو اور اس کے زخم پر تھوک دو۔

فن طب سے ناواقف عطائی کو لوگوں کا علاج کرنا جائز نہیں

(الحدیث)

اس میں حکم شرعی کے ساتھ ساتھ حکم سیاسی بھی ہے۔ یعنی جس نے علم طب کو اختیار کیا اور پھر اس کو ترقی نہ دی اور اس فن کے فضلاء کی صحبت میں رہ کر اس کی مشق اور تجربہ اور پریکٹیکل تحقیقات نہیں کیں اور اپنے ناقص طب سے اپنے زیر علاج مریض کو مار ڈالا تو ایسا طبیب اس کا جواب دہ اور ذمہ دار ہوگا۔

اِدارہ صحت کی طرف سے احتیاطی تدابیر اور تحفظ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی زمین میں وبا پھیل جائے تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو اور جب کسی اور زمین میں سنو کہ وہاں وبا پھیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے تو اس کی طرف نہ جاؤ۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں وہاں وبا کی خبر ملی تو فوراً واپس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔

حضرت فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک زمین ہے جس کو ارض ابیق کہتے ہیں۔ ہماری زراعت ہمارے باغات اور وہی ہمارے کھانے پینے کا مرکز ہے لیکن وہ کثیر الوبا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی وبا شدید ہے اس لئے اس کو اپنے سے الگ کر دو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مریض کے کپڑے اور اس کا جسم سب ہلاکت ہے یہ مسئلہ بدا عتقادی یا بدفالی کا نہیں ہے بلکہ یہ باب طب سے متعلق ہے۔ اطباء کے نزدیک ہوا اور فساد جسم دوسروں کو بہت جلد متاثر کرنے والا ہوتا ہے ہر چیز اللہ کے حکم سے ہوتی ہے۔

کتاب طب نبوی میں ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کی آنکھیں دکھتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس نہیں جاتے تھے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں مجھے ایک عجیب بات معلوم ہوئی کہ سلطان ابوالعباس منصور نے اپنے صاحبزادے کو خط لکھا کہ تمہارا کاتب سوس کی بیماری میں مبتلا ہے لہٰذا جب کوئی خط تمہارے پاس آئے تو اس کو جلدی نہ کھولو بلکہ ثقیف کے سرکہ میں ڈبو کر خشک کر لو پھر کھولا کرو۔ یہ وبائی امراض سے حفاظت کے لئے بہت ضروری ہے۔ آج بھی فرنگیوں میں یہ طریقہ رائج ہے جس کو الکرنتیہ (قرنطیہ) کہتے ہیں۔ غرضیکہ دوا سے علاج کرنا۔ وبا سے پرہیز کرنا اور گرتی ہوئی دیوار کے نیچے بیٹھنے سے احتراز رکھنا واجب ہے۔ واللہ اعلم۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فن طب میں بلاغت و حکمت

الرشاطی جب ایک وفد کے ساتھ ملک شام سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ان کے لئے اپنی چادر مبارک کو بچھا دیا۔ حکماء میں ان کا شمار تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور شہید ہو گئے۔ اسی طرح انجشہ بن صیفی التمیمی مشہور و معروف حکیم تھے۔ حافظ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی مکاتبت کو ذکر کیا اور خطیب سے منقول ہے کہ ان کو حکمت اور بلاغت میں وافر حصہ ملا تھا اور وہ حکمت سکھایا کرتے تھے۔

حکیم العرب حضرت غیلان بن سلمیٰ رضی اللہ عنہ کسریٰ کے ساتھ وفد میں آئے تو کسریٰ نے ایک دن حکیم غیلان سے پوچھا کہ آپ کا کون سا بیٹا آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ حکیم غیلان نے کہا کہ چھوٹا حتیٰ کہ وہ بڑا ہو جائے اور وہ مریض حتیٰ کہ وہ تندرست ہو جائے اور عیب دار اور حتیٰ کہ وہ ادب سیکھ لے۔ کسریٰ نے کہا کہ تم کو یہ حکمت کی باتیں کس نے سکھلائیں یہ تو حکماء کی باتیں ہیں اور تم تو دیہاتی گنوار ہو حالانکہ وہ شاعر بھی تھے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حکمت والے آدمی ہیں۔ علقمہ بن یزید بن سوید الازدی رضی اللہ عنہ کی ذہنیت اور بلندی کو دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم مومنین ہیں۔ فرمایا ہر بات کی دلیل ہوا کرتی ہے تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا کہ پندرہ چیزیں ہیں ان میں سے پانچ آپ کے قاصدوں نے سکھلا دی ہیں اور پانچ چیزوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا جس پر ہم عمل کرتے ہیں کلمہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔ اور پانچ چیزیں وہ ہیں جو ہم زمانہ جاہلیت سے اخلاقی طور پر کرتے چلے آئے ہیں مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ ہوں (تو چھوڑ دیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہ پانچ چیزیں جو ہمارے قاصدوں نے تم کو بتایا وہ کیا ہیں؟ پس انہوں نے ایمان کا ذکر کیا اور فوائد اسلام کا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ چیزیں کیا ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں تم اخلاقی طور پہ کیا کرتے تھے؟ عرض کیا کہ آسودگی میں شکر گذاری کرنا اور مصیبت میں صبر کرنا اور اپنے رب کے فیصلہ پر راضی رہنا۔ دشمن کے مقابلہ میں سچائی ظاہر کرنا۔ اور دشمن کی خوشی کو چھوڑنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکماء و علماء قریب ہے کہ وہ اپنی سمجھ سے انبیاء کے درجوں تک پہنچ جائیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا میں بھی اور پانچ چیزوں کا اضافہ کروں گا تو یہ بیس ۲۰ مکمل ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہتے ہو (یاد رکھو) اتنی مقدار نہ جمع کرو جس کو کھا نہ سکو۔ اتنی عمارت نہ بناؤ جس میں رہنے کی حاجت نہ ہو۔ ایسی چیزوں میں آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو کل کو جسے چھوڑ کر جانا ہے۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے اور اس کے سامنے پیش کئے جاؤ گے (یعنی عمل صالح میں) اور اسی کے ساتھ ہمیشہ رہو گے۔ ان لوگوں نے ان نصیحتوں کو محفوظ کیا اور ان پر عمل کیا (بہر حال علم تو اچھائی کو برائی سے پہچاننے کا راستہ ہے)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو امت میں حکمت کا جاننے والا فرمایا ہے انہوں نے فرمایا دنیا میں گدلاپن ہے اس سے وہی نجات پا سکتا ہے جو اس سے پرہیز کرے۔ نفسانی خواہشات والے اس میں پھنس جاتے ہیں نصیحت قبول کرنے والے عالم اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اہل دنیا بیچارے مسکین ہیں وہ مال و دولت کی فراوانی دیکھتے ہیں (اور اسی طرف مغلوب ہو جاتے ہیں)۔ ہم بھی ان کو دیکھتے ہیں لیکن (متاثر نہیں ہوتے) جب قیامت کا دن ہو گا وہ حساب دیتے ہوں گے اور ہم اس سے بری رہیں گے (انشاء اللہ)۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں بلاغت اور حکمت کے بارے میں جو نشاندہی کی گئی اہل خرد کے لئے وہی کافی ہے (ناقل)۔ اگر کوئی شخص عرب حضرات کے احوال اور اخلاق کے متعلق مزید تبصرہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ عقل کے راستہ سے سوچے یہ کوئی بناوٹی گڑھی ہوئی بات نہیں ہے۔ زمانۂ جاہلیت کے حالات اور اخلاق کی تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ سرکار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزت نے انہیں جاہلیت والوں میں مبعوث فرمایا جن کا فلسفہ میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کی کایا ہی پلٹ دی کہ دنیا کے تمام حکماء کی عقلیں حیران و ششدر رہ جاتی ہیں کہ حکمت کے میدان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کس طرح اور کس قدر سبقت لے گئے۔ (مصنف نے فرمایا) الصدر الشیرازی وغیرہ اور دوسرے حضرات محققین نے اس بات کی صحیح تحقیق فرمائی ہے کہ جو صحیح فلسفہ کے علوم عقلیہ سے یا سیاسی سرگرمیوں سے یا موجودہ سیاست سے حاصل ہوا وہ سب کتاب وسنت کی سیاست اور فلسفہ کا رہین منت ہے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ اگرچہ پہلے زمانہ میں کچھ مخالفت کے آثار ملتے ہیں لیکن اُن کا پیدا ہونا دراصل ان کی غلط ترجمانی اور خطا کی کارفرمائیاں ہیں اور یہی مخالفت کا سبب ہوسکتا ہے۔ اس سے بعد کے صحیح ترجمانی کرنے والوں نے جب صحیح عنوان سے ترجمہ کا حق ادا کر دیا تو موافقت ظاہر ہوگئی۔

نجومیوں کے بارے میں

ربیع بن زیاد حارثیؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے زمانہ میں عرب و عجم میں ان سے بڑا نجومی کوئی نہیں تھا۔ حضرت حسن بصریؒ اُن کے کاتب تھے اگر کسی فیصلہ میں تنگی ہوتی تو علم نجوم سے بھی استفادہ کرتے تھے احادیث میں اس کی اصل ملتی ہے اور اس بارے میں آثار نقل کیے ہیں[1]۔

---

[1] اس قسم کی تاریخی روایات کی وجہ سے صحیح احادیث کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ جبکہ اہل علم کا اس پر اجماع بھی ہو۔ چنانچہ ترمذی باب الحیض میں نجومیوں کی بات پر عقیدہ رکھنے پر سخت وعید آئی ہے کہ جس نے نجومیوں کی بات پر یقین کیا اس نے ان باتوں کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ دوسری روایت عتاب الکبائر میں مسلم شریف سے نقل کیا ہے کہ جو شخص عراف کی بات کی تصدیق کرے اس کی چالیس دن کی نماز نامقبول ہو جاتی ہے (معظم)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیافہ شناسوں کے بارے میں

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہی چادر میں سر ڈھانک کر سو رہے تھے اور ان کے پاؤں ظاہر ہو رہے تھے تو مجزر المدلجی الکنعانی نے ان کو قیافہ شناسی سے مکمل طور پر پہچان لیا۔ عرب حضرات کے نزدیک علم قیافہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک نشانات قدم سے پتہ چلانے سے متعلق ہے اور دوسرا جسم کے اعضاء کے ذریعہ ان میں کچھ قبائل تھے جن کو اس فن میں شہرت حاصل تھی۔ شریعت نے قیافہ دانوں کی نفی نہیں کی ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا ہے۔

فقراء و مساکین کے لئے مکان بنوانے کے بارے میں

یہ ان مکانات کے متعلق ہے جو دینی فقراء اور مساکین کے واسطے بنایا جاتا تھا۔ یہ حضرات اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کے پاس نہیں رہتے تھے اسی سے گوشہ نشینی کی اصل کا پتہ چلتا ہے۔ وہ لوگ علم دین سیکھنے کے لئے گوشہ نشین رہتے تھے۔ یہ ایک طرح کی خانقاہ ہوتی تھی جس کا تابعین کے زمانہ میں زیادہ رواج پڑا اور لوگوں نے اسے اصحاب صفہ کی طرف منسوب کیا۔ اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت اور ریاضت پر مٹا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک مخصوص جگہ یعنی چبوترہ بنوا دیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مال آجاتا تھا تو اسے ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ اہل صفہ کی بڑی تفضیل بیان کی گئی ان کی تعداد بڑھتی گھٹتی رہتی تھی جو ان میں سے شادی کر لیتا تھا یا سفر میں چلا جاتا تھا یا کوئی نیا مسافر آجاتا تھا اسی اعتبار سے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ اسی طرح ان کے لئے کھانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آتا تھا۔ ایک مرتبہ جب کچھ مال آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوشہ لے کر مسجد میں دو ستونوں کے درمیان لٹکا دیا۔ لوگوں نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہوئے اور دونوں ستونوں کے درمیان رسی لٹکا کر انگور یا کھجور کے خوشوں کو لٹکا دیا کرتے تھے۔ کبھی بیس کبھی اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو جاتے تھے وہ ان خوشوں کے کھانے کے بعد لوٹ جایا کرتے تھے۔ پھر دوسرے لوگ آتے وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ جب رات ہو جاتی تھی تو بھی یہ معاملہ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد کی ہر دیوار پر ایک خوشہ مساکین کے لئے لٹکا دو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس کی تقسیم اور حفاظت پر مامور تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا طلب کیا تو آپ نے فرمایا تم کو نہیں دوں گا۔ اہل صفہ کو بلاؤ جن کے پیٹ کمر سے لگ رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان حضرات کو مسجد میں شب گذاری کی اجازت مرحمت فرماتے تھے جو ضعفاء میں سے ہوتے تھے اور اپنے چال چلن خراب نہیں کرتے تھے۔ اصحاب صفہ کے تقریباً چار سو قریش کے مہاجرین لوگ تھے۔ مدینہ میں نہ ان کا کوئی گھر تھا اور نہ خاندان وہ حضرات مسجد کے صفہ میں رات کو قرآن مجید سیکھتے تھے اور دن کو کھجور کی گٹھلیاں جمع کرتے تھے۔ یہ حضرات ہر لشکر میں اللہ کے راستہ میں نکلتے تھے۔ یہ حضرات تو نماز پڑھتے تھے اور دوسری نماز کا انتظار فرماتے تھے۔ یہ حضرات رات میں آپس میں سیکھتے سکھاتے تھے اور دن کے وقت میں پانی لایا کرتے تھے اور مسجد میں رکھتے تھے اور لکڑی چن کر لایا کرتے اور ان کو بیچ کر اہل صفہ کے لئے کھانا فراہم کیا کرتے تھے۔

جب کچھ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور درخواست کی کہ ان کے ہمراہ کچھ صحابہ کو بھیجیں تاکہ وہ ان کے قبائل کو قرآن اور دین سکھائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اصحاب صفہ اور مسجد والوں میں سے ستر صحابہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ اصحاب صفہ میں سے حضرت ابوہریرہ عبداللہ بن ام مکتوم۔ صہیب۔ سلمان۔ خباب اور بلال رضی اللہ عنہم تھے اور وہ حضرات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر اسلام میں داخل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے اور ان کو صفہ کے مدرسہ میں گویا داخلہ دیدیا گیا تھا۔ آیت

اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ (البقرہ ۔ ۲۷۳) جو رُکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں الخ

اہل صفہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اللہ کے راستہ میں جماعت کے ساتھ نکلنا ہی ان حضرات کا کام تھا۔ یعنی یہ حضرات جہاد کی مشغولیت کی وجہ سے معاش اور تجارت میں مشغول نہیں ہو سکتے تھے۔ پس اسباب ظاہری کو چھوڑنا ایسا طریقہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمایا اور ان کو تو صرف توکل اور بھروسہ کا حکم فرمایا۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں دنیا سے زہد اور کنارہ کشی دو طرح کا تھا۔ ایک ان میں سے اکثر حضرات وہ تھے جو دنیا کے حصول اور کوشش کو بالکل ہی ترک کئے ہوئے تھے۔ وہ صرف علوم اور معارف اور اس کی نشر و اشاعت میں اور عبادات میں منہمک رہتے تھے اور بہت سے حضرات وہ تھے جو دنیا کو حاصل تو کرتے تھے لیکن اسی قدر حاصل کرتے تھے جس سے دوسروں کو نفع پہنچ سکے۔ اس کے علاوہ ان صحابہ کے متعلق یہ گمان رکھنا کہ وہ حصول دنیا میں مشغول ہو جاتے تھے بہت بڑی جرأت ہے۔ انہیں صحابہ کرام کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ الآیۃ (البقرہ ۔ ۲۷۳) جو لوگ راہِ حق میں مقید ہو گئے وہ عادۃً ملک میں چلنے پھرنے کا امکان نہیں رکھتے۔

پہلے قسم کے حضرات کو مسجد میں رہنے کی اجازت شرعًا موجود ہے۔ اس لئے کہ اہل صفہ مسجد کو لازم پکڑے ہوئے تھے وہ وہاں سوتے بھی تھے اور باتیں بھی کرتے تھے لہٰذا ان کا عبادت کی غرض سے قیام ممنوع نہیں کہا جا سکتا یہ اہل صفہ حضرات اللہ رب العزت کے برگزیدہ لوگ تھے۔ انہیں مبارک ہو اور ہم ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے وسیلہ پکڑتے ہیں کہ ہمیں بھی ان کی برکات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔

سے کامیابی اور سرخروئی عطا فرماوے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات اور تعلقات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو تھے اس سے سب ہی واقف ہیں۔ رات کے وقت مسلمانوں کے معاملات کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ (مشورہ کرتے تھے)۔

صحابہؓ کا صنعت وحرفت میں بطور شغل مشغول ہونا

پہلا مقدمہ

حافظ ابن قیمؒ نے الھدی النبوی میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید و فروخت کا معاملہ کرنا ثابت ہے اسی طرح کرایہ پہ دینا لینا۔ مضاربت کرنا یعنی بٹائی پر دینا۔ شراکت اور وکیل بنانا بنانا۔ ھدیہ دینا اور لینا۔ ھبہ کرنا اور اس کا لینا۔ قرضہ لینا اور مانگی ہوئی چیز لینا یعنی مستعار لینا۔ ضمانت دینا اور وقف کرنا یہ سب ثابت ہے۔ کبھی تو اس کو قبول فرما لیتے اور کبھی واپس فرما دیا کرتے تھے اور اس سے ناراض نہیں ہوتے تھے اور نہ عتاب فرماتے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی اور قسم طلب کی۔ بعض قسموں میں کفارہ نہیں دیا جاتا (کہ وہ قسم لغو میں سے ہوتی تھی) اور دوسری طرح کی قسموں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ ادا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی فرما لیا کرتے تھے۔ اور بوقتِ ضرورت توریہ کی بھی اجازت فرمائی لیکن ان تمام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کے سوا کچھ نہیں فرمایا۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے لئے قائد اور نمونہ تھے الخ

دوسرا مقدمہ

مواق نے سنن المہتدین میں فرمایا کہ فقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صنعت اور تجارت اور دیگر علوم مثلاً طب و ڈاکٹری مہندسی وغیرہ میں فرض عین کے بقدر سیکھنے میں مشغول ہونا شرعی اسباب میں سے ہے۔ لیکن جو شخص بغیر اخلاص نیت کے مشغول ہو وہ ظالم ہے اور اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ کوئی ثواب نہیں اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض کفایہ کی نیت کرلی تو نیکی ہے اور اگر سوال سے بچنا مقصود ہے تو وہ میانہ روی (اعتدال) اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ دف اور ڈھول بجا کر دنیا حاصل کرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ وہ دین کے علم کے بدلے دنیا طلب کرے ویسے طلبِ علم فرض وواجب ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا علماء اگر حرفت یعنی دست کاری سیکھ لیتے تو لوگوں کی طرف محتاج نہ ہوتے۔ حریص نہ ہوتے۔ حدیث میں ہے کہ کوئی شخص مر نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنے مقدر کا رزق پورا نہ کرلے۔ لہٰذا شرعی رزق کا طریقہ اختیار کرے اور یہ توکل کے منافی نہیں ہے اللہ پہ اتنا بھروسہ کرو جتنا کہ اس کا حق ہے تو تم کو پرندوں کی طرح ملے گا کہ وہ صبح کو گھونسلے سے بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خشکی اور سمندری راستوں میں تجارت فرمائی اور کھجور کے باغوں میں کام کیا اور وہ اُمّت کے لئے فائدہ کی حیثیت رکھتے تھے۔

تیسرا مقدمہ

اختلاف اُمت رحمت ہے اس سے مراد یہ بھی ہے کہ صحابہ کے درجات علم و معرفت میں بلند تر ہیں اور ہر ایک عظیم المرتبت تھے ایک مرتبہ علم فقہ میں ہے اور دوسرا علم کلام میں ہے جیسا کہ حرفت والوں کی کوششیں مختلف رہی ہیں تاکہ ہر ایک شخص اس پیشہ کو اختیار کرسکے پس یہ اختلاف بھی رحمت ہے۔

چوتھا مقدمہ

اللہ کے نزدیک بہترین جگہ مسجد اور بدترین جگہ بازار ہیں لیکن رزق کے حصول کے لئے منع نہیں کیا گیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو بازار کا راستہ دریافت فرمایا تاکہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے اپنے کو بچائیں۔ بازار میں نگراں مقرر ہوتے تھے۔ بازاروں میں داخل ہونے اور اس میں چلنے کے ثبوت کے لئے یہ آیت کافی ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

(الفرقان ـ ۲۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مشرکین کے قول کو رد کرنے کے لئے ہے۔ پس دخول سوق کی اباحت ثابت ہے امام بخاریؒ کا پیشہ تجارت اور زراعت کا تھا۔ کافی تعداد صحابہ کی تھی جو بازار کے خرید و فروخت سے فارغ تھے۔ وہ اصحاب صفہ کے مثال تھے۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تجارت ثابت ہے۔ غرضیکہ صحابہ اپنی ذات سے کام کیا کرتے تھے۔ لیکن جب ان کے سامنے اللہ کا حق آجاتا تو ان کا خریدنا اور بیچنا ان کو غافل نہیں کر سکتا تھا۔ انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَوٰةِ ۙ (النور۔ ۳۷)

(یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سودا گری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔

نازل ہوئی۔ لوہار، موچی تمام پیشہ ور اپنی دوکانیں بند کر کے نماز کو چل دیا کرتے تھے۔ امام بخاری۔ ابن منیر۔ ابن حجر۔ دمامینی۔ عینی اور قسطلانی وغیرہ حضرات کے تراجم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہر طرح کی صنعت و حرفت موجود تھی۔ مثلاً جیولری۔ زرگری۔ فولاد سازی۔ پارچہ بافی۔ ٹکسٹائل۔ خیاطی۔ لکڑی کا کام۔ علاج معالجہ سے متعلق فنون اور آلات اور فنون سپہ گری اور اسلحہ سازی وغیرہ۔

پانچواں مقدمہ

عام آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے گذارا کرتا تھا۔ اس کے لئے زراعت تجارت اور صنعت مختلف راستے کھلے ہوئے تھے۔ مذہب شافعی میں تجارت کو بہتر بتایا گیا ہے۔ مصنف کے نزدیک راجح اور بہتر زراعت ہے کیونکہ وہ توکل کے زیادہ قریب ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی کمائی کھائی جو دستکاری نہ کر سکے اس کے لئے زراعت افضل ہے۔ اس میں کسر نفسی بھی ہے اور سوال کرنے کی ذلت سے اور اپنی حاجت کو غیر اللہ کے سامنے پیش کرنے سے بھی حفاظت ہے۔ حضور پُر نور سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت فرمائی اور فرمایا کہ بہترین تجارت کپڑے اور ہتھیار کی تجارت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کے بعد عطر کی تجارت ہے۔ سچے اور امانتدار تاجر کا انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ حشر ہوگا۔ وہ جس جنت میں چاہے گا داخل ہوگا۔ رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں۔ اسی تجارت کے پیشہ سے انبیاء کرام کی پہچان ہوا کرتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیع و شراء کی شہرت کی وجہ سے مشرکین نے کہا

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ط

یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

(الفرقان۔۷)

تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی :۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

(الفرقان۔۲۰)

اس میں خبر ہے کہ آپ اور آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے پاس بھی صناعات اور تجارت تھیں۔ دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں تاجروں کے ساتھ بھلائی کرنے کی کیونکہ وہ اہل علم کو ٹھنڈک پہنچانے والے ہیں اور روئے زمین میں اللہ کی طرف سے امانتدار ہیں۔ صنعت، تجارت یا زراعت کی فضیلت مختلف احوال کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے۔ امام غزالیؒ نے فرمایا ہر وہ علم جو فرض کفایہ ہے اس سے استغناء نہیں ہو سکتا۔ مثلاً طب، حساب، صنعت اور سیاست کے اصول وغیرہ۔

چھٹا مقدمہ

ہر وہ کمائی جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے وہ سود، زانیہ کی کمائی۔ مالِ حرام۔ رشوت۔ نوحہ خوانی پر اُجرت۔ کہانت پر اجرت۔ غیب کا دعویٰ اور آسمانی خبروں پر اُجرت اور رموز و اشارات کے ذریعہ ہونے والے واقعات کی خبر دینا۔ اور کھیل کود اور اسی طرح سے باطل طریقہ سے کمائی۔ سب حرام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمائی میں داخل ہیں۔

ساتواں مقدمہ

قرآن کریم کی آیت

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا الخ (الجمعہ۔۱۱)

اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں۔

سے مراد وہ تجارت ہے جو تاجر کو آخرت سے ہٹا کر دنیا کی طرف مشغول کر دے لیکن جو تجارت اس سے پاک ہو وہ تعریف کے لائق ہے۔ اسی طرح زراعت کا پیشہ ہے جس کے لئے حدیث میں ہے کہ جب میری امت زراعت میں مشغول ہو جائے گی تو نصرت خداوندی سے محروم ہو جائے گی۔ اس سے وہ زراعت مراد ہے جس میں مشغول ہو کر انسان اللہ کے راستہ کی محنت بالکلیہ منقطع کر دیتا ہے۔ کیونکہ جب جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ کر اس میں مشغول ہو گا تو دشمن اس پر حملہ آور ہوں گے اور وہ بغیر تیاری کے ہو گا تو دشمن کے خلاف اللہ کی مدد سے محروم ہو جائے گا۔ لیکن جو شخص زراعت کرتا ہوا اور دشمن کو بھی دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس نے سنت کو پکڑ لیا۔ اس لئے کہ بہترین مسلمان وہ ہے جو آخرت کی خاطر دنیا کو نہ چھوڑے اور دنیا کی وجہ سے آخرت کو نہ چھوڑ بیٹھے بلکہ دونوں میں اعتدال کے ساتھ مشغول ہو۔ جیسا کہ رب العزت کا ارشاد ہے:۔

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ (القصص۔۷۷)

اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلایئے۔ اور جیسے خدا نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی) تم بھی (لوگوں) سے بھلائی کرو۔

آٹھواں مقدمہ

موجودہ دور میں بہت سے احوال میں حلال کمائی میسر نہیں۔ لہٰذا راہِ حق پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ ایسے دوسرے طریقے سے اس قدر کمائی کرے کہ بھوکا نہ مرے۔ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ مضطر اور مجبور آدمی جب حالتِ اضطراری میں مردہ بکری دستیاب ہو تو مردہ گدھے کو نہ کھائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر مردہ گدھا ہی صرف ملے تو مردہ کتا نہ کھائے اور جب مردہ کتا ملے تو خنزیر کے قریب نہ جائے۔ اگر کمائی کے متعلق اس سے زیادہ معلوم کرنا ہو تو کتاب البرکۃ فی فضل السعی والحرکۃ[1]۔ ملاحظہ کیجئے۔

نواں مقالہ

ان دستکاری اور مصنوعات کا بیان جو اہلِ اسلام میں معروف ہیں اور ان کا استعمال واضح ہے۔ علماء نے اس فن میں بے شمار کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ جن میں خاص کر تجارت کی مدح اور بادشاہوں کے اعمال کی بُرائی بیان کی گئی ہے۔ اچھے اور بُرے سامان اور مال کی پہچان بتائی ہے اور خرید و فروخت میں دھوکہ دہی سے آگاہ کیا ہے۔ پہلے زمانہ کے مسلمان اس وقت تک خرید و فروخت کے پیشے کو اختیار نہ کرتے تھے جب تک کہ اس کے احکامات اور آداب سے واقف نہ ہو جاتے تھے اور وہ طریقے اور وسائل معلوم کرتے جس سے وہ سود سے نجات پا سکیں۔ امام غزالیؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ کسی مکلف انسان کو جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے کام میں مشغول ہو جس میں احکاماتِ خداوندی کو نہ جانتا ہو۔ خواہ وہ اُجرت کا، کرایہ کا، یا قرضہ کی ادائیگی کا معاملہ ہو۔ ہر چیز کا علم حاصل کرنا واجب ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لڑکے کے لئے ایسی چیز کا سوال کیا جو اُن کے لئے جائز نہیں تھا اس لئے اس پر تنبیہ کی گئی اور اپنے نبی کو اس چیز کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا جو ان کو معلوم نہیں تھی۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل-۳۶) اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔

لہٰذا علم کا حاصل کرنا ہر حالت میں واجب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عجمی لوگ ہمارے بازاروں میں داخل ہوں جب تک (دین) کے بارے میں سمجھ نہ حاصل کر لیں اس سلسلہ میں بازاروں میں نگران مقرر فرمایا۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے قرض کا لین دین پسند نہیں کرتا جو حرام کو حلال سمجھے بارہ

---

[1] شیخ ابو علی حسین ابن محمد الیمنی ۔ کتب خانہ مکہ مکرمہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال حرام کو جانتا ہی نہ ہو اگرچہ وہ مسلمان ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص بغیر علم و سمجھ کے تجارت کرے وہ یقیناً سود میں پھنس جائے گا۔ قدیم زمانہ میں جب تاجر لوگ سفر کرتے تھے تو ایک عالم فقیہ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور بوقتِ ضرورت اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ تھی حقیقت اس زمانہ کے شہروں کی کہ ان کے دفاتر اور کتابیں جن علوم سے مزین تھیں اس سے ان کی تجارتی منڈیاں بھی بھری پڑی تھیں۔ حصول علم کے لئے درجہ بدرجہ ہر طبقہ کے لئے علمی کمالات کے اعتبار سے تجارت کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔

باب: حضرت عمرؓ سختی سے تاکید فرماتے کہ نبطی اور نااہل لوگوں سے تجارت نہ کی جائے

نبطی ایک مختلف قسم کے خانہ بدوشوں کو کہتے تھے جو عراق میں بستے تھے۔ اب یہ لفظ عوام الناس اور نااہل مفسد کے لئے بولا جاتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں داخل ہوئے تو وہاں اکثر نبطی لوگوں کو دیکھا تو بہت غمگین ہوئے اور فرمایا ان کا بازار چھوڑ دینا ہی انصاف کا تقاضا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ان کی فتوحات سے تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بازار سے مستغنی کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے مرد ان کے مردوں کی طرف اور تمہاری عورتیں ان کی عورتوں کی طرف محتاج ہو جائیں گی۔ سلف میں سے بعض جب نبطی لوگوں کو علم پڑھتے ہوئے دیکھتے تو رویا کرتے تھے۔ اس وجہ سے کہ علم جب ایسے لوگوں میں آتا ہے جن میں اہلیت نہ ہو تو بہت سے مفاسد واقع ہوتے ہیں، جو تم عنقریب دیکھو گے۔ سچ فرمایا (واقعی دیکھ لیا) جب اُمت نے مشروع اور مرغوب طریق پر (خواہ تجارت ہو یا حصول علم) اس کو کامیاب اور خوش اسلوبیوں سے کرنا چھوڑ دیا تو غیروں نے اُسے اختیار کر لیا۔ پس اُمت اپنے سے غیر کی طرف محتاج ہو کر رہ گئی کہ ہمارے مردان کے مردوں کی طرف اور

مجکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہماری عورتیں ان کی عورتوں کی طرف ہر چیز میں محتاج بن گئیں۔ حضرت سفیان نے کہا کہ علم جب تک عربوں میں تھا تو وہ لوگوں کے لئے اعتماد کی چیز تھی لیکن وہ جب ان سے نکل گیا اور ان نبطیوں میں (یعنی ان نچلے لوگوں میں) آگیا تو انہوں نے دین کو بدل دیا۔ حضرت اعمش کے پاس کچھ نااہل حبشی لوگ آئے تو آپ نے ان سے علمی بات کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا خنزیروں پر کون موتیوں کا ہار لٹکائے۔ اس میں اشارہ ہے کہ حکمت کو نااہل میں نہیں رکھی جا سکتی۔

حضرات صحابہ کا صبح سویرے تجارت کے لئے نکلنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے اللہ میری امت کی صبحیں برکت عطا فرما" آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو دن کے شروع میں بھیجتے۔ حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے جب اپنے گماشتوں کو بھیجتے تو دن کے شروع میں بھیجتے لہٰذا برکت ہوتی اور مال بڑھ جاتا۔ یہ حدیث بیس صحابہ سے منقول ہے جن میں حضرت صخر غامدی۔ حضرت علی۔ حضرت بریدہ۔ حضرت ابن مسعود حضرت انس۔ حضرت ابن عمر۔ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔

حضرت عمرؓ کا لوگوں کو کسب معاش کے لئے سعی کرنے کی ترغیب دینے کے بارے میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے فرمایا متوکل، وہ شخص ہے جس نے دانے کو زمین میں ڈالا اور اس کے بعد اللہ پر بھروسہ کیا اور فرمایا جس نے کسی چیز کی تین مرتبہ تجارت کی اور اس میں اس کو نفع نہ ملا تو اس کو چاہیئے کہ دوسرے شغل یا تجارت کی طرف مائل ہو۔ نیز فرمایا کہ کام کی مہارت اور خدمت کا کام سیکھو کیونکہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ کوئی تم سے اسی کی طرف محتاج ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اے فقراء کی جماعت سر اٹھاؤ۔ یقیناً راستہ واضح ہو چکا ہے۔ پس خیر کے کاموں میں سبقت کرو اور مسلمانوں پر فقیر بن کر نہ رہو۔ تم میں سے کوئی شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی رزق کی طلب چھوڑ کر ہرگز نہ بیٹھے۔ حالانکہ وہ کہتا ہے اے اللہ آپ ہمیں رزق عطا فرمائیے۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ آسمان نہ سونا برساتے گا اور نہ چاندی۔ اور اللہ جل شانہٗ تمہارے بعضوں کے رزق کے لئے بعض کو ذریعہ بناتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی جائیداد یا مکان کو فروخت کرے اور اس کی قیمت سے اس جیسی چیز دوسری نہ خریدے تو اس میں برکت نہیں ہوتی (ظاہر ہے رقم خرچ ہو جائے گی اور وہ محتاج ہو جائے گا۔ واللہ اعلم)۔

حضرت عمرؓ کی نگاہ میں بے ہنر نوجوانوں کی کوئی وقعت نہیں تھی

ابن جوزیؒ نے تلبیس ابلیس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک پیر پہ کھڑا ہو کر رزق کے لئے کوشش کروں تاکہ سوال کرنے سے بچوں اور اسی حال میں مر جاؤں۔ یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہوا مروں۔

یہاں تک امام خزاعی کے وہ تمام ابواب و مقدمات ختم ہو گئے جو گذشتہ مضمون سے رہ گئے تھے

ابواب الکاسبین (جو کسب کے ابواب کے سیاق کی طرف رجوع کرتے ہیں)

باب اول: صحابہؓ میں کون کون تاجر تھے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت میں معروف اور مشہور تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تجارت کے لئے بھیجا تو اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار سرمایہ تھا۔ اس میں سے غلام بھی آزاد کراتے اور مسلمانوں کی عیالداری بھی فرماتے۔ حتیٰ کہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو پانچ ہزار باقی رہ گئے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو نہ ایک دینار چھوڑا نہ ایک درہم جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ خلیفہ بنائے گئے تو دوسرے ہی دن سر پہ کپڑوں کا گٹھر لے کر بازار چلے حضرت ابوعبیدہ[1] بن جراح رضی اللہ عنہ نے روکا اور آپ کے لئے ہر روز آدھی بکری کی قیمت کے بقدر مقرر فرمایا۔ ابن زکری علی البخاری نے کہا ہے کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے کام کے لئے مشغول ہو خواہ وہ قاضی ہو۔ مفتی ہو یا مدرس ہو وہ اسی حکم میں آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت کی۔

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ اپنے مال کو قرض کے طور پہ تجارت کے لئے دیدیا کرتے تھے۔ یعقوب جو کہ الحرقہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کو مضاربت پہ مال دیا کرتے تھے۔ ان ہی تاجروں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ اپنا تجارتی قافلہ ملک شام بھیجا کرتی تھیں اور کچھ لوگوں کو اجرت پہ لے لیتی تھیں اور مضاربت کے طور پہ مال دیتی تھیں۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دوگونہ نفع دینے پہ آمادہ کیا لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے بازاروں میں ان کا مال فروخت کر کے دوگونہ نفع لاکر دیا۔ اسی طرح ان تاجروں میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں جن کو برکت حاصل تھی۔ ان کے پاس ایک ہزار غلام تھے جو ٹیکس ادا کرتے تھے۔ اسی طرح ان تاجروں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا ہے انہوں نے بہت مال کمایا۔ جس عورت کو طلاق دی تو آٹھویں حصہ میں سے ایک تہائی حصہ یعنی ۸۳۰۰۰/- دے کر مصالحت فرمائی۔

حضرت سعید بن عائذ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما آزاد کردہ غلام بھی تاجر تھے۔ ان ہی تاجروں میں سے حضرت منقذ بن عمرو انصاریؓ بھی تھے ان پہ فالج کا اثر ہو گیا تھا سر میں تکلیف، زبان میں سستی اور عقل بھی متاثر ہو گئی تھی۔ نقصان پہ نقصان اٹھاتے لیکن تجارت نہیں چھوڑتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا کہ تم خریداری کیا کرو تو کہا کرو "لاخلابۃ" (دھوکہ نہ ہو)۔ اور جب تم کوئی سامان فروخت کرو تو تین دن تک اس کی واپسی کا خریدنے والے کو اختیار دیا کرو (خواہ رکھے یا واپس کر دے) ان

---

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی تاجروں میں سے حضرت ابو معلق الانصاریؓ بھی تاجر تھے اپنا اور دوسروں کا مال لے کر بہت سے ممالک میں جایا کرتے تھے۔ دیندار، متقی اور مستجاب الدعوات تھے اور ان ہی میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں سے کچھ سامان ان کو دیا۔ وہ بصرہ سے نفع کما کر لوٹے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ تمام کا تمام منافع بیت المال میں جمع کر دیا جائے۔ لیکن فیصلہ یہ ہوا کہ آدھا ان حضرات کو دیا جائے اور نصف منافع بیت المال میں دیا جائے۔ اسلام میں اس قسم کی سب سے پہلی مضاربت ان دو حضرات کا کارنامہ ہے۔ رضی اللہ عنہما۔

ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے مضاربت (تجارت) فرمائی تھی جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھی۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اور امت کے اکثر بہترین افراد نے اس طرح کا معاملہ کیا ہے جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ بھی تھے جو کھانے وغیرہ کی اشیاء فروخت کیا کرتے تھے غزوۂ خیبر میں ایک صحابی نے مالِ غنیمت فروخت کر کے تین سو اوقیہ چاندی کمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بہتر نفع نماز کے بعد دو رکعت نفل میں ہے اس سے دلیل ہے کہ جہاد کے موقعہ پر بھی تجارت جائز ہے۔ اور حج کے موقعہ پر تجارت کا جواز اس کی تائید کرتا ہے اور نص قرآنی بھی موجود ہے:۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ط

(البقرہ - ۱۹۸)

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔

بیع و شراء کا اصل نام تجارت ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تجارت یا بیع کا نام "سماسرۃ" رکھا کرتے تھے اور تاجروں کو "یا معشر التجار" کے نام سے مخاطب فرماتے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا تاجروں کو قیامت میں فاجروں میں اُٹھایا جائے گا۔ مگر وہ جو اللہ سے ڈرا، نیکی کی اور سچائی کا معاملہ کیا۔ قرآن پاک میں کئی جگہ لفظ تجارت استعمال کیا ہے مثلاً :-

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ (الصف-۱۰) — میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں۔

تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (نساء-۲۹) — رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے)۔

تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ (فاطر-۲۹) — (اور) تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہ ہوگی۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ (نور-۳۷) — (یعنی ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر کو چڑھ جائینگی) ڈرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ (التوبہ-۱۱۱) — خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لئے بہشت (تیار کی) ہے۔

کپڑے کی تجارت کرنے والے صحابہ کا ذکر

البزّ ایک خاص قسم کے کپڑے کو کہتے ہیں جو گھریلو ضروریات اور سامان کے ساتھ خصوصیت رکھتا تھا۔ اسی سے لفظ بزاز یعنی کپڑے کا تاجر بن گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ پاک اگر اہلِ جنت کو تجارت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو وہ کپڑے یا عطریات کی تجارت کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کپڑے کے تاجر تھے۔ جنگ تبوک میں تقریباً ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے جہاد کے لئے دیئے اور یہ تمام مال کپڑوں کی تجارت سے آیا تھا۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی کپڑوں کی تجارت سے روزانہ کی آمدنی ایک ہزار وافیہ تھی۔ ایک وافی فارس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درہم کے وزن سے ایک دینار کے برابر ہوتا تھا جو "بغلیہ" کے نام سے بھی معروف تھا اور ان تاجروں میں سے حضرت سوید بن قیس العبدی رضی اللہ عنہ ہیں جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شلوار خرید فرمائی تھی اور اس کی قیمت کو وزن کیا گیا تھا اور وزن کرنے والے کے لئے فرمایا "زن وارجح" یعنی جھکتا ہوا تولو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی کپڑوں کے تاجروں میں شمار کئے جاتے تھے اور مدینہ منورہ کے کپڑوں کے تاجر بھی اسی میں شامل ہیں۔

عطریات کے تاجروں کے بارے میں

نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک والے اور لوہار کی بھٹی والے کی ہے۔ عطر سے خوشبو ملے گی اور لوہار سے کپڑا جلے گا یا بدبو آئے گی۔ عطر کی تجارت میں نفع نہ بھی ہو تو اس کی خوشبو کا نفع کہیں گیا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ناپ تول کرنے والوں کے حالات

"جھکتا تولو" کی حدیث اوپر گذر چکی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ایک مرتبہ ایک شخص کے پاس سے گذرے جو زعفران وزن کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا پہلے انصاف کے ساتھ پورا پورا وزن کرو اس کے بعد جھکا دو جتنا چاہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "اے عجمیوں کی جماعت! دو کام پورے کر لیا کرو جن کے اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے تم سے پہلے کے لوگ ہلاک ہو گئے" ایک یہ کہ وزن کرنے میں اور دوسرے ناپ کرنے میں کمی کرنے کی وجہ سے۔ حرمین شریفین میں دونوں میں فرق تھا۔ مکہ والے وزن کرتے تھے ترازو سے۔ اور مدینہ والے برتن وغیرہ کے ذریعہ ناپ کر دیا کرتے تھے۔ پہلی حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیشہ والے سے اس کے پیشہ کے حسب حال گفتگو فرماتے تھے اور اس سے ایسی باتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے جس سے اس کا حوصلہ اور رغبت بڑھے اور اس صنعت وحرفت کے آداب واحکام بھی تعلیم فرماتے تھے تاکہ اس کا اس سے جوڑ پیدا ہوسکے۔

ممدحین اور اس کے بڑے بڑے مفتیوں کے فتاوی کی اصل اسی سے ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص طالب بن کر سوال کرنے کے لئے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اس کے تفصیلی حالات دریافت فرماتے۔ پھر جب اس کی اچھی عادات اور خصلت سے اس کے التزام کو پہچان لیتے تو اس سے اس کی ستائش اور حوصلہ افزائی میں طویل گفتگو اور اس سے متعلق احکام وآداب کی پوری تشریح فرماتے تاکہ اس کو اس کا التزام بھی زیادہ ہو اور اس کو اپنے معاملات میں پوری بصیرت حاصل ہوجائے۔ مفتیان کرام بھی دینی مصلحت کو مدنظر رکھ کر یہ طریقہ کار اختیار کرتے ہیں۔

تتمہ : اس بارے میں طبرانی اور ابو یعلیٰ کی حدیث گذر چکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار درہم سے پائجامہ خریدا تو فرمایا کہ جھکتا ہوا تولو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پائجامہ کو لے لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تاکہ میں اکراماً اس کو اٹھالوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی چیز کا مالک ہی اپنی چیز کو اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے الا یہ کہ وہ اس کے اٹھانے سے ضعیف ہو اور عاجز ہو بس اس کا مسلمان بھائی اس کی مدد کرے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ پائجامہ پہنتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں سفر میں، حضر میں، رات میں، دن میں۔ اس لئے کہ ہمیں ستر ڈھانکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس میں کوئی چیز اس سے زیادہ ستر کو ڈھانکنے والی نہیں پاتا ہوں۔" حدیث مذکور کو ابن القیم نے الہدیٰ میں مستند قرار دیا ہے اور یقینی بتلایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار کو پہنا ہے اور مصنف کے نزدیک یہ ہے کہ علامہ خفاجی نے "شرح شفاء" میں کہا کہ ابن القیم کا غلطی کر جانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو خریدنا اور نہ پہننا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بعید ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا پہننا ثابت ہے۔ جبکہ آپ محاصرہ میں تھے اور اس کی قیمت کا چار درہم ہونا بھی مروی ہے۔ مگر یہ کہ احیاء کی روایت میں تین درہم ہے۔ دیکھئے تالیف سیدنا الخال فی المسئلہ۔

صراف کے بیان میں۔ وہ صحابہ جو چاندی سونے کی تجارت کیا کرتے تھے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سونے چاندی کی تجارت کرتے تھے۔ ان حضرات نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تجارت کے بارے میں دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر نقد سودا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اُدھار ہو تو صحیح نہیں ہے جب صرافہ کا بازار بہت بڑا ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بازار کا نگراں مقرر کیا گیا تاکہ مثقال اور میزان کی رعایت کی جائے۔

عنبر، عود، مشک، زعفران اور پارہ کے بارے میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو میں "دوکارہ" استعمال فرماتے تھے۔ یہ مثل مشک، عنبر اور عود کے ہوتا تھا۔ اور مردوں کے استعمال کے لئے صحیح تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھونی دیتے تھے تو کافور کو عود پر رکھتے اس کے بعد اس کی دھونی دیتے تھے نجاشی بادشاہ نے اپنی تمام عورتوں سے کہا کہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ہر قسم کی خوشبوؤں سے معطر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو یہ مرکب خوشبو لگا دیا کرتی تھی۔ عطر کے مرکبات اور معجون تمام عرب علاقہ میں ملتے ہیں۔ مثل غالیہ کے جو ایک مرکب خوشبو ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح شاہریہ۔ خلوق۔ اللُّخلُخۃ۔ قطریہ۔ عود مطری اور دریرہ بہت پسندیدہ خوشبو کے نام ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے کی کان کھودنے کا ذکر

ابوالحصین سُلمی رضی اللہ عنہ نے سونے کی کان میں سے سونا نکال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

نیزہ کا بھالا فروخت کرنے والے کے بارے میں

حضرت نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھالا کی تجارت کیا کرتے تھے۔ غزوۂ بدر میں جب آپ قید ہو گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بھالے کے بدلے اپنی جان کو فدیہ میں دیدیں اور وہ ایک ہزار بھالے تھے۔ اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوۂ حنین میں تین ہزار بھالے سمیت مدد فرمائی تو آپ نے ارشاد فرمایا اے ابوالحارث گویا کہ میں تمہارے نیزے کو دیکھ رہا ہوں جو مشرکین کے خاندانوں کو ختم کر رہے ہیں۔

غذائیات فروخت کرنے والوں کے بارے میں یعنی کھانے پینے کی اشیاء

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض لوگ کھانے پینے کی چیزوں کو یوں ہی اٹکل اور اندازہ سے چلتے پھرتے بیچ لیا کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے کجاوے ہی پر بیع مکمل کر لیتے تھے۔

بچے بھی تجارت کیا کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت لڑکے تھے جبکہ بازار میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گذرے تو ارشاد فرمایا "اے اللہ تو ان کی بیع یا اس کے سودے میں برکت عطا فرما۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر خریدی

ایک تاجر مدینہ منورہ کی طرف شکر لائے تجارت کی غرض سے مگر وہ کچھ ناقص ہو رہی تھی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے کارندے کو حکم فرمایا کہ اس کو خرید کر لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

جڑی بوٹی کی تجارت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ باوجود علمی مشغولیت کے جڑی بوٹی کی تجارت بھی کیا کرتے تھے۔

عطر فروش عورتوں کا ذکر

حضرت اسماء بنت مخربہ رضی اللہ عنہا عطر کی تجارت کرتی تھیں۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ ایک مرتبہ میرے پاس عطر لے کر آئیں اور میرا تعارف پوچھا میں نے اپنا نسب نامہ ان کو سنا دیا تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم تو اپنے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے جواب دیا نہیں بلکہ میں تو اپنے غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں[1]۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تب ہی تو میرے لئے حرام ہے کہ تمہارے ہاتھ عطر فروخت کروں۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ پر بھی حرام ہے کہ میں بھی تم سے عطر خریدوں۔ ان میں سے ایک اور عورت تھیں جو عطر فروش تھیں۔ جن کا نام حولاء بنت ثویب تھا اور یہ حضرت سائب بن اقرع کی والدہ تھیں۔

کاشتکاری اور درخت لگانے کے بارے میں

ذرا غور تو فرمائیے علامہ خزاعی زراعت اور باغبانی کے موضوع سے بھی غافل نہیں ہوئے۔ کیونکہ اسلام کی نظر میں زراعت کی بڑی اہمیت ہے

---

[1] حضرت معوذ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو قتل کیا تھا۔ دینی غیرت کی وجہ سے حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے سردار کو غلام کہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ نے اس پر بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں اور اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اپنے بندوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اس ذات پاک نے تم پر کس قدر احسان فرمایا کہ تمہاری کھیتیوں کو زمین سے نکالا اور نباتات پیدا فرمایا۔ دانہ کو اُگایا خوشہ درخوشہ۔ اور گندم، جو، چاول، مکئی اپنی قدرت سے اُگائے اور بیلیں زمین پر پھیلائیں۔ مثلاً انگور، کدو، خربوزہ اور وہ درخت جو اپنے تنے پر کھڑا رہتا ہے مثلاً کھجور، کھیتی اور تمام تناور درخت پھر رب العزت نے فرمایا۔ اس کا پھل کسی کا کھٹا، کسی کا کڑوا، کسی کا میٹھا اور کوئی ردّی اور فرمایا کہ زمین کے بعض ایسے ٹکڑے ہیں کہ اس کے بعض ٹکڑے بعض کے مشابہ ہیں پھر بھی ایک نوع کے پھل پھول اگاتے ہیں۔ اور فرمایا وہ تمام غلہ جو زمین اُگاتی ہے مثلاً گندم، جَو وغیرہ وہ سب پتے والے ہیں اور کنارے کنارے قسم قسم کے باغات اور کھیتیاں (یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے)۔ اور فرمایا :-

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا (ہود-۶۱)

اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ ہی نے زمین کے آباد کرنے میں تمہاری مدد کی جس کے محتاج ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جو پودا لگاتا ہے یا زراعت کرتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان یا جانور یا پرندہ یا درندہ کھاتا ہے تو ضرور اس کے لئے اس پر صدقہ کا اجر ملتا ہے اور فرمایا کہ سات چیزیں ایسی ہیں کہ انسان کے قبر میں جانے کے بعد بھی اس کا اجر و ثواب جاری رہتا ہے۔ جس نے علم سکھایا، یا کوئی نہر جاری کی، یا کوئی کنواں کھدوایا یا کوئی کھجور کا درخت یا باغ لگوایا، یا مسجد بنوائی، یا کوئی قرآن ورثہ میں چھوڑا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس پر استغفار کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کیا کہ یہ تو پھاوڑا چلانے کی نشانی ہے (یعنی میں خود محنت کرتا ہوں) اور اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بال بچوں پر خرچ کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ یہ وہ ہاتھ ہے جس کو آگ نہیں چھو سکتی۔ اور فرمایا کہ بہترین مال تو مالک کا فرمانبردار گھوڑا یا ترتیب وار (سجائی ہوئی) درختوں کی قطار ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ جل شانہٗ نے معیشت کو پیدا کیا تو برکت کو کھیتی اور بکریوں میں رکھ دیا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کی زمین کو تقسیم کیا تو ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ جو ان کا حصہ چاہیں لے لیں۔ بعض نے زمین لی اور بعض ایک وسق (ساٹھ صاع) پر راضی ہو گئیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین لینے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس سے زراعت اور تجارت کے جواز کی دلیل ملتی ہے۔ بعض علماء نے اپنی تصنیفات میں زراعت کرنے کو فرض کفایہ قرار دیا ہے کیونکہ دین و دنیا کا نظام اسی سے وابستہ ہے مثل کھجور اور انگور کے پودے کے۔ اگر تمام لوگ اس کو چھوڑ دیں تو سب گنہگار ہوں گے۔ دیکھئے کتاب البرکۃ۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بظاہر زراعت سے ذلت آتی ہے ایسا نہیں ہے۔ شاید اس لئے کہا ہو کہ صلحاء کرام، حکومت اور بادشاہت کرنے میں مشغول نہ ہو جائیں اور جہاد کو چھوڑ دیں پھر تو ان پر دشمن غالب آجائیں گے۔ اس سے زیادہ ذلت اور کون سی ہوگی؟ اس کے علاوہ پھر تو بادشاہ بھی ان پر اپنے مطالبات اور ٹیکس جاری کریں گے۔ (تو گویا یہ بھی ایک ذلت ہے) اس کے قریب قریب ایک اور حدیث ہے جس کا مفہوم ہے کہ "عزت گھوڑوں کی پیشانی میں ہے اور ذلت گائے کی دُم پکڑنے میں ہے۔ کاشتکاری کرنا ذمّیوں پر لازم تھا۔ اور مسلمان جہاد اور فتوحات میں مشغول ہوا کرتے تھے (اس سے زراعت کی نفی مقصود نہیں)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغوں میں بیٹھنا پسند فرماتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا ایک غلام اور ایک اونٹنی چھوڑی جو باغیچوں کو سیراب کرتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ اے اللہ ان کا مال اور اولاد زیادہ کر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہما کو ایک زمین جاگیر میں دی جس میں کھجور کے درخت تھے۔ ان کی جڑیں زمین سے اٹھی ہوئی تھیں اور شاخیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زمین میں تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ صادر فرمایا کہ یہ شاخیں اس کی ہیں جس کی زمین میں جڑیں ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی کوئی زمین ہو اور وہ تین سال تک اس کو غیر آباد چھوڑے رکھے پھر اس کے بعد کوئی دوسرا آکر اس کو آباد کرے تو وہی اس کا حق دار بن جائے گا۔ اسی طرح کی روایات صاحب المطرب فی تقدمات العرب میں ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی زمینوں کی سیرابی کا جغرافیائی خاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے پُل وغیرہ بنانے کے لئے مصر کا ایک تہائی حصہ خاص کر لیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ زراعت کو ترقی دینے کا اور تقویت پہنچانے کا پلان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شروع کیا ہوا ہے۔ اور آپ حاکموں سے یہ بھی فرماتے تھے کہ کسی لشکری مسلمان کو کھلی جگہوں میں زراعت کی اجازت نہ دیں اور ذمیوں کی معیشت کو تنگ نہ کریں کیونکہ یہ جہاد کرنے والی اُمّت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ جنگ کی مشقت کو چھوڑ کر نفس کی راحت میں لگ جائیں۔ تیسری مصلحت اس حکم سے یہ تھی کہ ہر زمین مالک کی ملکیت میں رہے تاکہ حکومت بوقت حاجت ان سے لشکری اور دفتری اُمور سے متعلق مدد لے سکے اور یہ لشکر کے لوگ اس کو اپنی جاگیر نہ بنالیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جس شخص کے پاس کوئی زمین ہے اس کو چاہیئے کہ اس کو آباد رکھا کرے اور جس شخص کے پاس مال ہے اس کو درستگی اور سلیقہ سے رکھیں عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ایسے لوگ برسرِ اقتدار آجائیں گے تو یہ چیزیں صرف ان لوگوں کو دیں گے جو ان کے خاص منظورِ نظر ہوں گے اور یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت طلحہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک زمین کے بارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اختلاف ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اس طرح کا فیصلہ دے چکے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آؤ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں اور ان کو اطلاع دیں کہ آپ کامیاب ہوئے اور اس زمین کو جس طرح جہاں چاہیں تصرف کر سکتے ہیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرحبا۔ میں نے قبول کیا لیکن دراصل آپ ہی کامیاب ہوئے۔ میری طرف سے اب آپ ہی اس زمین کو قبول فرمائیے۔ اور یہ غلام اور یہ جانور اور یہ آلات بھی آپ کے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے قبول کیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور ان سے معانقہ کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان میں سے کون زیادہ ایک دوسرے کا اکرام کرنے والا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے خلاف فیصلہ پاکر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی کامیابی کی خبر دی اور سخاوت اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا یا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہ باوجود اپنے موافق فیصلہ پاکر اپنی زمین کی سخاوت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں بہت سے اُون بیچنے والے تھے جبکہ وہ خود مدینہ میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ جس میں ایک لاکھ پچاس ہزار وسق سامان ہوا کرتا تھا اور ایک لاکھ وسق گندم کی کٹائی ہوتی تھی (خیال فرمائیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کتنا بڑا فارم تھا اور وہ کتنے بڑے ایگریکلچرسٹ تھے)۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ان درختوں کو ان کے پھل کھانے کے حرص کی وجہ سے نہیں لگایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انسان کی انسانیت اللہ سے ڈرنے اور اپنی جائیداد کی اصلاح کرنے میں مضمر ہے۔ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مال کی اصلاح کو ضروری سمجھو اس لئے کہ وہ سخی کو تنبیہ کرنے والا اور کمینہ لوگوں سے مستغنی بنانے والا ہے۔

حضرت عُتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو چھوٹی چیز کی نگرانی کرے گا تو بڑا بن جائے گا اور اگر بڑی چیز کو ضائع کرے گا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محتاج بن جائے گا۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس موضوع زراعت پر بحث ذرا لمبی کر دی اُن لوگوں کی رد میں جو اسلام میں کاشتکار کو بُرا کہتے ہیں میری اس بحث سے وہ لوگ حیرت میں رہ گئے اور اس موضوع پر بہت سی بیش بہا تصانیف موجود ہیں مثلاً امام کرخیؒ ابو حنیفہ دینوریؒ اور ابو ذکریا یحییٰ بن محمد بن العوام اندلسی الشبیلی کی کتاب جو کہ میڈرڈ میں چھپی ہے یونانی، عربی، رومی تقریباً ساٹھ کتب سے مدد لی گئی ہے۔ شیخ عبدالغنی دمشقی کی کتاب فلاحۃ النبطیۃ جس کی تکمیل ڈاکٹر بعلبکی قسطا بن لدمانے کی اور وہ عربی سریانی، یونانی زبان میں طبع ہوئی۔ اندلس میں بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔

جوتا بنانے والی خاتون کا ذکر

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دستکاری میں ماہر تھیں۔ وہ کھال کو دباغت دے کر جوتا بناتی تھیں اور اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔

پھلوں کا ذکر

ایک نصرانی جس کا نام سیمونہ تھا وہ مدینہ منورہ تجارت کرنے کی غرض سے آیا اور اپنے مقام بلقار سے گندم لاد کر لایا۔ اس کو فروخت کرنے کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے پھل خریدنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو روک دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ کیا اس پھل کی قیمت بڑھانے کے بدلے میں روکا ہے وہ کھانے کی چیز (گندم) کا سستا ہو جانا تمہارے لئے کافی نہیں ہے جس کو وہ اٹھا کر لائے لہٰذا ان کو چھوڑ دو۔ مدینہ منورہ میں ہمیشہ سب قسم کے پھل ملتے تھے۔ شیخ ابو محمد الجوینی نے الفروق میں ذکر کیا ہے کہ پکے ہوئے پھل کچے پھلوں سے زیادہ ہوتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتنی مسافت سے بری اور بحری راستہ سے غلّہ لایا جاتا تھا

شروع میں عرب حضرات بحری راستہ سے زیادہ واقف نہ تھے۔ ملک شام مقام بلقاء سے مدینہ منوّرہ غلہ وغیرہ لایا کرتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک قافلہ غلّہ لے کر ملک شام سے آیا۔ لوگوں نے اس قافلہ کی طرف التفات کیا حتیٰ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوائے بارہ آدمیوں کے اور کوئی نہیں رہا۔ پس قرآن کی آیت نازل ہوئی

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَ ۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا۔ (الجمعہ ۔ ۱۱)

اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو اُدھر بھاگ جاتے ہیں۔

یہ دلیل ہے کہ مدینہ میں بازار لگتا تھا جہاں دور دور سے چیزیں لاکر فروخت ہوتی تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جو بحرِ احمر کے ذریعہ مصر سے مدینہ میں غلّہ منگواتے تھے۔ آپ نے سوئس (SWISS) تک چھاؤنی بنوادی تھی۔ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مورچہ کھودا اور خلیج پر پورا عبور حاصل کر لیا اس طرح مصر کے ساتھ ایک مستقل رابطہ اور تعلق قائم ہو گیا جس طرح کے ہندوستان کے ساتھ بھی تعلق پیدا ہو گیا تھا مدینہ میں جب قحط پڑا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اونٹوں کے قافلے بھر کر اُن کی مدد کی جس کا پہلا اونٹ مدینہ میں تھا اور آخری اونٹ مصر میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ خلیج کو فتح کر لیا جائے۔ خلیج فتح ہونے کے بعد چھ ماہ میں نہر کھودی جائے جس سے بحری آمد و رفت آسان ہو گئی۔ پس ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ اس میں کشتیاں چلنے لگیں اور حرمین میں سامان پہنچنے لگا۔ لیکن ریت کے طوفان چلنے لگے تو خلافت امویہ کے دور میں وہ نہریں بند ہو گئیں اور یہ بھی مذکور ہے کہ جب محمد النفس الزکیہ حجاز مقدس کے خلیفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنے تو حکم دیا کہ یہ خلیج ختم کر دی جائے تاکہ بلاد حجاز سے المیرۃ منقطع ہو جائے۔ ایک ہزار سال بعد پھر ایک گہری نہر کھودی گئی۔ اور یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس خلیج کو کھولنے میں توقف فرماتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اتصال اور روابط سے اہل روم کا اہل حجاز پر غارت گری اور جنگ جوئی کا پیش خیمہ بن جائے اسی وجہ سے علی مبارک نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ میں اس گہری نہر کو دو سمندروں کے بیچ میں کھودنا فتح مصر کا دروازہ ہے اور اس کے بعد اس کا بند کروانا ان کے بس میں نہ ہوگا۔ اور کتاب المعاصرین میں کہا کہ خلیج سوئس کو کھولنا مشرقی ممالک کے لئے سخت آفات اور مصیبتوں کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اپنی بصیرت سے کیسی سچی بات فرمائی تھی۔ بہرحال عربوں نے جب سمندری سفر سے متعلق کمال حاصل کر لیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہازوں کا بیڑا تیار کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم خشکی کے راستوں کی طرح سمندری راستوں کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔ رب العزت کا ارشاد ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ۔

خدا ہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے قابو کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو۔

(الجاثیہ ۔ ۱۲)

خشکی اور تری سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔

چمڑا پکانے کا مصالحہ

سعد القرظ رضی اللہ عنہ سلم کے پتے فروخت کرتے تھے جس سے چمڑے اور کھال کو دباغت دی جاتی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ نے ان کو سلم کے پتے کی خرید و فروخت کا حکم فرمایا جس سے ان کو بہت نفع ہوا۔ حضرت زینب بنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جحش اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما چمڑے کو دباغت دیتی تھیں۔ اور ان میں حضرت خلیسہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔

لکڑی بیچنے والوں کا ذکر

ایک انصاریؓ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے فاقہ کی شکایت کی۔ فرمایا اگر کوئی چیز تمہارے پاس ہے تو لے آؤ۔ وہ ایک چٹائیؓ اور ایک پیالہ لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نیلام کر دیا دو درہم میں اور فرمایا کہ یہ لو ایک درہم سے گھر والوں کو کھانا خرید کر دینا اور اس ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر وادی کی طرف جا کر لکڑی کاٹ کر فروخت کرو اور دس دن سے پہلے میرے پاس مت آنا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر آئے اور کہا اس میں بڑی برکت ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (اس طرح کما کر گذارا کرنا) تمہارے لئے بہتر ہوا اس سے کہ قیامت کے دن تمہارے سوال کرنے کی وجہ سے تمہارے چہرہ پر داغ ہوتا یا زخم ہوتا۔

دلّالی کرنے کے بارے میں

دلّال کو "اسماسرہ" یا "السّمسار" بھی کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار سے کچھ لینے اور شہری کو دیہاتی سے کوئی چیز بیچنے کو منع فرمایا ہے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ اس خرید و فروخت میں اس کا کوئی دلّال نہ ہو (کیونکہ دلّال تو اجرت (کمیشن) لیتا ہے)۔

نسّاج یعنی کپڑا بننے والوں کا ذکر

ایک مرتبہ ایک خاتون ایک بردہ (چادر) اپنے ہاتھ سے بُن کر لائیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرما لیا۔ بُردہ اس دھاری دار چادر کو کہتے ہیں جس کا کنارہ بُنا ہوا ہو۔ اسی طرح کی ایک اور روایت ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سنان بن سعد رضی اللہ عنہ ایک اُونی جُبّہ لائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پہنا تو پسند فرمایا۔ ایک اعرابی اُٹھا اور عرض کیا کہ اسے مجھے ہبہ کر دیجئے اس کو فوراً دیدیا۔ اور فرمایا ایک دوسرا جُبہ بن کر دیں۔ اسی اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ فرما گئے۔ حضرت زبیر بن عوام۔ حضرت عمرو بن العاص اور عامر بن کریز رضی اللہ عنہم ریشم فروش تھے۔ اُون اور ریشم سے وہ کپڑا بُنواتے تھے۔

الخیاط۔ درزی کا کام

خیاط کے معنی کپڑا سینے والا۔ اور کیکر کے پتے بیچنے والے کو بھی کہتے ہیں یہ لفظ خباط سے التباس ہوتا ہے جس کے معنی گندم بیچنے والے کے ہیں۔ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ جو پہلے خیاط تھے بعد میں خباط بن گئے تھے قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سینے پرونے کا کام بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کی کنجی مرحمت فرمائی تھی وہ درزی کا کام کیا کرتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ نیک مردوں کا شغل سلائی کرنا ہے اور نیک عورتوں کا کام سوت کاتنا ہے۔ درزی کا پیشہ تجارت۔ اجرت اور صنعت ہر ایک میں شامل کہا جا سکتا ہے۔ کرایہ پر بھی کام کرتا ہے خود بنا کر بھی فروخت کرتا ہے۔ سلائی پر اجرت لینا جائز بتایا گیا ہے۔

بڑھئی کا کام

اسی طرح بڑھئی کا کام۔ منجنیق بنانے اور ٹینک بنانے کا کام بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مروج تھا۔

گہوارہ بنانا

بچوں کا گہوارہ بھی بناتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گہوارہ میں سُلایا جاتا تھا۔ شاہ منصور کے لڑکے کو جب مہدی کہا گیا تو سفیان نے کہا اے عبداللہ آپ کو اللہ معاف فرمائیں ہم سب مہدی ہیں یعنی گہوارہ میں تھے (مہد گہوارہ کو کہتے ہیں)۔

لکڑی کا پیالہ

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ لکڑی کا پیالہ بنایا کرتے تھے اور زمزم کے گھڑے میں اس کو چھیل کر ہموار کرتے تھے۔

صواغ یعنی سنار

سنار یعنی سونے چاندی کے کاریگر کو صواغ کہا جاتا تھا۔ اذخر کے پتے زرگروں کے کام آتے ہیں یا گھر کی چھتوں میں کام آتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ولیمہ کے لئے اذخر کے پتے جمع کر کے لائے اور ان کو زرگر کے ہاتھ فروخت کیا۔ زرگروں سے معاملہ کرنے میں اکثر فساد ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹے سنار ہیں اور یہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی روایت (جو خود زرگر تھے) کے مطابق ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے مزاح میں فرماتے تھے۔ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹے زرگر ہوا کرتے ہیں کہ آج کو کل پر ٹالتے رہتے ہیں۔ یہ ایک تنبیہ کے طور پر ہے کہ یہ بہترین کاریگری ہے مگر ان کا معاملہ اچھا نہیں ہوتا نہ دین کے اعتبار سے نہ مروت اور شرافت کے اعتبار سے اور ان کی بناوٹ میں بہت فساد ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگ گھٹیا قسم کے لوگوں سے لین دین کرتے ہیں مثلاً یہود۔ لہٰذا یہ لوگوں کو مشقت میں ڈالتے ہیں یہ صناعت نہایت کمینہ پن کی علامت ہوتی ہے اور مروت کو ختم کر دیتی ہیں۔ مالکیہ میں سے ابن محرز نے کہا کہ اس قسم کے گھٹیا پیشہ کرنے والوں کی گواہی معتبر نہیں ہوتی مثلاً خاکروب۔ دباغت کرنے والے سینگنی لگانے والے۔ جولاہے لیکن سب ایسے نہیں ہوتے مگر صرف وہی لوگ جو اپنے اختیار سے ایسی گھٹیا حرکت کرنے پر خوش رہتے ہیں جو ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شایانِ شان نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ اس کے عقل میں فتور ہونے کی دلیل ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے نقش و نگار بنانے والوں کے بارے میں۔

عقیلی کے طریق سے ایک منکر حدیث جس میں قاسم پر متروک الحدیث ہونے کا الزام ہے (حالانکہ یہ کئی طرق سے حدیث منقول ہے) کہا گیا ہے کہ ایک انگوٹھی جس پر چھوٹی تصویریں نقش تھیں نجاشی بادشاہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ھدیہ میں دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نقوش کو مٹوا کر سورۂ اخلاص اور معوذتین نقش کروا لئے تھے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک حدیث منکر کا اطلاق کبھی حدیث موضوع پر بھی ہوتا ہے۔ اگر انکار سے یہی معنیٰ مراد ہے تو اس باب میں احاد کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہی حدیث کافی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام مبارک کو اس انگوٹھی پر نقش کروایا کیونکہ بادشاہوں کے پاس خطوط بھیجنے کے لئے اس پر مہر لگانے کے واسطے ضرورت پڑتی تھی اس سے ثابت ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس وقت نقش و نگار موجود تھے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لؤلؤ نقش بنانے والے اور لوہار اور بڑھئی بھی تھے۔

سونے سے ناک اور دانت بنانے کا ثبوت

یوم الکلاب میں حضرت عرفجہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی ناک کٹ گئی تھی۔ آپ نے چاندی کے ورق سے بنوایا وہ بدبودار ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنی ناک کو سونے سے بنوالیں۔ یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ اس زمانہ میں بہت باریک اور مضبوط کام ہوتا تھا۔ کیونکہ سونے کی ناک بنانا اور اپنی جگہ فٹ کرنا ہر کاریگر کے بس کی بات نہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دانتوں کو سونے سے بندھواتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارہ فرمایا کہ سونے سے بندھوانے سے دانتوں میں بدبو نہیں ہوتی۔ دندان سازی بھی اس زمانہ کی اہم صنعت تھی۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوائی چکی کی ایجاد

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں جب کہ بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ عربوں نے ہوائی چکی ایجاد کی جب ہوا چلتی تو اس کو متعدد صندوقوں میں لوٹا لیا کرتے تھے۔

بے جان چیزوں کی تصویر کشی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تصویر بنانے والے کو تصویر بنانے سے منع فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ حضرت پھر میں کیا کروں یہ تو میرا پیشہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بنانا ہی ہے تو درختوں کی بناؤ۔

شیخ منصور حنبلی کی کتاب "شرح کشف القناع علی متن الاقناع" میں ہے کہ جو دعوت ولیمہ میں جائے اور وہاں پر کوئی پردہ لٹکا ہوا دیکھے جس پر کسی حیوان کی تصویر ہو اور وہ اس کے گرانے یا اس کا سر کاٹنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ کاٹ ڈالے۔ اگر اس کی قدرت نہ ہو تو وہاں اس کا بیٹھنا مکروہ ہے۔

باقی مصنف علیہ الرحمۃ نے جو انگوٹھیوں پر تصویر کا ذکر چھیڑا ہے۔ آخر میں یہی لکھا ہے کہ ان روایات میں علت کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ یہ اثر احادیث صحیحہ سے معارض ہیں کہ ان میں تصاویر سے ممانعت آئی ہے۔ حاصلِ کلام یہ کہ یہ روایات درجۂ ثبوت تک نہیں پہنچی ہیں۔ یہ جو تصویریں دیکھی جاتی ہیں اور تذکرہ آتا ہے۔ یہ خیالی اور مصنوعی تصورات کی کارفرمائیاں اور مغربی تمدن سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہیں۔ جن کا اس وقت کے تمدن سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ تو زوال اور پستی کے دور کے اسباب ہیں۔ جب مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کے دامِ فریب میں آگئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اسپین و مصر میں کیا کیا گل کھلائے اور اسلامی تعلیمات کو کس طرح مسخ کیا گیا ہے۔

چراغ جلانے اور کشتی چلانے کے لئے چربی کا استعمال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب۔ مردار۔ خنزیر اور بتوں کو حرام قرار دیا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مردار کی چربی کا کیا حکم ہے کہ اس سے کشتیوں کو لیپا جاتا ہے۔ چمڑوں کو چمکایا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چربی کو اُن پر حرام کیا تو انہوں نے اس کو پگھلایا اور فروخت کرنا شروع کر دیا۔ بہرحال جمہور کے نزدیک اس سے (مردار کی چربی سے) نفع اٹھانا بالکل جائز نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک ناپاک تیل کی خرید و فروخت جائز ہے جب کہ اسے بیان کر دیں۔

دُودھ بیچنے کے بارے میں

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی باندی دودھ فروخت کرتی تھیں اور وہ ان سے قیمت لے لیتے تھے۔ کسی نے کہا آپ اس پر قیمت لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں کیا حرج ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ دینار اور درہم کے سوا کوئی چیز ان کو نفع نہ دے گی"۔ یعنی کسبِ معاش۔ اس وقت اگر کمائی کا راستہ چھوڑ دیں گے تو حرام میں مبتلا رہوں گے۔ سلف صالحین فرماتے تھے تجارت کرو اور کسبِ معاش کرو اس لئے کہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی محتاج بنا تو سب سے پہلے وہ اپنا دین بیچ کر کھائے گا۔ حضرت سفیانؒ کے پاس کچھ درہم تھے اور فرماتے تھے کہ اگر یہ ہمارے پاس نہ ہوتا تو بنو عباس ہمیں اپنا رومال بنا لیتے جس سے وہ اپنا میل کچیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھتے۔

الحداد۔ لوہاروں کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو حضرت ام بردہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا تھا ان کے شوہر حضرت ابوسیف رضی اللہ عنہ لوہار کا کام کرتے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی لوہار تھے یہ کوئی ذلت کا پیشہ نہیں ہے۔ عزت اور بزرگی کی چیز تو صرف تقویٰ ہے۔ عاص بن وائل پر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا قرضہ تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میں ادا نہیں کروں گا جب تک تم (نعوذ باللہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر نہ کرو گے۔ میں نے اسے دو ٹوک جواب دیا کہ میں اپنے نبی کا انکار ہرگز نہیں کروں گا حتیٰ کہ اللہ مجھے موت دیدے اس کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے۔ اسی طرح عاص نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کوئی زیور بنوایا جب آپ نے اس سے مزدوری مانگی تو اس شقی نے کہا کہ تمہارا تو گمان یہ ہے کہ جنت میں ریشم، سونا، چاندی اور بچے ہوں گے۔ بس وہیں لے لینا۔

ازرق بن عقبہ ثقفی رضی اللہ عنہ جو حرث بن کلدہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے ان کا پیشہ بھی لوہار کا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر فتح کیا تو کچھ لوگ قیدی بن کر آئے جن میں سے تین[۳] لوہار تھے۔ اُن سے مسلمانوں نے صنعت اور کاریگری سیکھی اور خوب مہارت حاصل کی۔ لوگ زنجیروں میں آتے اور مسلمانوں کے سلوک اور اخلاق سے آزاد ہو کر اسلام میں داخل ہو جاتے تھے۔

تعمیراتی کام کے حالات

سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قُبا کی بنیاد رکھی تو سنگِ بنیاد قبلہ جانب رکھا اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتھر رکھا۔ پھر اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رکھا پھر لوگوں نے تعمیر شروع کی۔

مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا

مسجد کی بنیاد رکھتے وقت امام کی جگہ کا تعین کرنا۔ محل قبلہ کا تعین کرنا اور اس کی تحقیق۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجدوں کی حد بندی کے لیے بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔

امام کا اپنا نائب مقرر کرنا

اصابہ میں حضرت عبداللہ بن عمیر السدوسی کے بارے میں ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک برتن مانگ کر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب برتن دیا تو فرمایا کہ جب تم اپنے ملک میں جاؤ تو اس برتن سے اس زمین پر پانی کا چھڑکاؤ کر دینا اور اس زمین کو مسجد بنا لینا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے بارے میں

جس جگہ پر مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی وہ زمین بنی النجار کی ملکیت تھی اور وہاں باغات بھی تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلوایا کہ وہ لوگ اس باغ کی قیمت لے لیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو اس کی کوئی قیمت نہیں مانگتے بلکہ اللہ جل شانہٗ سے اس کی قیمت مانگتے ہیں۔ پس ان لوگوں نے اس طرح مسجد بنائی کہ اُن کے کھجوروں کے درختوں کی قطار مسجد کے قبلہ کی جانب رہی اور اس کے کنارے کنارے پتھر لگا دیئے گئے اور جب ایک چٹان لگایا تو اس وقت رجز پڑھ رہے تھے اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس عمل میں شریک تھے اور رجز اس وجہ سے پڑھا گیا تاکہ مسلمانوں کو کام کا حوصلہ اور مزید ترغیب (جوش) پیدا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد اینٹ کے ساتھ رکھوائی اور اس کے کناروں کو پتھر کے ساتھ مضبوط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیا گیا۔ اور مسجد کے ستون کھجور کے درخت کے بنائے گئے اور چھت پر کھجور کی ٹہنیاں رکھی گئیں اور قبلہ کی طرف اس کی لمبائی کو پیچھے کی جانب سَو سَو ہاتھ کردیا گیا (تقریباً پچاس گز۔ ناقل) اور اس کے دونوں جانب بھی اسی طرح کیا گیا۔ لہٰذا مسجد کا حدود اربعہ مربع (چوکور) شکل کا بن گیا۔ اور مسجد کی بنیاد کو زمین کے اوپر تقریباً تین ہاتھ اینٹوں سے بنایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد نبوی کو تین مرتبہ بنانا اور ہر مرتبہ ایک نئے طرز کا بنانا

پہلی مرتبہ سمیط کے طریق پر بنایا۔ سمیط اس کو کہتے ہیں جس میں ایک اینٹ کو دوسری اینٹ کے سامنے رکھا جائے اور دوسری مرتبہ ضفرہ کے طریق پر۔ ضفرہ اس کو کہتے ہیں کہ دیوار کی چوڑائی میں ڈیڑھ اینٹ رکھی جائے اور تیسری مرتبہ انتی الذکر کے طریق پر بنایا اور وہ یہ ہے کہ دو اینٹ لمبائی میں اور دو اینٹ چوڑائی میں رکھی جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رہائشی مکانات کی تعمیر کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رہائشی مکانات کو مسجد کے ساتھ ہی بنوایا۔ ان کی چہار دیواری کو اینٹ سے بنوایا۔ چھت کھجور کے درخت کی ٹہنیوں سے اور چھت کے نیچے ڈالنے والی وہ لکڑی یعنی شہتیر جو چھت کو روکنے کے لئے لگائی جاتی ہے وہ لوہے کی لگوائی جس کے اوپر مٹی کا دبیز پلاسٹر لگوایا تاکہ مضبوط اور موٹا ہو جائے اور اس کے ساتھ اون کے ٹاٹ لگا دیئے گئے اور اس میں کئی دروازے اور روزن اور روشن دان ہوا کی آمدورفت (اور روشنی) کے لئے رکھے گئے جس سے مکان میں داخل ہونے اور نکلنے میں نہایت سہولت رہے اور اہلِ خانہ ہر چیز کو آسانی سے نقل و حرکت دے سکیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان اِنہیں صفات سے متصف تھا اور جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکان تھا اس میں قبلہ کی جانب دروازہ کھلتا تھا۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے مکان کے درمیان ایک راستہ تھا اور دونوں اپنے اپنے مکان میں رہتے ہوئے آپس میں باتیں کر لیا کرتی تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے دائیں جانب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے جنوب کی طرف مشرقی جانب تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیہ ازواج مطہرات کے گھر ان دونوں کے گھر سے ورلے ہوا کرتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی کھڑکی اپنے والد محترم و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے قریب ترین تھی۔ وہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خیر خبر لے لیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نو گھر تھے۔ جن میں سے بعض کھجور کی ٹہنیوں سے بنے ہوئے تھے جو کچی مٹی سے پلاسٹر کیا ہوا تھا۔ چھت بھی کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھیں اور کچھ مکانات پتھروں کے تھے جو کہ ایک دوسرے پر رکھ کر بنائے گئے تھے۔ ان کی چھت بھی کھجور کی ٹہنیوں کی تھی۔ ہر گھر میں ایک ہی کمرہ ہوتا تھا اور وہ بالوں سے بنا ہوا تھا جو کہ عَرعَر کی لکڑیوں کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ عَرعَر ایک قسم کا درخت ہے جو کہ سرو کے درخت کے مشابہ ہوتا ہے۔

ذرا غور فرمائیے گا!

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دو لتکدوں کی تعداد نو تھی۔ اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ ہر گھر میں ایک بیت الخلاء (حمام) کی جگہ۔ سال بھر کے خرچے وغیرہ (غلہ وغیرہ) کے رکھنے کی جگہ اور پکانے کی جگہ اور لوگوں سے میل ملاقات کی جگہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ خلوت و شب باشی کے لئے بھی جگہ اس میں ضرور رکھی گئی ہو گی اور اس سے بھی زیادہ ہتھیاروں کو جمع رکھنے کی جگہ استعمالی برتنوں کی جگہ اور جانوروں، اونٹ، خچر۔ گدھا وغیرہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھی اس کے لئے بھی جگہ کا ہونا ضروری تھا۔ اور اس کے علاوہ بیت المال کی ملکیت مع مہمان خانہ کے اور قید خانہ کے اور شفاء خانہ۔ اصحاب صفہ کا چبوترہ وغیرہ جمیع ضروریات مہیا تھیں۔ جس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بنیاد اور ادارہ کی عظمت و وسعت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ وہ اہم ضروریات ہیں جن کی وسعت بنیادی ضروریات کے تحت آتی ہیں۔ (ان کا انتظام اور انصرام اپنی اپنی جگہ علیٰحدہ علیٰحدہ صحابہؓ کرام کی سپردگی میں مثالی طور پہ جاری و ساری تھا۔ اسی مثالی نظام کے تحت اس دور میں بھی تمام وسعتیں سموئی جاسکتی ہیں۔ ناقل)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چبوترہ کی تعمیر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کوئی اجنبی پردیسی آتا تو اس کو معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ لہٰذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مٹی کا ایک چبوترہ بنادیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور صحابہ آپ کے گرد جمع ہوتے تھے۔ اس چبوترہ کی جگہ مسجد نبوی میں اسطوانۂ وفود میں آج بھی موجود ہے۔

اسلام میں سب سے پہلے معمار

اسلام میں سب سے پہلے معمار (یعنی راج مستری کا کام کرنے والے) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں۔

دیواروں کی تعمیر کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارا پڑوسی بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرو۔ جب فوت ہوجائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلو۔ اگر قرض مانگے تو قرض دو۔ اگر کپڑا نہ ہو تو کپڑا دو۔ اگر اس کو کوئی بھلائی پہنچے تو اس کو مبارکباد دو۔ اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اور اپنی دیوار کو اس کی دیوار سے بلند نہ کرو تاکہ ہوا نہ رُکے اور جب تمہارے سالن کی ہانڈی کی خوشبو اس کو پہنچے تو چمچہ سے اس کو بھی دو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد ضرار کو گروا دینا

اس مسجد کو مسجد ضرار اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی بنیاد (مسلمانوں کو) ضرر رسانی کی کوشش میں رکھی گئی تھی۔ یہ لوگ بارہ منافق تھے جنہوں نے آکر درخواست کی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاکر ان کو نماز پڑھا دیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی :۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (التوبہ۔۱۰۷)

اور (اُن میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن دخشم اور معن بن عدی العجلانی رضی اللہ عنہما کو بلوایا اور فرمایا جاؤ اس مسجد (ضرار) کو گرادو اور جلادو کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں۔ اور اس جگہ کو مردار اور کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ بنادیں۔ وہ لوگ وہاں نکل گئے۔ پھر وہ جگہ حضرت ثابت بن اقرن رضی اللہ عنہ کو دیدی گئی لیکن اس گھر میں قطعاً کوئی اولاد نہیں ہوئی اور نہ وہاں کوئی مرغی یا کبوتر رہ سکا۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مسجد کے قریب دوسری مسجد بنائے تاکہ پہلی مسجد والوں کو نقصان پہنچے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے۔ کیونکہ نماز دین کا ستون ہے۔ ایک شہر یا محلہ میں دو جامع مسجد بنانا بھی اسی حکم میں ہے الّا یہ کہ محلہ بہت بڑا ہو اور محلہ کی مسجد میں گنجائش نہ ہو تو بنا سکتے ہیں۔

گارا مٹی کے کام کے ماہر

ایک مرتبہ قیس بن طلق الحنفی کا وفد آیا تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد تعمیر کر رہے ہیں وہ بھی اسی کام میں لگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پسند فرمایا۔ لہٰذا گارا مٹی کا کام ان کے ہی سپرد فرما دیا۔ وہ مٹی میں پانی ملا کر خاص تدبیر سے گارا بناتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پہ کھڑے ہوئے تو ایسا معلوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ اس کی کچی مٹی کو دیکھ رہے ہیں۔ پس حکم دیا کہ اس کو ٹھیک کر دیا جائے اور فرمایا کہ جب بندہ کوئی عمل اچھے طریقے سے کرتا ہے اور خوب سنوار کر کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس بندہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

مصنف فرماتے ھیں کہ یہاں تک تعمیرات سے متعلق ترجمہ مکمل ھو گیا۔

تعمیری یادگار کے سلسلہ میں ایک صورت یہ ہے کہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ٹھہرے ان میں سے ایک وہ جگہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا اور آپ نے نوش فرمایا۔ دوسری تعمیری یادگار وہ جگہ ہے جہاں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا یعنی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کے مکان کا ذکر ہے کہ وہ چھوٹا سا گھر نہایت ہی ہلکا اور سادہ۔ مدینہ منورہ کے مشرق جانب باغات کے درمیان میں واقع تھا جس کی لمبائی اور چوڑائی برابر تھی۔ اس کے درمیان میں ایک دیوار قائم کر کے دو کمرے بنا لئے گئے تھے اور دیواریں لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ باہر سے اس کا فرش اوپر کو چڑھا ہوا تھا جہاں دو اور گھر تھے۔ اس گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے موسم میں تشریف رکھا کرتے تھے۔

تعمیری تکمیل کی تیسری صورت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت کی حالت، فتوحات۔ سخاوت اور سائل کو نوازنا کہ کوئی بادشاہ بھی عاجز ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے تمام خزانے دیئے گئے اور ملکوں کی کنجیاں بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا جو کہ اس سے قبل کسی کو حلال نہیں تھا۔ اور آپ کی حیات طیبہ میں حجاز مقدس یمن اور تمام عربی ممالک اور اس سے قریب کے ممالک مثلاً شام، عراق وغیرہ سب فتح ہو گئے تھے جو کہ کسی بادشاہ کو بھی حاصل نہیں تھا سوائے بعض کے اور مختلف ملکوں کی ایک پوری جماعت تھی جو آپ کی خدمت اقدس میں ہدایہ اور تحائف پیش کیا کرتی تھی۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی چیز کو بھی ترجیح اور اہمیت نہیں دیتے تھے اور نہ ان میں ایک درہم بھی اپنے استعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے روکا بلکہ ان کو اپنے اپنے مصارف (مد) میں خرچ کر دیا اور دوسروں کو غنی بنا دیا جس سے امت مسلمہ ایک طاقت بن کر اُبھری۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اس سے خوشی نہیں ہے کہ اُحد کے پہاڑ کے برابر میرے پاس مال آجائے اور وہ ایک رات بھی میرے پاس رہ جائے یا باقی بچ جائے مگر وہ دینار جو قرض ادا کرنے میں حاجت ہو پس اس کو میں روک لیا کرتا ہوں اور جو مال فیٔ آپ کے پاس آتا تھا اس کی تصفیہ قلب وغیرہ کے لئے روک لیا کرتے تھے۔ اُسی میں سے ایک سال کی روزی کے بعد اپنے اہل و عیال کے لئے تقسیم فرما دیتے تھے اور باقی سب گھوڑے خچر۔ گدھے وغیرہ کے لئے اور اللہ کے راستہ میں ہتھیار خریدنے میں خرچ فرما دیا کرتے تھے۔ اور یہ ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مال فیٔ میں سے چار ہزار اونٹ کو چار صحابہؓ کرام کے درمیاں تقسیم فرما دیا۔ اور آپ نے بوقت عمرہ سو اونٹ ذبح فرمایا اور مساکین کو کھلایا۔ اور ایک اعرابی کو بکریوں کا ایک ریوڑ مرحمت فرمایا۔ فتح خیبر پر مال غنیمت کو بہت سی جماعتوں پر تقسیم فرمایا۔ ربّ العزت نے آپ کے لئے فدک۔ قریظہ اور نظیر بھی فتح کرا دیا اور یہ سب آپ ہی کا معجزہ تھا کہ آپ کے ساتھ ایک جماعت اغنیاء کی تھی مثلاً حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم یہ وہ حضرات تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان و مال ہر وقت فدا کرنے پر آمادہ رہتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صدقہ دینے کا حکم فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال پیش کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال لے آئے۔ ایک اور موقع پر خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار اونٹ اور دس ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیس ۲۷ اُونٹنی کے بدلے میں ایک جوڑا کپڑا خریدا اور زیب تن فرمایا۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کے بجائے اوقیہ روایت کی ہے۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پچاس دینار میں ایک جوڑا کپڑا خرید کر پیش کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ آپ نے رقم ادا کر کے اس جوڑے کو قبول فرمایا اور اس کو پہن کر نماز جمعہ پڑھائی اور پھر اُتار دیا۔ بعد میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح ایک دن جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ کے دوش مبارک پر ایک چادر تھی جس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی۔ ایک اور مرتبہ جب آپ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو آپ کے جسم اطہر پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی حضرت عبدالعزیز بن سیف بن ذی یزن الحمیری رضی اللہ عنہ نے کچھ ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جس میں کئی "حُلّے" یعنی جوڑے تھے۔ ان میں سے ایک بڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرما دیا جس کی قیمت بیس۲۰ اونٹ تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قبہ ھدیہ میں پیش کیا گیا۔ جس میں سونے کا کام کیا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا۔ انہوں نے اس کو ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ۸۰۰۰ ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس۴۰ ہزار خرچ کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگوں پر خرچ فرماتے تھے جو کہ فقر و فاقہ کا خوف نہیں رکھتے تھے۔ اور بہت سے لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سَو۱۰۰ اونٹ بھی عطا فرمایا ہے۔ جن لوگوں پر عطیات کی بارش فرمائی اُن کی تعداد بہت ہے۔ جن میں سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان میں سے ساٹھ۶۰ آدمی تو ایسے ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض تالیف قلب کی خاطر عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو سَو۱۰۰ اونٹ پھر دوسری مرتبہ سَو۱۰۰ اونٹ پھر تیسری مرتبہ بھی سَو۱۰۰ اونٹ مرحمت فرمایا۔ خیبر کے موقعہ پر ایک خاتون نے چند اشعار پڑھے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام رضاعت (یعنی دودھ پلائے جانے) کا تذکرہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں اس قدر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سامان مرحمت فرمایا جس کی قیمت تقریباً پانچ لاکھ کی تھی۔ (خمسمائۃ الف الف) یہ انتہائی سخاوت ہے جس کی کوئی مثال نہیں سنی گئی۔ ھوازن کے قیدیوں کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ وہ چھ ہزار عورتیں اور بچے تھے اور اموال غنیمت کے علاوہ چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زائد کی بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ھوازن کے لئے جو مال ہبہ کر دیا تھا اس کی قیمت لگائی گئی تو پچیس کروڑ بنتی ہے اور ایک قول کے مطابق ۳۶ کروڑ بنتی ہے۔

بحرین کے بصرہ اور عمان سے کچھ مال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حکم ہوا کہ مسجد کے صحن میں ڈھیر لگا دو۔ نماز سے فراغت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آ کر بیٹھ گئے اب جو شخص بھی دکھائی دیتا اس کو تقسیم فرما دیتے۔ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھے بھی عطا فرمائیے کیونکہ میں نے اپنے آپ کو اور عقیل کو (یعنی بھائی) کو قربان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لو جی۔ اور اپنے مبارک ہاتھوں سے بھر بھر کر اتنا ان کے کپڑوں میں ڈال دیا کہ وہ اٹھا نہ سکے۔ عرض کیا کہ آپ کسی سے فرما دیجئے کہ وہ میرے اوپر لاد دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"، (میں نہیں کہتا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تو پھر آپ خود ہی اٹھا دیں۔ فرمایا نہیں (میں بھی نہیں اٹھواتا)۔ اب (مجبوراً) حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس میں سے کم کرنے لگے۔ اس کے بعد بھی نہ اٹھا سکے عرض کیا یارسول اللہ اب تو کسی سے کہئے کہ وہ اس کو مجھ پر اٹھا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تو پھر اس کو تم مجھ پر اٹھا دو (میں لے چلوں) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں (یہ تو مناسب نہیں) پھر انہوں نے اس میں سے اتنا کم کر دیا کہ خود اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نہایت قوی اور مضبوط آدمی تھے اور بہت لمبے چوڑے چکلے تھے تقریباً چالیس ہزار لے کر گئے۔ جب وہ جانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیر تک دیکھتے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دیکھتے رہنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طلب پر تعجب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ہٹے جب تک سب مال ختم نہ ہو گیا۔ ایک درہم بھی باقی نہ بچا۔ یہ سب سے پہلا مال تھا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی فقیر و مساکین کو مال دیتے تھے اور کبھی راہِ خدا میں صَرف فرماتے اور کبھی تالیف قلوب کے لئے صرف فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر سخاوت اور عطائیں فرماتے کہ جس سے قیصر و کسریٰ جیسے بادشاہ بھی عاجز تھے۔ لیکن آپ نے خود اپنی زندگی مبارک فقرا ء و مساکین کی طرح گذاری ہے۔ بسا اوقات آپ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ لہٰذا آپ کی حیات طیبہ میں تنگی و وسعت کے حالات اول اور آخر میں اس کے منافی نہیں ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فقر و فاقہ کے حالات اور دیگر قسم کے اس طرح کے حالات کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے نہیں تھے نہ کسی تنگی کے سبب تھے بلکہ یہ تو اختیاری تھے حضور اقدس رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور بزرگی یہ ہے کہ آپ کو ان صفات سے متصف نہ کیا جاوے جو لوگوں کو عام مفہوم میں کہا جاتا ہے کیونکہ یہ صفات ضائع ہو جانے والی فانی ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام فہم میں فقیر نہیں کہا جائے گا۔ بعض نے تو آپ کے اوپر زہد اور بے رغبتی کا بھی انکار کیا ہے۔ بلکہ آپ کو سب سے بڑا غنی و مستغنی کہا جاوے یہی بہتر ہے۔ بعض فقہاء بالخصوص فقہائے اندلس نے صالح الطلیطلی کو قتل کرنے اور سولی کا حکم لگایا اس وجہ سے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم کہا کرتے تھے اور ان کا گمان تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زہد ارادی اور اختیاری نہیں تھا کیونکہ اگر آپ پاکیزہ چیزوں پر قادر ہوتے تھے تو کھا لیا کرتے تھے (اس عقیدہ کی وجہ سے ان پر قتل کا فتویٰ دیا گیا تھا)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مال کی احتیاج نہیں تھی اور نہ آپ کی حالت فقیروں جیسی تھی۔ بلکہ آپ تو سب سے زیادہ غنی تھے اور آپ اپنی ذات شریف اور اہل و عیال میں کفایت شعاری اور قناعت (صبر و رضا) اختیار کر رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب سے مانگتے تھے کہ اے اللہ مجھ کو مسکینوں جیسی زندگی نصیب فرما۔ اس سے مراد مسکنت قلبی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کہ بقدر کفایت ضرورت کے ہر موقعہ کی اشیاء ضروریہ کی طلب۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سختی سے انکار فرماتے تھے جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا تھا۔ رہ گئی وہ حدیث جس کے الفاظ مشہور ہیں۔ یعنی الفقر فخری وبہ افتخر اس بارے میں حافظ ابن تیمیہ اور علامہ ابن حجر اور حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ وہ باطل ہے اور حدیث موضوع ہے۔ ان کے بعض ہمعصر نے کہا کہ اگر بالفرض یہ مان لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فقر و فاقہ کے ساتھ فخر کرنا اور غنیٰ پر اس کو ترجیح دینا اسلام کے پھیلنے اور پھیلانے کی خاطر تھا اس لئے کہ ہجرت کے بعد تربیت اور ثروت آجانے کے بعد اس کا امکان بھی نہیں تھا۔ بہرحال اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں ایک طرف تو فقر و فاقہ انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ دوسری طرف ان کی سلطنت اور دین اور وطن کے اعتبار سے نہایت عمدہ اور شریفانہ طرز زندگی تھا جو کہ موجب فخر تھا۔

پس بات دراصل یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ میانہ روی کے ساتھ زندگی گذارنا اور اس کی بنیادیں ڈالنے والوں کا فخر یہی ہے۔ اس کے بعد بڑی بڑی حکومتیں فتح ہو جانے کے بعد حضرات خلفاء راشدین کے پاس مال و دولت کی کثرت ہو گئی خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین سے پچیس لاکھ درہم لے کر پہنچے تو آپ متحیر (اور مشوش) ہو گئے۔ اس کے بعد کثرت سے بیت المال میں داخل کرنے لگے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار اونٹ ہو گئی۔ (طبقات ابن سعد ۲۱۸/۳ ج) اور آپ اپنے دسترخوان کے لئے بیس اونٹ ذبح کیا کرتے تھے ۲۲۸/۳ ج آج کے زمانہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی ممکن نہیں۔ بس اللہ کا ملک اور قدرت ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جب وہ کسی کے لئے اپنی رحمت کا خزانہ کھول دیتے ہیں تو کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا۔

اب ہم اپنا موضوع بدل کر بقیہ باتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بیان کریں گے۔ واللہ الموفق ونعم الوکیل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے رنگ ریزوں کے بارے میں

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے زیادہ جھوٹے صباغون اور صواغون ہیں یعنی کپڑے رنگنے والے اور زیورات بنانے والے اس لئے کہ یہ لوگ وعدہ کر کے ٹال مٹول کیا کرتے ہیں اور بات کو کئی رنگوں میں بنا کر بدل بدل کر بولتے ہیں۔

مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانے والوں کے بارے میں

روایت ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر مال لے جا کر بیچنے والوں کو با برکت رزق دیا جاتا ہے اور اس کو جمع کرنے والا ملعون ہے یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔ (کیونکہ وہ لوگوں کے نقصان اور اپنا نفع کمانے کے لئے جمع کرتا ہے)۔

ملک شام سے سمندری راستہ سے تجارت کرنے والے صحابہ کا بیان

قرآن پاک میں ہے :-

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں اور اس لئے بھی (دریا کو تمہارے اختیار میں کیا) اور کہ تم خدا کے فضل سے (معاش) تلاش کرو۔ (النحل - ۱۴)

مجاہد نے کہا کہ ہوائیں کشتیوں کو چلاتی ہیں اور کوئی کشتی ہواؤں کو پھاڑ کر نہیں چل سکتی علاوہ بڑی کشتی یعنی جہاز کے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ ملک شام کے سمندروں کے راستے تجارت کیا کرتے تھے جن میں سے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھجور کی پتیوں سے ٹوکری، چٹائی وغیرہ بنانا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا پیشہ یہی تھا۔ آپ مدائن کے گورنر ہوتے ہوئے بھی آپ اپنی گذر اوقات اسی پر کیا کرتے تھے۔ آپ اس کے مقابلہ میں تنخواہ لینا ناپسند کرتے تھے اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے جو کچھ ہدایہ آتے تھے ان کو صدقہ کر دیا کرتے تھے۔

تیراکی کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایک آزاد کردہ غلام تھے جن کا نام "احمد" تھا وہ نہر میں سے لوگوں کو پار کراتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تم تو "سفینہ" ہو (یعنی کشتی کا کام کرتے ہو) لہٰذا وہ سفینہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اسی طرح حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ عربی لکھا کرتے تھے اور اچھے تیراک اور تیرانداز بھی تھے اس لئے ان کو "الکامل" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ مکہ مکرمہ میں جب ایک مرتبہ سیلاب آیا تو آپ نے تیرتے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کنوئیں میں تیراکی کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور فرمایا میں تو اپنے ساتھی کے ساتھ ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عربی کا ایک مقولہ ہے کہ ہر آدمی اپنے ساتھی کی طرف تیرتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی اخذ کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تیرنا جانتے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تیرنا اور تیراندازی اور اپنی عورتوں کو سوت کاتنا سکھاؤ اور جب تمہارے والدین میں سے دونوں تم کو بلائیں تو پہلے ماں کی آواز پر جواب دو۔ ابوھاشم عونی نے کہا کہ تیرنا سیکھ کر کوئی بھولتا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر کے سوا ہر چیز لغو اور بیکار ہے۔ غفلت ہے۔ سہو ہے سوائے چار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کے اوّل[1] دو نشانات کے درمیان پیدل چلنا۔ دوسرے[2] گھوڑ دوڑ یعنی شہسواری سیکھنا۔ تیسرے[3] اپنی بیوی سے کھیلنا اور چوتھے[4] تیراکی سیکھنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ شام کو لکھا کہ اپنی اولاد کو تیراکی اور شہسواری سکھائیں۔ مسابقت (کشتی۔ تیراندازی۔ دوڑ لگانا وغیرہ) کی مشروعیت اور نفس کی ریاضت اور اعضاء بدن کو مختلف انداز میں تصرف اور ورزش کرنے پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ قرآن پاک میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بھی واضح ہے۔

اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ — ہم تو دوڑنے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں مصروف ہو گئے۔ (یوسف۔۱۷)

پانی فروخت کرنے کے بارے میں

روایت ہے کہ حضرات مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو پانی کی بڑی قلت اور ناواقفیت تھی۔ بنی غفار کے پاس ایک چشمہ پانی کا تھا جس کا نام تھا "رومۃ" وہ شخص مشکیزہ بھر بھر کر مُدّ کے حساب سے پانی بیچا کرتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس کو میرے پاس جنت کے بدلے میں فروخت کر دو۔ اس نے عذر پیش کر دیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اس چشمہ کے علاوہ ہمارے اور ہمارے اہل وعیال کے لئے کوئی اور پانی کا انتظام نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ملی تو انہوں نے اس کنویں کو پینتیس ہزار[۳۵۰۰۰] درہم میں خرید لیا اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

باب: شکار کے بارے میں

کتّے کے ذریعہ شکار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نے اس کتے کو شکار کی غرض سے چھوڑ دیا جو شکار کرنے کے لئے سدھایا گیا ہو اور چھوڑتے وقت اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اللہ کا نام پڑھ لیا ہو۔ پس جو (شکار) وہ پکڑ کر لائے اس کو کھا سکتے ہو (بشرطیکہ اس کتے نے اس میں سے نہ کھایا ہو) اگر اس نے اس شکار میں سے کچھ کھا لیا تو اب تم اُسے نہیں کھا سکتے۔ اگر اس کتے کے علاوہ کسی اور کتے نے خلط ملط کر دیا تو بھی اُسے مت کھاؤ۔

باز یا شکاری پرندہ کے ذریعہ شکار

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ باز یا شکرہ پرندہ کوئی شکار پکڑ کر لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کھاؤ۔

تلوار یا نیزہ کے ذریعہ شکار

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ عمرہ کو جانے والے قافلہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کو جا رہے تھے راستہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قافلہ سے پیچھے رہ گئے وہ خود احرام میں نہیں تھے۔ انہوں نے ایک جنگلی حمار کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرا کوڑا مجھے پکڑا دو لیکن ساتھیوں نے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے نیزہ مانگا اس پر بھی ان حضرات نے انکار کر دیا (کیونکہ وہ حضرات احرام میں تھے اور محرم کے لئے کسی شکاری کی اعانت کرنے کی بھی ممانعت ہے) پھر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنا نیزہ خود ہی اٹھایا اور اس جنگلی حمار پر یکدم حملہ کر کے اُسے ذبح کیا اور اس کا گوشت پکا کر لائے تو بعض صحابہ نے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا۔ منزل پر پہنچ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ منجانب اللہ تمہارے لئے کھانے کا انتظام تھا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں سے نوش فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیر سے شکار

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے معراض (یعنی وہ لکڑی جس میں لوہا لگایا جاتا ہے) سے شکار کرنے کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب اس کی دھار کے ساتھ شکار ہو تو کھا سکتے ہیں اور اگر اس کی چوڑائی سے لگ کر شکار مارا جائے تو وہ مردار ہے کہ بغیر ذبح کئے مرگیا۔

ہاتھ سے شکار کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پیچھا کر کے ایک خرگوش کو ہاتھ سے پکڑا اس کو ذبح کیا اور اس کی سرین اور ران حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

آلات کے ذریعہ شکار کرنا

قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ۔

مومنو! کسی قدر شکار سے جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑ سکو خدا تمہاری آزمائش کرے گا (یعنی حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت سے)۔

(المائدہ ۔ ۹۴)

اس آیت میں ہاتھ کو خصوصی طور پر ذکر فرمایا کہ شکار میں اکثر ہاتھ ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس میں وہ جال بھی شامل ہے جو شکار کے لئے بنایا جاتا ہے۔

بعض صحابہؓ کے شکار کا تذکرہ

ایک جماعت صحابہؓ کی اللہ کے راستہ میں نکلی ہوئی تھی جس کے امیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ کھجور کی وہ تھیلی جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی تھی وہ ختم ہو گئی تو وہ جماعت بھوک کی آزمائش سے دوچار دریا کے کنارے کنارے چلتی رہی کہ اچانک ایک پہاڑ کے ٹیلہ جیسی کوئی چیز دریا سے اُبھر کر سامنے آئی۔ دیکھا تو وہ عنبر مچھلی تھی اس جگہ اس جماعت نے ایک ماہ قیام کیا۔ اسی مچھلی پر ان کا گذر ہوتا رہا۔ اس جماعت میں تین سو آدمی تھے۔ وہ اس مچھلی کی آنکھوں کے حلقہ میں سے جو کہ مٹکے کی طرح تھیں چربی نکالتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے تیرہ[۱۳] آدمی کو اس کی آنکھ کے حلقہ میں بٹھا دیا اور اس کی پسلی کی ایک ہڈی کو موڑ دیا اور اس کے اندر سے ہمارا سب سے بڑا اونٹ بمع کجاوہ گذر گیا۔ غرضیکہ اس مچھلی کا تھوڑا سا گوشت جماعت اپنی واپسی میں ساتھ لائی اور اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا وہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے رزق تھا۔ اس کے گوشت میں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جنبہ کو لکھ کر بھیجا کہ تمہارے کھجور کے باغات پر اس کا چوتھا حصہ جزیہ ہے اور تمہارے عروک سے جو کچھ شکار ہو اس کا بھی چوتھا حصہ دینا ہے (عروک ایک قسم کی لکڑی ہوتی ہے جس سے کشتی وغیرہ بنا کر شکار کرتے ہیں اور جال لگائے جاتے ہیں جس سے مچھلی اور دیگر شکار پکڑتے ہیں)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی شکار نہیں کیا اور نہ شکار کیا ہوا جانور خریدا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شکار کئے ہوئے پرندے کا گوشت نوش فرما لیتے تھے لیکن کبھی نہ خود شکار کیا اور نہ شکار کیا ہوا پرندہ خریدا اور نہ یہ پسند فرماتے تھے کہ آپ کے لئے شکار کیا جائے تاکہ آپ اس کا گوشت کھائیں۔

شکار اور اس کے احکام کے بارے میں متاخرین نے کچھ اشعار جمع کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے :۔

"شکار انسان کے لئے بہت نفع بخش ہے۔ اوّل یہ کہ نص قرآنی نے شکار کا کھانا حلال قرار دیا ہے۔ شکاری کے لئے احکام یہ ہیں کہ اس کا جسم صحیح سالم ہو۔ اس کی نظر درست اور توانا ہو۔ ہمت اور عزم بڑھا ہوا ہو۔ بزدل نہ ہو۔ فضول باتوں میں نہ پڑتا ہو اور اس کا نشانہ سلامت ہو اپنے دین کا محافظ ہو شکار میں اھل فضل اور اہلِ دین کے لئے عبرت ہے اور اس سے نفس کو فرحت اور سخاوت اور خوفِ خدا اور ہمت اور صبر حاصل ہوتا ہو شکار میں جوانوں کے لئے اس کے دائمی غموں سے راحت و نفع ہے۔ بُڑھاپے کو جلد آنے سے روکتا ہے۔ شکار سے مقابلہ اور آزمائش کے وقت شجاعت اور رازہائے سربستہ عجیب و غریب مراحل طے ہوتے ہیں۔ اُمورِ انتظامیہ کی حفاظت اور لڑائی کے وقت اپنا دفاع اور لشکر کی تدبیر اور دشمن پر فتح حاصل کرنے کی تدبیر معلوم ہوتی ہے۔ بزدلی میں گرفتار ذلیل انسانوں کو قابو میں کرنے کی تدبیر آسان ہو جاتی ہے۔ شکار انسان کے دماغ کو پُرسکون اور جسم کو پھُرتیلا بناتا ہے اور صاف ستھرا رکھتا ہے بُرے اخلاق اور فضول چیزوں کے پیچھے پڑنے سے بچاتا ہے اور یہ ایسا نسخہ ہے کہ پھر ڈاکٹروں کی بھی ضرورت کم پڑتی ہے (کیونکہ صحت کا ضامن ہے) اسی طرح حُزن اور بہت سی بیماریوں کو دور رکھتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور ارشادات میں سے ہے کہ سافروا تصحوا و تغنموا یعنی سفر کرو۔ صحت حاصل کرو اور غنیمت حاصل کرو۔ جس کو فالج کا خوف ہو شکار اس کو دور کرتا ہے یہ باتیں کسی بھی مدافعت کرنے والے فوجی دستے سے مشاہدہ میں لائی جا سکتی ہیں۔ اور شکار کرنا قوت اور ذہن کو بڑھاتا ہے۔ اور یہ تمام باتیں عقل کی طرف راجع ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں ہر مقصد کے لئے حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور ہر مباح خوشی کو وسعت پیدا کرتا ہے۔"

ایک بدو دیہات سے کچھ ہدیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لایا کرتے تھے۔ تو آپ بھی اس کو کچھ شہری ہدیہ عطا فرما دیا کرتے تھے۔ اُمت کے لئے یہ تعلیم ہے تاکہ اس قسم کے معاملہ میں اتباع کی جائے۔

باغات میں مزدوری کے بارے میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کیا ہوا کہ اتنی احادیث بیان کرتے ہیں کہ جتنا انصار اور مہاجرین بھی نہیں بیان کرتے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ انصار اپنی زمینوں میں اور مہاجرین اپنے بازار میں مشغول ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو کہیں مل نہ سکے۔ کسی نے کہا کہ ابوالحسن تو اپنے کھیت میں کام کرنے تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی کام کر رہے ہیں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی ان کے ساتھ ان کے کام میں شامل ہو گئے پھر اپنی چادر کو بچھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ کی قسم آپ ضرور اس پر تشریف رکھیں۔ یہ سب اس وجہ سے تھا کہ باوجود امیر المؤمنین ہونے کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس قدر اکرام اور ترجیح فرماتے تھے اور کیوں نہ فرماتے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔

اسی طرح حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جب اخروٹ کا درخت لگا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا کہ آپ تو اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اس کا پھل تو نہیں معلوم کتنے سال میں کھایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ جب دوسرے لوگ اس کا پھل کھائیں گے تو کیا مجھے اس کا اجر نہیں ملے گا؟ پہلے گذر چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ انہوں نے پھاوڑا چلایا تھا اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔

وہ صحابہ جو اپنی زمین بٹائی پر دیتے تھے

حضرت جبیر۔ حضرت سعد اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم تہائی یا چوتھائی کے بدلے میں اپنی زمین بٹائی پر دیتے تھے۔

زمین کے نیچے پانی کا ذخیرہ بنانا

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اوپر خفیف سا لعاب دہن ڈال دیا اور فرمایا "انہ' لمسقی" بے شک یہ پلانے والے ہیں" اس کا یہ اثر تھا کہ وہ جس زمین میں بھی کام کرتے وہاں سے پانی نکل آتا تھا۔ اس علم کو "علم الریافہ" کہتے ہیں۔ یعنی زمین کے اندر بعض نشانات اور علامات دیکھ کر پانی نکالنا۔ بعض مرتبہ مٹی کو سونگھ کر یا اس کے بعض نباتات یا مخصوص حیوانات کے ذریعہ زمین کے اندر پانی کا پتہ لگا لیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی فراست ہے۔

سقا جو اپنی پیٹھ پر لاد کر پانی لایا کرتے تھے

ان کا نام حضرت ابو عقیل رضؓ صاع والے تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کو صدقہ کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا تو وہ بازار میں آکر پیٹھ پر سامان لاد کر مزدوری کرتے تھے اور اس مزدوری کو صدقہ کے لئے پیش کر دیتے تھے۔

سنگھی لگانے اور بال کاٹنے والے کے بارے میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجام اور سنگھی لگانے والے حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ تھے جو کہ بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کا نام نافع بھی تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت کے مطابق ان کا نام "میسرہ" بھی آیا ہے وہ بدری صحابی نہیں تھے۔ خراش بن اُمیہ اور خراش بن مالک کے بارے میں بھی تذکرہ آتا ہے کہ وہ بھی بال بناتے اور سنگھی لگاتے تھے۔ درحقیقت اس آدمی کی کتنی بڑی اہمیت اور ذمہ داری ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بنایا ہو یا حلق (سر مونڈا) کیا ہو یا سنگھی لگائی ہو۔ اس کے بعد سالم حجام کا بھی ذکر آتا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پچھنا (سنگھی) لگایا اور جو خون نکلا وہ اس کو پی گئے۔ معمر بن فضلہ کو کان کی لَو تک بال کاٹنے کا حکم دیا گیا۔ ابو رجیمہ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنا لگایا جن کو اُجرت میں ایک درہم عطا فرمایا۔ لیکن اس کی سند میں ضعف ہے کیونکہ اس کے لئے تو خاص احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حجام کو بال کاٹنے کی اُجرت لینے کی ممانعت ہے نہ کہ حجامت بنوانے والے کو اجرت دینے کے بارے میں (کیونکہ یہ پیشہ قانون ضرورت کے تحت نہیں آتا) اگر لوگ مسلسل اس کو ترک کر دیں تو کوئی حرج یا نقصان نہیں ہے (بغیر حجام کے بھی کام چل سکتا ہے) اس لئے یہ نہایت گھٹیا قسم کی کمائی ہے جو کہ مشروع نہیں۔ برخلاف سنگھی لگوانے کے کہ اس کی اجرت کا لین دین بوجہ ضرورت جائز ہے (اس لئے کہ ایک درہم اجرت میں عطا فرمایا)۔

قصائی کے بارے میں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے خادم جن کی کنیت ابو شعیب رضی اللہ عنہ تھی قصائی تھے۔ اسی طرح حضرت کرام اور حضرت ابن درید رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ میں قصائی کا کام کرتے تھے۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت عامر بن کُریز رضی اللہ عنہم گوشت کی تجارت کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جانوروں کے ذبح پر مقرر فرمایا اور حکم فرمایا کہ ان جانوروں کا تمام گوشت اور کھال تقسیم کر دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ پیشے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ادنیٰ قسم کے تھے

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خالہ حضرت فاختہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا کو ایک غلام (لڑکا) ھدیہ میں دیا اور فرمایا کہ اس کو حجام (سنگھی لگانے والا) سنار اور قصائی نہ بنائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجام اور قصائی کے پیشہ والوں کو ناپسند کرنا اس وجہ سے تھا کہ اس کام کے کرنے والوں کو ایسی نجاست کے ساتھ رہنا پڑتا ہے جس سے بچنا دشوار ہے اور سنار کو اس وجہ سے ناپسند فرمایا کہ وہ زیورات بنانے میں کھوٹ داخل کر دیتا ہے اور سونے چاندی کا کام مردوں کے لئے بھی کرتا ہے جو کہ حرام ہے اور اکثر کثرت وعدہ اور جھوٹی باتوں کی وجہ سے بھی۔

الطباخ۔ کھانے پکانے والوں کا بیان

حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے وہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پکایا کرتے تھے۔ اصابہ میں ان کا نام بریل لکھا ہوا ہے۔ ایک روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا جو کہ صحابہ کرام کو کھانا پکانا سکھاتا تھا۔ ایک مرتبہ آگ بھڑک گئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو جو کچھ اس آگ سے تکلیف پہنچی ہے اس کے بعد تم کو جہنم کی آگ کی حرارت محسوس نہیں ہوگی۔

حلوہ یا ثرید کی قسم کا حریرہ جس کو خزیرہ کہتے ہیں اس کا بیان

ایک مرتبہ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حریرہ پکایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے ہاتھ ڈالا اور کھینچ لیا کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرما گرم تھا۔ فرمایا ہم اتنی گرمی یا (زیادہ) ٹھنڈک برداشت نہیں کر سکتے اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں خزیرہ پکا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تشریف فرما تھے میں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ بھی کھائیں۔ انہوں نے انکار کیا میں نے دوبارہ کہا کہ کھاؤ ورنہ میں یہ خزیرہ آپ کے چہرہ پر چپڑ دوں گی پھر بھی انہوں نے کھانے سے انکار کیا تو میں نے خزیرہ اُٹھا کر ان کے چہرہ پر چپڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور آپ نے اپنی ران مبارک کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اوپر رکھ دیا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم بھی ان کے چہرے پر چپڑ دو۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر خزیرہ چپڑ دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے۔

خزیر ہ :۔ اس کھانے کو کہتے ہیں جو کہ گوشت کے باریک ٹکڑے کو زیادہ پانی میں خوب پکاتے ہیں اور اس میں آٹا اور چربی ڈالتے ہیں۔ اور اسی چیز کو جب دودھ میں پکاتے ہیں تو حریرہ کہتے ہیں۔

بھُنی ہوئی غذا

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (گوشت وغیرہ) بھُون کر بھی دیا جاتا تھا۔

صاحب الخُبز۔ روٹی کے ذمہ داروں کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آٹا یا روٹی کی خرید و فروخت کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ وہ حضرات تو غلّہ خرید لیتے تھے اور اپنے گھروں میں روٹیاں پکاتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روٹیوں کی ٹکیاں چھوٹی ہوتی تھیں یا بڑی؟

ایک روایت میں ہے (جس کی سند ضعیف ہے) کہ روٹیاں چھوٹی بناؤ اور تعداد میں زیادہ رکھو اس میں برکت دی جائے گی۔ اسی مفہوم کی ایک اور روایت ہے کہ کھانے کی چیزوں کو ناپ کر استعمال کرو اس میں برکت ہوگی (اس سے چھوٹا لقمہ کھانے کی طرف بھی اشارہ لیا گیا ہے اور اسی لئے اکثر دسترخوان پر روٹیوں کو توڑ کر رکھتے ہیں تاکہ معلوم نہ ہو سکے کہ کتنا کھایا گیا۔ کسی نے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو فرمایا کہ چاقو روٹی پر رکھو تو اللہ کا نام لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ روٹی کو چاقو سے کاٹتے تھے۔

المشاطہ۔ کنگھا کرنے اور بال سنوارنے کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت دحیہ کلبیؓ سے قیمت دے کر لائے تو ان کو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کا کنگھا اور بناؤ سنگھار کریں۔ اسی طرح آمنہ بنت عفان رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں وہ بھی مشاطگی کا پیشہ کرتی تھیں اور شبرہ بنت صفوان قریشیہ بھی مکہ مکرمہ میں دولہنوں کا بناؤ سنگھار کر دیا کرتی تھیں۔ اور ام رعلۃ القشیریۃ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت زود گو خوش گفتار اور فصاحت والی تھیں۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اب تو میں دادی بن گئی ہوں۔ خاوندوں کے لئے عورتوں کو دولہن بناتی ہوں۔ بناؤ سنگھار کرتی ہوں۔ اس لئے مجھ کو لشکر میں حصہ لینے کا کوئی موقعہ نہیں ملتا۔ کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے۔ لہٰذا مجھ کو کچھ بتائیے کچھ سکھائیے تاکہ ہم بھی اللہ جل شانہٗ کا تقرب حاصل کر سکیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتوں کو سن کر تعجب کیا اور فرمایا دلہن بنا دیا کرو اور ان کو مزین کر دیا کرو الخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری والدہ نے مجھ کو ککڑی کھلائی تر کھجوروں کے ساتھ تاکہ میں موٹی تازی ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جا سکوں۔ اس کے بعد تو میں اچھی خاصی موٹی ہو گئی۔

اس عورت کے بارے میں جو عندیہ لینے کے لئے اس آدمی کے پاس جاتی ہے جو شادی کا خواہشمند ہو

حضرت نفیسہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ آپ کو ایسی عورت سے شادی کرنے میں کیا رکاوٹ ہے جو آپ کے لئے کافی ہو اور مال بھی پیش کر دے اور حسن و جمال میں بھی اچھی ہو اور برابری میں بھی موافق ہو تو!! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس کے بارے میں کہہ رہی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اس کے بعد آپ نے جواب دیا یعنی قبول فرما لیا۔

غزوات میں عورتوں کا تیمارداری کرنا اور مجاہدین کی مدد کرنا

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بعض غزوات میں شریک ہوتی تھیں۔ وہ لوگوں کو پانی پلاتی تھیں اور مرہم پٹی اور خدمت کرتی تھیں اور مقتول و مجروح کو مدینہ کی طرف واپس کرتی تھیں۔ اسی طرح حضرت رفیدۃ الانصاریہ اور الاسلمیہ بھی تھیں خندق کے دن جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو رفیدہ کے خیمہ میں رکھو۔ وہ زخمی لوگوں کا علاج معالجہ مرہم پٹی کرتی تھیں اور ضعیف قسم کے مسلمانوں کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں اسی طرح حضرت کعیبہ بنت سعد الاسلمی رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی روایت بیان کی گئی ہے جنگ خیبر میں آپ کو بھی مال غنیمت میں سے ایک آدمی کے برابر حصہ ملا۔ اور اسی طرح لیلیٰ غفاریہ اور معاذۃ الغفاریہ کے بارے میں بھی روایت موجود ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران عورتوں میں سے حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا بھی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ دار تھیں اور بچپن میں پرورش کرنے والی بھی تھیں۔ جنگ اُحد میں پانی پلانے اور مرہم پٹی دوا علاج کا کام انجام دیا۔ اور خیبر میں بھی حاضر تھیں اسی طرح اُم زیاد رضی اللہ عنہا نے کام انجام دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجوریں تقسیم فرمائیں۔ ان ہی سے ایک صحابیہ اُم سنان رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے عرض کیا کہ میں مشکیزہ کی سلائی کر دوں گی۔ مریض کی دوا دارو کروں گی۔ اور کجاوے کی دیکھ بھال بھی کر لیا کروں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا اور برکت کی دعا دی اصابہ میں اُم کبشہ قضاعیہ اور ام روقہ انصاریہ رضی اللہ عنہما کا بھی تذکرہ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات عورتوں کو جہاد میں جانے سے منع کرنا بھی ثابت ہے غرضیکہ غزوات میں عورتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوتی تھیں جو لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ستو گھول کر پلاتیں۔

جنگ حنین میں حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک نیزہ بنایا کہ اگر کوئی مشرک ان کے پاس آئے گا تو وہ اس کے پیٹ میں بھونک دیں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے میدان میں جب بھی اپنے دائیں بائیں دیکھتے تو حضرت ام عمارۃ انصاریہ رضی اللہ عنہا کو قتال کرتے ہوئے دیکھتے تھے۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ وہ عورتیں زخمیوں کے واسطے ادویات مہیا کرتی تھیں۔ مرہم پٹی درست کرتی تھیں مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ اجنبی مردوں (نامحرموں) کے ساتھ مَس نہیں کرتی تھیں کیونکہ ایسا اختلاط یا چھونا حلال نہیں ہے پھر وہ عورتیں بوڑھی ہوا کرتی تھیں جن کے لئے چہرہ کو کھلا رکھنے کی ان حالات میں اجازت ہوتی ہے۔ یا پھر وہ جوان عورتیں اگر ہوتی تھیں تو پردہ میں رہتی تھیں یہ ہیں عرب کی عورتوں کے عادات اور ہمت اور دین کے کام میں پیش قدمی، جرأت اور عفت خاص کر صحابیات تو اس کے لئے نمونہ ہیں۔ شدید ضرورتوں میں استثناء قابلِ غور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابیات جو تجارت کرتی تھیں

قیلۃ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا نے کہا میں ایک خرید و فروخت کرنے والی عورت ہوں لیکن خریدنے میں اور فروخت کرنے میں مول بھاؤ بہت کرتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے قیلہ! ایسا مت کیا کرو۔ بلکہ جب تم کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ کرو تو جو تمہارے ذہن میں اس کی مناسب قیمت ہو اس پر خرید لیا کرو۔ اور جب تم کسی چیز کے فروخت کرنے کا ارادہ کرو تو اتنی ہی قیمت بتاؤ جتنے میں تم اس چیز کو واقعی فروخت کرنا چاہتی ہو۔ اب تمہیں اختیار ہے اس قیمت سے اُسے دو یا نہ دو عورتوں کے خرید و فروخت کرنے کے سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت دلالی نہیں کر سکتی کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ اگرچہ عورت کا تاجر بننا مباح ہے لیکن عورت فتنہ سے بے خوف نہیں ہو سکتی۔ کہا گیا ہے کہ عورت کے لئے تجارت کا مباح ہونا لازم نہیں ہے کہ وہ بذات خود ہی تجارت میں کود پڑے۔ بلکہ شاید وہ اس ذمہ داری کو کسی ذمہ دار آدمی کے سپرد بھی تو کر سکتی ہے چاہے اس کے اپنے محرم میں سے ہو یا اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت کو بازاروں میں خرید و فروخت کرنے سے منع کیا جائے گا اور گھر میں جائز ہے اجنبی لوگ اس کے پاس آئیں گے لیکن وہ پردہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے تجارت کر سکتی ہیں۔

القابلۃ۔ بچہ کی ولادت کے وقت دائی کا کام انجام دینے والیاں

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ باندی تھیں وہ زچگی کا کام کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وہی دائی تھیں۔ اصابہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ ان کی دائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمیٰ تھیں جو کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں اور ان کے بچوں کو دودھ پلایا کرتی تھیں اور ولادت سے قبل ان کی دیکھ بھال بھی کرتی تھیں۔ اصابہ میں حضرت سودا رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے لیکن اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دائی تھیں۔

الخافظة۔ عورتوں کا ختنہ کرنے والیوں کا ذکر

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ ختنہ کرنے میں بالکل کم نہ کرنا اور نہ مبالغہ کرنا کیونکہ وہ چہرہ کو زیادہ پُرکشش کرنے والا ہے اور خاوند کو زیادہ لذت دینے والا ہے یعنی چہرے کو رونق اور خون کو بڑھانے والا ہے اور ہمبستری میں زیادہ اچھا ہے۔

المرضعه۔ دودھ پلانے والی کا بیان

حضرت ام بردۃ بنت المنذر رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے جناب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو پیدائش کے وقت سے دودھ پلایا ایک روایت میں حضرت اُم سفیان رضی اللہ عنہا کا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانا آیا ہے۔ شاید ان دونوں نے پلایا ہو۔

ان صحابیہ کا ذکر جنہوں نے مجلس نبوی میں عورتوں کی نمائندگی کی

ان کا نام اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ ہے۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آکر عرض کیا کہ مجھے مسلمان عورتوں کی ایک جماعت نے بھیجا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے آپ کو تمام مردوں اور عورتوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی اتباع کرتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہم عورتیں پردہ میں رہتی ہیں اور مردوں کی خواہشات ہم سے پوری کی جاتی ہیں۔ ان کے بچوں کو ہم اُٹھائے پھرتے ہیں۔ حالانکہ مردوں نے کئی چیزوں میں ہم سے زیادہ فضیلتیں حاصل کرلی ہیں۔ وہ نماز میں جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور جنازے میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب وہ اللہ کے راستہ میں نکلتے ہیں تو ہم اُن کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں یارسول اللہ کیا ہم بھی ان کے اس اجر و ثواب میں شریک ہوں گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا! کیا تم نے کبھی کسی عورت کو اس سے بہتر (اور عجیب) سوال پوچھتے ہوئے دیکھا ہے جو اپنے دین کے بارے میں ایسے سوال کرے۔ اس کے بعد فرمایا! اے اسماء تم واپس جاکر ان تمام عورتوں سے کہدو کہ تمہارا اپنے خاوند کے ساتھ بھلائی کرنا اور ان کی رضامندی تلاش کرنا اور ان سے مل جُل کر ان سے تعاون کرنا ان تمام مذکورہ اعمال کے برابر ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرحان و خنداں واپس گئیں اور ان عورتوں کو یہ بشارت اور خوشخبری سنائی اور ان سب نے اس کو بہت بڑی بات سمجھا۔

المغزل۔ عورتوں کا سوت کاتنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار آدمی کا کام اور بچوں کا کام تیرنا اور تیراندازی اور درزی کا کام سیکھنا سکھانا ہے اور ایمان والی عورتوں کے لئے سوت کاتنا ہے حضرت زیاد بن السکن رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ جب بھی میں آپ کی خدمت میں آتا ہوں تو یہی سوت کاتنے کا آلہ آپ کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں۔ فرمایا یہ آلہ شیطان کو بھگاتا ہے اور دل کے وسوسہ کو دور کرتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو سب سے زیادہ طاقت و محنت والی ہے اس کو زیادہ اجر ملتا ہے حضرت ہند بنت مہلب حجاج بن یوسف کی بیوی تھیں اور سوت کاتا کرتی تھیں اتباعِ شریعت کی پابند تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشعار پڑھنے والی صحابیات کے نام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو اشعار پڑھنے والی لڑکیاں تھیں جن کے نام حمامہ اور دوسری کا زینب تھا۔ ان کے علاوہ ایک اور عورت جمیلہ کا ذکر آتا ہے۔

یہ عورتیں اس قسم کے گانے نہیں گاتی تھیں، جو عجمی لوگوں کے بنائے ہوئے ہوتے تھے۔ اس لئے ان عرب گانے والی لڑکیوں کا اطلاق پیشہ ورانہ مغنیہ پر نہیں ہوگا اور پھر ظاہر ہے کہ یہ دونوں لڑکیاں تو بالکل ہی چھوٹی عمر کی تھیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو خود اس وقت چھوٹی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس چھوٹی لڑکیوں کو بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھیلیں۔ اور کہیں سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ اس زمانہ میں کوئی سریلی آواز والے یا خوشی اور رنج میں جھومنے والے ساز استعمال ہوتے ہوں جیسا کہ آجکل کے زمانہ میں عام ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ گانا بجانا ان کی عادت نہیں تھی اور نہ وہ لوگ اس کی صنعت و فنون اور کسب و کمائی میں مشغول ہوتے تھے۔ البتہ شعر گوئی عربوں کی فطرت میں داخل تھی۔

زمانۂ نبوی میں لوگ کس قسم کے اشعار اور کھیل پیش کرتے تھے

انصار کی لڑکیاں یوم بُعاث کے واقعہ کو اپنے شوقیہ اشعار میں سناتی تھیں۔ یہ بعاث ایک قلعہ تھا جس پر دو قبیلے اوس اور خزرج کے درمیان جنگ واقع ہوئی تھی۔ اسی طرح عید کے دن جو کھیل کھیلا جاتا تھا وہ شرعی مصلحت سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ وہ کھیل بے ہودہ اور باطل کھیلوں سے محفوظ ہوا کرتے تھے۔ یہ تو اُمت کے تمدنی اصول اور مزاج کے عین مطابق ہوتے تھے جو دین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی محبت اور شعار اسلام کی عظمت دلوں میں راسخ کرتے تھے اور جس سے کریمانہ اخلاق کی پیاس بجھتی تھی۔ ان کھیلوں کو کھیل کر اور ان کو دیکھ کر انسان کے اندر حوصلہ بڑھتا تھا اور مشقت جھیلنا آسان ہو جاتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان لڑکیوں سے رجز کے اشعار سننا دل کی بہادری کو حرکت میں لانے کے مفہوم میں تھا اور حبشیوں کا کھیل دیکھ کر حرکتِ جسمانیہ میں پھرتی پیدا ہونے کے لئے تھا یہ دونوں باتیں جنگ میں آگے بڑھنے کے اصولوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جنگ کی مشق کے لئے یہ کھیل تعلیم کی حیثیت رکھتا ہے اور تعلیم ایک حقیقت ہے (کوئی ہنسی) کھیل نہیں ہے اگرچہ صورت کے اعتبار سے کھیل ہے۔ پھر جب حقیقت کو لوگوں نے کھیل تماشا بنا لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لہو ولعب کو منع فرما دیا۔

ولیمہ کے موقعہ پر اشعار پڑھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس موقع پر دف بجاؤ۔ حضرت عامر بن سعید رضی اللہ عنہ کی شادی کے موقع پر حضرت قرظہ بنت کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو حالانکہ تم تو صحابی ہو اور اہلِ بدر میں سے ہو۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں اس طرح دف بجانے کی شادی کے موقع پر اجازت دی گئی ہے۔ اور ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور بدر کے مقتولین کا تذکرہ اپنے اشعار میں گا رہی تھیں۔ اچانک ایک لڑکی نے یوں کہا کہ اور ہم میں ایک اللہ کے نبی ہیں جو آئندہ کل کی خبر جانتے ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات چھوڑو اور جو باتیں تم کہہ رہی تھیں وہی کہتی رہو۔ اور دیکھو اللہ جل شانہٗ کے علاوہ کسی کو بھی آئندہ کل کی خبر معلوم نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم (غیب یا ظاہری) اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے وہ مستقل طور پر اور کلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(وہی) غیب (کی بات) جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے۔

(جن۔ ۲۶، ۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں استقبال اور خوشیاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لائے تو بچوں نے ان معروف اشعار کو خوش الحانی سے پڑھ کر استقبال کیا ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

"الوداع کی گھاٹیوں سے چودھویں رات کا چاند ہم پر طلوع ہو گیا ہے (لہٰذا) ہم پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے"

ان الفاظ کے ساتھ جو کسی دعا کرنے والے نے اللہ جل شانہٗ سے دعا کی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کامرانی کے ساتھ غزوۂ تبوک سے ہوئی اس وقت بھی یہی اشعار پڑھ کر فرط مسرت سے سرشار ہو کر مدینہ منورہ کی عورتوں اور بچوں نے باہر نکل کر استقبال کیا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال انصار کی لڑکیوں نے دف بجا کر یہ شعر ترنم سے پڑھا ؎

نحن جوار من بنی النجار یاحبذا محمد من جار

"ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔ خوش آمدید ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ ہمارے پڑوس میں تشریف لائے ہیں"

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک حبشی لڑکی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر آپ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ صحیح سالم لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور اشعار سناؤں گی۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے منت مانی ہے تو پوری کرو۔ ورنہ نہیں۔

ایک مرتبہ ایک لڑکی جس کا نام سیرین رضی اللہ عنہا تھا، کچھ شعر گنگنا رہی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جب اس کے پاس سے گذر ہوا تو وہ کہہ رہی تھی۔

ھل علی ویحکما ان لھوت من حرج

"کیا آپ مجھے بُرا بھلا کہیں گے؟ آپ پر کوئی حرج ہے اگر میں شوخ اشعار پڑھوں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک خاصی جماعت نے سماع اور شاعری پر متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ مسئلہ کے رد میں اور مباح ہونے میں بھی۔ لیکن موسیقی اور گانے بجانے کو جائز کہنا یہ بڑی زیادتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسی کوئی شکل نہیں تھی۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ابوالاسود دولیؒ نے تابعین کے زمانہ کے شعراء اور فقہاء اور محدثین اور شرفاء کی فہرست ترتیب دی ہے اور ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے جو اس زمانہ کے ماہر شہسواری اور امراء اور نجباء تھے اور حاضر جواب اور شیعہ اور گنجے اور گندہ دہن اور بخیل لوگوں میں سے تھے۔ (عجیب) لیکن عہد نبوی میں موسیقار کا شمار کسی فہرست میں نہیں ملتا۔

اس گانے والی باندی کا ذکر جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گانا اور حضرت عائشہؓ کو سنوانا ثابت ہے

ایک عورت آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم اس کو جانتی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا یہ فلاں قبیلہ کی باندی ہے۔ اس باندی نے جب گانا شروع کیا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کی ناک میں پھونک مارا ہے۔

شعر و شاعری کا بیان

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ اس فن کے بہت مشہور اور معروف صحابی تھے۔ ایک قافلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جس میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ لوگوں نے حضرت خوات رضی اللہ عنہ سے ضرار کے اشعار سنانے کی فرمائش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں تو چھوڑ دو۔ ضرار کے اشعار تو دوسرے شعراء سے انسان کو مستغنی کر دیتے ہیں۔ خوات رضی اللہ عنہ نے شروع کیا حتیٰ کہ سحر ہو گئی۔ اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ بڑی بلند آواز سے اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اس قسم کے اشعار کو لوگ دیہاتیوں یا بدوؤں کے (یعنی گنواروں کی شاعری) کہتے تھے۔ یہی وہ طرز ہے جس سے وہ دو بچیاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتکدے میں گا رہی تھیں تو آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ دوسرے طرز کا وہ گانا ہے جس کو "نصب" کہتے ہیں۔ یہ شہسواروں کا تحفہ کہلاتا ہے۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے "نصب" گا رہے تھے اس قسم کی شعر گوئی کو آجکل "سماع" کہا جاتا ہے اور گانے والے کو "مسمع" پہلے زمانہ میں اس کو مُغنّی کہا جاتا تھا۔ بہرحال "مسمع" کے معنیٰ قوال ہو گیا۔

حدیث پاک میں جو لفظ "المغبرۃ" آیا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر کی وجہ سے غبار آلود ہو گئے۔ صوفیاء کے یہاں "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" سے دوسروں کو بھی غبار آلود بننے کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس کو مطلق بدعت کہنے کی ممانعت ہے۔ امام احمد نے صوفیاء کے بارے میں فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ اُن سے زیادہ اچھے لوگ کوئی اور بھی ہیں۔ (لہٰذا) ان کو چھوڑ دو۔ ان کو کچھ دیر اللہ کی معیت حاصل کر کے خوش ہونے دو۔ پھر کسی نے کہا ان میں سے بعض تو (عاشقانہ) اشعار سن کر مر جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا :۔

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ (الزمر ۔ ۴۷)

اور ان پر خدا کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا ان کو خیال بھی نہ تھا۔

خود جب حضرت فخرِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حبشی لوگ آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں اپنے نیزوں سے کھیل رہے تھے اور کرتب دکھا رہے تھے۔

کبھی کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھیلنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ اور یہ روایت کہ وہ گڑیاں اور کھلونے (جانداروں کے) کھیلا کرتی تھیں، اکثر علماء نے اس کو منسوخ کہا ہے کیونکہ تصویر رکھنے کی ممانعت آئی ہے۔ وہ گناہوں سے قریب کر دیتی ہیں۔ بتوں کی مشابہت رکھتی ہیں۔

مسجد نبوی میں حبشی لوگوں کا نٹ کھٹ کا کھیل تماشا کرنا

حبشی لوگوں نے اپنے نیزوں کے کرتب سے مسجد نبوی میں کھیل تماشا کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو بھی دکھایا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر تکیہ لگائے دیکھتی رہیں۔ وہ حبشی یہ گاتے جاتے تھے ؎

محمد عبد صالح الخ

کھیل کود کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ذکر کرنا کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ امام غزالی نے قرآن پڑھتے وقت دف سننے سے بچنا واجب قرار دیا ہے۔ عام علماء بھی قرآن پاک کی تلاوت کو کھیل کود سے خلط ملط کرنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ نہایت ضروری ہے کہ قرآن کے وقار کو باقی رکھا جائے۔ چلتے پھرتے راستہ میں بھی اس کی تلاوت نہ کی جائے لہٰذا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی وغیرہ کے موقعہ پہ یا عروسی رات میں قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ دف وغیرہ بجانا جائز نہیں ہے۔ اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی کلام، اللہ کے غیب اور نبوت سے متعلق سُنا تو لڑکیوں کو روک دیا کہ چھوڑو (اس مضمون کو) اور جو پہلے گا رہی تھیں وہی کہو (یعنی خلط ملط نہ کرو) لہٰذا معلوم یہ ہوتا ہے کہ حبشیوں کا وہ کھیل بھی عبادت کے قبیل میں تھا۔[1]

سلف صالحین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بہت بالاتر سمجھتے تھے گھٹیا اور کھیل کود کی جگہوں پر جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو مقام حاصل تھا اس محبت کو رُسوا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ حدیث الباب سے صوفیہ نے رقص اور کھیل کود اور آلات سماع کے جائز ہونے پر استدلال کیا ہے کہ ذکر کی کثرت اگر صحیح مقصد کے ساتھ ہو تو اس پر رقص کے استدلال کو طعن نہیں کیا جائے گا۔ مصنف کہتے ہیں کہ لوگوں کے لئے انتہا درجہ کا رقص تو نص قرآنی میں خود ہی موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ — تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) خدا کو یاد کرو۔

(نساء-۱۰۳)

کھڑے۔ بیٹھے۔ جھومتے۔ پہلوؤں کو بدلتے ہوئے ذکر کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب ذکر کرتے تھے تو دائیں بائیں کو مائل ہوتے تھے جیسا کہ تیز ہوا سے درخت کبھی سامنے کو کبھی پیچھے کو جھومتا ہے۔ (تفصیل باب الحجل میں ملاحظہ ہو)۔ (اس کے علاوہ کسی اور طرز کے رقص کا تصور زیادتی ہے۔ بہرحال کھیل کود ہو یا گانا بجانا ہو یا رقص و سرود ہو یا مزامیر ہو یہ سب شیطانی حرکات سے مشابہت رکھتے ہیں لہو و لعب میں داخل ہو جاتے ہیں اور جب فتنہ کا خوف ہو تو اس کے حرام ہونے میں کیا تردد ہے)۔

---

[1] آج کل قرآن کریم کے کیسٹ ہر جگہ دستیاب ہونے کے باعث ہر حال، ہر مقام پر لوگوں کو قرآن سننے سے بھی بے نیاز کر دیا ہے۔ حالانکہ قرآن کا سننا فرض ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک صحابی جب حبشیوں کے کھیل کی طرف سے گذرے تو ان کو عطیہ دیا

حضرت ابو عقبہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے تو راستہ میں حبشیوں کو کھیل پیش کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ان کو ایک درہم عطیہ دیا۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب اپنے دونوں بیٹوں کا ختنہ کیا تو کھیل کرنے والوں کو بلایا اور ان کو چار درہم دیئے۔

دوڑ لگانے میں مسابقت

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگانے میں مسابقت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں بوجہ ہلکا جسم ہونے کے۔ دوسرے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے کیونکہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھاری بدن کی ہو گئیں تھیں۔ تو خوش طبعی کے طور پر فرمایا۔ یہ ہے تمہارا پہلی دفعہ آگے نکل جانے کا بدلہ۔

کُشتی اور پہلوانی کے بارے میں

مکہ مکرمہ میں ایک بہت مشہور و معروف پہلوان تھا جس کا نام رُکانہ تھا۔ دور دور ممالک سے لوگ اس سے کشتی سیکھنے آتے تھے لیکن زندگی میں اس کو کوئی پچھاڑ نہیں سکا تھا۔ ایک مرتبہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کسی گھاٹی سے گذر رہے تھے تو وہ پہلوان سامنے آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ "اے رُکانہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ آؤ اب تو ہماری دعوت (اسلام) کو قبول کر لو" اس نے کہا کہ آپ کے پاس آپ کی سچائی پر کوئی گواہ موجود ہے؟ فرمایا ہاں! اگر میں تم کو پچھاڑ دوں تو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ گے؟ اس نے کہا۔ ہاں بالکل! کُشتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پچھاڑ دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُکانہ حیرت میں رہ گیا اور معاہدہ توڑ کر پھر دوبارہ کشتی لڑنے کی درخواست کی۔ آپ نے اس کو پھر پچھاڑ دیا۔ پھر بھی وہ مکر گیا۔ پھر تیسری مرتبہ کشتی ہوئی پھر بھی وہ ہار گیا۔ اور حیران ہو کر کہا کہ آپ کی شان عجیب ہے۔ اس کے بعد وہ ایمان لے آئے۔ حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ کی قوۃ کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ وہ اونٹ کی نرم کھال پر کھڑے ہو جاتے۔ ان کے نیچے سے دس آدمی مل کر اس کھال کو پکڑ کر کھینچتے تو کھال ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی مگر حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ جمے رہتے (اس روایت کو غریب کہا گیا ہے)۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو بھی پچھاڑا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ چھوٹی عمر کے صحابہ کا آپس میں کشتی لڑنا اور پچھاڑنا تاکہ جہاد میں جانے کی اجازت مل جائے بہت معروف ہے۔ بعض روایات میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا آپس میں کشتی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثابت ہے۔

تتمہ : حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ مذکور کے لڑکے یزید اور پوتے علی رضی اللہ عنہما کی قوۃ حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ کی طاقت سے بھی زیادہ تھی۔ ایک مرتبہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی بن یزید رضی اللہ عنہ (یعنی رکانہ کے پوتے) کو پچھاڑ دیا۔ دوسری مرتبہ علی بن یزیدؓ نے یزید بن معاویہؓ کو اس بُری طرح پچھاڑا کہ ایسا تو کسی نے سنا ہی نہ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن یزید رضی اللہ عنہ کو ایک نہایت ہی سرکش گھوڑے کو قابو کرنے کے لئے مقرر کیا کیونکہ اس کو قابو کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ علی بن یزید رضی اللہ عنہ اس گھوڑے پر سوار ہوئے تو وہ اچھلا۔ حضرت علی بن یزید رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی رانوں کے درمیان ایسا دبوچا کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ پھٹ گیا اور وہ گھوڑا مر گیا۔ ایک مرتبہ حضرت علی بن یزید رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو پکڑ کر اپنی بغلوں میں دبا لیا اور چل پڑے وہ دونوں چیخنے لگے ارے میں مر گیا۔ میں مر گیا۔ بس چھوڑ دو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض صحابہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرطِ مسرت میں رقص کی کیفیت میں آنا جس کو حجل کہتے ہیں

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (خوشی کے مارے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھومنے لگے اور فرمایا کہ میں نے حبشیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے بادشاہوں کے ساتھ اسی طرح (تعظیم) کرتے ہیں یعنی حجل کرتے ہیں۔ ایک اور موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ سن کر خوشی سے اُچھلنے لگے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے شکل و صورت میں اور اخلاق کے اعتبار سے زیادہ مشابہت رکھتے ہو۔ وہ بھی خوشی سے اُچھلنے لگے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے سردار ہیں۔ وہ بھی فرطِ مسرت سے اچھلنے لگے۔ صوفیاء کے رقص کی اصل یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ بھی حالت وجد کی لذت میں محظوظ ہوتے ہیں۔ حال تو وہبی اور بے اختیاری ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے پرندے اور دوسرے جانوروں کے پالنے کے بارے میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت ابو عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نغر نام کا پرندہ تھا وہ اس سے کھیلا کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اُن سے ان کے پرندہ کا حال دریافت فرمایا۔ حضرت ابو عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ مر گیا وہ بہت غمگین تھے۔ علماء نے اس حدیث سے تقریباً تین سو مسائل اور فوائد استنباط کئے ہیں۔ مثلاً جانوروں کی کس طرح دیکھ بھال کرنی چاہیئے۔ اس کو تکلیف پہنچانے اور بھوکا پیاسا رکھنے پر کیا وعیدیں آئی ہیں۔ ایک جانور کو دوسرے کے ساتھ بند نہیں کیا جائے کہ وہ لڑ مریں۔ ایسا رکھیں جیسے کوئی اپنی اولاد کو پالتا پوستا ہے۔ پرندہ کو کھلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین میں نہ رکھیں کہ ٹھنڈک سے مرجائے۔ اس کی فطرت کے مطابق کوئی لکڑی یا شاخ بنادی جائے جس پر وہ بیٹھے۔ اسی طرح کسی خچر کو اس طرح نہ باندھے کہ وہ بھوکا پیاسا مرجائے۔ غرضیکہ جانوروں کے ساتھ بھی پوری طرح رحم کھانا ضروری ہے۔ بیچارے بول نہیں سکتے کوئی شکایت نہیں کرسکتے۔ جانوروں پر اس کی طاقت سے زیادہ سامان جو لاد دیتا ہے وہ شقی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ بندوں پر رحم فرماتا ہے جو اس کی مخلوق پر رحم کھاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک اونٹ والے کو مار رہے تھے کہ تم اپنے اونٹ سے اس قدر بوجھ کیوں اٹھواتے ہو جو اس کے بس میں نہیں۔ جانوروں کو خاردار لگام دینے سے بھی ممانعت آئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی کہ مصر میں ایک اونٹ پر ایک ہزار رطل کا وزن لادا جاتا ہے تو فوراً احکام صادر فرمایا کہ ایک اونٹ پر چھ سو سے زیادہ رطل کا بوجھ نہیں لادا جاوے گا۔ حضرت نقادہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان دودھ دینے والی اور سواری کرنے والی اونٹنیوں کو میرے ہاتھ فروخت کردو اور کسی بچے کو اس پر ذمہ دار نہ ٹھہراؤ کہ اور لاپرواہی کرے۔ حضرت سوادۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے ایک بکری عطا فرمائی اور میری والدہ سے فرمایا کہ اپنے چھوٹے بچے سے کہو کہ اپنے ناخن کاٹ کر رکھا کرے ایسا نہ ہو کہ بکری کو کوئی تکلیف پہنچ جائے یا وہ اس کے تھن کو زخمی کردے۔ (دودھ دہوتے وقت) اور اس کو بتاؤ کہ موسم خزاں میں بکری کو غذا اچھی دیا کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ کی پیٹھ پر کجاوہ کی وجہ سے جو زخم ہو جاتا ہے اس کو دیکھ کر فرمایا کرتے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس زخم کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جاوے؟ (انسان کو اپنے ماتحت کے بارے میں تو اور بھی ڈرنے کا مقام ہے۔ ناقل) تاکید ہے کہ جانوروں کی پیٹھ کو کرسی نہ بناؤ۔ اُن کے چہرہ پہ مت مارو اور ان کو گھنٹیوں کا ہار نہ پہناؤ۔ رات میں جانوروں کو سواری کے لئے نہ استعمال کرو الا یہ کہ دن میں اس کو آرام کروالیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ زین کس کر جانوروں کو کھڑا نہ رکھنا چاہیئے۔ جانوروں کے ساتھ نرمی، ہمدردی اور رحم کھانے کا مسئلہ نہایت ہی اہم اور عظیم ترین ہے جو اس کے خلاف کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب کی وعید ہے۔ آج سے صدیوں پہلے اہلِ اسلام کو ایک ایک طریقہ اور بات سکھادی گئی ہے جو کہ یورپ والے حیوانات کے ساتھ یہ نرمی کی ناقص مہم اب شروع کر رہے ہیں (وہ اس وجہ سے کہ اب مشین کا دور ہے اور ان کے لئے جانور پالتو اور جنگلی سب فالتو ہو چکے ہیں اور ان کو مار مار کر دوائیاں بنانے پر مشق کر رہے ہیں) وہ شکر گذار بن کر ان کو چاہیئے کہ اسلام کے آغوش میں آجائیں۔

وحشی اور پالتو جانوروں کا گھر میں رکھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس کچھ وحشی جانور بھی پلے ہوئے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے تو وہ تیزی سے کُلیلیں کرنے لگتے خوب کھیلتے اور پھُدکنے لگتے تھے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں رہتے وہ بھی سکون و ادب سے رہتے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا گوارا نہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص گھر میں اکیلا رہتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ ایک جوڑا کبوتر کا پال لے تاکہ اس سے اُنسیت ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی وحشت کی شکایت کی تو آپ نے ان کو ایک جوڑا کبوتر پالنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ اس کے گھونسلے کے پاس اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یا تو مرغا پال لو تاکہ تم کو نماز کے لئے جگا سکے۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا گھر دور ہے اور میں نابینا ہوں اور میرے پاس ایک کتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کچھ دنوں کی رخصت عطا فرمادی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کے موقعہ پر بادام شکر وغیرہ تقسیم کرنے میں جو چھینا جھپٹی ہوتی ہے اس کا بیان

ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک صاحب اقتدار کے یہاں نکاح پڑھایا اور دعا فرمائی کہ اللہ تم کو محبت، خیر دعافیت برکت اور نیک فالی کے ساتھ رکھے۔ یہ بھی فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کے سر پر دف بجاؤ (یعنی خوشیاں مناؤ) اس کے بعد کچھ بچیاں بھرے ہوئے طباق لے کر آئیں جن میں چھوہارے، بادام، شکر وغیرہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طباق کو الٹ کر ان چیزوں کو بکھیر دیا لوگوں نے ٹھٹھک کر اپنے ہاتھوں کو سکیڑ لیا تو آپ نے فرمایا الا تنھبون الخ یعنی کیا تم چھینا جھپٹی نہیں کرتے (جیسا کہ نکاح کے بعد بعض جگہ اب بھی چھوہارے وغیرہ لوٹائے اور چھینے جھپٹے جاتے ہیں) انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے تو ہمیں منع فرمایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حکم تو لشکریوں کے لئے ہے کہ وہ لوٹ کھسوٹ نہ کریں۔ لیکن شادی میں اس سے منع نہیں کیا۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ شادی کے موقعہ پر بادام یا مٹھائی کا بکھیرنا اور لٹانا مکروہ نہیں ہے۔ جیسا کہ ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ لیکن امام بیہقی نے فرمایا کہ یہ بات ثابت نہیں ہے۔ بہرحال ان دو علتوں کے درمیان منافرت حدیث کے ضعیف ہونے کی موجب ہے۔ ان دونوں کو کس طرح جمع کیا جائے اس سے استدلال نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :۔

لَوْ اَنْھَکُمْ عَنْ نُھْبَۃِ الْوَلَائِمِ۔ — میں نے ولیمہ میں چھینا جھپٹی سے منع نہیں کیا۔

جیسا کہ ابن حجر اور علامہ مناوی نے کہا۔

ان کھیل تماشوں کا بیان جن کی اجازت دی گئی ہے

بیہقی میں مطلب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے :۔

اَلْهُوَا وَالْعُبُوَا فَاِنِّیْ اَکْرَهُ اِنْ اَرٰی فِیْ دِیْنِکُمْ غِلْظَةً۔

میں تمہارے دین میں لہو ولعب کی سختی کو ناپسند کرتا ہوں۔

نفس کو راحت پہنچانا چاہیئے جبکہ وہ کام کرتے کرتے تھک جائے اور اس کی صفائی چاہیئے جبکہ وہ زنگ آلود ہو جائے مگر مباح کھیل تماشہ (تفریح) کے ساتھ۔ ارجوحہ کھیلنے کی ترغیب آئی ہے (ارجوحہ رسی اور لکڑی سے لٹک کر کھیلا جاتا ہے ورزش کے طور پر جسے آج کل جمناسٹک کہتے ہیں۔ پیر لل بار وغیرہ) یہ پیٹھ کے درد کے لئے بھی مفید ہے (اور اس سے ناف بھی ٹھیک کی جاتی ہے۔ ناقل)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب میری رخصتی کا موقعہ آیا تو میں ارجوحہ کھیل رہی تھی۔ میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا اور کچھ عورتیں آئیں مجھے وہاں سے لے گئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنے کے لئے بناؤ سنگھار کر کے تیار کیا۔ اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

شادی کے موقعہ پر سات دن تک دعوت ہوتی رہنے کا ثبوت

حافظ فرماتے ہیں کہ حضرت حفصہ بنت سیرین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میرے والد نے مجھ کو نکاح میں دیا تو صحابہ کرام کو وہ سات دن تک دعوت کھلاتے رہے۔ جب انصار کی باری آئی تو انہوں نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت وغیرہ رضی اللہ عنہم کو دعوت دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ولیمہ ثابت ہے اور پہلا دن حق ہے۔ دوسرا دن قاعدہ کے موافق ہے اور تیسرا دن ریاء اور شہرت ہے۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی ولیمہ کی دعوت کرے تو قبول کرو۔ کسی دن کو خاص بیان نہیں کیا۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اچھی سند سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی آزادی کو مہر قرار دیا۔ اور تین دن تک ولیمہ کیا۔ حضرت عیاض نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے اہل ثروت کے لئے ایک ہفتہ تک ولیمہ کو مستحب قرار دیا ہے مگر یہ اس طرح کہ ایک ہی آدمی کو بار بار نہیں بلکہ جو نہیں آسکے ان کو مدعو کریں۔

بہترین صاف شفاف میدہ اور گھی اور شہد کا استعمال

روایت ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حلوہ بنایا آٹا۔ گھی اور شہد ملا کر پکایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ چیزیں پیش کی تھیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ تیار فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں مرغی اور چوزے اور حلوہ بھی ساتھ رکھتے تھے۔ بلاد عربیہ میں سب سے پہلے امیہ بن ابی الصلت رضی اللہ عنہ نے فالودہ کو متعارف کرایا جیسا کہ ملک شام کے لوگوں نے ان کو کھلایا تھا۔ پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جذعان رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر شہد سے تیار کیا ہوا فالودہ یمن سے منگوایا۔

جمع الفوائد میں ہے کہ ہندوستان کے کسی راجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک گھڑا زنجبیل (سونٹھ) بھیجا۔ آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب آدمیوں کو کھلایا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو دو ٹکڑے کھلائے۔

حکایت ہے کہ کسی زاہد کے سامنے کھانا رکھا گیا تو کہا کہ میں نہیں کھاؤں گا۔ پوچھا گیا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا اس لئے کہ میرے نفس نے اس کی فرمائش کی اور کئی سال سے وہ چیز نہیں کھاتا جس کو میرا جی چاہے۔ ان سے کہا گیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس بناء پر کھانا نہیں چھوڑتے تھے اور صحابہ بھی۔ مرغی کا گوشت اور میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ ایک اور

حکایت ؛ فرقد سنجی ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ فالودہ (مالیدہ) کھا رہے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقدتم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ فرقد نے کہا کہ نہ میں خود کھاتا ہوں اور نہ اس کے کھانے والے کو پسند کرتا ہوں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا شہد کی مکھی کا لعاب، گندم کا مالیدہ، گائے کے گھی سے بنی ہوئی (اتنی خوش ذائقہ اور طیب) چیز کو مسلمان عیب دار سمجھے؟ (بڑے تعجب کی بات ہے)۔

حکایت: ایک شخص حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا پڑوسی فالودہ نہیں کھاتا اور کہتا ہے کہ میں اس کا شکر نہیں ادا کر سکوں گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا پڑوسی جاہل ہے کیا وہ ٹھنڈے پانی کا شکر ادا کر سکتا ہے؟

حکایت: حضرت سفیان ثوریؒ اپنے سفر میں بھنا ہوا گوشت اور فالودہ اپنے ساتھ رکھتے اور فرماتے کہ جانور کو جب اچھا کھلایا پلایا جائے تو اس سے خوب کام لیا جا سکتا ہے۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کا قول ہے کہ اگر تمہارے دل کی اصلاح فالودہ کھانے میں ہے تو ضرور کھاؤ۔ ان کی طرح مت بنو جو صرف صورت کے اعتبار سے زاہد بنتے ہیں۔ بہت سے لوگ پیٹ بھرنے کی خاطر نہیں کھاتے بلکہ کھانے میں وہ مصلحت (ذائقہ اور شوق) تلاش کرتے ہیں۔ ہر جسم سادگی سے قوت والا نہیں بنتا خصوصاً وہ لوگ جن پر مختلف ذمہ داریوں کا بوجھ ہے اور تفکرات نے ان کو مشقت میں ڈال رکھا ہے (ان کے لئے اچھی غذا زہد کے منافی نہیں ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بازار کی جگہ کا انتخاب فرمانا

ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کے واسطے ایک بازار کی جگہ کا انتخاب فرما دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بلند جگہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ جگہ بازار کے لئے (موزوں) نہیں ہے۔ پھر اس زمین (بازار) کی طرف واپس تشریف لائے اور اس میں کئی چکر لگا کر فرمایا کہ یہ تمہارا بازار ہے اس میں نہ کمی کی جائے گی اور ٹیکس لیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بازار جو زمانہ جاہلیت میں اور اسلام میں تجارت کے مرکز رہے

ان میں سے عکاظ، مجنۃ اور ذوالمجاز مشہور ہیں۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ (بقرہ ۔۱۹۸)

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو "فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ" کی زیادتی کے ساتھ تلاوت فرمائی یعنی اس کو موسم حج سے متعلق بتایا۔ ان بازاروں میں زمانہ جاہلیت کی وہ بستی بھی تھی جس پر قوم ثمود آباد تھی اور ان پر اللہ کی طرف سے آئی ہوئی اونٹنی کی کونچ کاٹ دینے اور نافرمانی کرنے پر عذاب آیا تھا اس وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر سے جلدی سے گذر گئے اور اپنے اصحاب کو بھی حکم فرمایا کہ وہ اس جگہ کی کسی چیز سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں اور نہ استعمال کریں اور وہ آٹا جس کو انہوں نے وہاں کے پانی سے گوندھا تھا اس کو بھی کھانے سے منع فرمایا۔ ان میں سب سے بڑا عکاظ کا بازار تھا جہاں ہر اعتبار سے چیزوں کی فراوانی ملتی تھی۔ حتیٰ کہ ۱۲۹ھ میں خوارج کے زمانہ میں اس کو ترک کیا گیا اور سب سے اخیر میں ۱۹۷ھ میں داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ العباسی کے زمانہ میں سوق جامع کو ترک کیا گیا۔ روایت ہے کہ بازار عکاظ ذی القعدہ کی یکم تاریخ کی صبح سے بیس تاریخ تک چلتا تھا۔ اس کے بعد سوق مجنۃ بیس ذی القعدہ سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ تک دس دن چلتا تھا۔ اس کے بعد آٹھ دن تک سوق ذوالمجاز چلتا تھا۔ اس کے بعد لوگ حج کے لئے چلے جاتے تھے۔ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوق مجنۃ اور عکاظ میں موسم حج کے وقت دس سال تک ٹھہرتے رہے اور لوگوں کو گھروں میں جاکر اسلام کی دعوت دیتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ جاہلیت میں تلوار بنانے والا

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں تلوار بنایا کرتے تھے۔

تیر کو سیدھا کرنے والے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر کو درست کیا کرتے تھے۔

قبریں کھودنے والوں کا بیان

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مکہ والوں کی قبریں کھودتے تھے اور حضرت ابوطلحہ سہل بن زید رضی اللہ عنہ مدینہ والوں کی قبریں بناتے تھے۔ حضرت ابوسعید مقبری رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قبر کھودنے پر مامور کیا گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے والے

پہلے انصار نے اعلان کیا کہ وہ کفن دفن کریں گے۔ پھر سب نے مل کر حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔

حبشہ کی ایک عورت نے نعش پر جب پردہ ڈالا تو اس کو شاباشی ملی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ اس وقت کا انتظار کرتی رہیں اور یہ ڈرتی تھیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی عورت ان کی نعش کو مثل مردوں کی نعش کے رکھ دے۔ لہٰذا آپ نے ایسے کفن کی تفصیل بتا دی جو آپ کی نعش کو پوری طور پر ڈھانپ لے اور اس پر پردہ ایسا بنایئے جس طرح دولہن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے مکان کے اندر بنایا جاتا ہے۔ اللہ اللہ حیا کا انتہائی اعلیٰ مقام کہ موت کے بعد پردہ کا یہ اہتمام جس کی خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی (آج کل کی عورتیں آنکھیں کھولیں اور جہنم کی آگ سے بچیں)۔ بہرحال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ان کی میت پر پردہ کا انتظام خاطر خواہ فرمایا جیسا کہ انہوں نے حبشہ میں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں الہام فرمایا۔ پھر اس کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کچھ کھجور کی کچی ٹہنیاں منگوائیں اور ایسی نرمی و شفقت سے اُن پر رکھا کہ جس طرح اُونٹ گم ہو جائے تو اس کا مالک اس کی جدائی نہ برداشت کر سکتا ہو اسی طرح وہ بھی ان سے جدا نہیں ہونا چاہتی تھیں اور ان کو ایسا لباس پہنایا جس کا دامن نہایت کامل تھا پس وہ (کفن) ایسا بن گیا جیسا کہ پردہ نشین دولہن کا پردہ ہو۔ شایانِ شان تجہیز و تکفین سے ایک گونہ اطمینان ہوا۔ پس یہ تھیں خاتونِ جنت جن کو سب سے پہلے اس کرامت اور عزت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو خصوصیت عطا فرمائی۔ اور ان کا سب سے پہلے واصل بحق ہونا اس حفاظت کے ساتھ ابدی گھر (یعنی قبر اور مابعد) کی طرف ہوئی۔ کیا ہی کامل اُن کی حجت اللہ تعالیٰ کے پاس ہو گئی۔

ایک بڑی عمر کی خاتون حضرت فاطمہ کی قبر کے پاس ہر وقت رہتی تھیں

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی باندی رقیہ اُن کی قبر پر رہنے لگیں تھیں۔ اس کے بعد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مستقل طور پر وہیں بسا دیا اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ اس عورت کے علاوہ کسی کو وہ قبر معلوم نہیں تھی۔

عجیب بات: یہ ہے کہ حضرت ثبت کے جنازے پر غلاموں کو، عورتوں کو، گھوڑوں کو، اونٹوں کو اور بھی کئی قسم کی مخلوق کو۔ سب کو الگ الگ کھڑا کیا گیا اور لوگوں نے دیکھا کہ سب نے ان کے جنازے پر آنسو بہائے توجہ کیا۔

انوکھی بات: ایک انوکھی بات یہ ہے کہ حارث بن عبداللہ بن ابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیعہ تابعین میں سے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بصرہ کے گورنر تھے۔ ان کی والدہ حبشہ کی تھیں اور نصرانی تھیں جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت حارث اپنی ایک جماعت کے ساتھ نصرانیوں سے الگ جنازے میں شریک تھے۔ اسی طرح ابجر کا جنازہ جب نصرانی لوگ آگے لے کر جا رہے تھے تو عبدالرحمٰن بن ملجم اور حجار بن ابجر الگ کنارے پر چل رہے تھے۔ غرضکہ جنازہ کے بارے میں سلف کا معمول محفوظ ہے۔ مثلاً امام احمد بن حنبلؒ کے مطابق لوگ اس زمانہ میں اختلاف مذاہب کے اعتبار سے اپنے اپنے جنازوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔

القسم العاشر۔ دسویں قسم

کتاب الخراجی سے سلسلہ جاری ہے

دور نبوی کی علمی روئیداد اور تبصرہ

اس زمانہ میں صحابۂ کرام فضیلت اور وسعت علم میں سب سے آگے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا ادراک کرنے میں اُن کو ضبط کرنے میں اور اخلاق عالیہ کے برتنے میں اور بہترین حلیہ اور بہترین لباس میں سب سے آگے تھے۔ اس میں دو باب ہیں۔ اوّل سیکھنے سکھانے۔ کتابت اور ظروف۔ دوسرے اجتماعی احوال۔

باب اوّل۔ قرآن

معرفت الٰہی کو انسان قرآن ہی کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس عظیم الشان دیوان کو سب سے پہلے جن نفوس قدسی نے (گہوارۂ نبوی سے حاصل کیا) مدرسہ میں پڑھا اور اس کی ہدایت اور رہبری میں ان کی تربیت ہوئی اور اس پر عمل کرنے کی اپنی عادت بنا لیا تھا اور مکمل ہدایت یافتہ ہو گئے تھے وہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ اور اہلِ اسلام اور علماء کرام نے اسی سے تمام علوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا استخراج کیا ہے ان میں سے علامہ سیوطیؒ نے جو الاتقان میں فصل قائم کیا ہے دُرِّ یکتا کی مثال ہے۔

قرآن کریم سے استنباط شُدہ علوم کے بیان میں

① قرآن میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام-۳۸) ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں رکھی۔

② قرآن ہر چیز بیان کرتا ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل-۸۹) ہم نے اس قرآن کو نازل کیا تاکہ ہر چیز کو بیان کر دے۔

③ قرآن فتنوں سے حفاظت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنقریب بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا "اللہ کی کتاب"۔

④ اس قرآن میں بعد میں آنے والے تمام اخبارات اور پہلے والوں کے تمام واقعات موجود ہیں۔ اور ان کے درمیان کے خداوندی فیصلے بھی بیان کئے گئے ہیں۔

⑤ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے وہ قرآن کو لازم پکڑے۔ اس میں اسلام کے تمام اصول مندرج ہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے کل ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں۔ ان میں سے چار کتابوں کو محفوظ کیا پھر تورات زبور اور انجیل تینوں کو قرآن مجید میں محفوظ کر دیا۔

امام شافعیؒ نے فرمایا اس اُمت کے حقانی علماء کرام نے جو کچھ فرمایا وہ سب احادیث کی شرح ہے اور جو کچھ احادیث میں ہے وہ قرآن مجید کی تشریح ہے۔ مصنف نے فرمایا کہ قرآن کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کو واجب قرار دیا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات فرض قرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! تم میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحرم (احرام والے) کو زنبور کے مارنے کا حکم دیا۔ اور اللہ جل شانہٗ نے گودنے اور گودوانے والیوں پر لعنت فرمائی۔ اور جو حسن افزائی کے لئے دانتوں کو گھسواتی ہیں۔ (چمکاتی ہیں) وہ اللہ کے بنائے ہوئے حسن کو بدلنے والی ہیں ان پر بھی لعنت کی اور قرآن مجید کا حکم ہے کہ :۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ	جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو عطا
فَخُذُوْهُ ۗ (الحشر۔۷)	فرمائیں لے لو (اس کی اتباع کرو)۔

تو یہ فرض ہوا۔

کسی نے کہا کہ قرآن مجید میں دو کانوں کا ذکر کہاں ہے؟ ابوبکر بن مجاہد نے فرمایا آیت

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ	(ہاں) اگر تم کسی ایسے گھر میں جاؤ جس میں
تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ	کوئی بستا نہ ہو، اور اس میں تمہارا اسباب
مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ	(رکھا) ہو، تم پر کچھ گناہ نہیں،
لَّكُمْ ط (النور۔۲۹)	

تو جس گھر میں سامان رکھا جاوے اور لوگ اس میں نہیں رہتے وہی تو دوکان ہے۔ کسی نے کہا کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کو قرآن سے نکالنا مشکل ہو حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کو بھی استنباط کیا ہے اور وہ آیت سورۂ منافقون میں ہے :۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا	اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تو خدا
اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ط (المنٰفقون)	اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔

کہ یہ آیت ترپسٹھ نمبر کی سورت میں ہے اور اس کے بعد کی سورۂ تغابن ہے یعنی بعض کا بعض کو نقصان پہنچانا۔

اوّلین اور آخرین کے تمام علوم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جمع فرما دیئے ہیں اور اس کی حقیقت کا احاطہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سمو دیا ہے۔ پھر اس میں سے کچھ حصہ اُن بڑے بڑے صحابہ کرام کو ملا مثلاً خلفاء اربعہ اور ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ حتیٰ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو وہ بھی مجھے کتاب اللہ سے ملے گی۔ اس کے بعد مخلص تابعین اس کے وارث بنے۔ اس کے بعد ہمتیں پست ہو گئیں۔ عزائم سست پڑ گئے اور اہلِ علم اپنے آپ کو اس سے عاجز سمجھنے لگے اور ان علوم کو اُٹھانے میں کمزور پڑ گئے اور وہ تمام علوم ایک فنی حیثیت میں بکھر گئے۔ اسی میں سے کسی جماعت نے کسی نہ کسی فن کو اپنا موضوع بنا لیا۔ کوئی تو قرآن کی لغات کو مرتب کرنے میں لگ گئے۔ کوئی کلمات اور حروف کے مخارج، اعداد، کلمات و آیات، سورتوں اور سجدوں کو شمار کرنے لگ گئے۔ اور پاروں، ربع، نصف اور ثلث کی ترتیب دینے میں لگ گئے۔ اور دس دس آیات سکھانے اور کلمات مشتبہات کو شمار کرنے بیٹھ گئے اور جن آیات میں مثالیں بیان کی گئی ہیں اُن کو جمع کرنے لگ گئے اور قرآن کے معنیٰ اور اس میں غور و فکر اور تدبر کو نظر انداز کر دیا پس ایسے لوگوں کا نام "قراء" رکھا گیا۔ اور بعض علم نحو والے بن گئے۔ اسماء معرب اور اسماء افعال کے اقسام اور لازم و متعدی اور کلمات کے رسم الخط اور اس کے متعلقات کو جمع کرنے میں لگ گئے۔ بعض اعراب کی شکل ظاہر کرنے میں معروف ہوئے اور بعضوں نے کلمہ کو الگ الگ کر کے بیان کیا۔ اور مفسرین کرام نے اس کے الفاظ پر بہت محنت فرمائی۔ معنوں کی چھان بین کی۔ پوشیدہ معنوں کو واضح کیا اور ایک معنیٰ کو دوسرے معنیٰ پر ترجیح دینے میں تمام قوۃ فکریہ کو کام میں لائے اور اسی میں مشغول ہو گئے۔

اصولین حضرات نے قرآن پاک میں عقلی دلائل کے حصول کے لیے محنت فرمائی اور اصلی شواہد اور نظریات کے حاصل کرنے کے لیے بڑی مشقت اٹھائی اور وحدانیت پر استدلال اور اس کے وجود و بقا اور اس کے قدیم ہونے اور قدرت والا، علم والا ہونے اور تمام نامناسب باتوں سے پاک ہونا جو اس کے شایانِ شان نہیں اور اس علم کا نام انہوں نے "اصولِ دین"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا۔

اور اس موضوع پر گفتگو کے احکام اور اس میں حقیقت و مجاز کو استنباط کیا اور اس کی تخصیص اور اخبار اور نصِ قرآنی کے متعلق کلام کہ کون سی آیت ظاہر، کون سی مجمل، کون سی متشابہ اور کون سی محکم اور یہ کہ کس میں امر ہے، کس میں نہی اور کون سی ناسخ اور کون سی منسوخ وغیرہ اقسام کو کھول کر بیان کیا ہے اور قیاس کے اقسام اور کسی حال کے امر کو طلب کرنا اور قرارت طلب کرنا وغیرہ۔ اس فن کو اصول فقہ کا نام دیا۔

اور مفسرین کی ایک جماعت نے آیات قرآنیہ میں نظر کے صحیح ہونے کا اور فکر کے سچا ہونے کا اور اس میں حلال و حرام ہونے کا حکم لگایا اور اس کے اصول کو تلاش کر کے اس کی بنیادیں قائم کیں اور اس کے فروع کو الگ الگ بیان کیا۔ اور اس فن کو اچھا خاصا طول دیا اور اس کا نام "علم فروع اور علم فقہ" رکھا۔

اسی طرح مفسرین کے تاریخ اور قصص، حکمت، مثالیں اور نصائح جنت کے وعدے اور جہنم کی وعید، ڈرانے اور خوشخبری کی باتیں استنباط کیں موت کے بعد زندہ ہونا، حشر و نشر، زجر و توبیخ کے قصے بیان کرنے والوں کا نام خطیب اور واعظ رکھا گیا۔

بعض مفسرین نے خواب کی تعبیر کا علم حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کے قصوں اور احادیث کی روشنی میں جو علم مرتب کیا اس کا نام تعبیر الرویا رکھا گیا۔

بعض مفسرین نے میراث کے مسائل پر عبور حاصل کیا تو اس کا نام علم الفرائض رکھا گیا۔ اسی سے وصیت کے احکام بھی نکالے گئے۔

بعض مفسرین نے چاند سورج ستارے اور بروج پر غور فرمایا تو اس میں سے علم مواقیت کو نکالا۔

اور بعض کاتب شاعر اور منشی نے جب اس قرآنِ حکیم کی فصاحت، بلاغت اور اندازِ بیان میں نظر کی تو علم معانی، علم بیان اور علم بدیع کو استنباط کیا۔

اور بعض اشارہ شناسوں نے اور حقیقت پژوہ نے جب قرآن میں غور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو انہوں نے الفاظ کے معنیٰ ظاہر اور اس کے دقائق اور باریکیوں کو دیکھا تو اس پر علامات لگائیں اور اصطلاحات قائم کیں مثلاً فنا، بقا، حضوری، خوف ورجاء، ہیبت، اُنسیت اور وحشت کا ہونا اور قبض وبسط کا ہونا۔ اسی طرح اور بھی متعدد فنون کو ملّتِ اسلامیہ نے قرآن سے لیا ہے مثلاً علم طب، علم جدل علم ہیئت، علم ہندسہ (انجینیرنگ) کے لئے آیت :۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۙ (المرسلت۔۳۰) چلو اس سایہ کی طرف جو تین حصّوں میں ہے۔

علم الجبرا، علم مقابلہ اور علم نجامہ وغیرہ یہ سب باتیں (کم وبیش) ایک آیت میں جمع ہیں یعنی :۔

وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ (الفرقان۔۶۷) ان کا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔

صحت کے لئے :۔

شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ (النحل۶۹) جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس میں لوگوں (کے کئی امراض) کی شفا ہے۔

اور جسمانی طب سے زیادہ طب قلبی کی شفاء اس قرآن میں ہے اور اسی میں کاریگری کے اصول بھی موجود ہیں مثلاً سلائی کے کام سے متعلق آیت :۔

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ (اعراف۲۲) اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے رکھنے لگے۔

اور لوہار کے کام کے لئے آیت :۔

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ (کہف۹۶) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادر لاؤ۔

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ (سبا۔۱۰) اور ان کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا۔

اسی طرح راج (مستری) کے لئے اور بڑھئی کے لئے ہے :۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا (ہود۔۳۷) اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے۔

اسی طرح سوت کاتنے کے لئے آیت :۔

نَقَضَتْ غَزْلَهَا (نحل۔۹۲) توڑ ڈالا کاتے اپنے کو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح کپڑا بُننے (ٹکسٹائل) کے لئے :-

كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ (العنکبوت-۴۱) — مثل کہاوت مکڑی کے کہ ایک گھر بنالیا بودا۔

اور کاشتکاری کے لئے :-

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ؕ (الواقعہ-۶۳) — بھلا دیکھو تو جو کاشت کرتے ہیں۔

اور شکار کھیلنے سے متعلق کئی آیتیں مذکور ہیں۔ اور پانی میں غوطہ لگانے والے کے لئے :-

كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۙ (ص-۳۷) — وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ مارنے والے تھے۔

وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ (النحل-۱۴) — اور نکالو اس سے زیورات کو جو تم پہنتے ہو۔

اور سنار کے کام کے لئے :-

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا (الاعراف-۱۴۸) — اور بنا لیا موسیٰ کی قوم نے ان کے پیچھے اپنے زیور سے ایک بچھڑے کا دھڑ۔

اور شیشہ اور آئینہ بنانے والے کے لئے :-

صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ (النمل-۴۴) — یہ ایسا محل ہے جس میں (نیچے بھی) شیشے جڑے ہوئے ہیں۔

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ (نور-۳۵) — اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔

اور کمہار کے لئے :-

فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ (القصص-۳۸) — تو ہامان میرے لئے گارے کو آگ لگوا (کر اینٹیں پکوا) دو۔

اور کشتی چلانے والے کے لئے :-

اَمَّا السَّفِيْنَةُ (الکہف-۷۹) — (کہ وہ جو) کشتی (تھی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتابت کے لئے :۔

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ (علق۔۴) قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔

اور نان بائی کے لئے :۔

اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا (یوسف۔۳۶) اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں۔

باورچی کے لئے :۔

بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝ (ہود۔۶۹) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

اور دھوبی اور قصائی کے لئے :۔

وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ (المدثر۔۴) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ (آل عمران۔۵۲) حواری بولے۔

اور گوشت کاٹنے والے کے لئے :۔

اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ ۣ (المائدہ۔۳) مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو۔

اور دیگر خرید و فروخت کئی آیتوں میں ثابت ہے۔ اسی طرح رنگریز کے لئے :۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ (البقرہ۔۱۳۸) (کہہ دو کہ ہم نے) خدا کا رنگ (اختیار کر لیا ہے)۔

جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ (فاطر۔۲۷) سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں۔

اور پتھر میں کھدائی کرنے والے کے لئے :۔

یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا (الحجر۔۸۲) پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے۔

اور وزن کرنے والوں اور میٹر لگانے والوں کے لئے کئی آیات ہیں اور تیر اندازی کے لئے :۔

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ (انفال) اور (اے محمدؐ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال۔۶۰) اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے۔

یہ تمام اشغال اور پیشے ان آیتوں سے ثابت ہیں۔ کائنات میں جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا ہے سب قرآن میں مذکور ہے۔ اس میں حساب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام اعداد کو ذکر کیا گیا ہے جمع، تقسیم، ضرب، موافقت، تالیف، مناسبت آدھا آدھا کرنا۔ اضافہ کرنا تاکہ اس کے ذریعہ اہل علم کو ہر چیز کا حساب اور ضابطہ کی سمجھ حاصل ہو۔ غرضکہ قرآن مجید ثابت کرتا ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔ یہ قرآن آپ نے نہیں بنایا نہ آپ کی کبھی کسی فلسفی سے ملاقات ہوئی نہ حساب دانوں سے ملے۔ قرآن پاک نے شریعت محمدیہ کو کامل اور مکمل کر دیا ہے:۔

يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ (البینہ-۲،۳)

جو پاک اوراق پڑھتے ہیں۔ جن میں مستحکم (آیتیں) لکھی ہوئی ہیں۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ط (لقمٰن-۲۷)

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو خدا کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) ختم نہ ہوں۔

یہ قرآن نور ہے اور حقیقی نور کی طرف رہبری کرتا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ کہا گیا ہے کہ قرآن پاک پچاس علوم پر مشتمل ہے اور علوم قرآن تین قسم کے ہیں ① توحید ② تذکیر اور ③ احکام۔

سورۂ فاتحہ کو ام القرآن کہا گیا اور سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن کہا گیا علی بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ قرآن مجید تیس چیزوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے اعلان[۱]، تنبیہ[۲]، امر[۳]، نہی[۴]، وعید[۵]، جنت[۶] و جہنم[۷] کی کیفیت، اللہ[۸] کے نام کا اقرار اور اس کی تعلیم[۹]، اور اس کی حفاظت[۱۰]، اس کے افعال[۱۱]، اس کے انعامات[۱۲] کا اعتراف اور اس کی تعلیم[۱۳]، اور مخالفین پر حجت[۱۴]، ملحدین[۱۵] پر رد، رغبت[۱۶] اور رہبت[۱۷]، خوف[۱۸]، خیر[۱۹] اور شر، اچھے[۲۰] اور برے[۲۱]، حکمت کی صفت[۲۲]، معرفت کی فضیلت، نیکی کی تعریف، برے[۲۳] لوگوں[۲۴] کی برائی[۲۵]، تسلیم کرنا، حسرت[۲۶] کرنا، تاکید[۲۷] اور تقریع[۲۸]، برے[۲۹] اخلاق کا بیان، اور آداب[۳۰] کا شرف۔ غرضکہ اس میں مخلوق کے عجائبات کا ذکر ہے۔ افق اعلیٰ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحت الثریٰ تک۔ ابتدا سے انتہا تک اس میں حضرت آدمؑ[1] علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ۔ حضرت ادریسؑ[2] علیہ السلام کا آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور اونٹنی کا واقعہ[3]، قوم یونسؑ[4] اور قوم شعیب اور اولین و آخرین کا، قوم لوطؑ[5] اور قوم تبع کا اور اصحاب الرس[6] کا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کا قوم سے مجادلہ[7]، نمرود سے مناظرہ[8]، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کا مکہ میں تنہا[9] چھوڑا جانا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب[10]۔ حضرت یوسفؑ[11] علیہ السلام کا پوری فصاحت سے پُر قصہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت، ان کا سمندر میں ڈالا جانا، ان کا قبطی کو قتل کرنا، ہاتھ اور اژدہے کا معجزہ[12]، حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے[13] شادی، فرعون کا غرق ہونا، بچھڑے کی پرستش[14]، گائے کا ذبح کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر[15] علیہ السلام کے ساتھ کا واقعہ۔ اس قوم کا واقعہ جو ملک جالوت[16] تک زمین کی سرنگ میں چلے تھے۔ طالوت اور جالوت[17] کا قصہ۔ حضرت سلیمان[18] علیہ السلام اور ملکہ سبا کا قصہ۔ حضرت ذوالقرنین[19] کا واقعہ۔ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش۔ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ[21] علیہما السلام کا ذکر۔ اصحاب کہف[20] کا واقعہ۔ باغ والوں[22] کا قصہ۔ اصحاب فیل[23] کا واقعہ پھر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، بعثت[24]، ہجرت، غزوات[25]۔ غرضکہ تمام سیرت پاک کا ذکر۔ قیامت کی علامات[26]۔ پھر دوبارہ زندہ اٹھنے[27] کا تذکرہ۔ حشر کا میدان۔ سورج کی تیزی۔ عرش کا سایہ۔ میزان[28] کا پلڑا۔ حوض کوثر[29]۔ پل صراط[30]

---

[1] اعراف [2] مریم [3] اعراف۔ شعراء [4] یونس [5] ہود [6] دخان۔ قٓ [7] انبیاء [8] بقرہ [9] ابراہیم [10] صٰفّٰت [11] یوسف [12] طٰہٰ [13] قصص [14] طٰہٰ [15] کہف [16] تراتیب۔ [17] بقرہ [18] نمل [19] کہف [20] کہف [21] مریم [22] کہف۔ نٓ والقلم [23] فیل [24] یونس۔ جمعہ [25] توبہ۔ آل عمران۔ انفال [26] انشقاق۔ انفطار وغیرہ [27] قیامہ۔ کہف [28] انبیاء [29] کوثر [30] مریم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعضاء و جوارح کی گواہی[1]۔ نامۂ اعمال کا ہاتھوں میں دیا جانا[2]۔ شفاعت۔ مقامِ محمود[3]۔ جنت و دوزخ[4]۔

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کے ایک ہزار نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی۔ ایمان کے ستر درجات (شریعت اسلامیہ کے ۳۱۵ اصول) ان سب موضوعات پر دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔ (مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں ایک مجموعہ و ذخیرہ پیش کر دیا ہے رجوع کیجئے)

امام غزالیؒ وغیرہ کے اقوال

امام غزالی وغیرہ نے احکامات سے متعلق آیات کو پانچ سو تک شمار کیا ہے۔ بعضوں نے ایک سو پچاس بتایا ہے بعض آیات کی تصریح ہے اور بعض سے احکامات استنباط کئے گئے ہیں۔ اور مصنف نے احکامات استنباط کرنے کے طریقوں پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اصول تفسیر کے کچھ نکات کی طرف اشارہ کیا اور قواعد کلیہ بتائے ہیں یعنی ہر اس فعل کے متعلق جس میں شریعت مطہرہ نے اس کی عظمت یا تعریف بیان کی ہو اس کے لئے ثواب و بشارت ہے اور ہر وہ فعل جس میں برائی اور عتاب ہے اس کی بھی پوری تفصیل ہے اس کو ناکامی کا سبب قرار دیا ہے۔ پھر اس ناکامی سے برأت اور توبہ کا راستہ بتایا ہے اور بعض وہ افعال ہیں جن کے کرنے والوں کو ہمیشہ کے لئے محروم و شقی کر دیا گیا ہے۔ قرآن میں یہ سب موجود ہے یا اس سے استنباط کیا گیا ہے (شیخ عزالدین کی تقریر کی طرف اشارہ تھا جو ختم ہوا)۔

بعض موقعہ پر جب کسی احکام کے بارے میں سکوت نظر آتا ہے تو وہاں محض سکوت اور خاموشی سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک جماعت نے قرآن کے مخلوق نہ ہونے کو اس سے بھی ثابت کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن میں اٹھارہ جگہ انسان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ وہ مخلوق ہے اور قرآن کا ذکر چونسٹھ[64] جگہ پر فرمایا مگر کہیں یہ نہیں فرمایا کہ یہ مخلوق ہے۔ جب

---

[1] یٰسین۔ حٰمٓ سجدہ [2] الحاقۃ۔ انشقاق [3] بقرہ۔ بنی اسرائیل [4] الرحمٰن۔ واقعہ۔ غاشیہ وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں حکموں کو جمع کیا تو اس کا حکم اس کا مغائر ہوا۔

قرآن حکیم کے بارے میں سب سے پہلے اس کی وسعت کو بیان کرنا ضروری تھا اس لئے حتی الامکان پیش کر دیا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ معروف واقعات جس کو انسان نے پہچانا اس کو بھی بیان کر دیا جائے حتیٰ کہ فرانسیسیوں نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور ایک فرانسیسی ڈاکٹر موریس نے کہا کہ:۔

"یہ قرآن اس مجلس کا بدل ہے جس میں ماہر علماء موجود ہوں اور اہل لغات کے لئے اس میں لغات کا کام دیتا ہے اور زبان کی درستگی کے لئے بہترین آلہ ہے۔ اور جو شعر سے محبت رکھتا ہو اس کے لئے بھی اس میں سامان ہے۔ اور یہ جذبات کو مہذب بنانے والا ہے۔ اور انسائیکلو پیڈیا ہے۔ جان پہچان کے پیش آنے والے واقعات جو کہ تمام شریعتوں میں عام تھے۔"

ڈاکٹر لوسورت اسمیتھ نے اپنی کتاب "حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم" جو تاریخ میں یکتا ہے وہ لکھتا ہے کہ:۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ یک وقت تین چیزوں کی بنیادیں رکھیں۔ بڑے بڑے کاموں کی اور بڑے بڑے اعمال کی کیونکہ وہ ایک امت کے موسس ہیں تمام حالات کے امیر ہیں اور دیانت کے اعتبار سے بھی امیر ہیں۔ باوجودیکہ آپ اُمّی تھے پھر بھی ایسی کتاب لے کر تشریف لائے جو اپنی بلاغت میں ایک علامت ہے اور تمام شریعتوں کے لئے دستور اور قانون ہیں یہ قرآن ہی ایک وقت میں نماز کے لئے اور پورے دین کے لئے قانون بتاتا ہے۔"

(ڈاکٹر موریس)

امام فخرالدین رازی نے فرمایا اگر سورۂ فاتحہ کے فوائد میں سے استنباط کیا جائے تو دس ہزار مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ حاسد لوگوں نے ان کی اس بات کو بعید سمجھا تو میں نے اسی لئے اس کتاب کی تصنیف شروع کر دی۔ ابن عادل نے تو اس سورۂ فاتحہ سے ستر ہزار سے بھی کچھ زیادہ علوم استنباط کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ اگر میں ارادہ کروں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستّر اونٹ کے اوپر بوجھ لاد دوں تو کر سکتا ہوں۔ شیخ بکریؒ روزانہ بسم اللہ شریف پر کلام فرماتے تو کئی سال اور کئی مہینوں میں صرف ایک تہائی بیان کر سکے۔

حضرت مصنفؒ نے قرآن کے وسیع علوم کی تدوین میں جو اور کاوشیں جدید تجربہ کاروں نے کی ہیں ان کو تاریخی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں ایسے علوم و فنون کی تدوین ہوئی جو اس زمانہ میں موجود ہیں۔ امام ابو رجاء محمد بن احمد کے قصیدوں کی مقدار ایک لاکھ تیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اسی طرح تیسری میں احمد بن یحییٰ المرتضیٰ نے معتزلہ کے رد میں ہزاروں اشعار لکھے۔ متعدد مصنفین اور تصانیف کا تذکرہ کیا ہے جن میں علم فقہ کلام، نحو، کتاب الشعر۔ العروض و الاخبار، طب، منطق، علم ہندسہ، نجوم، فلسفہ، علم موسیقی۔ الخیال اور کیمیا بھی شامل ہے۔ ابو عبداللہ کی مفاتیح العلوم قابلِ ذکر ہے۔

قاضی طلیطلہ صاعد بن احمد اندلسی کی طبقات الامم پانچویں صدی کی شاہکار ہے۔ اس کے بعد مصنف نے حضرت امام غزالی کے کارناموں کو چھیڑا ہے اور فرمایا کہ اس زمانہ میں روئے زمین میں ایسا شخص نہیں ملے گا جو ان کی شخصیت کو پہچان سکے۔ چھٹی صدی کے ابو الوفاء علی بن عقیل کی کتاب الفنون ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کی ستر جلدوں کا مطالعہ بغداد کے وقف مامونیہ میں کیا ہے۔ اس کے بعد محمد بن حسین زاغوکی قیدالاوابد میں تمام علوم بالترتیب بیان کئے ہیں۔ اس کی چار سو جلدیں ہیں۔ اس کے بعد علامہ فخرالدین رازی اور شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب البکری۔ اس کے بعد مورخ ابن فضل اللہ العمری پھر شمس الدین محمد بن یوسف الکرمانی۔ اس کے بعد امام شمس الدین محمد بن ابراہیم۔ اس کے بعد گیارہویں صدی کے ابو مہدی عیسیٰ ثعالبی مکی۔ پھر امام عبدالرحمٰن بن محمد البسطامی اس کے بعد مولیٰ لطف اللہ بن حسن التوقانی اور اس کے بعد حافظ الاسیوطی اور ان کی تصانیف کا کارنامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ دسویں صدی کے الشہاب احمد بن عبدالحق الشنباطی کی نظم بہت مشہور ہے اور دو جلدوں میں ہے۔ ان ہی کے ہمعصر علامہ ارتقی ہیں ان کی کتاب مدینۃ العلوم فی تعریفات العلوم اور تراجم المؤلفین اور اس میں مشہور تالیف وہ ہے جس میں کتابت اور اس کے فروع اور علوم اور شروع کی تاریخ اور شعر و ادب اور علوم طبیعیہ اور میکانیکیہ اور علوم سیاست اور علوم دین سب کو سمو دیا گیا ہے مصر میں مکتبہ الخدیویہ میں ہے۔ اور مغرب یعنی مراکش میں عصام الدین ابوالخیر کی کتاب مدینۃ العلوم جو کہ مفتاح السعادۃ و مفتاح السیادۃ کے نام سے مشہور ہے اس میں کئی علوم اور فنون (۱۵۰) ہیں اور یہ دو قسم میں بیان کئے گئے ہیں۔ قسم لفظی اور قسم خطی۔ قسم لفظی مثلاً علم المخارج الحروف۔ علم اللغۃ۔ علم اشتقاق علم الصرف۔ علم التمیز۔ علم النحو۔ علم المعانی۔ علم المحاضرہ۔ علم التواریخ۔ علم السیر۔ علم المغازی۔ علم البیان۔ علم البدیع۔ علم التصحیف۔ علم العروض علم القوافی۔ علم القرض الشعر۔ علم مبادی الشعر۔ علم الانشاء۔ علم الامثال۔ علم وقائع الامم ورسوم اور بادشاہوں سے گفتگو کے طور طریق۔ علم استعمالات الالفاظ۔ علم الاحاجی والاغلوطات۔ علم الترسل۔ علم السجلات۔

دوسرے قسم کے علم و ادب مثلاً حروف تہجی، علم تحسین الحروف، علم حروف وغیرہ ایک اور قسم یعنی علم معنوی مثلاً علم منطق، علم نظر، علم مناظرہ، علم جدل علم الخلاف۔ پھر علم الاعتقاد کا شرعیہ کا پہلا حصہ۔ علم النوامیس، علم القراءۃ علم التجوید، علم الوقوف علی رسم المصحف۔ علم الناسخ والمنسوخ، علم اسباب النزول، علم غرائب القرآن، علم دفع مطاعن القرآن، علم التفسیر، علم التاویل علم اشارات القرآن، علم دلائل الاعجاز مع خواص القرآن، علم ادب الدعاء واوقاتہ، علم الخواص الروحانیہ۔ علم التصرف بالحروف والاسماء، علم متن الحدیث، علم رجال الحدیث، علم ناسخ الحدیث ومنسوخہ، علم اسباب ورود الاحادیث، علم شرح الحدیث، علم تاویل الحدیث، علم رموز الحدیث واشارانہ، علم غرائب لغات الحدیث، علم مطاعن الحدیث، علم تلقین الاحادیث،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم طب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، علم المواعظ، علم الادعیہ والاوراد، علم الآثار، علم اصول الدین، علم اصول الفقہ۔

علم الاعتقادیہ حکمیہ کا دوسرا شعبہ۔ علوم فلسفہ، علم الالٰہی، علم التصوف، علم السیر، علم الطیر، علم الفناء والبقاء، علم الزھد والورع، علم البرزخ، علم الآخرۃ، علم الجفر والقضاء، علم الطبیعہ، علم الطب، علم الباہ، علم البیطرہ والبیدرہ، علم نوع النبات، علم الحیوان، علم الصیدلہ، علم التشریح، علم الکحالہ، علم الاطعمۃ والمزورات، علم الفراسہ، علم الاختلاج، علم النظر فی الکتف، علم تعبیر الرؤیا، علم قوس قزح، علم احکام النجوم، علم الادوار والاکوار، علم القرآت، علم البحر، علم الکتابہ، علم کشف المدک وایضاح الشک علم الحیل الساسانیہ، علم الظلمات، علم النیارج، علم استنزال الارواح فی قوالب الاشباح، علم العزائم، علم الکیمیا، علم المعادن، علم معرفۃ الجواہر علم الفلاحۃ، علم الرمل، علم الفال والقرعہ۔

علوم الریاضیہ۔ علم الھندسہ، علم عقود الابنیہ، علم المناظر، علم المرایا المحرقہ، علم المراکز، علم الاثقال، علم المساحہ، علم انبساط المیاہ، علم جر الاثقال، علم البنکامات، علم التعدیل، علم الآلات الحربیہ، علم الآلات الروحانیہ۔

دوسری قسم ہیئت کے بارے میں۔ علم الزیجات والتقاویم، علم الجغرافیہ، علم المواقیت، علم کیفیۃ الارصاد، علم تنظیم الارصاد، علم تسطیح الکرہ، علم الآلات الظلیہ۔

تیسری قسم علم العددی۔ علم حساب، علم الجبر والمقابلہ، علم حساب الخطائر، علم حساب الدور والرجاب، علم حساب الدرہم والدینار، علم خواص الاعداد، علم التفاتی العددیہ فی الحروف، علم الحروف النورانیہ والظلمانیہ، علم التصریف بالاسم الاعظم۔

چوتھی قسم۔ علم الموسیقی، علم الرقص علی الفنج۔

علوم عملیہ کی دو قسم ہیں:۔

① اوّل قسم۔ علم فقہ، علم فرائض، علم شروط والسجلات، علم معرفۃ الساعات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم معرفۃ قسم الترکہ، علم الموعظہ، علم الادعیہ والاوراد، علم آثار۔
② دوسری قسم۔ علم الاحتساب، علم کیفیۃ تحصیل مالایفی، علم کیفیت ترتیب العساکر، علم ملاحۃ، علم الآلات الحربیہ۔
دوسری حکمت عملیہ۔ علم اخلاق، علم تدبیر المنزل، علم السیاست
(یہاں تک کتاب مکمل ہوگئی۔ اس کے مجموعی اعداد ۱۶۵ ہوئے)۔
احمد بن مصطفےٰ جو کہ طاشکبری زادہ سے مشہور ہیں۔ صرف ۱۵۰ علوم شمار کرائے جبکہ ان کے بیٹے کمال الدین محمد نے فنون وعلوم کی تعداد پانچ سو تک پہنچائی ہے۔ اس کے بعد متعدد مصنفین کا تذکرہ ہے۔ اس میں ابو علی حسن بن مسعود الیوسی المغربی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب "قانون" میں احکام علم۔ احکام عالم اور احکام طالب علم سے بحث کی ہے۔ اس کے بعد جن مصنفین نے ان علوم کے بارے میں اپنے اشعار میں اظہار خیال کیا ہے ان کی تفصیل اور اشعار کی تعداد بتائی ہے۔

باب فی ان السنت بنت القرآن۔ سنت (رسول) قرآن کی بیٹیاں ہیں

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال، اخلاق وعادات قرآن مجید کا عملی نمونہ اور خلاصہ ہے۔ حضرت سعید بن جبیر۔ حضرت ابن مسعود۔ ابن ابی حاتم۔ ابن برھان وغیرہ رضی اللہ عنہم نے الفاظ کے فرق سے تعبیر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ سب ہی قرآن میں موجود ہے۔ جو سمجھدار ہے وہ اپنی سمجھ (اور علم) کے بقدر سمجھے گا اور جو اندھا ہے وہ اندھا ہی رہے گا۔ متبحر علماء کرام نے فرمایا کہ اے لوگو! تم حدیث پاک کے بعینہٖ لفظ یا معنیٰ کو تلاش کروگے تو وہاں اسی قبیل سے ملے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے:۔

الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ: پہلی مصیبت کے وقت صبر کرنا۔
امام ابن مرزوق نے فرمایا کہ اس کی نظیر قرآن میں موجود ہے:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ (البقرہ۔ ۱۷۷)

اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔

اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا خادم طلب کرنا اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تسبیحات (تسبیح فاطمہ) کا تلقین فرمانا اس آیت کا مصداق ہے

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ (کہف۔ ۴۶)

اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور اُمید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔

باب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد شدہ احادیث کی مقدار کے بارے میں

اس کا احاطہ بالکل ناممکن ہے (اس لئے بھی کہ قرن اولیٰ میں لکھنے والے بہت کم تھے)۔ خود صحابۂ کرام کی تعداد بھی بہت تھی جن کے ذریعہ کچھ اندازہ کیا جاتا ہے۔ علامہ عراقی نے کہا کہ باوجود اس کے مصنفین کا مجموعہ دس ہزار تصانیف تک پہنچا ہے۔ متقدمین میں جو شخص بیس ہزار (۲۰۰۰۰) حدیثیں نہ لکھوا چکا ہوتا تو اس کو محدثین میں شمار نہ کیا جاتا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تین لاکھ حدیثیں لکھ لے تو اُمید رکھتا ہوں کہ وہ مفتی بن سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری اور ابوزرعہ دس لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے اور خود امام احمد بن حنبل کو اس سے بھی زیادہ پر عبور حاصل تھا۔ اور ان سے زیادہ کوئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا احاطہ نہیں کر سکا۔ امام حنبل نے فرمایا کہ میری مسند میں سات لاکھ پچاس ہزار احادیث تسلی بخش ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ میں نے دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں۔ امام بخاری نے تین لاکھ احادیث کو حفظ کیا۔ اور امام مسلم نے بھی اتنی ہی منتخب کی ہیں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے میرے دل سے ایک غم اور تشویش کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازالہ کر دیا وہ یہ کہ محدثین ہر طرق سے حدیث لاتے تھے اور ہر حدیث کے لئے کئی طریق ہوا کرتے تھے۔ کبھی صرف ایک ہی حدیث ہوتی تھی لیکن اس کے طریق کے اعتبار سے اور اختلافِ الفاظ کے اعتبار سے اور تعدد راوی کے اعتبار سے اس کو سَو سَو مرتبہ گنا جاتا تھا کہ وہ حضرات کہا کرتے تھے کہ اگر ہم بیس بیس طرق سے ایک حدیث کو نہ لکھیں تو ہم اس حدیث کے درجہ کو نہیں پہچان سکتے۔ لیکن امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے سات لاکھ پچاس ہزار احادیث جمع کی ہیں اور اس طرق کے علاوہ کسی اور طرق کا ارادہ نہیں کیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرات محدثین نے ہر قسم کی احادیث کو لکھا خواہ وہ موضوع ہو یا جھوٹی ہو اور یہ جن صحابہ نے ان احادیث کو روایت کیا وہ تو مر چکے ہیں۔ لیکن تابعین کی شان میں ایسی بات کہنا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ کام تو حضرت امام حنبل تک چلتا رہا۔ اور یہ کہنا بھی روا نہیں ہے کہ یہ احادیث تو تابعین کا کلام ہے۔ اس لئے کہ ان فقہائے کرام نے تو لوگوں کے مذاہب کو نقل کیا ہے اور صرف تدوین کا کام انجام دیا ہے یہ ان کے چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں (کہ اصل احادیث کو چھوڑ کر اپنا کلام داخل احادیث کر دیں)۔ یہ بات بہت بڑی سمجھ کی مقتضی ہے (یہاں تک ابن جوزی کا کلام بالاختصار ختم ہوا)۔

جب علامہ مناوی نے اپنی پہلی شرح شمائل للحافظ فی اصطلاح المحدثین کو مکمل کر لیا تو فرمایا یہ ہستی ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے ایک لاکھ احادیث کو متن اور سند کے ساتھ حفظ کیا۔ اگرچہ اس کے طرق اور اسانید متعدد ہیں اور اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ سلف میں حفظ کی ہوئی احادیث کا اکاؤنٹ (حساب) رکھا جاتا تھا اور اس کا اندازہ اس کے قیاس اور ذخیرہ سے کیا جا سکتا ہے جو کہ اس وقت موجود ہے جس میں صحیح اور سقیم سب شامل ہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھئے کہ مسند احمد میں صرف چالیس ہزار احادیث منضبط کی گئی ہیں جبکہ امام موصوف دس لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ اور وہ جو سات لاکھ پچاس ہزار کا مجموعہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جن احادیث میں مسلمانوں نے اختلاف کیا ہے تو ان کو چاہیئے کہ اسی مجموعہ کی طرف رجوع کریں۔ اگر اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ حجت نہیں ہیں۔

علامہ مناوی نے بیضاوی سے نقل کیا ہے کہ یہ بات نہیں کہ جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل کیا گیا ہے وہ سب واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا ہوا ہے اور اس سے استدلال جائز سمجھا جائے بلکہ امام احمد، شعبہ، بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایات کی آدھی احادیث جو لوگوں نے گڑھ لی تھیں ان کو کذب کے درجہ میں گردانا ہے۔ اور احادیث گڑھنے والوں (زندیقوں) کی تعداد (اس وقت) تقریباً تین سو ۳۰۰ تھی۔ اُن میں سے پانچ کی موضوع احادیث پینتیس ۳۵۰۰۰ ہزار ہیں۔ قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا کہ اللہ ربّ العزت نے قرآن مجید کی طرح حدیث پاک کے حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی ہے۔

کیا متاخرین میں سے کسی نے صحیح احادیث کے جمع کرنے میں چیلنج کیا ہے

جی ہاں! حضرت امام سیوطی نے اپنی کتاب "جامع الصغیر" کو نہایت بلاغت سے ترتیب دیا اور ان باتوں سے اس کی حفاظت کی جس سے کذّاب اور گڑھنے والے بے بس ہو کر رہ گئے۔ اس سے بڑی کتاب جمع الجوامع ہے۔ جس کو جامع الکبیر بھی کہتے ہیں جو بڑی بڑی آٹھ جلدوں میں ہے۔ جس کا اعتراف مصنف نے اور علامہ مناوی نے اور شیخ عقیلی یمنی نے اور امام ابن الھندی نے بڑے پُرجوش انداز میں کیا ہے اور شیخ الاسلام ابوعبداللہ القصار "جمع الجوامع" کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ حسنِ ترتیب اور تبویب کے اعتبار سے اس جیسی کتاب کسی نے جمع نہیں کی۔

علامہ سیوطی نے تین لاکھ احادیث کو حفظ کیا اور جامع الکبیر میں اسی ۸۰۰۰۰ ہزار احادیث کو جمع کر دیا پھر انتقال کر گئے۔ فاس کے ابی العلاء عراقی حسینی نے جامع الکبیر کے رجال کی تخریج کی اور ان سے جو احادیث رہ گئی تھیں ان کو تتمہ میں شامل کیا جو کہ دس ہزار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الہندی کی بہت بڑی کتاب کنز العمال ہے جس میں پینتالیس ہزار نوسو اُنسٹھ احادیث ہیں جبکہ جمع الجوامع میں اسّی ہزار سے زائد احادیث ہیں شاید ابن الہند نے مکررات کو حذف کر دیا ہو۔ منتخب کنز العمال ہی ہے وہ بتیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے بغیر تکرار کے۔

علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ امام سیوطی اپنے فن کے ماہر تھے۔ حدیث میں اگر کوئی لفظ اجنبی ہوتا تو پہچان لیتے تھے اور احادیث سے احکام کے استنباط کو بھی جانتے تھے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ جمع الجوامع کے مثل ہی کشف الظنون کو پایا اس کے علاوہ ابو محمد سمرقندی کو فیخنی آپ امام تھے جلیل القدر حافظ حدیث تھے بڑے ثقہ و معتبر تھے آپ کی تصنیف "بحر الاسانید فی صحاح المسانید" ایک لاکھ احادیث پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد حسین بن احمد الحافظ الماسرجسی کی "مسند کبیر" ایک ہزار تین سو مجلدات ہیں جو اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں (وراق یعنی حدیث لکھنے والے)۔ یعقوب بن شیبہ السدوسی نے پانچ بڑی جلدوں میں دس ہزار دینار خرچ کر کے مسند تصنیف فرمائی۔ وراقوں کے لئے ان کے گھر میں چالیس لحاف رکھے گئے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند میں دو سو جزء ہیں مسند عشرہ کہا گیا ہے اسی طرح ابن مسعود کی مسند ہے۔ اللہ اللہ کیسی ہمت والے تھے یہ علماء کرام و سلف صالحین کہ آنے والی نسلوں کو راستہ دکھا گئے۔

مسجد نبوی میں علم کے حلقے اور اس میں صحابہ کے انہماک کی کیفیت

صحابۂ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب قریب حلقہ بنا کر بیٹھا کرتے تھے ان کا مقصد حصولِ علم ہوتا تھا اور وہ فرائض اور سنن سیکھتے تھے۔ اگرچہ اس میں قبلہ کی طرف پشت کر کے بھی بیٹھنا پڑتا تھا۔ مسجد میں دنیاوی باتوں کے لئے حلقہ بنانا جائز نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عنقریب آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے۔ جن کا مقصود صرف دنیا ہوگا۔ اللہ جل شانہ کا ارشادِ

محکم دلائل سے مزین-متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامی ہے:۔

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔ (النحل۔۴۴) تاکہ (جو ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کے حلقوں کو ترجیح فرماتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو حلقے ہیں۔ ایک میں لوگ تلاوتِ قرآن، دعا و مناجات کر رہے ہیں اور دوسرے میں لوگ سیکھنے سکھانے میں مشغول ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کے حلقہ میں تشریف فرما ہو گئے۔ روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تعلیمی حلقہ لیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تعلیمی حلقہ سے فارغ ہوتے تو تعلیم کو کون جاری رکھتا تھا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تعلیم و نصیحت سے فارغ ہو کر تشریف لے جاتے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حلقہ میں بیٹھ کر تعلیم کو اسی طرح جاری رکھتے تھے۔ پھر جب دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو لوگ خاموش ہو جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے اور تاکید فرماتے کہ اُسی عمل میں مشغول رہیں اور اسی کو جاری رکھیں۔ کبھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تعلیمی حلقہ سنبھالتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قرآن سکھانے سے پہلے ایمان سکھایا۔

صحابہ کا آپس میں قرآن سیکھنا سکھانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی تفسیر فرمانا

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر کلام پاک کو سیکھنے اور سکھانے میں مشغول نہیں ہوتی مگر اُن پر سکینہ نازل ہوتا ہے۔ رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان کا تذکرہ ان ملاء اعلیٰ والوں میں فرماتے ہیں جو پاس رہتے ہیں۔

صحابہ جو کچھ سیکھتے فوراً حفظ کر لیتے اور مذاکرہ کر کے اس کی حفاظت فرماتے

روایت ہے کہ "تزاوروا و تذاکروا" ایک دوسرے کی زیارت کیا کرو اور حدیث کا آپس میں مذاکرہ کیا کرو۔ حضرت عون بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے علم کے مذاکرہ سے زیادہ کسی عمل کو نہیں پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کے راستہ میں نہ چلتا، یا مٹی میں اپنی پیشانی کو اللہ کے سامنے نہ رکھتا یا ان لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھتا جو اچھی باتوں کو اس طرح اُٹھاتے ہیں جیسا کہ اچھی کھجور کو اٹھایا جاتا ہے تو میں موت کو اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دنیا کی صرف دو لذتیں رہ گئی ہیں۔ ایک یادگار اہل علم کی مجلس۔ دوسری میری اولاد میں سے کوئی نیک صالح بندہ پیدا ہو جائے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ آپس میں ملتے تھے تو احادیث کا مذاکرہ فرماتے تھے۔ اور وہ حدیث فقہ ہوتی تھی یا کوئی فرمائش کرتا تو قرآن کی تلاوت کر دیتے تھے۔ فقہ کے معنیٰ ہیں علم دین کی سمجھ حاصل کرنا۔ زکوٰۃ حاصل کرنے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ سخت باتوں کی سمجھ حاصل کرنا اور ذکی بننا بھی فقہ کہلاتا ہے۔

حدیث نقل کرنے میں سند تلاش کرنے پر مشقت اٹھانا

بلغوا عنی ولو آیۃ الخ کا مفہوم یہی ہے کہ موضوع اسناد کو اس کے ماسوا سے پہچانا جائے یعنی سند کو اس کی منتہا تک متصل کیا جائے ثقہ راوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نقل کے ساتھ۔ تبلیغ، بلوغ سے ہے یعنی کسی چیز کو اس کی انتہا تک پہنچانا اور ہر ہر لفظ کو بالکل اسی طرح ادا کرنا جس طرح سنا تھا بغیر کسی تغیر اور تبدل کے۔

بنی اسرائیل اور پہلی امتوں کے عجائبات بیان کرنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مباح قرار دیا ہے

روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی کتاب اور باتوں کو بیان کرنے کو شروع میں منع فرمایا تھا یہ ممانعت احکام اسلامیہ کے مستقر ہونے اور قواعد الدنیویہ کے نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔ اس وقت اس میں فتنہ کا اندیشہ تھا۔ پھر جب وہ رکاوٹ جاتی رہی تو اس میں اجازت دیدی گئی اور ان کے عجائبات کے سننے کو مباح قرار دیا جو ان کے زمانہ میں معتبر تھے۔ لہٰذا ان کی طرف سے عبرت حاصل کرنے کے لئے قصے اور نصائح نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ان کو بیان نہ کیا جائے تب بھی کیا فرق پڑتا ہے۔

علامہ سخاوی نے فتح المغیث میں نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بارے میں وہ احادیث پھینک دی جائیں جو کہ اہل کتاب سے منقول ہیں لیکن جو روایات متقدمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر محفوظ کی ہیں یا صحابہ کرام اور علماء سلف سے محفوظ ہیں اُن کو بیان کرنا جائز ہے اور اُن کا نقل کرنا ممنوع نہیں ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ مثال کے طور پر الف لیلیٰ (ہزار راتوں) کا قصہ یا ہزاروں اور ایک دن کا قصہ اگرچہ خرافات ہی کیوں نہ ہوں۔ مقصود تو نفس میں زیادہ نشاط پیدا کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ علم کے حصول میں مددگار ثابت ہو اور پچھلے زمانہ کے حالات معلوم ہوں۔ علم کے ساتھ استہزار کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ صاحب فضیلت صحابہؓ سے علوم حاصل کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو سب سے زیادہ رحم کھانے والے ہیں اُن کی اقتدا اور اتباع کرو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو معاملہ میں سب سے زیادہ سخت ہیں اُن کی رہبری میں چلو اور جب ابن معبد رضی اللہ عنہ تم سے کوئی حدیث بیان کریں تو قبول کرو۔ اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے قرآن سیکھا کرو۔ اسی طرح سچے جہاد والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں اور علم فرائض کے سب سے زیادہ جاننے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور امت کے امانت دار حضرت ابو عبیدہ بن جراح ہیں اور سب سے بڑے قاضی القضاۃ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ سب سے بڑے زاہد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عابد و متقی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سب سے بڑے حاکم اور فیصلہ چکانے والے ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فرائض میں سب سے پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول لیا جائے گا۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا قول دیکھا جائے گا۔ تمام خلفاء اور صحابہ کسی صفت سے خالی نہیں تھے (اور کیوں ہوتے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے) مگر بعض صفت بعض پر غالب تھی۔ اس معنیٰ کے لحاظ سے جو علم اور فضل میں بڑھ گیا ہو اس کو فضیلت دینا جائز ہے کہ اعلم الناس ہے۔ اگرچہ سب لوگ اس سے واقف نہ ہوں۔ کہا گیا ہے کہ ارتداد کی سرکوبی کی تلوار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ فتح اور انتظامی امور کی تلوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور باغیوں کی سرکوبی کی تلوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔

انساب اور اشعار کو زیادہ جاننے والوں کو علّامہ کہا جاتا تھا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جس کے گرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے لوگ جمع تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ ایک "علامہ" آدمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کس چیز کا علامہ ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ شعر و ادب اور عرب کے انساب کے بارے میں بہت جاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ علم نفع دینے والا نہیں ہے (کتنے ایسے عالم ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے علم کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں) اس کے بعد فرمایا کہ علم کی تین قسمیں ہیں ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد ہے۔

① آیت محکمہ ② سنت قائمہ اور ③ فریضۂ عادلہ۔

صحابۂ کرام کی فہم، ذکاوت اور قابلیت کا امتحان معمہ کے ذریعہ لینا

صحابۂ کرام کی ایک مجلس میں جس میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، ابن عمرؓ، ابوہریرہؓ انس وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے۔ ان کے ذہن کی آزمائش کے طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہیلی بوجھائی کہ بتاؤ درختوں میں سے وہ کون سا درخت ہے جس کا پتہ نہیں گرتا؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اس مجلس میں سب سے کم عمر تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہوگا۔ پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ہی فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ اس قسم کے مسائل کو فقہاء کی اصطلاح میں "الغاز" اور اہل فرائض کی اصطلاح میں "معایات" اور نحوین کی اصطلاح میں "احاجی" کہا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ علم کے لئے خاص دن مقرر فرماتے تھے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کو اس انداز سے علم دین سکھاتے تھے کہ وہ اُکتا نہ جائیں۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دین کو لوگوں پر آسان انداز میں پیش کرو، دشوار نہ بناؤ۔ انہیں بشارت سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔ اگرچہ عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مداومت ایک مطلوبہ چیز ہے لیکن ضرورت کا ضابطہ نشاط کے پائے جانے کے ساتھ ہے اور رعایت کے ساتھ ہے۔ اسی کی اتباع میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو کبھی روزانہ۔ کبھی ایک دن چھوڑ کر اور کبھی ہفتہ میں ایک دن وعظ و نصیحت و تعلیم فرمایا کرتے تھے۔

صحابہ علم دین کو بتدریج اور بالترتیب سیکھا کرتے تھے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! تم علماء ربانی اور فقیہ بنو۔ ربانیین ان کو کہا جاتا ہے کہ وہ علم کے ذریعہ لوگوں کو اس طرح تربیت کرتے ہیں کہ چھوٹے علوم اور مسائل بڑے علوم سے پہلے سکھاتے ہیں یعنی جزوی مسائل کو کلیات سے پہلے سکھاتے ہیں یا اس کے فروعات کو اصول سے پہلے یا اس کے مقدمات کو اس کے مقاصد سے پہلے سکھاتے ہیں۔

باوجود عمر رسیدہ ہونے کے صحابہ کا علمی شغف

علمِ دین سیکھنے کے لئے بچپن کی عمر بہترین ہوتی ہے۔ مقولہ ہے کہ :-

التعلیم فی الصغر کالنقش فی الحجر۔	بچپن کی پڑھائی پتھر پر کھدائی ہے۔

یہ مقولہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کہا جاتا ہے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بچپن میں علم سیکھا تھا۔ صحابہ کرام نے بڑی عمر میں، بڑھاپے میں، ادھیڑ عمر میں، جوانی میں، بچپن میں۔ اِدھر مسلمان ہوئے اُدھر علم دین سیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ علم کے سمندر بنے اور مثال قائم کر دی۔ لہٰذا اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے یاد نہیں رہتا۔ یہ ضرور ہے کہ بچپن میں علم کی باتیں زیادہ تر راسخ اور اس کی جڑ مضبوط ہوا کرتی ہے اور وہ فروعات میں زیادہ ماہر ہوتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صحابہ شادی سے قبل علم حاصل کر لیتے تھے

بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ شادی سے پہلے علم حاصل کرو تاکہ تمہاری بیویاں اور گھریلو مشاغل تمہیں علم سے لاپرواہ نہ کر دیں۔

صحابہ میں تاجر طالب علم ہوتے تھے اور طالب علم تجارت بھی کرتے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا پڑوسی باری باری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں علمِ دین سیکھنے میں مشغول ہوتے تھے جس دن میرے آنے کی باری ہوتی تو میں اس دن کی وحی کی نازل شدہ باتوں کو (اور حدیث کو) اپنے پڑوسی کو آکر سنا دیتا تھا۔ اور جب ان کی باری ہوتی تو وہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ کے طالب علم اپنے معاشی حالات سے غافل نہیں تھے اور ایک دوسرے کی مالی مدد بھی کر سکتے تھے۔

صحابہ اپنی عورتوں اور باندیوں کو بھی علم دین سکھاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان کے لئے مخصوص کر دیا تھا

ایک باندی کو علم دین سکھانے میں دوہرا اجر ہے۔ اور اپنے اہل و عیال (عورتوں) کو دین کی تعلیم دینے کا بھی حکم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عورتوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مرد تو ہم پر غالب آگئے لہٰذا آپ ہمارے لئے بھی ایک علیحدہ دن مقرر فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرما لیا۔ ایک دن ان کے یہاں بھی تشریف لے جاتے نصیحت اور احکامات سنانے کے لئے۔

لطیفہ

امام ابو اسحاق اسفرانی نے نقل کیا ہے کہ وہ احکامات اور احادیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کو روایت کرنے والے مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی تو جب اس میں تعرض واقع ہو تو عورت کی روایت کو مقدم کیا جاتا ہے اور مرد کی رعایت اس وقت کی جاتی ہے جبکہ وہ خبر واحد میں ظاہر ہو۔ ورنہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی عورتوں میں ضبط و تحفظ کی قوت بہت سے مردوں سے زیادہ ہے۔ بہرحال علماء کا اس میں اختلاف رائے ہے۔

علامہ تاج السبکی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چار عورتوں سے زیادہ شادی کرنے میں یہ راز ہے کہ بہت سے احکامات و مسائل ہوتے ہیں جن کے بیان کرنے میں حیا مانع ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حیا والے تھے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کئی بیویاں اسی لئے عطا فرمائیں تاکہ وہ خلوت میں سکھائے ہوئے مسائل کو عورتوں کے ذریعہ نقل کرائے جائیں۔ عورتوں سے متعلق مسائل میں عورتوں کی زبانی روایت سے اُمت میں بہت بڑی خیر وجود میں آئی۔

صحابہ کا احادیث کو سننا اور ان کے حفظ و ضبط کا طریقہ اور کوائف

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ ارشاد فرماتے تو صحابہ کرام آپ سے قریب سے قریب تر ہونے کی جدوجہد کرتے تاکہ کوئی ذرا سی بھی بات چھوٹ نہ جائے۔ پھر جو پیچھے ہوتے وہ آگے والوں سے دریافت کرتے کہ بتاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے کیا فرمایا (پھر پوری باتوں کی تکرار ہوتی) ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے وقت صحابہ سے فرمایا کہ صبح کی نماز میں سب جمع ہو جائیں کیونکہ مجھے تم سے کام ہے۔ پھر وہ لوگ اسی طرح جمع ہو گئے اور انہوں نے اسی طرح دریافت کیا اور آپس میں تکرار کی۔ مصنف فرماتے ہیں کہ یہ ہیں آج کل کے علم الاختزال کے اصول۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ اگر کوئی بات نہ سمجھ سکتے تو دہرا لیتے تھے حتیٰ کہ سمجھ میں آجائے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہی عادت شریفہ تھی۔ آپ جب کوئی علمی بات سن لیتی تھیں تو اس کو دہرا لیتی تھیں حتیٰ کہ سمجھ لیتیں۔ آپس میں تکرار کر لینا طالب علمی کے آداب میں سے ہے۔ تقریباً ساٹھ صحابہ (کی جماعت) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتے تو چھ چھ آدمیوں کا حلقہ بنا کر اس کی تکرار کرتے۔ پھر ایک سے پھر کسی اور سے اس طرح وہ علم ان کے دلوں میں پیوست ہو جاتا تھا اور وہ اس جگہ سے اس حال میں اٹھتے گویا وہ علم ان کے دلوں میں کاشت کر دیا گیا ہے۔

تبلیغ کا طریقہ۔ شاہد غائب تک پہنچائے

اسی نہج سے حاضرین حدیثوں کو اور اپنی پوری دعوت کو دوسروں تک پہنچاتے چلے آئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسی تروتازہ علم کی باتیں اور (یہ دعوت کا کام) کہاں نصیب ہوتا۔ اسی کو تبلیغ شاہد الغائب کہتے ہیں۔

صحابہ علم دین اور دعوت دین کو ہاتھوں ہاتھ راتوں رات لوگوں تک پہنچایا کرتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے بعد خطبہ و وعظ فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رات میں مسلمانوں کے معاملات کی باتیں کیا کرتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بنی اسرائیل کی باتیں سناتے حتیٰ کہ صبح کر دیتے تھے۔ صرف بڑی نماز کے لئے اٹھتے تھے۔ اس حدیث سے رات میں علمی گفتگو کرنا۔ نماز نفل اور سبق آموز قصہ گوئی کا جواز ملتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت فقہی امور پہ مذاکرہ شروع کیا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز کی طرف متوجہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نماز میں ہیں (یعنی یہ گفتگو اور مذاکرہ بھی عبادت ہے) عشاء کے بعد جن باتوں سے روکا گیا ہے وہ دنیاوی باتوں سے متعلق ہیں وہ اس حدیث میں داخل نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے اور ان کی تعلیم درجہ بدرجہ ہوتی تھی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو صرف وہ باتیں سناؤ جو مشہور و معروف ہوں۔ کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کو جھٹلایا جائے؟ نیز ایسی بشارت بھی نہ سناؤ کہ صرف ایمان پہ بھروسہ کر کے اعمال کو چھوڑ بیٹھیں جیسا کہ کلمہ طیبہ کے متعلق حدیث ہے کہ جو شخص کلمہ اخلاص سے پڑھے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے (اس ڈر سے نہ سنایا ہوگا کہ لوگ عمل چھوڑ بیٹھیں گے) اپنی موت کے وقت بہرحال اس کی خبر بتادی تاکہ علم کے چھپانے کے گناہ سے بری ہو جائیں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم یعنی قریش قریب زمانہ میں اسلام نہ لائی ہوتی تو میں کعبہ شریف کو توڑ کر دوبارہ تعمیر کراتا اور اس میں دو دروازے رکھتا۔ لیکن فساد کے خطرہ کی وجہ سے ارادہ ترک کر دیا۔ اس سے مستفاد ہوا کہ کسی فساد کے خطرہ میں مصلحت کو بھی چھوڑا جا سکتا ہے۔ اور سربراہ تو وہی ہے جو اپنی رعیت کی صلاحیتوں کو بھانپ لے۔

اولاد کو تعلیم دینا والدین پر حق ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ والدین پر اپنی اولاد کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حق یہ ہے کہ ان کا اچھا نام رکھا جائے، نماز سکھائے، حلال روزی کھلائے ان کو قرآن، کتابت، تیرنا اور تیر اندازی سکھائے (تیر اندازی کی جگہ بندوق توپ، گولا، بم اور آلات حرب ہیں۔ خوب متنبہ ہو جائے) اور دین کی تعلیم دے اور آداب اور خیر کی باتیں سکھائے اور جب شادی کے قابل ہو جائے تو شادی کر دے۔ ہر شخص اپنے ماتحت کا جواب دہ ہوگا ایک اور حدیث ہے کہ کوئی والدین اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھے آداب سکھلائے اور اسلامی تہذیب اور تعلیم سے آراستہ کرنا بھی ان پر واجب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قلم اور دوات کا ثبوت

ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا کہ میرا عمل درآمد تو قلم کے ساتھ ہے (یعنی زبانی نہیں لکھ کر جب تک تمہارے پاس اس کا ثبوت نہ ہو) پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قلم والے کو (قیامت میں) ایک آگ کے صندوق میں بھر کر لایا جائے گا جس پر آگ کے کئی تالے پڑے ہوں گے۔ اگر وہ اللہ جل شانہ، کی اطاعت، فرمانبرداری اور رضامندی میں قلم چلا ہوگا تو وہ صندوق اس کو چھوڑ دے گا۔ لیکن اگر اس نے اللہ کی ناراضگی اور نافرمانی میں چلا ہوگا تو ستر سال کی مسافت کے بقدر دور اس کو پھینک دیا جائے گا یہاں تک کہ قلم بنانے والے کو اور اس کو درست کرنے والے کو اور دوات اور سیاہی بنانے والے کو بھی۔

سرکنڈے (یعنی کلک) کے قلم کا بیان

بید کے درخت یا بانس کی قمچی سے تراشا ہوا قلم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں قلم اور دوات طلب فرمایا تاکہ صحابہ کے لئے کچھ لکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرعطا فرمائیں۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر میری امت پہ مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے بعد مسواک کا حکم دیتا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اپنی مسواک کو اپنے کان پہ اس طرح رکھتے تھے جیسے کوئی قلم کان پہ رکھتا ہے پچھلے صفحات میں گذر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اپنے قلم کو اپنے کان پہ رکھا کریں کہ اس سے مضامین کی خوب آمد ہوتی ہے۔

صحابہؓ کے دور میں جزیرہ عرب میں روئی سے کاغذ بنایا جاتا تھا

۸۸ھ ہجری میں یوسف بن عمر والملکی نے ریشم، روئی اور پھولوں کے خوشہ سے کاغذ بنایا اور کافی مقدار میں۔ اس کی مقبولیت عام ہوئی۔ اسی طرح مغرب کے ملکوں میں موسیٰ بن نصیر نے کتان اور پھولوں کے خوشہ سے کاغذ بنایا۔ اگرچہ اس صنعت کی ابتداء ملک چین سے ہوئی لیکن مسلمانوں نے اس کو خوب ترقی دی اور کمال تک پہنچا دیا۔ اور دنیا کے کونے کونے میں اس صنعت کو متعارف کرایا۔ اور اُن میں بعض حضرات یورپ کی طرف منتقل ہو گئے۔ (اور وہاں انڈسٹری لگائی)۔ اسلام کے ظہور سے قبل لوگ سفید چمڑے پر لکھا کرتے تھے جو کمیاب اور بہت گراں ہوتے تھے۔ صحابہؓ کرام اور تابعین نے اس صنعت کو اتنے عروج پر پہنچایا کہ کئی رنگوں میں اور اچھے منقش کاغذ بننے لگے۔ اس سے بہت قبل قرآنی آیات کو ایک خاص قسم کے ہندوستانی پتوں پر لکھتے تھے یا پھر بکری وغیرہ کے شانے کی تختیاں بنا کر اس پر لکھا کرتے تھے اور کبھی ہرن کی جھلی پہ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کہلوایا کہ وہ تختی دوات اور شانہ (بکری کا) لے کر آئیں۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا شانہ (جس پہ قرآن پاک کی آیات لکھی ہوتی تھیں) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ اس کے حروف کو دُرست کر دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام شافعیؒ اپنے مسائل ہڈیوں پر لکھتے تھے کہ ایک خیمہ بھر گیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو نسخہ قرآن پاک کا لکھوا کر تمام ملکوں میں بھیجا وہ ہرن کی جھلی پر لکھا ہوا تھا اور جو مدینہ منورہ میں تھا وہ ہرن کی کھال پر لکھا ہوا تھا جس کی مصنف نے زیارت کی ہے۔ غرضکہ پہلی صدی ہجری تک کاغذ کا استعمال خط و کتابت تک میں عام ہو گیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حدیث لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم بہت سی باتیں آپ سے سنتے ہیں کیا ہم ان کو لکھ لیا کریں؟ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لکھ لیا کرو۔ ("اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو") اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے؟ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو کم سن تھے صحابۂ کرام سے عرض کیا کہ آپ حضرات کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث نقل کرنے کی جرأت کر لیتے ہیں۔ صحابہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے! ہم جو کچھ سنتے ہیں وہ سب ہمارے پاس لکھا ہوا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا، علم کو لکھ کر مقید کر لیا کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری طرف سے چالیس حدیثوں کو لکھے امید ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس کی مغفرت فرما دیں گے اور اس کو کئی شہیدوں کا ثواب عطا فرماویں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بلا واسطہ سنا سب لکھ لیا اور دل سے یاد کر لیا۔ اور اس کتاب کا نام "الصادقہ" رکھا۔ محدثین کی ایک جماعت نے کتابت حدیث کو مباح قرار دیا ہے۔ احادیث لکھنے والوں میں سے قابل ذکر ہستیاں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابن عباس رضوان اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہم اجمعین ہیں اور تابعین نے بھی اکثر احادیث لکھی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو اپنے ساتھ ایک کاتب بھی رکھتے تھے، جو احادیث لکھتا جاتا تھا۔ شروع شروع میں احادیث لکھنے کی ممانعت تھی۔ پھر جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ سنن زیادہ ہوتی جارہی ہیں اور غلطی کا اندیشہ نہیں رہ گیا تو اجازت مرحمت فرمادی۔

ابن حاتم نے حضرت ابو ملیح سے روایت کی کہ لوگ ہم پر کتابت کرنے کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں حالانکہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ (طٰہٰ - ۵۲)

اُن کا علم میرے پروردگار کو ہے (جو) کتاب میں (لکھا ہوا ہے) میرا پروردگار نہ چوکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

علامہ بلقینی نے فرمایا کہ کتابت حدیث اور کتابتِ علم کے لئے یہ بہترین استنباط ہے۔ احادیث کے نقل کرنے اور لکھنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توقف فرمایا تھا اس لئے کہ کتاب اللہ کی موجودگی میں دوسری کوئی چیز نہیں لکھی جانی چاہیئے کیونکہ قرآن پاک تواتر کے ساتھ نقل کیا گیا ہے (اس میں کوئی اشکال کی گنجائش نہیں ہے) آپ کا خیال تھا کہ احادیث کو اجتہاد پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی صحت کی طرف نظر کرنے اور اس پر عمل کرنے کو واجب قرار دیا جائے لیکن اگر کوئی شخص احادیث کو اس لئے لکھے کہ وہ یاد رکھ سکے اور بھول نہ جائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ احادیث نقل کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ لیکن احادیث کے سب سے زیادہ لکھنے والے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر علماء دین احادیث کو لکھ کر منضبط اور مقید نہ کرتے اور اس کی تدوین اور ترتیب نہ دیتے تو علم کو خواہ کتنا ہی پڑھا جاتا لیکن دین کا اثر بالکل ختم ہو جاتا بلکہ مٹ جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان نفوس قدسی حضرات کو ان کے اجتہاد پر بہترین صلہ اور جزائے خیر عطا فرمائیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ صرف احادیث جمع کرتے تھے کوئی تصنیف کی طرف متوجہ نہیں ہوئے

صحابہ اور تابعین جو احادیث لکھتے تھے تو محض ان کو محفوظ کرنے کے لئے ان کی تدوین کرتے تھے کیونکہ ان کی تمام تر توجہ جہاد کی طرف رہتی تھی اور نفس کے مجاہدات اور عبادات میں منہمک ہوتے تھے لہٰذا وہ حضرات تصنیف کے لئے فراغت نہیں حاصل کر سکے۔ اسی طرح حضرات تابعین نے بھی کوئی تصنیف نہیں کی۔ تصنیف سے مقصود صرف علم دین کو وضع کرنا اور تدوین کرنا اور اس کو بقائے دوام رکھنا ہے۔ خواہ کوئی عالم اس کو اپنے ہاتھ سے لکھے یا نہ لکھے۔ کہا گیا ہے کہ بعض علماء ہیں کہ املاء لکھواتے ہیں۔ مگر خود نہیں لکھتے یہی تالیف ہے۔ یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد خطوط اور مکتوبات فرائض، سنن اور صدقات وغیرہ کے بارے اور اسلام کی دعوت کے بارے میں لکھوائے ہیں۔ جس سے علماء کرام حجت پکڑتے ہیں۔

اسلام میں سب سے پہلی تدوین "دیوان العطاء" کہی جا سکتی ہے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت سے حضرات عقیل بن ابی طالب، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ترتیب دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات سے عطایا دینے کے بارے میں فرمایا تھا کہ لوگوں کے مرتبہ کے موافق لکھا کرو (اگرچہ اسلام میں پہلی تدوین تو وہی کہلاتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکتبوا لی من تلفظ بالاسلام لکھو وہ باتیں جو میں نے اسلام کے متعلق کہیں۔ جیسا کہ سال حدیبیہ کے قصہ میں ہے) یعنی کہ اسلام میں سبقت کے اعتبار سے ہجرت کے اعتبار سے، نصرت کے اعتبار سے اس میں لوگوں کے نام ہیں حدود کا ذکر ہے۔ محاورات اور گھریلو حالات اور ان کے مردوں کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔ اس دور کے رجسٹر ہمارے اس دور کے تراجم اور تصنیف کے لئے بہت بڑا مواد فراہم کرتے ہیں۔ طبقات ابن سعد میں جب نعمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مالک کا ترجمہ قائم ہوا تو آپ کے آل واہل کے نام کے آگے قوا قلہ درج تھا اس لئے رجسٹر میں بنی قوقل کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اسی طرح اس وقت یہ پتہ چلا کہ بنی جشم اور زید بن الحارث بن الخزرج یہ دونوں نام اس رجسٹر میں ایک ہی ہے۔ اہلِ اسلام کی اتنی تیزی سے بڑھتی ہوئی ملکوں کی فتوحات کے ساتھ ساتھ ان کے حکام اور اداروں کے حالات اور ان ملکوں کی جغرافیائی تفصیلات معلوم کرنے کی بھی ضرورت بڑھتی گئی اور اس علم کو بھی بڑا فروغ ہوا۔

جزیرۂ عرب کی صحیح نہج پر واقفیت حاصل ہوئی تو علوم اور ہنر کی وسعتیں بھی تیزی سے بڑھتی گئیں اور عجمی ممالک بشمول فارس (یعنی ایران) اور شام اور اس کے خشکی کے راستے اور تاتاریوں کے ملکوں کی حدود بندی اور جنوبی روس اور چین اور ہندوستان کوئی بھی ملک مسلمانوں کی دسترس سے باہر نہیں رہ سکا۔ یہ وہ چھوٹے چھوٹے مبادیات ہیں جو کہ سیاسی اداروں کے داعیہ بنے اور آہستہ آہستہ جغرافیہ، عربی ادب اور فنون وسیع پیمانہ پر لکھا گیا اور انتہائی جامع لٹریچر (کتاب) وجود میں آیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک کتاب "التقاریر الجغرافیہ" ہے۔ جس کو فتح مصر کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

خلاصۂ کلام:۔ باب تدوین میں سب سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی آتا ہے۔ جو فتویٰ آپ سے پوچھے گئے آپ ان کو لکھ کر جمع کرتے گئے۔ اسی طرح علم تفسیر کی بھی تدوین عمل میں آئی۔ حضرات صحابہ اور تابعین کے ماہرین نے جب یہ سمجھ لیا کہ ہر شخص قرآن کے معنیٰ اور مفہوم پر قادر نہیں ہے تو ان حضرات نے تفسیر لکھنا شروع کی۔ پھر اُنہیں حضرات نے احادیث نبویہ کی تدوین فرمائی۔ ملاحظہ ہو:۔

① قاضی ابوالفتح ابن الحاج کی "الازھار الطیبۃ النشر"۔

② حافظ سیوطی کی کتاب "اوائل" (بحوالہ ابو عبیدہ معمر بن المثنی کی "غریب القرآن" ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ حافظ زیلعی کی "نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایہ" جس میں واقدی نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے سند بیان کی ہے الخ۔ اس کے بعد طبقات ابن سعد میں ترجمہ ابن سیرین دیکھئے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صندوقچی میں محفوظ تمام معاہدات تھے اس کے لکھنے کا کس قدر اہتمام کیا گیا۔ اسی طبقات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اونٹ پر لدی ہوئی کتابوں کا ذکر ہے۔ ان کا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی کاپیاں بھر بھر کر اور ہتھیلی پر بھی لکھنے کا ذکر ہے۔

④ اسی طرح یہ حضرات ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ کرتے تھے اور تفسیر کی کتاب اپنے پاس رکھتے تھے۔

⑤ مرویات ابن عباس کو جمع کرنے والوں میں سے ایک امام مجدالدین فیروزآبادی ہیں جو قاموس کے بھی مصنف ہیں۔ اس مجموعہ کا نام "تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ" رکھا۔

⑥ امام محمد بن ابراہیم الوزیر الیمنی نے "ایثار الحق علی الخلق" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر نقل کی ہے جو کہ کامل ہے۔

⑦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (عامل کوفہ) کو لکھا کہ وہ زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام کے شعراء اور ان کے اشعار مرتب کرکے روانہ کریں۔

⑧ تقی المقریزی کے "الخطط" میں ہے کہ ابو سعید بن یونس نے دو کتابوں کے لکھنے کا ارادہ کیا اور حضرت حسین بن شفی کی خدمت میں لائے تو انہوں نے ان دونوں کتابوں کو خولہ اور رباب کے درمیان پھینک دیا۔ (خولہ اور رباب دو کشتیوں والے پل کو کہتے تھے۔ یہ تھی اسلافِ کہن کی احادیث کی تدوین کے بارے میں احتیاط۔ ناقل)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں فقیہ اور مفتی تھے "منسک صغیر" حج کے مسائل پر کتابچہ آپ کی تصنیف ہے۔ اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساس پہ بہت سی فقہی باتوں کو مرتب کیا ہے اور بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ صحیح مسلم میں کتاب الحج میں ابو علی مسلم عن عیاض کا حاشیہ ہے۔ ابن منذر نے "جزء اکبیرا" میں ڈیڑھ سو سے زائد فقہی مسائل اس میں قلمبند کئے ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں ہمارے دوست شیخ طاہر الجزائری نے "توفیۃ النظر الی اصول الاثر" میں فرمایا کہ لوگوں کا یہ وہم ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین کے ابتدائی زمانہ میں تصنیف اور تالیف کا کام نہیں ہوا سوائے قرآنِ عزیز کے۔ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ دیکھئے! حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے علم فرائض کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حدیث پاک کو لکھ لیا کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ابن ابی ملیکہ کے لئے ایک سعادت مند لڑکے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے متعلق ایک کتاب لکھنا شروع کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ نہیں کیا۔ یہ تو تم بیکار کی باتیں لکھ رہے ہو (یہ بھی تدوین حدیث میں احتیاط کی ایک اور مثال ہے) حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب لائی گئی جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کو مٹا دیا صرف ایک ذراع کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح ابو جحیفہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں ہمارے پاس تو صرف اللہ کی کتاب ہے۔ یا عقل کی کچھ باتیں ہیں جو کہ ایک مسلمان کو بتائی جاتی ہیں جو اس صحیفہ میں ہیں۔ ابو جحیفہ نے عرض کیا کہ اس صحیفہ میں اور کیا ہے تو فرمایا کہ اس میں عقلمندی اور دانائی کی باتیں ہیں اور قیدیوں کی رہائی کے بارے میں ہے اور یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا (صحیفہ سے مراد لکھے ہوئے اوراق جو تلوار کے درمیان میں رکھے رہتے تھے) اس میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ جو شخص غیر اللہ کے نام پہ ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ غرضکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اوراق میں کچھ احادیث اور علم فقہ کی کچھ باتیں بطور یادداشت لکھی ہوئی تھیں۔ ابوالاسود دؤلی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علم نحو کو وضع کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت مسلم باہلی نے حضرت عبداللہ بن حسن بن ابی الحسن سے ان کے والد مرحوم کی کتاب منگوا کر (اور دیکھ بھال کر) تنور میں جلوا دیا۔ بجز ایک صحیفہ کے جس کو واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ میں نے وہی کیا جس کی مجھے ہدایت کی گئی تھی (یہ سب احادیث کی تدوین کے سلسلہ میں ہیں)۔ حضرت ابو قلابہ نے وصیت فرمائی کہ میری کتابوں کو ایوب کو دیدینا اگر وہ زندہ رہے تو ورنہ اس کو آگ میں جلا دینا۔ ایک مرتبہ حارث اعور نے ایک درہم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کتابیں خریدیں تو آپ نے اس میں علم و دانائی کی باتیں لکھ دیں۔ ایک موقع پر حضرت حجر بن عدی کندی کے خادم نے ان کے بیٹے کو بیت الخلاء سے نکل کر آتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے وضو وغیرہ نہیں کیا خادم نے اطلاع کی تو حضرت حجر نے طاق پر سے اپنی کتاب منگوائی جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث تھی کہ پاکیزگی ایمان کا بہت بڑا حصّہ ہے۔

صبیغ التمیمی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ آئے تو متشابہ کے بارے میں بھی سوال کیا تھا۔ اس وقت ان کے پاس کتابیں تھیں اور حارث بن کلدہ ثقفی طائفی کے پاس بھی کتابیں تھیں۔ اُن میں سے کتاب "المحاورہ فی الطب" ان کے اور کسریٰ نوشیرواں کے درمیان میں رہا کرتی تھی۔ وہ طب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ان کی کتابوں میں سے ایک اور کتاب "کناش کبیر" ہے۔ جس کو انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے تالیف کی تھی۔ اور اس کا نام "کتاب ابدال الادویہ الخ" رکھا تھا اس میں اسماء الادویہ کی کچھ تفسیر اور تفصیل ہے۔ کعب الحبر بن مانع الحمیری یہودی تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے وہ بھی لکھا کرتے تھے۔

عبیدہ بن قیس السلمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل نہیں کر سکے تھے۔ لیکن انہوں نے خود اپنے مکتوبات کو اپنی وفات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت ضائع کر دیا تھا (مبادا اس کو کوئی غلط استعمال کر لے)۔ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے یوم حسرۃ (۲۵ھ) میں اپنی کتب فقہ جلا دی تھی۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عربوں نے اپنے علوم کو پہلی صدی ہجری کے اخیر میں اور دوسری صدی کے اوائل ہی میں لکھنا شروع کر دیا تھا اور کتابوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ ابو عمرو بن العلاء کی روایت میں ہے کہ عرب کے فصیح لوگوں نے اتنا لکھا کہ ان کے گھروں کی چھت تحریروں اور کتابوں سے بھر گئیں۔ امام زہری۔ حضرت ابوالزناد۔ حضرت ابن شہاب وغیرہ نے جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور صحابہ کرام سے سنا اسی کو لکھا کرتے تھے۔ اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے خالص مرفوع احادیث کو لکھا ہے۔ حضرت ابن شہاب نے صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے علم حاصل کیا ہے۔ جن میں سے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت سہل بن سعد، حضرت انس، حضرت ابوطفیل، حضرت جابر، حضرت سائب بن یزید، حضرت محمود بن الربیع، حضرت ابوامامہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں انہوں نے مستقل تصانیف فرمائی ہیں اور مرویاتِ صحابہ بھی لکھی ہیں۔ جب بادشاہ ولید قتل ہوا تو اس کے خزانے سے دفتر کے دفتر لاد کر لائے گئے اس میں حضرت زہری کے علوم کی کتابیں بکثرت تھیں اور تدوین شدہ ایک مجموعہ بھی تھا۔

حضرت ابن شہاب کے بارے میں ہے کہ جب آپ اپنے گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے تو چاروں طرف کتابوں سے گھرے ہوئے ہمیشہ مشغول رہتے۔ ایک روز ان کی بیوی نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ کتابیں میرے لئے تین سوکن سے زیادہ ناگوار ہیں۔ ابن شہاب کی کتاب "المغازی" کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے کتاب المغازی اور سیر میں حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تصنیف فرمائی اور وہب بن منبہ نے اس کو جمع کیا اور یہی وہب بن منبہ صاحب الاخبار والقصص بھی ہیں۔ آپ اہل قریش میں علم وفنون کے بہت بڑے عالم تھے۔ صنعت، کیمیا اور طب میں بہت بصیرت حاصل تھی آپ نے یہ صنعت ایک راہب مریانس الرومی سے سیکھی تھی۔ (کلام ابن خلکان)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبید بن شریۃ الجرھمی نے اخبار متقدمۃ اور ملوک عرب وعجم کے بارے میں ایک کتاب "الملوک واخبار الماضین لمعاویۃ ابن ابی سفیان" لکھی تھی جس میں مختلف زبانوں کے مخلوط ہوجانے کے اثرات اور لوگوں میں تفرقہ پڑجانے کے اسباب اور ان جیسے سوالات پر سیر حاصل جواب دیا تھا۔ ایک اور کتاب "الامثال" بھی لکھی تھی۔ ابو مخنف الازدی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے اور صاحب اخبار وانساب تھے۔ انہوں نے بھی ایک کتاب لکھی زیاد بن ابیہ الداھیہ نے اپنے نسب کے بارے میں لکھی تھی جس کو اپنے بیٹے کو دیا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے اسی نسبت سے ملے تاکہ وہ ان سے اپنے دشمنوں پہ مدد حاصل کرسکیں۔

رفیع بن مہران تابعی (ابو العالیہ) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمان ہوئے اور تفسیر لکھی۔ مجاہد بن جبر المکی اور قتادہ بن دعامہ سدوسی نے بھی تفسیر لکھی ہے اور اس میں خارجہ بن مصعب نے ایک ہزار احادیث کا اضافہ کیا ہے۔ حافظ ابو الفرج بن الجوزی نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ جن کی تالیف مقاتل بن سلیمان نے کی ہے۔ کتاب الاخلاص للحسن البصری میں قاضی ابو عمر المالکی نے حلاج کے بارے میں جھوٹ کہا ہے۔ اس لئے اس کے قتل کا حکم دیا گیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے دورِ خلافت میں زاذان اور میسرہ دونوں حضرت حسن بن محمد کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی کتاب پہ ملامت کی اور کہا کہ کاش میں مرجاتا اور اس کو نہ لکھتا۔ القوۃ میں جتنی تفسیریں ہیں ان کی اسناد حضرت قتادہ پھر حضرت ابو العالیہ پھر حضرت مجاہد پھر حضرت ضحاک اور پھر روح بن عبادہ سے سلسلہ بہ سلسلہ ہے اور یہ تمام تصنیفات حضرات صحابہ کی وفات کے بعد ہی وجود میں آئی ہیں اور تابعین اس پہ عمل پیرا ہوئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلفاء راشدین نے مفتوحہ ممالک کا انتظام جغرافیہ اور تقسیم کے نقشوں کے ذریعہ انجام دیا

خلفاء راشدین نے اپنے لشکر اور حاکموں کو حکم دیا کہ ہر ایک فتح شدہ ممالک کا نقشہ مرتب کریں اور اس پہ ایک والی مقرر کریں۔ ان تقررات کی ایک مثال حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ہے کہ فتح مصر کے بعد جب وہاں کے والی مقرر ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بہت تفصیلی خط لکھا اور اس ملک کا سیاسی اور جغرافیائی جائزہ لے کر ایک نقشہ مرتب کر کے خط کے ساتھ منسلک کیا اور لکھا کہ مصر کی مٹی بہت زرخیز ہے، سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ اس کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہے اور چوڑائی دس دن کی اور اس میں رنگ برنگ کے پہاڑ بھی ہیں۔ سیاہ، سفید، سرخی مائل اور زرد۔ اور اس میں نہریں اور دریا جاری ہیں گویا ایک خط کھینچا ہوا ہے جس میں کبھی طغیانی، کبھی سکوت۔ چاند اور سورج کی گردش سے مختلف اوقات میں نہروں کا پانی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ جب طغیانی آتی ہے تو دیہات والوں کی آمد و رفت منقطع ہو جاتی ہے صرف چھوٹی کشتیاں چلتی ہیں۔ جب طغیانی ختم ہوتی ہے۔ کاشتکار وادی اور ڈھلان میں محنت کرتے ہیں (عرب کی غیر ذی زرع علاقہ کے مقابل میں یہ معلومات غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں۔ ناقل) اپنے رب سے پیداوار کی آس لگاتے ہیں۔ جب کھیتی لہک اٹھتی ہے تو خوب پانی سے سیراب کرتے ہیں اور اس کے کیچڑ سے ان کو غذا ملتی ہے۔ اس وقت جانوروں کا تھن دودھ سے بھر جاتا ہے اور پھر اس کا محصول بڑھ جاتا ہے۔ اے امیر المؤمنین! اس ملک کے دریاؤں میں سفید موتی کثرت سے ملتا ہے اور سیاہ رنگ کی عنبر مچھلی اور سبز رنگ کے زبرجد کے خوشنما پتھر برآمد ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے جیسا چاہیں کرتے ہیں، وہی فاعل حقیقی ہیں وہی ان ملکوں کے احوال درست فرماتے ہیں۔ وہی کھیتی کو بڑھاتے ہیں۔ محنت کشوں کو جماتے رکھتے ہیں (یعنی آسودہ حال) اور گھٹیا اعمال کرنے والوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قبول نہیں فرماتے یعنی شرک سے بیزار رہوتے ہیں خواہ کوئی غنی ہی کیوں نہ ہو۔ وہی پھلوں کو پکاتا ہے۔ وہی پھل اور چراگاہوں میں برکت عنایت فرماتا ہے اور مال میں ترقی دیتا ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اوّل بھی اور آخر بھی وغیرہ وغیرہ۔

جب یہ خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملا تو فرمایا۔ اے عمرو بن العاص ساری خوبی اللہ کے لئے ہے۔ تم نے اس علاقہ کا ایسا حال لکھا گویا میں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا۔ (یہاں یہ محض خلاصہ اس خط کا درج کیا گیا ہے) مکمل خط کو فرانس کے ایک مصنف دانشور نے (جو کہ اکتاف اوزان کے نام سے مشہور ہے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اس مکتوب کی کئی اجنبی زبانوں میں نشر کیا ہے اور جریدہ فیجار اور فرانس کے اخباروں میں اس کو شائع کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ دنیا کی تمام لغات میں یہ مکتوب بلاغت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ یہ اختصار اور اعجاز میں مثل یکتا موتی کے ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ ان صفات کی قوت اور متانت کا سلیقہ اس سے سیکھیں۔ اور ممالک کے نظم وضبط کی کیفیت اور حکومتوں کے سیاسی احوال کا صحیح جائزہ لے سکیں۔ ان صفات کا صحیح تجزیہ انگریز مورخ جبون اور ڈاکٹر بٹلر نے خوب کیا ہے۔

صحابۂ کرام کے آخری دور میں ڈاکٹری، کیمیا، صناعات عمرانیات، سوشل سائینس سب ہی علوم پر کتابیں لکھی گئی ہیں

حضرت خالد بن یزید بن معاویہ بہترین قسم کے خطیب، شاعر اور بہت سے علوم وصفات کے جامع تھے۔ آپ نے کتب نجوم، طب، کیمیا، جنگی قوانین اور صنعت وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ انہوں نے تراجم اور فلسفہ پر کافی زور دیا ہے۔ اس وقت بڑے بڑے اہلِ حکمت اور ہنر وصنعت والے رؤساء ان کے قریب آئے۔ یہ کہنا کہ نقل اور تعریب کا فن (یعنی فارسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یونانی سے نقل اور ترجمہ عربی میں منتقل کرنے کا فن) سب سے پہلے مامون عباسی نے شروع کیا تھا۔ تاریخی شواہد کے خلاف معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس سے بہت پہلے لوگوں کو یہ فن حاصل تھا۔

یحییٰ بن خالد نے اہل فارس کی کتاب کلیلہ ودمنہ کو سب سے پہلے عربی میں منتقل کر دیا تھا اسی طرح یونانی کتب میں سے "کتاب المجسطی" کو عربی میں منتقل کیا تھا اور یہ تو مشہور ہے کہ سب سے پہلے یونانی کتابوں کو عربی میں حضرت خالد بن یزید بن معاویہ نے منتقل کیا جبکہ وہ کتب کیمیا کے شیدائی اور ماہر تھے۔

آپ نے یہ فن ایک راہب مریاس الرومی سے سیکھا تھا۔ حضرت خالد بن یزید بن معاویہ کو "حاکم آلِ مروان" کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ (ان کے علاوہ کتب اور نجوم کو عربی میں ترجمہ کرنے والوں میں منصور کا نام بھی لیا جاتا تھا) حضرت خالد کے زمانہ میں صنعت اور کیمیا کی تعلیم کے لئے ان کا ایک مدرسہ بھی سکندریہ میں قائم تھا۔ قاہرہ میں ایک کتب خانہ (لائبریری) کرّہ نحاس کے نام سے مشہور تھا اس پر کچھ اس طرح کی عبارت کندہ تھی۔ جس کا ترجمہ ہے "یہ کرّہ امیر خالد بن یزید بن معاویہ کے یہاں سے اٹھا کر لایا گیا ہے"۔

کچھ لوگوں کو (جن میں ابن خلدون بھی شامل ہیں) یہ اشکال پیدا ہوا کہ خالد تو بدوی اور دیہاتی ماحول کے پروردہ تھے۔ منجملہ علوم کیمیا اور طبعی مرکبات اور مزاج پر مبنی ہے ان کی طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے؟ (جواب سیدھا سا ہے کہ ان کا کمالِ مہارت تو یہی ہے) ابن ندیم کا قول کافی ہے۔ کیمیاء کا علم اور صناعت خالد کے زمانہ میں رائج الوقت تھا (اور اس کی اطلاع شاید ابن خلدون وغیرہ کو نہ ہوئی ہو) اسی وجہ سے ابن خلدون[1] کے مفاہیم فساد کی انتہاء کو پہنچ گئے۔ واللہ اعلم۔

مروان بن حکم کے ایک ہم عصر یہودی ماسرجویہ سریانی نے یونانی کتاب "طب" کا عربی میں ترجمہ کروایا جس کا نام "کناش من افضل الکنائیش" تھا۔

---

[1] ابن خلدون اندلس کے رہنے والے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں یہ کتاب ملک شام کے سرکاری کتب خانہ میں دیکھی گئی۔ لوگوں نے خلیفۂ موصوف سے درخواست کی کہ مسلمانوں کو اس سے استفادہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ نے اس کے لئے چالیس روز تک استخارہ فرمایا پھر وہ کتاب لوگوں کی دست رس میں آئی۔

صحابۂ کرام نے سب سے پہلے تصوف کے بارے میں کلام فرمایا

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ علم تصوف پر سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے توجہ فرمائی۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ جل شانہٗ کو اور آخرت کو بہت زیادہ جاننے والے تھے۔ اللہ سے ڈرنے والے اور دین کا غم کھانے والے اور نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنے والے اور اللہ کی عظمت کا مراقبہ کرنے والے اور تھوڑی چیزوں پر قناعت کرنے والے اور تکالیف پر صبر کرنے والے اور اللہ جل شانہٗ پر بھروسہ کرنے والے۔ اور اس کے فیصلہ پر راضی رہنے والے اور اللہ کی طرف منقطع ہو جانے والے اور ہر عمل میں ان کا اخلاص عام تھا۔ وہ حضرات جہاد اور مجاہدۂ نفس اور ایثار، مکارم اخلاق میں انہماک، توحید، اخلاص، یقین اور ذکر کے ذریعہ اپنی عبادات میں حقیقت کو حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ یہی ہے علم تصوف کی حقیقت۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر خطبات اور وصیت اسی علم تصوف کو شامل ہیں صحابۂ کرام اور صحابیات عظام اس علم کو ہاتھوں ہاتھ لئے ہوئے تھے۔ پس ہر مکلف مسلمان پر یہ علم تصوف واجب ہے۔ اس کے تمام مقامات توبہ کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے بعد تصوف کی باتوں کو کھولنے والی امہات المؤمنین میں سے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ "الذھب الابریز للقاوقجی" میں ہے کہ علم بقا اور علم فنا میں سب سے پہلے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کلام فرمایا ہے۔ ابو طالب المکی نے فرمایا کہ اس علم (تصوف) کے حاصل کرنے کا راستہ حضرت حسن بصریؒ نے بتایا ہے اور اس پر گفتگو کے لئے زبان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھولی ہے اور اس کے معانی کو بیان کیا ہے اور اس کے انوارات کو ظاہر کیا ہے اور اس کے سربستہ راز کے ڈھکن کو اٹھایا ہے۔ آپ سے پہلے ایسی باتیں کسی علماء سے نہیں سنی گئی تھیں۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ علم آپ نے کس سے سیکھا ہے؟ تو فرمایا حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ علم کس سے سیکھا؟ تو فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں مجھے کچھ خصوصیت حاصل تھی آپ ہی کے چراغ سے ہم روشن ہوئے ہیں اور اللہ کے حکم سے اسے حاصل کرتے ہیں حتیٰ کہ حضرت حسن بصریؒ نے ستر بدری صحابہ کرام سے ملاقات فرمائی اور تین سو صحابی کی زیارت سے سعادت حاصل فرمائی۔ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے (ج ۲ ص ۲۷۱)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بصریٰ کی مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت حسن بصریؒ کے حلقۂ علم میں موجود دیکھا گیا ہے۔ آپ نے ان کی باتوں کو بہت غور سے سنا اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ (دیکھئے القوۃ ص ۱۵۰، ۱۱۴، ۱۴۸) اس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مسجد سے نکلوا دیا اور بات کرنے سے روک دیا۔

علم نحو کو وضع کرنے والے بھی حضرات صحابہ ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوالاسود الدولی سے فرمایا کہ تمہارے اس شہر میں ایک لحن اور لہجہ ہے جس میں تم لوگ آپس میں بات کرتے ہو چنانچہ آپ نے علم نحو پر ایک کتاب وضع فرمائی۔ جس میں کچھ اس طرح لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تمام عربی کلام تین قسم پر ہے۔ اسم فعل اور حرف۔ اور ان کی تعریف اور توضیح بیان فرمائی اور کہا کہ اس قسم کے اور بھی قواعد تلاش کرو۔ پھر فرمایا۔ جان لو! کہ چیزوں کی اور اسباب کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ظاہر۔ پوشیدہ اور درمیانی۔ پھر ابی الاسود نے اس قسم کے کچھ قواعد کا مجموعہ اکٹھا کیا جن میں سے حروف نصب ہیں۔ اور اَنْ۔ لَیْتَ۔ لَعَلَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانَ اور لم کو ذکر نہیں کیا تو آپ نے فرمایا یہ بھی اس میں اضافہ کرو۔ اس کے امالی کبریٰ، صغریٰ اور وسطیٰ شائع ہو چکی ہے۔ شاید ابو اسحاق نے اسے مکمل کیا ہو۔ غرض کہ سب سے پہلے عربی زبان کے واضع اور قرآن مجید میں نقطہ (اعراب) لگانے والے ابو الاسود ہی ہیں۔ پھر بھی اصل واضع اوّل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مظہر ہیں۔ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جب امت کے مختلف طبقات کے لوگ گھل مل گئے اور عربی زبان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے اصول کو لکھا۔ حضرت ابو الاسود سے منقول ایک خط نصر بن شمیل کے پاس ایک جزدان میں محفوظ تھا۔ ان کے انتقال کے بعد وہ خط گم کر دیا گیا۔ بعضوں نے اس علم کو جمع کرنے میں ابن عصفور کو بھی شامل کیا ہے۔

علم تصحیف علم بدیع کے اقسام میں سے ہے اس کے کلام پر حضرت علی رضؓ نے ہی پہل فرمائی

تصحیف اسے کہتے ہیں کہ ایک ہی لفظ کو کئی طریقہ سے لایا جائے کہ اس کے دو طرح سے پڑھنے کا احتمال ہو مثلاً بغیر نقطہ اور اعراب کے ایک جملہ یوں لکھا جائے۔ کل عنب الکرم تعطیہ تو اس کی تصحیف یوں دو جملہ میں ہوگی پہلا جملہ کل عنب الکرم تعطیہ جس کے معنی ہوئے ہر انگور کا درخت انگور ہی دے گا۔ اور دوسرا جملہ کل عیب الکرم یغطیہ جس کے معنیٰ ہوئے ہر سخاوت سخی کے عیب کو ڈھانک لیتی ہے۔ تمام علوم مستنبط کا نام رکھنا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی علمی باریکی اور ان کی باریک بینی کا نتیجہ ہے سب سے پہلے اپنے کلام میں تصحیف کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا ہے۔ آپ ہی نے علم نحو، علم کیمیا، علم اسطرلاب، علم اسرار الحروف علم اسرار الحساب، علم تنجیم، علم الاوفاق، علم تعبیر، علم فرائض اور علم دقائق القسمۃ وغیرہ کے بارے میں سب سے پہلے کلام کیا ہے۔ صحابہ کرام میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی پہلے شخص ہیں۔ علم مربع مائۃ فی مائۃ کو سب سے پہلے وضع کیا۔

پہلے علم کلام کی تدوین امام اشعری نے کی یا حضرات صحابہ نے؟

ابوالحسن اشعری کے متعلق مشہور ہے کہ علم کلام کے پہلے واضع آپ ہی تھے۔ دراصل یہ صحیح نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے اس فن کے بارے میں حضرت عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے کلام فرمایا ہے۔ اس وقت اشعری پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

سب سے پہلا علم تو علم قرآنی ہے اس لئے کہ اس میں عقائد، نبوت اور سمعیات کے بارے میں تفصیلی کلام رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تقدیر کے منکرین سے مناظرے کئے ہیں اور اس پر آپ نے احادیث سے دلائل پیش کئے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خوارج سے مناظرے کئے ہیں۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ یہ بات بلاشک کھل کر سامنے آئی ہے کہ یہ علم کلام پرانے علوم میں سے ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور تابعین کے ابتدائی دور میں مشغول رہے ہیں۔

صحابہ حدیث پاک کو لکھتے اور لکھواتے تھے

حضرت ابوالخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ لوگوں کو احادیث لکھوا رہے تھے اور وہ لکھ رہے تھے۔

صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسائل دریافت کرتے اور اطمینان بخش جواب حاصل کرتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد جب تشریف فرما ہوتے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ آپ کے قریب ہو جاتے تھے۔ بعض قرآن کریم کے بارے میں اور بعض علم فرائض کے بارے میں اور بعض خواب کے بارے میں دریافت کرتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب عنایت فرماتے تھے۔ ظہر کے بعد ملاقات کے لئے پیشگی اجازت لینی پڑتی تھی۔ مجلس سے اٹھنے سے قبل صحابہ مذاکرہ کیا کرتے تھے جس سے ایمان وعلم راسخ ہو جاتا تھا۔

صحابہ مذاکرہ کرتے تھے عام نشستوں میں بھی احادیث بیان کی جاتی تھیں

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے کی فرمائش کی تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے موجود ہوتے ہوئے میں حدیث بیان کروں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ اللہ کی نعمت نہیں ہے کہ میں حاضر ہوں اور تم حدیث سناؤ تاکہ اگر کوئی غلطی ہو تو اس کو درست کر دوں' اور سکھا دوں۔

قرآن مجید سیکھنے کا طریقہ۔ ایک معنیٰ کے ساتھ دوسرے اس طرح بتدریج سیکھتے تھے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو علم اور عمل دونوں ساتھ ساتھ سکھاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں کا ہر ایک پہلے ایمان سیکھتا پھر قرآن سیکھتا تھا۔ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حلال وحرام اور احکامات سے آگاہ فرماتے (اور عمل کراتے) تھے۔ ایسا نہیں تھا جیسا کہ آپ لوگ سورۃ فاتحہ سے اخیر قرآن تک ختم کر جاتے ہیں لیکن ان کو نہیں معلوم ہوتا کہ کس مقام پر کیا حکم آیا اور کن کن اعمال سے اللہ رب العزت نے منع فرمایا ہے لوگ اس طرح بکھیرتے جاتے ہیں جیسے جنگلی میں خودرَو گھاس' پات۔ حدیث شریف میں ہے کہ قرآن کریم کو سیکھو اور اس کے فرائض اس کے حدود ہیں حلال کو حلال اور حرام کو حرام اس کے متشابہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان رکھو اور اس کی مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سورۂ بقرہ کو آٹھ سال تک ٹھہر ٹھہر کر سیکھتے رہے حتیٰ کہ عبور حاصل کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ کو بارہ سال کے عرصہ میں سیکھا۔ جب اس کو ختم کیا تو ایک اونٹ قربان کیا۔

حضرت مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تین مرتبہ قرآن پڑھ کر تفسیر سیکھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس سال بصرہ میں بہت سے لوگوں نے قرآن کو حفظ کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کیا جائے پھر ایک سال بعد لکھا کہ اس سال اس سے بھی زیادہ دوگنا لوگوں نے حفظِ قرآن کیا ہے آپ نے اس مرتبہ لکھا کہ ان کو چھوڑ دو۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ قرآن کے حفظ میں مشغول ہو کر اس کی سمجھ حاصل کرنے کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ پہلی صدی میں لوگ قرآن پڑھتے تو تمام سنتوں اور احکام سے واقفیت میں مہارت حاصل کرتے اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ زیادہ قرآن پڑھنے والا امامت کرے۔ فضیلت میں وہ زیادہ ہے جو عالم ہو فقیہ اور حافظِ قرآن بھی ہو حتیٰ کہ قرآن کے تمام متعلقہ احکام تجوید، قراءت اور رسم، اعراب اور تفسیر پر عبور رکھتا ہو اس وقت کے اکثر لوگ ہر فن میں شیخ ہوا کرتے تھے۔

قرآن کو مصحف کا نام دیا گیا

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے قرآن کو مصحف میں جمع کیا وہ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حافظ سیوطی نے کہا اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ سب سے پہلے قرآن کو مصحف نام رکھنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

مصحف کے لکھنے پر اجرت لینا۔ صحابہ کا فتویٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پاک لکھ کر اجرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ لوگ تو دراصل اس کی تصویر کشی (نقل) کرنے والے ہیں۔ اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے والے ہیں۔ کتابت اور قرارت قدیم نہیں یہ تو فعل ہے قاری اور کاتب کا۔

صحابہ کا قرآن لکھنے اور تلاوت کرنے میں مشقت اُٹھانا

حضرت نافع بن ظریب النوفلی اور حضرت ہشام الکلبی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے قرآن پاک لکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی لکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن نو[1] اشیاء متروکہ میں سے ایک قرآن مجید بھی تھا۔ اور یہ ثابت ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو جمع کیا اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ سب سے پہلے قرآن کو مصحف میں جمع کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ قرآن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک رہا۔ ایک شخص کوفہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی یاد داشت سے قرآن مجید لکھوا رہے تھے آپ کو بہت سخت غصہ آگیا اور فرمایا تیرا ناس ہو وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور فرمایا اللہ کی قسم تمام لوگوں میں وہی اس کام کے حقدار ہیں ان کے علاوہ کوئی نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب کتب مصحف کی تکمیل فرمائی تو حکم فرمادیا کہ وہ تمام قرآن پاک کے نسخے جو مختلف صحابہ کرام کے پاس تھے ایک جگہ جمع کرلیا جائے اور لوگوں سے چھین لئے جائیں سوائے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس سے معلوم ہوا کہ مصحف عثمانی سے پہلے بھی قرآن جمع کیا گیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت کرنا

---

[1] ① ایک جانماز ② ایک تسبیح ③ ایک قرآن پاک ④ دو خشک کدو یا کھجوروں کی ٹوکری ⑤ ایک مسواک ⑥ ایک چٹائی ⑦ ایک کنگھا ⑧ دو چپل ⑨ ایک چمکدار لوٹا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے ہے کہ آپ نے صرف ایک نسخہ کو مستند قرار دے کر جمع کیا اور اسی کو تمام اطرافِ عالم میں بھیجا اور تمام عالم کے مسلمان اس سے مطمئن اور خوش ہو گئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن پاک چھوڑا وہ کئی تختیوں میں تھا۔ پھر ان تمام صحیفوں کو ایک صحیفے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جمع فرمایا۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کی تالیف ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک صحیفے میں جمع کیا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کے کئی نسخوں میں نقل کیا گیا۔ اور یقینی بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن پاک پورا کا پورا لکھا جا چکا تھا۔ لیکن ایک جگہ جمع شدہ نہ تھا اور نہ سورتوں میں ترتیب تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر (سارے) قرآن پاک کو ساتھ رکھنے سے منع فرما دیا تھا اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن اس کو چھین لیں۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم دین کو سیکھ لو قبل اس کے کہ اس کو اٹھا لیا جائے۔ اس پر ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جب کہ ہمارے درمیان قرآن کریم موجود ہو جب بھی علم دین ہم سے اٹھ سکتا ہے؟ حالانکہ ہم نے اس کو سیکھا اور اپنی عورتوں بچوں اور خادموں کو سکھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ بھی تو سیکھتے سکھاتے تھے پھر ان کا ان کی کتابوں سے کوئی تعلق نہ رہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میری آنکھیں دکھنے آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھا کرو دوسرے راوی نے اتنا اور اضافہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میری آنکھیں دکھ گئیں تھیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مصحف میں دیکھئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جس نے قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھا تو جب تک وہ زندہ رہے گا اس کی نظر میں کوئی بُری بات پیدا نہیں ہو گی۔

محکم دلائل سے مزین۔متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکہ میں چھوڑی ہوئی چیزوں میں تسبیح کو شمار کرنا صحیح نہیں ہے۔ ابن سلطان نے شرح مشکوٰۃ میں کہا کہ یہ جو تسبیح (دھاگہ میں پروئی ہوئی) مشہور ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی۔ آپ نے قاری اور امیر کے کلام کو نقل فرمایا ہے۔ اور ابوالحسنات محمد عبدالحیؒ اللکھنوی الھندی نے بھی اس کا اقرار فرمایا ہے۔

صحابہ کرام کا قرآن مجید کو ساتھ لے کر سفر کرنے کے بارے میں

جنگ صفین میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوئی تھی اور جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اشارہ کے بموجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے تقریباً پانچ سو قرآن پاک اپنے ساتھ اٹھایا ہوا تھا۔ ان نسخوں میں پورا قرآن پاک نہیں تھا کیونکہ جمع قرآن اور واقعہ صفین کے درمیان سات سال کا فاصلہ ہے۔ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر قرآن پاک لٹکاتے تھے۔

لطیفہ

قرآن پاک کو جزو، جزو بنا دینا مکروہ ہے۔ امام مالکؒ کو قرآن پاک کو جزء جزء کرنا نہایت سخت ناپسند تھا۔ ابن رشد نے کہا کہ قرآن کا کل مجموعہ زمین پر نازل ہوا اس لئے اس کی مجموعی طور پر حفاظت کی جائے۔

تنبیہ: پہلی صدی ہجری میں لکھے گئے قرآن پاک کے قدیمی نسخے جو بڑے بڑے کتب خانہ میں ہیں نہایت موٹے حروف میں جن کی قیمت زیادہ ہے اور ان کی چمک دمک بھی بہترین قسم کی ہے اور وزن کے اعتبار سے بہت بھاری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باریک قلم سے لکھے ہوئے قرآن شریف کے کاتب کو سزا تک دیتے تھے اور بڑے قرآن سے بہت خوش ہوتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن پاک کے چھوٹے ہونے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ بھی باریک قلم سے لکھنے کو مکروہ کہتے تھے اور فرمایا کہ کاتب کو چاہیئے کہ بہترین خط میں بہترین اوراق پر سفید کاغذ پر لکھے، بڑا قلم ہو، سیاہی چمکدار، سطور کشادہ، حروف بڑے بنائے جائیں اور تفاسیر کے حروف سے اس کو بالکل علیٰحدہ رکھا جائے۔ آیات کا ذکر۔ وقف کی علامات کی حفاظت پوری طرح کی جائے جیسا کہ مصحف عثمانی میں ہے۔

صحابہ قرآن مجید کو سونا چاندی وغیرہ سے چمکاتے تھے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا لکھا ہوا قرآن مجید چاندی سے مزین تھا اور بیت اللہ شریف کے غلاف میں لپیٹا ہوا تھا۔ اس سے قرآن مجید کو مزین کرنے کا جواز ملتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں قرآن پاک کا جمع کرنا اور نگرانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قاضی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے کاتب، حضر سعد رضی اللہ عنہ آپ کے قرآن کریم (کی حفاظت) کے ذمہ دار تھے اور حضرت سعد بن القرظ رضی اللہ عنہ آپ کے مؤذن تھے۔

صحابہ قرآن کریم کو بوسہ دیتے تھے

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہر روز صبح کو قرآن مجید کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے کہ یہ میرے رب کا عہد ہے اور یہ میرے رب کا منشور ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو اپنے چہرہ پر بھی ملتے تھے۔ بعض اس کو بدعت کہتے ہیں اور بعض مستحب۔ ان میں سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن محدثین نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح کہا ہے ان میں دارمی اور امام نووی بھی ہیں۔ وارد ہوا ہے کہ حجرِ اسود زمین پر اللہ جل شانہٗ کا داہنا ہاتھ ہے (اللہ جل شانہٗ ہر شکل و صورت سے منزّہ ہیں اس سے جو بھی مراد ہو) اس کا بوسہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا اس سے بھی اولیٰ اور بہتر ہوگا۔ جن چیزوں کو بوسہ دینا جائز ہے ان میں سے قرآن مجید کو بوسہ دینا جائز ہے اور کسی بڑے عالم کے ہاتھ کو یا ولی کے ہاتھ کو یا اور کسی نیک آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے۔ علامہ سبکی نے اپنے طبقات میں اس کو بیان کیا ہے۔

صحابہ کرام جب صبح کو گھر سے نکلتے تو قرآن کریم کی طرف ضرور نگاہ کرتے

صحابہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور روزانہ گھر سے نکلتے وقت اس کو دیکھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کثرتِ تلاوت کی وجہ سے دو نسخے قرآن پاک کے اُن کے ہاتھوں بوسیدہ ہوئے تھے۔ صحابہ کا معمول تھا کہ جس کی آنکھوں میں کوئی شکایت ہوتی قرآن پاک میں نظر کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے گھر پہ تلاوت کے لئے ایک مجمع لگا رہتا تھا۔ قدیم زمانہ میں لوگ مصحف میں تلاوت نہیں کرتے تھے۔ حجاج نے اس کو مشروع کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کے بارے میں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے چند تربیت یافتہ لڑکوں کو اس بات کی ذمہ داری سونپی کہ وہ رات کی قصہ گوئی کی مجلس میں بادشاہوں کی سیرت کے دفاتر اور ان کی خبریں اور جنگ و جدال اور مکر و فریب کے واقعات ترتیب وار پڑھیں، سنائیں اور اس کی حفاظت کریں۔

قرآن پاک کی تعلیم دینے پر اجرت لینے کی گنجائش

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ حقدار ہے وہ چیز کہ جس پر اجرت لی جائے وہ "کتاب اللہ" ہے۔ علماء نے اس کی تعلیم پہ اُجرت لینا جائز قرار دیا ہے اور اس کے ذریعہ جھاڑ پھونک کرنا بھی جائز ہے۔ یہی قول امام مالک، شافعی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد کا ہے۔ جن علماء نے اس سے منع فرمایا ہے وہ اس کی تحریم کی مقتضی ہے لیکن بخاری میں "میں نے اس کو قرآن کے بدلے میں تیرے نکاح میں دیا" موجود ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اہل صفہ میں سے ایک کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک شخص کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کہا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتا ہے (مسند عائشہ رض)۔ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینا اسلام کا اصل اصول ہے۔ اس سے اُن میں فطرتِ اسلام پر چلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور دلوں میں خواہشات کا غلبہ پیدا ہونے سے پہلے ان کا دل حکمت کے نور سے منور ہو جاتا ہے ورنہ خواہشات تو دلوں کو سیاہ کر دیتی ہیں اور گناہوں کی کدورت اور گمراہی اس میں بھر جاتی ہے (تلاوتِ قرآن سے اس کی حفاظت ہوتی ہے)۔

عرب کے بدو جب اسلام میں داخل ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے وفود پر تین شرطیں لگائیں:۔

① اوّل یہ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قرآن پڑھائیں۔

② دوسرے دین کی باتیں سکھائیں۔

③ تیسرے یہ کہ اذان دینے والے قائم کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کو سیکھو اور اس کی تلاوت کرو کیونکہ جس نے اس کو سیکھا، پڑھا اور رات کو اس کے ساتھ قیام کیا وہ مثل اس تھیلی کے ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو اور پورے مکان میں اس کی خوشبو پھیل گئی ہو۔ اور اس شخص کی مثال جس نے اس کو سیکھا اور سو گیا۔ اور وہ اس کے سینہ میں ہے وہ مثل اس تھیلی کے ہے جس میں مشک ہو اور اس کو بند کر دیا گیا ہو۔ نیز یہ فرمایا کہ قرآن پاک کو سیکھو اور اچھی آواز سے اس کی تلاوت کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ قرآن بہت جلد سینوں سے نکل جانے والا ہے جیسے اونٹ اپنی رسی سے۔ صحابۂ کرام میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت کم ایسے ہوں گے جنہوں نے بالکل ہی قرآن نہ پڑھا ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مالِ غنیمت تقسیم فرماتے تو قرآن کے حفظ کی رعایت فرماتے تھے مقدار کے اعتبار سے۔ اسی لئے ان حضرات میں دین و دنیا کا بہترین امتزاج پیدا ہو گیا تھا۔ بچوں کو قرآن کی (اعلیٰ) تعلیم دینے سے ایمان راسخ ہو جاتا ہے اور اس سے حاصل شدہ اپنی صلاحیت اور ملکہ سے بعد میں جتنے علوم سیکھتے ہیں اُن سب کی بنیاد قرآن کریم کا علم بن جاتا ہے۔ اسلامی خوشیوں کے موقع پر قرآن پاک کی تلاوت کو تقدم حاصل ہے۔ حصولِ برکت کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔ بچپن میں بچوں کو جنون کی آفات سے بچانے کے لئے تلاوت قرآن کو ترجیح حاصل ہے اور علم سے بدشوقی کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن بھی اس سے فوت ہو جائے۔ اسی بناء پر ہر زمانہ میں ملتِ اسلامیہ کا یہ یقین و ایمان کا رویہ رہا ہے حتیٰ کہ ائمہ نے قرآن کو سیکھنا اور سکھانا فرض قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس کے معنیٰ کی پہچان بھی فرض ہے جو اصل مقصود ہے۔

تنبیہ :- امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حربی اور ذمی کو قرآن کریم کی تعلیم دینا اور علم دین و فقہ سکھانے کی گنجائش اس اُمید پر ہے کہ شاید وہ ان تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہو جائے۔

کیا قرآن کریم کا نسخہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خرید و فروخت ہوتا تھا ھدیہ کیا ہوتا تھا؟

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ قرآن پاک کا پہلا نسخہ جو لکھا گیا اس کو ہدیہ کے لئے کس قیمت پر پیش کیا گیا۔ کیا اس کی قیمت اس کے لکھنے والے کی محنت کے بقدر تھی یا جلد وغیرہ بنانے کی قیمت کی حیثیت سے تھی؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نسخے خرید و فروخت ہوا کرتے تھے اگرچہ وہ مصحف ہوتے مثلاً باب الاجارہ وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ بچوں کو قرآن مکتب میں پڑھاتے اور سکھاتے تھے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک معلم کو لکھا کہ کچھ بچے ان کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجدیں (اس سے مکتب کا ثبوت ملتا ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکتب میں بچوں کو سلام کیا کرتے تھے۔ بچوں کے مکتب میں بدھ، جمعرات اور جمعہ تین دن چھٹیاں ہوا کرتی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شروع شروع میں صحابہ اپنے بچوں کو اس طرح دین کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ باپ اپنی بیٹی کو اور بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائیوں کو قرآن پاک اور دین کی باتیں سکھاتے تھے اور بڑی عمر کے اپنے سے بڑوں کو خوب سمجھا کر دین کا علم سکھاتے تھے۔ کیونکہ ان میں ذہنی قوت بہت تھی۔ جب مسلمانوں کو خوب کثرت سے فتوحات ہونے لگی اور عجمی لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بچوں کے لئے مکتب قائم فرمایا۔ اور اُستاد مقرر فرمائے۔ اسی اثناء میں ملک شام (اور دیگر ممالک سے) سے لوگ مدینہ منورہ آنے لگے اور بچے بھی ساتھ ہوتے تھے۔ ان ملاقاتوں کی وجہ سے یہ تین دن چھٹی ہونے لگی۔ اور پھر یہی طرز رائج ہو گیا۔ اس سے بچوں کو راحت، آرام اور بشاشت کا بہترین سبب بن گیا۔ اس کے خلاف بچے بددعا دیتے تھے۔ اس طرح سلف صالحین نے استراحت مشروعیہ میں آج تک اسی کا اقتدار کیا۔ اور وہ چھٹی کا دن یوم النحر اور اس کے بعد تین دن اور منگل کا دن چھٹی کا رکھا گیا۔ یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس سے قبل کے تین دن چھٹی کے وغیرہ۔

عجیب:۔ عامر بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو قید میں ڈال دیا تھا اس لئے کہ وہ بے شرم ہو گیا تھا۔ بیٹے نے وہاں کتاب اللہ کو جمع کیا۔ لوگوں نے سفارش کی کہ (اس نیک کام کے عوض) اسے چھوڑ دیا جائے۔ باپ نے فرمایا اس کے لئے وہی بہترین جگہ ہے جہاں کتاب اللہ کو جمع کیا جائے۔ پس انہوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تختیاں جس پر بچے قرآن بھی لکھتے تھے اور پھر دھوتے تھے اس پانی کا ادب

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو استاد اپنے بچوں کی دھوئی ہوئی تختی کے پانی کی حفاظت نہیں کرتا وہ چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے۔ آپ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اس دھوئی تختی کے پانی کا بہت ادب کرتے تھے۔ اس پانی کو ایک بڑے برتن میں جمع کر کے ایک گڑھے میں گرا دیتے تھے۔ اس زمانہ کے سارے ہی لوگ تختی کے دھوون کے پانی کو سمندر، دریا، کنواں یا پاک گڑھے میں ڈال دیتے تھے تاکہ قدموں کے نیچے روندا نہ جا سکے۔ اس سے سلف صالحین شفاء طلب کرتے تھے۔

بچوں کو تعلیم دینے کی ابتداء کس عمر سے کرنی چاہیئے

سلف صالحین اپنے بچوں کو چار سال چار مہینہ چار دن کی عمر میں قرآن کی تعلیم کی ابتداء فرماتے تھے۔ اس قول میں کوئی دلیل یا حدیث موجود نہیں ہے۔ اس کی توجیہ کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (جو قابلِ قبول نہیں اور رواج کا دخل ہے) "شق صدر" کا واقعہ اسی عمر میں پیش آیا۔ بہرحال اس میں اختلاف موجود ہے۔ بچہ کو کسی بات سے (ضد کرنے میں) روکا جائے اور وہ اُسے سمجھ کر رُک جائے تو اس وقت سے اس بچہ کو احکام شرعیہ کا مکلف قرار دیا جا سکتا ہے۔ اِسی بناء پر امام مالکؒ نے بچوں کو جلد قرآن کی تعلیم دینے کو ناپسند فرمایا ہے اور اگر کوئی بچہ سات سال کا قرآن کو حفظ کرے گا اور حروف قرآنیہ کے مخارج کو نامناسب طریقہ سے ادا کرے گا اور اس کو کھیل تماشا بنا لے گا۔ اس وجہ سے اعتدال ضروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو امام بننے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے جو کہ طہارت اور نجاست میں تمیز کر سکتا ہو اور سب سے زیادہ قرآن کا پڑھا ہوا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرتے تھے جبکہ آپ کی عمر چھ یا سات یا آٹھ سال کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ نابالغ بچوں کو بھی آگے امامت کے لئے بڑھا دیتے تھے کہ یہ بے گناہ معصوم ہیں اس پر آیت نازل ہوئی :-

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ط (نساء-۴۹) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے تئیں پاکیزہ کہتے ہیں۔

یعنی ان جیسے لوگوں کو آپ نے دیکھا جو کہ آپ جیسے لوگوں کو پاک ہونا قرار دیتے ہیں یا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے :-

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ۔

(النجم ۳۲)

حضرت سفیان بن عیینہ نے چار سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا اور امام شافعیؒ نے پانچ سال کی عمر میں موطا شریف حفظ کر لیا تھا۔ یہ بات مختلف استعداد اور مختلف ماحول کے اعتبار سے ممکن ہوتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ حفظ کیا ہو اس کو امام مالک نے ناپسند نہیں کیا۔ ابن مرزوق نے چھ سال کی عمر میں نظم کہنا شروع کی۔ ابن حاجب کے بارے میں بھی یہی مشہور ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف کا رسالہ "کشف اللباس عن حدیث وضع الید علی الراس" طبع ہو چکا ہے۔

وہ صحابہ جو مدینہ منورہ میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور وہ جن کو مختلف اطراف میں بھیجا گیا کتنے حفاظ تھے، کتنے کتابت کے استاد تھے مردوں میں سے اور عورتوں میں سے مومنوں میں سے کافروں میں سے۔ کتنے مفتی بنے اور کتنے خواب کی تعبیر دینے والے تھے اور قاری حضرات کے لئے مکان کیسے بنائے گئے وغیرہ

یہ اور اس قسم کی تمام معلومات اور مصنوعات گذشتہ ابواب میں بیان ہو چکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لیکن علامہ خزاعی کی ترتیب کے لحاظ سے ہم یہاں بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ اس کی نظیر اور مثال واضح ہو جائے۔

علم خط (خوش نویسی) کا سیکھنا سکھانا

یعنی خط کھینچنے کا علم انبیاء کو دیا گیا تھا۔ یعنی بہترین خط میں لکھنا بھی مراد ہے اس علم سے حضرات صحابہؓ کا قرآن کریم کو لکھنا اس کے عظیم ترین فضیلت کی طرف دلالت کرتا ہے خاص کر علم ہجاء اور ان حضرات کے تمام علوم کی تحقیق اسی کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ علم نحو کو لے لیجئے واؤ۔ یاء۔ ہمزہ اور مد اور قصر ایک خاص طرز پر لکھا گیا ہے۔ قرآنی رسم الخط توقیفی ہے جسے صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ لیا تھا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ مصر میں اپنے پیچھے کس کو خلیفہ بنا کر آئے ہو؟ فرمایا کہ مجاہد بن حبر کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوان کی بیٹی کے غلام کو! عرض کیا جی ہاں کیونکہ وہ قرآن پاک کے کاتب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ علم دین اپنے پڑھنے والے کو اور عمل کرنے والے کو بلند کرتا ہے۔

شعر و شاعری اور اس کی داد و تحسین کے بارے میں

عرب حضرات نسب کے اعتبار سے۔ خاندان کے اعتبار سے۔ معرفت لغت کے اظہار کے اعتبار سے نہایت فصیح و بلیغ تھے۔ اہل بصرہ نے بھی اس پر بہت محنت کی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اشعار و لغات کافی یاد کر لئے تھے جو بہت معروف و مشہور ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اولاد کو مارنا عربی کے منقولات کو حفظ کرنے کی کمی کی وجہ سے تھا۔ اشعار کے ذریعہ شہادت اور استحضار اور تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالیں اور شرح اور ایضاح اور غرائب القرآن اور سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مضامین کے صحیح معنی آسانی سے واضح ہو جاتے ہیں (بلکہ اکثر زبان و ادب کی اسی سے سند لیتے ہیں)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شعر سیکھنے کو ضروری جانو اس لئے کہ اس سے زبان کھلتی ہے یعنی فصاحت و بلاغت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب قرآن کا کوئی حرف جس کو اللہ تعالیٰ نے عربی لغت میں نازل فرمایا ہے، نہ سمجھ میں آئے تو عربی دیوان کی طرف رجوع کرو۔ اس کی پہچان مل جائے گی۔ علم شعر میں بحث کرنا دوسرے علوم کی طرح مسنون ہے حتیٰ کہ اس کو فرض کفایہ میں شمار کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں مسجد میں اشعار بنانے کے جواز پر استدلال صحیح ہے (لیکن سوقیانہ نہیں جو وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ[1] کے زمرہ میں آتے ہیں۔ ناقل)۔

اسی مقصد کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے کنارے پر ایک چبوترہ بنوایا تھا جس کو بطحاء کہا کرتے تھے۔ یہ اُن کے لئے تھا جو بیہودہ لایعنی بات کرتا یا شعر و شاعری کرتا۔ یا بلند آواز سے بات کرتا۔ ان کو اس چبوترے کی طرف جانا پڑتا تھا۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مسجد سے متصل طالب علموں کی رہائش گاہ بنانا۔ مدرسہ اور مہمان خانہ بنانا اور ذاکرین کے لئے کمرہ (حجرہ) بنانا اور ان لوگوں کے لئے جن کا کوئی گھر بار نہ ہو اور معتکفین کے لئے کمرہ بنانا اسی سے ماخوذ ہے۔ تدوین اشعار میں صحابہ کی ایک جماعت کارفرما تھی۔ مصنف کے زمانہ میں اس کی تدوین ہوئی اور ترکی میں چھپ چکی ہے۔ حافظ ابن سعید الناس نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح میں ایک تالیف فرمائی جو دو سو[2] جلدوں پر مشتمل ہے۔

علم الانساب کے بارے میں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے نسب نامہ کو معلوم کرو جو کہ تمہاری صلہ رحمی کا سبب ہے کیونکہ وہ اہل و عیال میں محبت

---

[1] اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ الشعراء ۔ ۲۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سبب ہے۔ مال کو بڑھانے اور درازیٔ عمر کا سبب ہے۔ حضرت تمامہ بن اوس کو اس فن میں خاصا ادراک تھا اور علم الانساب میں علامہ تھے حافظ ابن حزم نے علم الانساب کو علوم نافعہ میں شمار کیا ہے اور اس کی سند کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچایا ہے۔ حضرت ابوبکر، حضرت ابوجہم بن حذیفہ عدوی اور حضرت جبیر بن مطعم بن عوف رضی اللہ عنہم لوگوں کے نسب نامہ کو بہت زیادہ جانتے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے اور ان تینوں حضرات نے تو رجسٹر بھی قائم فرمایا ہوا تھا لیکن وہ صرف چند قبائل تک محدود تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دغفل (جن کا نام ابن حنظلہ السدوسی تھا) سے فرمایا کہ ان کے بیٹے یزید کو علم نسب، علم نجوم اور علم عربیہ سکھائیں۔ علم نسب صرف اشخاص اور قبائل کے نام کے جاننے کو نہیں کہتے بلکہ ان کے تمام حالات اور کوائف کی مکمل تحقیق کو کہتے ہیں۔

علم الفرائض کے بارے میں

علم فرائض قرآنی علوم میں سے ہے کہ اس میں سدس وغیرہ کے مسائل اور وارثوں کے مقررہ حصہ اور کون کن احوال میں کس کے لئے حاجب اور مانع بنتے ہیں یہ سب بیان کیا جاتا ہے اور اس میں حضرات صحابہ کا اجتہاد اور ان کی محنت اور ان کے اختلافاتِ رائے کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس علم کا سیکھنا بالاجماع فرض ہے۔ اس علم کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگو! علم فرائض کو سیکھو (یہ آدھا علم ہے) اور سکھاؤ اس لئے کہ میں عنقریب اللہ کی طرف اٹھایا جاؤں گا اور اس علم کے سیکھنے والے بھی عنقریب اٹھا لئے جائیں گے اور بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ دو آدمی بھی ایسے نہیں ملیں گے جو دو آدمیوں کے فریضہ یعنی یعنی مقررہ حصہ کا (صحیح) فیصلہ کر سکیں۔ قریب قریب تمام صحابہ یہ ترغیب اور زور دیتے تھے کہ جس طرح قرآن سیکھنا ضروری اور فرض ہے اسی طرح علم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض بھی فرض ہے۔ اگر اس میں کوتاہی دیکھتے تو فرماتے کہ دیہاتی اور ہم میں کیا فضیلت ہے۔ تابعین اور اس کے بعد علماء نے اس علم کو سیکھنے سکھانے پر اپنی قوت اور صلاحیت بدرجۂ اتم صرف فرمائی ہے (بغیر علم فرائض کے صرف علم فقہ کو جان لینے سے کوئی مفتی نہیں بن سکتا ہے)۔ اس وجہ سے علماء نے آدھے علم کی دل کھول کر وضاحت فرمائی ہے۔ علم فرائض موت سے بھی متعلق ہے اس لئے آدھا کہا گیا ہے اور تاکید کو ظاہر کرتا ہے۔

بہرحال اس تمام بحث کا ماحاصل یہ ہوا اور یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ علم وراثت کا اطلاق علم فرائض پر قدیم الاستعمال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے سب سے زیادہ علم فرائض کے ماہر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ علم فرائض کے ماہر کے لئے ضروری ہے کہ وہ سائل کے حسن سوال کی قدر کو پہچانے کیونکہ وہ اپنے سوال میں احکامات سے متعلق اجمالی طور پر اشارہ کرتا ہے۔ جواب دینے والے کو اتنی ضرور مہارت ہو کہ وہ ان مسائل پر بھی متنبہ ہو جائے جن پر سائل کا گمان بھی نہ گذرا ہو۔

علم حساب کے بارے میں

فن میراث کے لئے انسان فن حساب کا محتاج ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے علم فرائض کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھو کیونکہ (اگرچہ) میں بھی اُن جیسی معلومات رکھتا ہوں لیکن وہ مجھ سے اچھا حساب جانتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ سلف کا یہ معمول تھا کہ دریافت طلب مسئلہ کو اپنے سے بہتر شخص کے پاس بھیجتے تھے (گویا ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دوسرا مجھ سے اچھا ہے) اکثر وہ مسئلہ پھر اسی کے پاس واپس آجاتا تھا۔

امام فخر الدین پر کسی نے اعتراض کیا کہ صحابہ حساب میں ماہر نہیں تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو حضرت شہاب الدین نے فرمایا کہ ان کی معلومات واقعات کے خلاف ہے علم حساب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ ماہر کسی کو نہیں دیکھا گیا۔ دوسرے نے کہا آپ تو جنگ صفین کے واقعات کو دمشق کے اعداد سے حساب کر کے نکالتے تھے اور اس قسم کے متعدد واقعات صحابہ کرام کی باریک حساب دانی کے بہت مشہور ہیں ایک مثال اس قصہ میں ہے کہ دو آدمی تھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں دوسرے شخص کے پاس تین روٹیاں تھیں جب وہ کھانے بیٹھے تیسرا شخص بھی آکر ان میں شامل ہو گیا۔ اس تیسرے نے کھانے کے بعد ان دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا کہ میرے کھانے کی مقدار کے مطابق تم آپس میں اس کو تقسیم کر لو۔ تین روٹی والے نے کہا کہ اس نے میری روٹی میں سے آدھی اور تمہاری میں سے آدھی روٹی کھائی تم مجھے میری آدھی روٹی کے بدلے چار درہم دیدو۔ دوسرے شخص نے کہا کہ نہیں بلکہ میں تم کو تین درہم دوں گا۔ تین روٹی والے نے حلف اٹھایا کہ صرف شرعی فیصلہ کے مطابق جو حساب بنے گا وہی لوں گا۔ لہٰذا یہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین روٹی والے کے لئے ایک درہم کا فیصلہ کر دیا اور پانچ روٹی والے کے لئے سات درہم کا۔ اس فیصلہ کو تین روٹی والے نے ماننے سے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ روٹیاں آٹھ تھیں اور تم کھانے والے تین تھے تم نے اپنے حصہ کی پونے تین روٹیاں کھائیں اب تمہارے لئے ایک تہائی حصہ باقی ہے جس کو درہم دینے والے نے کھایا اور تمہارے ساتھی نے اپنی روٹی میں سے پونے تین روٹی کھائی اور وہ پانچ تھیں لہٰذا اب اس کے حصہ میں دو روٹی اور ایک تہائی باقی ہے۔ یہ کل سات ثلث ہوئے جس کو درہم والے نے کھایا۔ یہ مسئلہ فقہ ہے اس کے لئے فقیہ، قاضی اور مفتی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہی جس کو صرف باریک حساب والا ہی جان سکتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرۃ المذنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عرباض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ سے کم و بیش الفاظ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ ان کو کتاب اور حساب سکھا دے اور عذاب سے بچا دے اور علوم کا شہر بنا دے۔ جس کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے علم حساب اور علم عقود (یعنی انگلیوں پر شمار کرنے) میں مہارت حاصل کی اور یہی علم دوسرے حضرات صحابہ نے بھی حاصل کیا۔ عقود میں آپ نے ۵۵ کا عقد کیا تھا یعنی انگلیوں اور پوروں پر گننا اور لکھنا۔

اہل یورپ نے عربی ہندسہ اختیار کیا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہی جب صحابہ یورپ کے ملکوں میں گئے تو ۴۰ھ ہی سے یا پہلے انہوں نے عربی ہندسہ اختیار کر لیا تھا۔

صحابہؓ کا اہلِ قریش سے علم دین سیکھنے کا اہتمام کرنا

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تاکید تھی کہ وہ اہلِ قریش سے علم حاصل کریں اور ان کو مقدم کریں۔ کیونکہ وہ حضرات علم رکھنے والے ہیں۔ خلافت کے گھر ہیں اور وحی کے نازل ہونے کی جگہ میں ہیں اور منبع ریاست اور سیاست ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ اہلِ شرافت سے علمی باتیں پوچھا کرو اور جو سنو اس کو لکھ لیا کرو کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔

علم نجوم کے بارے میں

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا خلاصہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے ہاں سب سے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو کہ اللہ جل شانہٗ سے محبت رکھتے ہیں اور لوگوں میں اللہ کی محبوبیت پیدا کرتے ہیں اور سورج، چاند، ستارے اور ہلال کی رعایت کرتے ہیں اور اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ اے لوگو! اپنا نسب نامہ سیکھو تاکہ اپنے رشتہ داری کو جوڑ سکو اور ستاروں کے بارے میں معلومات رکھو تاکہ اندھیرے میں راستہ پا سکو۔ ایک روایت میں ہے کہ اُمت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو کہ نماز کے اوقات کے لئے سورج کی رعایت رکھتے ہیں۔ مناوی نے کہا کہ علم نجوم کے احکام کو سیکھو یہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ نجومی لوگوں کو کہانت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ لہٰذا اس فن میں علم التیسیر کا سیکھنا اچھا ہے مگر علم تاثیر کا سیکھنا جائز نہیں۔ سعود المطالع میں منقول ہے کہ علم فلک کا سیکھنا فرض کفایہ میں سے ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فرض عینی میں سے ہے کیونکہ اسی سے اوقاتِ نماز پہچانے جاتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ	وہی ہے! جس نے بنایا سورج کو چمک
ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ	اور چاند کو اُجالا، اور ٹھہرائیں اس کی
قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا	منزلیں تو پہچانو گنتی برسوں
عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ	کی اور حساب۔

(یونس۔ ۵)

سے مراد تمام سال کا حساب رکھنا ہے خواہ وہ شمسیہ ہو یا قمریہ ہو اس لحاظ سے علم نجوم فی نفسہٖ اچھا ہے اور ستاروں کی اور فلک کی گردش کے ساتھ حوادثات کا استدلال کرنا محض اللہ جل شانہٗ کے فیصلے اور قدرت سے ہے۔ جیسے ایک طبیب قبض کا حال معلوم کر کے صحت اور مرض پر استدلال کرتا ہے اور وہ اللہ کے فیصلہ کا عقیدہ رکھتا ہے اگر وہ خود علم غیب کا دعویٰ کرے تو کافر ہو جاوے۔

تیراندازی اور تیراکی کے علم سیکھنے کے بارے میں

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا	اور سرانجام کرو ان کی لڑائی کو
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔	جو پیدا کر سکو زور سے۔

(الانفال۔ ۶۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ قوۃ سے مراد "تیر اندازی" ہے (اس وقت یہی سب سے بڑا آلۂ حرب تھا) ایک تیر کے ذریعہ تین آدمی جنت میں جائیں گے ایک بنانے والا، دوسرا تیر پکڑوانے والا اور تیسرا پھینکنے والا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جس نے تیر اندازی کو سیکھا پھر چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے یا اس نے نافرمانی کی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ دو نشانوں کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

عربی زبان سیکھنے کے بارے میں

منقول ہے کہ قرآن کریم میں لحن سیکھو جیسے اس کے حفظ کرنے میں سیکھتے ہو۔

حضرت عمرؓ نے اپنے حکام کو ہدایت فرمائی کہ جب ان کا کاتب غلطی کرے تو اسے کوڑے مارے جائیں

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے کاتب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا تو اس میں غلطی سے "من ابو موسیٰ" لکھ دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اپنے اس کاتب کو کوڑے لگائیے اور اسے اس غلطی پر معزول کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو دیکھتے کہ وہ لکھنے یا پڑھنے میں غلطی کر رہا ہے تو اس کو لقمہ دیتے تھے اور کبھی درّہ مارتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے لڑکے کو قرآن پاک پڑھنے میں غلطی کرنے پر مارتے تھے۔

آیئے ذرا یادداشت تازہ کر لیں کہ پچھلے ابواب میں ہم نے پڑھا کہ صحابۂ کرامؓ کس طرح فیصلہ کرنے کا

علم، علم نجوم، علم قیافہ، علم طب، علم ادارہ، علم حرب،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم سیاست، علم ترجمہ، علم املاء (لکھوانا)، علم تجارت وصناعت وغیرہ سیکھنے سکھاتے تھے۔

صحابۂ کرامؓ حدیث بیان کرنے میں بہت ہی احتیاط برتتے تھے

روحی فداصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگوں سے اللہ کے بارے میں باتیں کرو تو ایسی باتیں مت کرو جن کا وجود نہ ہو یا ان کے سمجھنے میں ان کو دشواری ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو وہ باتیں بتاؤ جو ان کے ہاں متعارف ہوں اور وہ باتیں چھوڑ دو جو ان کے پاس انجان ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں کوئی ایسی حدیث بیان نہ کرو جو ان کی عقل برداشت نہ کرسکے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان کے لئے فتنہ ہوجائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے دو تھیلے علم کے یاد کر لیئے۔ ایک کو تو میں نے پھیلایا اور دوسرے کو اگر میں بیان کردوں تو میری گردن ماردی جائے (غالباً اس لئے کہ عوام کی سمجھ اس کی متحمل نہیں ہوگی)۔

نوجوان طالب علموں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت نامہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جب نوجوانوں کو دیکھتے تو فرماتے مرحبا۔ مبارک ہو آپ کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ ہم آپ حضرات کو احادیث یاد کرائیں اور مجلس میں کھل کر بیٹھنے کو کہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں نوجوان قراء اور ادھیڑ عمر

مجکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قاریوں کے لئے خصوصیت سے اکرام اور اعزاز ہوا کرتا تھا اور مشورہ دینے میں کم عمری رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ بزرگی علم سے تھی نہ کہ عمر سے۔ اللہ جس کو چاہے علم سے نوازے۔

صحابۂ کرامؓ علماء کا احترام واکرام کرتے تھے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس بیٹھنے والوں میں وہ لوگ زیادہ اکرام واعزاز کے مستحق ہیں جو میرے پاس میرے نزدیک بیٹھنے کے لئے دور دور سے نکل کر آجاتے ہیں اگر میرے بس میں ہو تو میں ان کا ایسا اکرام کروں کہ ان کی پیشانی پر مکھی بھی نہ بیٹھ سکے یا ان پر کوئی مکھی بھی بیٹھ جاتی ہے تو مجھے تکلیف پہنچتی ہے۔ یہ تھی صحابۂ کرامؓ کی شفقت اور محبت کا اہتمام۔

قرنِ اولیٰ کے علماء کن صفات سے متصف تھے

ابن خلدون نے کہا کہ علم کو فروغ دینے والے اکثر حضرات عجمی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کو تدوین تالیف کتب کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور یہ حالت صحابہ اور تابعین تک رہی حالانکہ وہ اَن پڑھ اور اُمی بھی نہیں تھے۔ اس وقت قرآن والوں کو "قراء" کہا جاتا تھا۔ یعنی یہ لوگ قرآن پڑھنے والے اور حدیث قدسی پڑھنے پڑھانے والے تھے کیونکہ احکام شرعیہ کی پہچان ان ہی سے حاصل ہوا کرتی تھی۔ صحابہ میں صرف سعد بن عبید الانصاری ہی کو قاری کے لقب سے پکارا جاتا تھا حالانکہ ان کے علاوہ انصار میں بہت سے حفاظ موجود تھے۔ کچھ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کہ کچھ حضرات کو ہمارے ساتھ بھیجئے تاکہ ہمارے قبیلے کو قرآن اور سنت کی تعلیم دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۰ یا ۷۰ انصاری صحابہ کو بھیج دیا جن کو قراء کہا جاتا تھا ان حضرات کا مشغلہ قرآن اور دین کی باتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھاتا تھا اور راتوں کو اس کا دور کرتا تھا۔

امام مالکؒ اپنے شاگردوں کو حدیث روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے جب تک کہ وہ چالیس علماء تحنک سے سند نہ لے لیں۔ تحنک سے مراد پگڑی (عمامہ) سے سر سے کھوڑی تک دھانٹا باندھنا (جسے اب دستار بندی کہتے ہیں) قدیم زمانہ میں مفتی اور علماء کی یہی علامت تھی۔

قرنِ اولیٰ کے محدثین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں شمار ہوتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے خلفاء وہ ہیں جو میری احادیث کو روایت کرتے ہیں اور اسے لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے پہلے زمانہ میں محدثین کرام کو امیر المؤمنین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اُن میں سے حضرت سفیان بن راہویہؒ اور بخاریؒ وغیرہ ہیں۔ یہ بھی منقول ہے کہ سب سے پہلے جن کو امیر المؤمنین کا لقب ملا وہ ابو الزناد ہیں اس کے بعد مالک اور محمد بن اسحاق۔ شعبہ بن الحجاج۔ سفیان۔ عبداللہ بن مبارک اور دار قطنی ہیں۔ متاخرین میں جن کو امیر المؤمنین فی الحدیث کا لقب ملا وہ حافظ ابن حجرؒ ہیں اور مصنف کے نزدیک ان کے زمانہ میں محدث المقری ابی عبداللہ محمد حبیب اللہ الجکنی ہیں۔

قرآن کریم کے عنوانات اور فہرست جن پر تصانیف وجود میں آئیں

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (ابراہیم ۵۲)

یہ خبر کر دینی ہے لوگوں کو اور ڈرتے رہیں اس سے اور تا کہ جانیں کہ معبود ہے ایک اور تا کہ سوچ کریں عقل والے۔

مصنف اور علماء راسخین فی العلم کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت شریفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی فہرست ہے۔ کیونکہ یہ آیت ان تمام باتوں کو شامل ہے جو قرآن مجید میں ہیں۔ تمام فرائض۔ تمام انواع معاملات۔ تمام منہیات سے تعزیر و تادیب۔ تمام اللہ کی معرفت کی باتیں اور توحید اور تمام نبیوں کا حق تعریف اور موت سے معاد تک کے تمام اُمور کے بارے میں اور عذابِ قبر حشر، نشر و پُل صراط، جنت و جہنم کی پوری تفصیل سموئی ہوئی ہے اس آیت کے اعتبار سے فقہاء نے فہرست کے خرید و فروخت کو جائز قرار دیا ہے۔

طالب علم کو اگر کوئی بات نہ سمجھ آئے تو اس کو پوچھتے رہنا چاہیئے

طالب علم کو چاہیئے کہ اپنے استاد عالم سے سوالات کرتا رہے اور ان کو خوش کرتا رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عاجز آدمی کی شفاء تو سوال کرنے میں ہے۔ پوچھ پوچھ کر چلنے میں ہے اور فرمایا خوش اسلوبی سے پوچھنا دین کی باتوں کو گویا آدھا علم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ جل شانہٗ رحم فرمائے انصار کی عورتوں پر کہ دین کی کسی بات کے پوچھنے میں حیا و شرم ان کو مانع نہ ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ علم کس طرح حاصل کیا؟ فرمایا زبانی طور پر بہت زیادہ سوال کر کے اور دل کو بہت زیادہ سمجھا کر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھنے والوں کی استعداد حالات اور مقامات کے اعتبار سے جواب مرحمت فرماتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اعمال کے بارے میں جو شخص سوال کرتا تھا تو آپ اس کے حسبِ حال اور اس کے مرتبہ کے اعتبار سے مختلف انداز میں جواب ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی سائل کے اندر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکبر محسوس کیا تو اس کو کھانا کھلانے اور سلام پھیلانے کا حکم فرماتے تھے یا کبھی ہاتھ یا مُنہ کی بے احتیاطی معلوم ہوتی تو اس کو اسی طرح اصلاحِ حال کا جواب مرحمت فرما دیا کرتے تھے۔ مختلف جوابات دینے میں دلیل یہ ہے کہ اشخاص کے مختلف ہونے سے اور احوال کے مختلف ہونے سے مصلحتیں مختلف ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ فتاویٰ میں بھی یہی بات ہے مشرقی خطیبوں کا اور اندلس کے علماء کا یہی طرز رہا ہے۔ مغرب والے حضرات اس طرز بیان کو مہمل جانتے ہیں اس پر تنقید کرتے ہیں بلکہ انکار کرتے ہیں اگر ان کو معلوم ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کن مضامین کو مشتمل ہوتے تھے اور حضرات خلفاء راشدین کے خطبات کس انداز میں ہوتے تھے تو وہ اس کا انکار نہ کرتے کیونکہ حضرات سلف صالحین کا بھی یہی مشہور طریقہ رہا ہے۔ مصنف نے بھی ان خطبات کی شرح تالیف کی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ سے (قدیم) روایت سنتے تو ان کی طرف سے حدیث بیان کرتے

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض خطبات میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے قصہ جساسہ (سن کر) کو بیان کرنا ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زرعہ بن ذی یزان کو خط بھیجا کہ مالک بن مزود الرھاوی نے مجھے یہ حدیث (بات) بیان کی کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور مشرکین سے قتال کرتے ہو۔ بس خیر کی بشارت لو۔ الحدیث۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ محترمہ کی زبانی یہ خبر سن کر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر ملک شام اور بصرہ کے شاہی محلات روشن ہو گئے تھے۔ اس خبر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سنایا اس سے معلوم ہوا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افضل کو مفضول سے علم سیکھنے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ مصنف نے فرمایا کہ پس اکابر کا اصاغر سے روایت کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا یہ مؤمن کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں سے بھی ملے خواہ وہ بڑے سے یا چھوٹے سے یا شاگرد سے یا ساتھی سے اس کو اٹھا لیا جائے گا اور اس کی قدر کی جائے گی۔

صحابہ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے سے علم حاصل کرتے تھے

یہ کئی انواع و اقسام میں شامل ہے۔ جن میں سے ایک صورت یہ ہے کہ حدیث رسول کو نقل کرنا اور اس کے کئی طرق کو بھی نقل کرنا صحابۂ کرامؓ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست رایت کرتے ہیں۔ لیکن حضرات تابعین تو صحابہ سے ہی روایت کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں چار صحابی جمع ہوئے ہیں۔ حضرت زہری حضرت سائب بن یزید سے وہ حویطب بن عبدالعزیٰ سے وہ عبداللہ بن السعدی سے وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو مال تمہیں اللہ تعالیٰ عطا فرما دیں بغیر اشراف اور بغیر سوال کے اس کو لے لو اور خود اس کے پیچھے نہ پڑو۔ ایک حدیث وہ ہے جس میں چار صحابیات ہیں کہ ایک نے دوسری سے روایت کی اُن میں سے دو اُم المؤمنین میں سے ہیں اور دو حضور علیہ السلام کی ربیبہ ہیں (موجودہ بیوی کے پہلے خاوند کی لڑکی کو ربیبہ کہتے ہیں) عن ابن عیینۃ عن الزھری عن عروۃ عن حبیبۃ بنت ام حبیبۃ عن امھا ام حبیبۃ عن زینب بنت جحش رضی اللہ عنھم حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ کا چہرۂ انور سُرخ ہو رہا تھا (غصّہ کی وجہ سے) آپ فرما رہے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہلاکت ہو عرب کے لئے اس شر سے جو نہایت قریب ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یارسول اللہ! کیا ہم ایسی حالت میں ہلاک ہوں گے جب کہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں جبکہ خباثت غالب آجائے۔ بعض محدثین نے اس قسم کی احادیث پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ بعض احادیث میں پانچ صحابہ کا نام آیا ہے جنہوں نے ایک دوسرے سے روایت کی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے موت کی تکلیف تمام تکالیف کا کفارہ ہے۔

بعض محدثین خواہ کتنے ہی جلیل الشان ہوں مسائل کے اجتہاد میں اُن سے اختلاف مانع نہیں ہوتا

اگر کوئی شاگرد اپنے استاد عالم سے اختلاف کرے اور ایسی دلیل اپنے مدعیٰ کے لئے پیش کرے جو دوسرے حضرات کو قابلِ قبول ہو تو یہ امر شاگرد کے لئے اپنے شیخ سے بے ادبی میں شمار نہیں ہوگا بشرطیکہ استاد کے وقار اور عظمت کو برقرار رکھا جائے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے اختلاف فرمایا (حالانکہ یہ حضرات ان کے استاد تھے)۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپس کے سیاسی اور دینی مسائل میں اختلاف فرماتے (لیکن مخالفت نہیں کرتے تھے۔ اجتہاد ان کا حق تھا اس لئے بعض بعض کی اتباع بھی چھوڑ دیتے تھے)۔

صحابہؓ کا اپنے اساتذہ کا ادب واحترام کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب خبر ملی کہ فلاں شخص کے پاس کوئی حدیث ہے تو وہ اس کے دروازہ پر جاکر فرش پر لیٹ جاتے تمام سر میں ہوا سے مٹی پڑتی رہتی جب وہ شخص اپنے گھر سے باہر نکلتے اور ان کو دیکھتے تو کہتے اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! آپ نے کیوں زحمت فرمائی کسی کو بھیج کر بلوالیا ہوتا۔ آپ فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب میں ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا زیادہ مستحق تھا۔ پھر وہ ان سے حدیث پوچھتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ حضرت عبیداللہؒ کی خدمت میں آتے تاکہ حضرت ابن عساکرؒ کے علم کے بارے میں پوچھیں اور سیکھیں۔ بعض مرتبہ اجازت مل جاتی اور بعض مرتبہ دربان ان کو روک دیا کرتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم پر عالم دین کا حق یہ ہے کہ اُن کے لئے خصوصی سلام کرو اور تم ان کے سامنے ادب سے بیٹھو۔ اُن کے سامنے اپنے ہاتھوں سے اشارہ مت کرو اور آنکھوں کے اشارہ سے بھی بات مت کرو اگر کسی شخص کا قول نقل کرنا ہو تو یہ مت کہو کہ فلاں شخص نے اس طرح کہا (جبکہ ان کے قول سے وہ قول مخالف ہو)۔ علماء کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرو (ویسے تو برا ہے ہی)۔ ان کے بیٹھنے کی جگہ پر سے مت چلو ان کا کپڑا پکڑ کر بات مت کرو ان پر کسی بات کا اصرار مت کرو کہ وہ اکتا جائیں۔ ان کی فیض صحبت میں بہت دیر تک نہ بیٹھو کیونکہ وہ بمنزلہ کھجور کے درخت کے ہیں دیکھتے رہو کہ کب اس میں سے کوئی چیز تم پر گرے اس لئے کہ مومن عالم، روزہ دار، شب بیدار غازی فی سبیل اللہ سے زیادہ اجر و ثواب رکھنے والا ہے۔ جب عالم مرجاتا ہے تو عالم اسلام میں ایک خلاء پیدا ہوجاتا ہے یعنی وہ نقصان قیامت تک پُر نہیں ہوتا۔

صحابۂ کرام کا تابعین سے روایتِ حدیث ثابت ہے یا نہیں

بعض حضرات نے روایت صحابہ عن التابعین کا بالکل انکار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر اس قسم کی روایت ملے تو وہ اسرائیلیات میں سے ہوگی اور وہ موقوفات ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ان شرائط کی احادیث کو حافظ عراقی نے تلاش کیا تو ان کا ایک مجموعہ ملا جس کی تعداد بیس۲۰ تک پہنچتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض صحابۂ کبار نے اپنے غلاموں سے علم حاصل کیا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے جن میں سے حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر حضرت اسامہ بن زید۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ حضرت کعب بن عجرہ۔ حضرت براء بن عازب وغیرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ناہیک نامی ایک شخص تھے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت ہر نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھاتی تھی۔ حضرت سالم مولی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو میں شوریٰ کے لئے جماعت نہ بناتا۔ اس وجہ سے کہ وہ اپنی رائے صائب فرمایا کرتے تھے۔

مسلمان ہونے والے بعض یہود سے بھی صحابۂ کرامؓ نے علم حاصل کیا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو پہلے یہودی تھے) انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کا بہت بڑا حصہ حاصل کیا ان سے روایت کرنے والے صحابہ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت عبداللہ بن مغفل۔ حضرت انس۔ عبداللہ بن حنظلہ اور حضرت قیس وغیرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان ہی کے بارے میں آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ (الرعد-۴۳)

کہہ اللہ کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ اور جس کو خبر ہے کتاب کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ دین کے علم کو ابوالدرداء۔ ابن مسعود اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم کے پاس تلاش کرو۔ اسی طرح حضرت کعب الحبر سے بھی بہت سے اونچے درجہ کے صحابہ نے علم حاصل کیا ہے۔

صحابۂ کرام کے جب حق بات سامنے آجاتی تھی تو فوراً اعتراف کرلیا کرتے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کا مہر چالیس اوقیہ سے زیادہ نہ بڑھایا جائے۔ اگرچہ ذی عصبہ کی بیٹی کا ہو۔ اگر کسی نے اس سے زیادہ بڑھایا تو اس زیادہ حصہ کو بیت المال میں داخل کردوں گا پس عورتوں کی صف میں سے ایک چپٹی ناک والی عورت اٹھیں اور کہا کہ ایسا نہیں ہے۔ فرمایا کیوں نہیں ہے؟ کہنے لگیں کہ اس وجہ سے کہ اللہ جل شانہ' کا ارشاد ہے۔

وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ (النساء۔۲۰)	اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھر نہ لو اس میں سے کچھ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت نے ٹھیک بات کہی اور مرد نے غلطی کی۔

ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے کچھ دریافت کیا تو اس کو جو جواب دیا اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ مسئلہ تو اس طرح ہے آپ نے فرمایا تم نے صحیح کہا۔ میں نے غلطی کی۔

وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۝ (یوسف۔۷۶)	اور ہر خبر والے سے اوپر ہے ایک خبردار۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھی سے پوچھا کیا تم مؤمن ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا تم جنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں میں سے ہو؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ اگر میرے گناہوں کے معافی کی خبر مجھے معلوم ہوجائے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ میں جنتی ہوں۔ لوگ ہنس پڑے۔ تعجب ہے کہ مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جنتی کا نہیں؟ وہ آدمی کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر جنہوں نے ہمیں عالم کے پھسل جانے (لغزش) سے ڈرایا اور یہ آپ کا پھسلنا نہیں (تو اور کیا) ہے؟ اللہ پر، فرشتوں پر، تمام کتابوں پر، تمام رسولوں پر اور جنت اور جہنم اور دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھیں لیکن ہمارے بہت سے گناہ ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اللہ جل شانہٗ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی معافی ہوگئی تو پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ میں جنت والوں میں سے ہوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھائی تم نے سچ کہا۔

علم دین سیکھنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ادب سکھایا اور صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے باہر نکلے تو ایک اعرابی نے سوال کرنا شروع کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وقت فتویٰ (پوچھنے) کا نہیں ہے۔ لیکن وہ اپنی بات کو بار بار دہراتا رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہوا تو اس کو ہاتھ سے تنبیہ کی (ہلکے سے ادب سکھانے کی خاطر)۔ اسی طرح اونٹنی والے کا قصہ ہے۔ وہ اونٹنی کو ہنکا رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہوجاؤ۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو بدنہ ہے (یعنی بچہ ہے) آپ نے دوبارہ سہ بارہ کہا کہ اس پر سوار ہوجاؤ۔ نہیں مانا تو فرمایا کہ تیرا بھلا ہو اس پر سوار ہوجا۔ اس سے استدلال کیا گیا کہ جب سائل اعتراض کے طور پر سوال کو دہرائے تو استاد کے لئے جائز ہے کہ زبانی طور پر شاگرد کو تنبیہ کردیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی نہ شریک کیا ہو تو جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ زنا کرے؟ اگرچہ چوری کرے؟ فرمایا کہ ہاں۔ پھر عرض کیا۔ اگرچہ وہ شراب پیئے؟ فرمایا ہاں۔ اگرچہ ابو درداء کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگرچہ چوتھی مرتبہ دہرانے پر ہلکی سی مار مارے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہماری ہر بات پر ہمارا مواخذہ ہوگا جو ہمارے نامۂ اعمال میں لکھا ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شانے پر کئی مرتبہ مارا۔ پھر فرمایا اے معاذ! تیری ماں تم پر روئے کیا لوگوں کو اوندھے منہ جہنم میں ناک کے بل پکڑ کر ڈالا نہیں جائے گا۔ صرف زبان کی کہی ہوئی باتوں کی وجہ سے لہٰذا طالب علم کو اس تادیب پر صبر کرنا چاہیئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو (مثلاً حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ) اور غلام کے پیر میں بیڑی ڈال دیتے تھے اور قرآن حکیم کی تعلیم دیتے تھے اور احادیث کی بھی۔

حضرات صحابہ مناظرہ بھی کرتے تھے

عالم (استاذ) کے سامنے اس کا شاگرد اگر مناظرہ یا موافقت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کے باوجود یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے اُستاد کے سامنے خاص ادب کی رعایت رکھی جائے۔

طالب علمی کے آداب منصوص اور قرنِ اوّل سے مروج

طالب علم مسواک کو لازم پکڑیں۔ یہ خصلت اول اور مستحب ہے علماء کی مجلس جب تک میسر ہو غنیمت جانیں۔ اکیلے اور خلوت میں نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہیں۔ حکماء کے خطبے اور طالب علموں کے آپس کے مذاکرے اور مخالفین کے مباحثے میں طالب علم کی شرکت وقت کی مناسبت اور مصلحت کے تقاضے کے تحت اپنے اعمال کی نگرانی میں کرنی چاہیئے اور اپنے آپ کو مزین اور صاف ستھرا رکھے اور مسواک کو لازم پکڑیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے پاس آتے ہیں اور مسواک نہیں کرتے۔ اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ان پر مسواک فرض کر دیتا۔ جیسا کہ نماز ان پر فرض ہے۔

② دوسرا ادب طالب کے لئے ناخن کا کاٹنا ہے۔ ایک شخص نے آسمان کی خبریں پوچھیں مگر ناخن بڑھے ہوئے تھے آپ نے التفات نہیں فرمایا۔

③ تیسرا ادب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے گرد ہوتے ہو لیکن صاف ستھرے نہیں رہتے اور نہ اپنے ناخن کاٹتے ہو اور نہ مونچھیں تراشتے ہو اور انگلیوں کے پوروں کو صاف نہیں رکھتے اس لئے حضرت جبرئیل آنے میں دیر کرتے ہیں۔

④ چوتھا ادب طالب علم کے لئے غسل ہے۔ جب بھی اپنے بدن میں پسینہ یا کچھ بدبو محسوس کریں غسل کر لیں۔ ایک شخص جمعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کاش تم اس دن کے لئے پاک و صاف ہو کر آتے۔

⑤ پانچواں ادب یہ ہے کہ داڑھی کو لمبا کرو اور مونچھوں کو چھوٹا کرو۔

⑥ چھٹا ادب یہ ہے کہ اپنے بالوں کو کنگھا وغیرہ سے آراستہ رکھو۔ سکون اور سلیقہ سے رکھو۔

⑦ ساتواں ادب یہ ہے کہ بالوں کو کنگھا کرنے اور تیل لگانے سے غافل نہ رہے۔

⑧ آٹھواں ادب یہ ہے کہ کپڑوں کو دھونا اور کثافت کو دور کرنا ہے

⑨ نواں ادب یہ ہے کہ خوشبو استعمال کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رات کے آخری حصہ میں خوشبو استعمال فرماتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ دسواں ادب یہ ہے کہ بدبو دار چیز کھانے سے پرہیز کرے۔ جو ساگ (پیاز وغیرہ) کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔

⑪ گیارہواں ادب یہ ہے کہ جب مرغن گوشت وغیرہ کھائے تو ہاتھوں کو خوب دھو ڈالے تاکہ ساتھیوں کو تکلیف نہ ہو۔

⑫ بارہواں ادب یہ ہے کہ عالم یا ساتھیوں کے سامنے ڈکار نہ لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روکنے کا حکم فرمایا۔

⑬ تیرہواں ادب یہ ہے کہ ایسا کپڑا نہ پہنے جو کہ جائز نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسم کا کپڑا کفار کا کپڑا ہے۔

⑭ چودھواں ادب یہ ہے کہ سفید کپڑا پہنے کہ اہلِ علم دین کے لئے مستحب ہے۔ اسی میں مُردوں کو دفن کرو یہ بہت پاکیزہ ہے۔

⑮ پندرہواں ادب یہ ہے کہ پگڑی باندھے کہ وہ اہل علم کی زینت ہے مروی ہے کہ پگڑی باندھا کرو محبت زیادہ ہوگی۔

⑯ سولہواں ادب یہ ہے کہ اپنی صحت اور تندرستی کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ علم کے حصول میں مدد ملے۔ قوت فہم اور قوت حفظ حاصل ہو۔ سانس اور بدن کی کمزوری کو دفع کر سکے گا۔ فصد لینے (یعنی خون نکالنے) سے اور دوا پینے سے اور گھاس پر اور جاری پانی کے کنارے بیٹھنے سے نظر کو قوت ملے گی۔

ان سب آداب کے ساتھ بدن کو مہذب بنائے اور ان چیزوں سے پرہیز رکھے جس سے بدن موٹا ہوتا ہے اور پیٹ بھر کر کھانے سے بھی اپنے کو روکے تاکہ اسباق نہ چھوٹ جائیں۔ یہ آداب شہد سے زیادہ شیریں اور پیاس کی حالت میں میٹھے پانی سے بھی زیادہ تسکین بخش ہیں جو کہ مسلمان طالب علم کے لئے طرۂ امتیاز ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مروج ہیں دورِ حاضر ان کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ (بال پریشان، آنکھیں دھنسی ہوئی، عینک لگی ہوئی، چائے کی کثرت، سگریٹ نوشی، جنسیات اور نفسیات کا شکار، دانشور، دانش مندی سے عاری، اساتذہ اور شاگرد میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت، عظمت کا فقدان ہے (از ناقل)

یہ وہ تہذیب ہے جس میں خدا کی قسم کہیں نام کو مہر و وفا ہی نہیں
یہ وہ تعلیم ہے جس میں چین و سکون آج تلک تو ملا ہی نہیں

صحابہؓ کرامؓ فرق مراتب کا پورا لحاظ رکھتے تھے

صحابہؓ کرام اپنے علماء کرام اور اکابرین کا بڑا اکرام و تعظیم فرمایا کرتے تھے۔ جب وہ سواری پر بیٹھنے لگتے تو صحابہ ان کی سواری کو پکڑ کر سہارا دے کر بیٹھنے میں مدد دیتے تھے۔ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر بیٹھنے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری روک کر ان کو بٹھلایا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کا حق نہ پہچانے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے عاقل و بالغ آدمی میرے قریب و نزدیک رہے۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے ساتھ متصل ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چاہیئے کہ اعرابی۔ مہاجرین اور انصار کے پیچھے کھڑے ہوں تاکہ وہ حضرات ان کا اقتداء کریں۔ اس سے مقصود ان کو مجالس کے آداب و عبدیت سکھانا تھا۔ اسی طرح ہجرت اور علم کے اعتبار سے میدان جنگ میں اور دیگر مجالس میں بہادر اور جنگ آزمودہ لوگوں کو مقدم کیا جاتا تھا اور جمعہ کی مجلس میں جو سب سے پہلے آتے تھے اُن کو مقدم رکھا جاتا تھا۔ امام، سردار اور مشورہ دینے والوں کو مقدم کیا جاتا تھا۔ اسی طرح ذکر والوں کے اعتبار سے ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:-

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ — اللہ اونچا کرے ان کو جو ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ لا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط

رکھتے ہیں تم میں اور علم والوں کے بڑے درجے ہیں۔

(المجادلہ - ۱۱)

پس آدمی کا بلند مقام اس کے ایمان کے اعتبار سے ہے سب سے پہلے۔ اس کے بعد اس کے عمل کے اعتبار سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مقدم فرمایا تو لوگوں نے چہ میگوئیاں کیں۔ آپ نے سب کو جمع کیا اور ان سے سورۃ "النصر" کی تفسیر پوچھی کوئی نہ بتا سکا سب خاموش ہو گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کا اعلان ہے۔

صحابۂ کرام طلب علم کے شوق میں سفر اختیار فرمایا کرتے تھے

طلب علم کے لئے سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سفر کیا جس میں ان کا لوہے کا جوتا پھٹ گیا اور عصاء ٹوٹ گیا اتنا لمبا عرصہ گذارا۔ حضرت امام غزالیؒ کا قول ہے کہ صحابۂ کرام کے زمانہ سے لے کر اُن کے زمانہ تک بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے دینی علوم حاصل کرنے کے لئے سفر اختیار نہ کیا ہو۔ قرآن کریم میں ہے:۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (التوبہ - ۱۲۲)

سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کے ایک حصّہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تاکہ خبر پہنچا دیں اپنی قوم کو جب پھر پاویں ان کی طرف شاید وہ بچتے رہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث لینے کے لئے ایک مہینہ کا سفر اختیار کیا۔ حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے متعلق کوئی شخص اگر مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے تو میں اس کی طرف اس کو حاصل کرنے کے لئے سفر کروں۔ اس عنوان کے تحت علماء کی مستقل تصانیف موجود ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اپنے میراث میں کوئی مال نہیں چھوڑتے حضور علیہ السلام کی میراث علم دین سیکھنا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بازار والوں سے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو۔ لوگ دوڑتے ہوئے بھاگ کر گئے تو وہاں کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا تھا۔ لوٹ آئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے پوچھا تم نے وہاں کیا دیکھا۔ عرض کیا ہم نے کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے اور کچھ کو قرآن پڑھتے اور کچھ لوگوں کو حلال و حرام کے مسائل کا مذاکرہ کرتے ہوئے دیکھا اور بس آپ نے فرمایا تمہارا ناس ہو یہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ عراق میں کچھ لوگ علم دین کا مذاکرہ اور مناظرہ کر رہے تھے کسی نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو ان سے کہا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم کر رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وعظ اور قصہ گوئی کی مجلس ہوتی تھی

ایک مرتبہ ایک جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو دیکھا کہ ایک صاحب قصہ کہہ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر وہ قصہ کہنے سے رک گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں شخص نے قصہ گوئی کی۔ صبح کی نماز کے بعد میں اپنی جگہ سورج نکلنے تک بیٹھا رہوں یہ میرے نزدیک چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک بیٹھا رہوں یہ میرے نزدیک چار غلاموں کو آزاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ مروی ہے کہ وعظ (نصیحت کرنا) کہنا جائز نہیں مگر امیر کو یا مامور کو یا تکبر یا تکلف والے کو جب یہ حدیث حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے وعظ کہنا چھوڑ دیا۔ اور آیت

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ط (ابراہیم - ۵) اور یاد دلا ان کو دن اللہ کے۔

کے بارے میں حضرت ابن عربیؒ سے منقول ہے کہ اس قسم کی آیاتِ قرآنی اس وعظ و نصیحت کے بارے میں اصل ہے جو کہ دلوں کو نرم کر دینے والا ہوتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں منقول ہے کہ آخرت کے بارے میں قصے سناتے اور موت کی باتوں سے نصیحت فرماتے اور نفسانی عیوب بیان کر کے اس پر تنبیہ فرماتے اور اعمال کی آفات اور بُرا نتیجہ سناتے اور شیطان کے پروپگنڈے اور اس میں احتیاط کے پہلو کو بیان کرتے اور اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں کے بارے میں اور اس کی شکر گذاری میں بندہ کی کوتاہی کو بیان کرتے۔ اور دنیا کی حقارت کی پہچان اور اس کا بدل جاننا اور اس کا بالکل عارضی ہونا اور آخرت کی عظمت اور اس کی ہولناکی کو بیان کرتے رہنا یہ سب شرعاً محمود اور بہتر ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کے متعلق کلام فرمایا جو اختلافی باتوں میں مشغول ہو گئے جس میں سراسر نقصان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے وعظ کہنے سے منع فرما دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبید بن عمیر سے (جو وعظ کہا کرتے تھے) فرمایا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِسْمٰعِيلَ (مریم - ۵۴) اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کر۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ (مریم - ۵۶) اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کر۔

یعنی اللہ جل شانہٗ نے عذاب کے واقعات بیان فرما کر ہمیں نصیحت فرمائی لہٰذا تم بھی اس سے نصیحت حاصل کرو اور جس چیز کی اللہ جل شانہٗ نے تعریف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی تم بھی اس کی تعریف کرو۔ صرف اس عالم کو وعظ کہنے کا حق ہے جو احادیث کا حافظ ہو وہ اسناد سلف صالحین کی سیرت سے واقف ہو فقیہ ہو، زاہد ہو۔ عربی اور لغت کا علم رکھتا ہو اور اللہ کا خوف ہو۔ مال و دولت کا حریص نہ ہو۔

تنبیہ: ایک مرتبہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر وعظ کہنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت فرمادی۔

ایک اہم بات: حضرت اُمیہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ کی والدہ محترمہ کو دیکھا کہ وہ عورتوں میں وعظ فرما رہی ہیں حضرت حسن بصریؒ کی والدہ نے بڑے درجہ کے صحابہ کا زمانہ پایا تھا۔ حضرت اسود بن سویع مسجد کے آخری حصہ میں وعظ کہتے تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے علوم طبیہ، حکمیہ جو مختلف غذاؤں، ادویات اور مرضوں سے متعلق تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم طب علم حدیث سے زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ علم فقہ میں فرائض کا اسی طرح علم طب میں کحالہ کا مقام ہے۔ علم کحالہ جیسا کہ حضور علیہ السلام کے ارشادات میں موجود ہے وہ علم ہے جس سے انسانی جسموں کی صحت معلوم کی جاتی ہے۔ اس کی غرض و غایت اور فائدہ بیان سے پوشیدہ نہیں۔ اس پر تصانیف بکثرت ہیں۔

حافظ ذہبی کی کتاب "طب نبوی" تین فنون پر مرتب کی گئی ہے (۱) قواعد و قانون طب (۲) دوسرا ادویہ و اغذیہ (۳) تیسرا مریضوں کا علاج و تشخیص وغیرہ۔ ابن طرخان کی کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے جس میں علم طب کے چالیس احادیث پر اس کی بنیاد رکھی ہے۔ (اس میں جھاڑ پھونک کا بھی ذکر ہے) قابلِ ذکر ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک بھی کی اور علاج معالجہ دوا دارو اور سنگی بھی لگوائی حالانکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی ذات گرامی میں خدا کا توکل پیوست و محکم تھا۔ توکل کا حکم ہم جیسوں کے لئے صراحت کے ساتھ صحیح نکلا اور معلوم ہوا کہ علاج کرنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور طبی اصول کے مطابق علاج کرنا مریض کی دلجوئی ہے۔ شارع علیہ السلام کی طرف سے اجازت ہونا ہی ڈاکٹری کے بارے میں کافی ہے چہ جائیکہ آپ کی طرف سے اس کی صراحت بالتواتر بھی منقول ہے۔ حکماء اور اطباء اُمت نے اس فن میں بڑی ریسرچ اور تحقیقات کی ہے۔ مثلاً استسقاء کی بیماری میں اُونٹ کا دُودھ اور پیشاب کا پینا اس مرض کا انتہائی علاج بتایا ہے۔ اور جڑی بوٹیوں سے بھی تحقیقی علاج حاذق ثابت ہوا۔ اور احادیث اس کے بارے میں موجود ہیں حلال جانور کا پیشاب وغیرہ (ضرورت کے وقت) اضطراری اور علاج کے لئے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے (جب کہ اور کوئی دوا کارگر نہ ہو)۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مرض استسقاء کی شکایت کی تو آپ نے اس کی طرف ایک مٹھی مٹی میں اپنا لعاب دھن ڈالا اور پھیج دیا جب انہوں نے اس کو استعمال کیا تو تندرست ہو گئے۔

کوڑھ اور بخار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوڑھ والے کی طرف (ہمیشہ) مت دیکھو (اس میں بڑا فائدہ ہے) کہ انسانی طبیعت میں نقل اتارنے کی صفت رکھی گئی ہے اس وجہ سے خطرہ یہ ہے کہ جب آدمی اس کوڑھی کی طرف ہمیشہ دیکھتا رہے گا تو طبیعت میں نقل کا مادہ ہونے کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ اس کو بھی وہی بیماری لگ جائے۔ لوگوں میں یہ بات مجرب ہے کہ جماع کرنے والا بار بار کسی چیز کی طرف دیکھے تو اس کی طرف دیکھنے کی صفت اس کی اولاد میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو چیزوں کے درمیان جمع نہیں کیا (یعنی کھانے میں)۔ مچھلی اور دُودھ کو۔ دُودھ اور کھٹی چیز کو۔ دو گرم غذاؤں کو۔ دو ٹھنڈی غذاؤں کو۔ دو قبض کرنے والی چیزوں کو۔ ایک قابض

محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک مسہل کو اور دو مسہل والی غذاؤں کو بھی نہیں کھاتے تھے۔ دو بھاری ہضم کی چیزیں۔ اور بھنی ہوئی اور پکی ہوئی چیز کو نہیں ملایا خشک گوشت کا ٹکڑا تر کھجور سے نہیں ملایا۔ بدبودار کھانا نہیں کھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دودھ کو پانی میں ملا کر پیتے تھے اور کھجور کا بھگویا ہوا پانی قوتِ ہضم کے لئے نوش فرماتے اور انتہائی ٹھنڈک میں آپ شہد کو ٹھنڈے پانی میں ملا کر نوش فرماتے تھے۔ دیہات کے لوگ اپنے معمولی چٹکلے اور تجربات سے علاج معالجہ میں کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ اس قسم کے اطباء عرب میں بہت تھے جیسے حارث بن کلاہ وغیرہ ہیں۔ طب شرعی بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس میں وحی کی بات نہیں اس مسئلہ میں عقیدہ صحیح رکھنا یہی سب سے سلامتی والا راستہ ہے۔ اس بحث کو مصنف ایک لطیفہ بیان کر کے ختم کرتے ہیں۔ ایک نصرانی طبیب نے حضرت علی بن حسین سے کہا کہ تمہاری کتاب میں علم طب کی کوئی بات مذکور نہیں ہے۔ حالانکہ علم دو قسم پر ہے ایک علم الابدان۔ دوسرا علم الادیان۔ آپ نے فرمایا اللہ جل شانہٗ نے نصف آیت میں ساری طب کو بیان فرما دیا ہے یعنی

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (الاعراف۔۳۱) کھاؤ پیو اور اسراف سے بچو۔

اس نے کہا پھر تو تمہاری کتاب نے جالینوس کے لئے بھی کوئی شعبہ طب کا نہیں چھوڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تمام اصول کو جامع ہے۔ کوئی بھرا ہوا برتن پیٹ سے زیادہ برا نہیں ہے جب کوئی شخص اس کو بھرنا ضروری سمجھے تو ایک تہائی کھانے کے لئے۔ ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی ہوا کے لئے۔ اگر اس اصول پر عمل کر لیا جائے تو تمام میڈیکل اسٹور بند ہو جائیں یہ حکمت کی باتیں ہیں۔

حافظ ابن القیم نے فرمایا غذا کے تین مراتب ہیں اول درجہ حاجت کا ہے۔ دوسرا مرتبہ کفایت کا ہے۔ تیسرا مرتبہ فضیلت کا ہے۔ مروی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو (اس کے لئے) ہانڈی آگ پر نہیں چڑھاتے تھے یہاں تک کہ ایک طرف کا فیصلہ ہو جاتا یا تندرست ہو جاتا یا پھر فوت ہو جاتا (یعنی فاقہ بہترین علاج تھا۔ ناقل)۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو امت سابقہ کے قصّے سنایا کرتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کے بارے میں صحابہ سے گفتگو فرماتے کہ صبح ہو جاتی۔ صرف بڑی نماز کے لئے کھڑے ہوتے (فرض نماز) اور یہ اللہ جل شانہٗ کے ارشاد کے تعمیل میں فرماتے:۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ط (ابراہیم۔ ۵)	اور یاد کرو دن اللہ کے۔
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ (النساء۔ ۲۶)	اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے بیان کردے اور چلاوے تم کو اگلوں کی راہ۔

مفہوم یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کو اِن واقعات سے نصیحت فرمائیں جو کہ پہلی امتوں میں گذر چکا ہے اور اللہ چاہتے ہیں کہ تمہیں اُن تمام مصلحت کی باتوں سے واقفیت اور پہچان حاصل کروائیں جو تم سے پوشیدہ ہیں۔ ان کو بیان فرما کر تم کو اچھے اعمال کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہیں اس راستہ کی طرف رہبری فرماتے ہیں جن پر پہلے زمانہ کے اچھے لوگ اس پر چلا کرتے تھے تاکہ تم بھی اپنے صحیح راستہ پر چل سکو۔ علم تاریخ پہلی اُمتوں کے ان احوال کے متعلق بحث کرتا ہے جو گذر چکی (نمونہ قائم کر گئی) اور ان خاندانوں کا تذکرہ کرتا ہے جو کہ فنا ہو گئے اور ان کے نام اور اشخاص و آداب و القاب کو بھی بیان کرتا ہے اور ان کی کنیت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسب اور ان کے تمام رسومات اور واقعات اور ان کے علمی بضاعت اور اس کے آثار مختلف گروہ کے کردار اور اس کے نتائج اور ان کے اتار چڑھاؤ عروج و زوال کو بیان کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے کہ امت کے عقلاء اور خاندان والے اس کے حصول میں مسابقت کرتے ہیں اور بادشاہ لوگ فخر کرتے ہیں اور روسا بھی۔ یہاں تک کہ بازاری لوگ اور غافل لوگ بھی اس کی معرفت سے بلندی حاصل کرتے ہیں اور بڑے بڑے سفر اختیار کرتے ہیں (ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن کریم کی مجسم تفسیر ہی تو ہیں) قرآن ان واقعات کو بیان کرتا ہے جو کہ پہلے انبیاء اور امتوں کے درمیان گذر چکے ہیں۔ اور ہمارے لئے ان کی مدت زمانہ اور مواطنت اور ان کے مقامات کے نام بتائے۔ جیسا کہ قوم سبا اور احقاف حجر۔ مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ۔ مدین۔ مصر اور ان سے ہماری رہبری فرمائی تاکہ ہم اُن کے زمانہ کے اطوار اور ادوار کا تعاقب کریں اور ان کی تبدیلیوں کے وجوہات اور تروتازگی اور آبادی اور ہلاکت پر غور کر کے عبرت حاصل کریں۔ حقائق کو دیکھیں (ظنی باتوں اور قیاس آرائی سے بچیں) اور بدگمانی سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کے عجائب اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں کے کرشمے پر مطلع ہوں۔ مثلاً وہ بلند پہاڑ جن میں وہ پناہ لیتے تھے ان کو تراشتے تھے۔ وہ وسیع ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا اور سمندر جن سے موتی اور جواہرات نکالتے اور ان میں سفر کرتے۔ اور مزین باغات جو پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے تھے اللہ جل شانہٗ نے ہمیں اس قرآن میں کنواں۔ غار۔ کھائیاں۔ پہاڑ۔ شاہی محلات۔ بستی اور دیہات اور شہر اور بروج و قلعہ۔ مکانات۔ عبادت خانے۔ بالاخانے۔ ستون۔ محراب۔ مسجدیں۔ مجالس۔ عدالتیں۔ وادی۔ چٹان۔ کرسیاں۔ تکیئے اور گدے پس اللہ کا فرمان ہے:۔

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ	کیا پھرے نہیں ملک میں
فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ	جو دیکھیں آخر کیسا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا۔ (الروم۔۹)

ان سے اگلوں کا؟ ان سے زیادہ تھے زور میں اور زمین اٹھائی اور بسائی ان کے بسانے سے زیادہ۔

حضرات انصار کا مغرب اور عشاء کے درمیان تیراندازی سیکھنا

انصار صحابہ فرماتے تھے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھ کر جب باہر آتے تو آپس میں تیراندازی کیا کرتے تھے اور ہم اپنے تیر کے نشانہ کو اور نشان کو دیکھ لیا کرتے تھے۔

حضرت معاویہؓ نے کتب تاریخ امت سابقہ کے قصے سننے کے لئے وقت متعین کیا ہوا تھا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے بعد قصہ سنانے والوں کے پاس بیٹھ جاتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد خواص کے لئے وقت فارغ کرتے اور خواص الخواص کو بھی اجازت دیتے۔ اس کے بعد وزراء کورات کے شروع میں احکامات صادر فرماتے۔ اسی طرح ایک تہائی رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا جس میں عرب اور اس زمانہ کے عجم کے بادشاہوں کا اور رعایا کے ساتھ ان کے سیاسی حالات اور پھر تمام امت کے فرمانرواؤں کا ذکر اور ان کے جنگ وجدال کا جائزہ لیا جاتا اور تبصرہ ہوتا تھا۔ اسی طرح سابقہ اُمت کے حالات بھی اُن کے سامنے آتے تھے۔ پھر اس کے بعد تشریف لے جاتے اور ایک تہائی رات آرام فرماتے پھر اُٹھ کر بیٹھ جاتے۔ اس وقت آپ کے سامنے رجسٹر۔ دفتر۔ کاپیاں اور کاغذات پیش کئے جاتے جس میں بادشاہوں کی سیرت اور ان کے حالات اور ان کی جنگی مہارت اور ہوشیاری کے مضامین ہوتے تھے پھر اس کے بعد ان کے غلام ترتیب وار پڑھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مراسلہ) سناتے اور اس کی حفاظت اور قرارت ان ہی کے سپرد ہوتی تھی۔ پس ہر رات میں آپ کے کان میں حالات۔ سیرت۔ آثار اور کئی نوع کی سیاسی باتیں آتی تھیں اس کے بعد آپ نکلتے اور صبح کی نماز پڑھاتے تھے۔

صحابۂ کرام بڑی ذمہ دارانہ طرز پر علم حاصل کرتے تھے خواہ استاد عمر میں چھوٹا ہو یا مشرک ہی کیوں نہ ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین کا علم مومن کے لئے بمنزلہ گمشدہ چیز کے ہے جہاں بھی مل جائے اسے حاصل کر لیتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم دین مومن کی گمشدہ دولت ہے پس اس کو حاصل کر لو اگرچہ وہ مشرک کے پاس مل جائے جیسے صحابہ نے جنگ بدر کے قیدیوں سے علم کتابت سیکھی حالانکہ وہ کافر تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا حق بات جو بھی لے کر آئے قبول کرو اگرچہ وہ کافر ہو یا فاجر ہو۔ حق بات میں ایک نور ہوتا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے۔

حضرت علیؓ علم دین سیکھنے کے لئے شوق دلاتے نہایت ہی فصاحت و بلاغت کے انداز میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبات میں ہے ہر انسان کی قدر و شرافت اس کے احسان کے مقدار کے برابر ہے۔ لہٰذا علمی باتیں کرو تاکہ تمہاری قدر و قیمت ظاہر ہو۔ آدمی کی شرافت اس کی زبان یا انگلی کے نیچے پوشیدہ ہوتی ہے۔ دل حکمتوں کی کان ہے اور زبان اس کی ترجمان ہے۔ جاہل لوگ اہل علم کے دشمن ہیں لہٰذا علم و ادب کے طالب بنو۔

حضرات متقدمین میں بعض نے علم دین کے فضائل میں مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے (۱) ابن ابی خیثمہ (۲) یوسف بن یعقوب القاضی (۳) ابن ابی عاصم (۴) اسحاق بن راہویہ (۵) ابوبکر احمد بن علی المروزی (۶) ابوالعباس احمد بن علی المرہبی (۷) آدم ابن ابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایاس (۸) حافظ ابونعیم (۹) ابوعبداللہ محمد بن ابی الصدق العدوی (۱۰) حافظ ابن عبدالبر (۱۱) الشمس محمد بن عبدالرحمٰن الاصابی الحسنی الیمنی ہیں۔ ان کے علاوہ متاخرین میں بھی بہت ہیں جن میں عارف البکری مشہور ہیں۔

علم دین سیکھنے والے صحابۂ کرامؓ میں کیا ترتیب تھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طالب علم بہت کثرت سے جمع ہو جاتے تھے کہ راستہ تنگ ہو جاتا تھا۔ آپ ان کی استعداد اور مطالبات کے لحاظ سے اُن کو مقدم اور درجہ بندی فرماتے تھے۔ اس کے بعد درجۂ اولیٰ قرآن پاک کے طالب علموں کو بلاتے جب وہ فارغ ہو جاتے تو تفسیر والوں کو بلواتے یہ درجہ ثانیہ تھا۔ جب ان سے فارغ ہوتے تو حلال وحرام اور علم فقہ سیکھنے والوں کو بلاتے ان کو درجہ ثلاثہ میں رکھتے۔ پھر جب ان سے فارغ ہوتے تو علم فرائض (میراث) سیکھنے والوں کو بلاتے اور ان کو درجہ رابعہ میں رکھتے۔ پھر جب ان سے بھی فارغ ہو جاتے تو عربی اور شعر اور غریب کلام سیکھنے والوں کو بلاتے (ان کو درجہ خامس میں رکھتے)۔

صحابۂ کرامؓ کا تفریحی شغل

صحابۂ کرام خرافات بکنے والے نہیں تھے نہ بناوٹ (افسانہ) والے اور نہ سست اور غافل تھے۔ بس تفنن طبع کے لئے کچھ اشعار پڑھ لیا کرتے تھے اور زمانۂ جاہلیت کی باتیں یاد کر لیا کرتے تھے۔ جب دینی امر سامنے آجاتا تو اتنے فکر مند ہو جاتے کہ ان کی آنکھوں کی پتلی گھومنے لگتی گویا مجنون یا دیوانہ ہیں۔ اس سے کوئی شخص بھی سلامت نہیں اور کوئی شخص اپنے ذہن کو علم کی باتوں کے سمجھنے پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ جب حق کام میں بہت ہی منہمک ہوتے تو قدرے مباح کھیل میں مشغول ہو جاتے تاکہ حق کے کام میں نشاط پیدا ہو جائے۔ حضرت ابودرداء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ جب حق کا کام کرتے کرتے اُکتاہٹ پیدا ہوتی تو تھوڑا سا مباح کھیل یا شعر و شاعری میں مشغول ہو جاتے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھیوں سے فرماتے کہ ہمیں دل لگی کی طرف مائل کرو۔ یعنی عربوں کی باتیں اور ان کے قصّے بیان کرتے اور فرماتے لاؤ کچھ شعر پڑھیں کیونکہ نفس بھی اُکتا جاتا ہے جیسا کہ بدن اُکتا جاتا ہے۔

حدیث خرافہ۔ سنی سنائی۔ مضحکہ خیز باتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اپنی عورتوں کو ایک قصہ سنایا قبیلہ عذرہ کا ایک آدمی خرافہ تھا جس کو زمانۂ جاہلیت میں جنّوں نے قید کر لیا تھا۔ ایک مدت دراز کے بعد جب اس کو رہا کیا تو وہ ان کے عجائبات بیان کیا کرتا تھا اس لئے لوگ اس کو حدیث خرافہ کہتے تھے۔ اس میں عجیب باتیں سنائی جاتی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ جیسے موسم خریف میں پھل پتے جھڑ جاتے ہیں یہ حدیث گویا اس پھل کی طرح ہے جو موسم خریف میں لذت کے لئے توڑا گیا ہو جس سے مزاح اور ہنسی کھیل کیا جائے اور یہ مقولہ ہے کہ مزاح میں فکاہت ہے علامہ زمخشریؒ نے کہا کہ عرب حضرات بیہودہ اور لایعنی باتوں کو خرافیف کہتے ہیں۔

حدیث اُم زرع۔ گیارہ عورتوں کی کہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (زمانۂ جاہلیت میں) گیارہ عورتیں بیٹھی تھیں آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ اپنے خاوندوں کی باتوں میں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں کریں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی عورت

ایک عورت نے کہا کہ میرا خاوند ناکارہ دُبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے (گویا بالکل گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرح ہے جس میں زندگی باقی ہی نہیں اونٹ کا گوشت مرغوب بھی نہیں ہوتا) اور وہ گوشت بھی سخت دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ پہاڑ کا راستہ سہل ہے کہ وہاں اوپر چڑھنا ممکن ہو سکے کہ اُسے اُٹھا کر اتار کر نیچے لایا جا سکے مطلب یہ کہ (وہ خاوند) ایک بیکار ہستی ہے جس سے نہ کسی کو مالی اور نہ جانی نفع کی توقع ہے پھر وہ متکبر اور بدخلق بھی ایسا کہ اس تک رسائی مشکل ہے۔

دوسری عورت

دوسری عورت بولی کہ میں اپنے خاوند کے بارے میں کیا کہوں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اس کے عیوب بیان کرنا شروع کر دوں تو (کبھی) ختم ہونے کو نہ آئے۔ اس لئے کہ اگر کہوں تو اس کے ظاہری اور باطنی عیوب سب ہی کہوں۔

تیسری عورت

تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا بیڈھنگا ہے۔ طویل القامت آدمی ہے اگر میں کسی بات میں بول پڑوں تو فوراً طلاق اور اگر چپ رہوں تو ادھڑ میں لٹکی رہوں (نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن)۔

چوتھی عورت

چوتھی عورت نے کہا کہ میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح معتدل مزاج ہے نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا نہ اس سے کوئی خوف نہ ملال۔

پانچویں عورت

پانچویں عورت بولی کہ میرا خاوند جب گھر میں آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا رہتا ہے اس کی تحقیق نہیں کرتا یعنی اس کی بات میں مدح اور ذم دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل سکتی ہیں۔

چھٹی عورت

چھٹی عورت بولی کہ میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے اور جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے۔ میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا جس سے میری پراگندگی محسوس ہو سکے یعنی اس کے کلام میں بھی تعریف اور مذمت دونوں نکل سکتی ہیں۔

ساتویں عورت

ساتویں عورت کہنے لگی کہ میرا خاوند حق زوجیت سے عاجز نامراد اور اتنا بے وقوف ہے کہ بات بھی نہیں کر سکتا۔ دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں ہوگی وہ سب اس میں موجود ہیں۔ اخلاق ایسا کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔

آٹھویں عورت

آٹھویں عورت نے کہا میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے یعنی وہ نرم مزاج ہے۔ بداخلاق نہیں ہے۔ اس میں لذتِ جسمانی اور روحانی دونوں موجود ہیں۔

نویں عورت

نویں عورت بولی میرا شوہر رفیع الشان، بڑا مہمان نواز، اونچے مکان والا، بڑی ساکھ والا اور دراز قد ہے۔ یعنی اس عورت نے اپنے خاوند کی بڑی تعریف کی کہ وہ مالدار ہے، سخی ہے، اعلیٰ نسب ہے، بہت مہمان نواز ہے اور دراز قد ہونا مردوں میں ممدوح ہوتا ہے اور اس کا گھر مجلس کے بہت قریب یعنی بہت سمجھدار ہے۔ ہر شخص اس سے مشورہ کرنے آتا ہے۔

دسویں عورت

دسویں عورت نے کہا میرا خاوند مالک ہے۔ اس کا حال کیا بیان کروں؟ وہ بہت زیادہ قابلِ تعریف ہے۔ اس کے پاس اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں۔ چراگاہ میں چرنے کم جاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ وہ اونٹ جب باجہ کی آواز سن لیتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت آگیا ہے یعنی اونٹ اگر چراگاہ جاتے ہیں تو ضیافت اور مہمانی کے وقت انتظار کرنا پڑتا ہے گھر پر بندھے رہنے سے فوراً مہمانوں کے لئے ذبح کر دیئے جاتے ہیں اور باجہ سے مراد یہ کہ مہمانوں کا استقبال میرا خاوند باجہ سے کرتا ہے تو اونٹ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کے ذبح کا وقت آگیا۔

گیارھویں عورت

گیارہویں عورت اُم زرع نے کہا کہ میرا خاوند ابوزرع تھا۔ اس کی کیا تعریف کروں زیورات سے میرے کان جھکا دیئے تھے اور کھلا کھلا کر چربی سے میرے بازو پُر کر دیئے۔ مجھے ایسا خوش و خرم رکھتا تھا کہ میں خود پسندی میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی۔ مجھے اس نے ایک ایسے غریب گھرانے میں پایا تھا جو کہ چند بکریوں پر گذارا کر رہا تھا۔ وہاں سے ایسے خوش حال خاندان میں لے آیا جن کے یہاں گھوڑے، اونٹ۔ کھیتی کے بیل اور کسان تھے۔ اور اس کی خوش خلقی اتنی کہ میری کسی بات پر مجھے بُرا نہیں کہتا تھا۔ میں دن چڑھے تک سوتی رہتی تو کوئی جگا نہیں سکتا تھا۔ کھانے پینے میں ایسی وسعت کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی۔ ابوزرعہ کی ماں کی کیا تعریف کروں؟ اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرپور رہتے تھے۔ اس کا مکان نہایت وسیع تھا یعنی بہت مالدار تھی اور مہمانوں کی کثرت رہتی تھی۔ ابوزرعہ کے بیٹے کا کیا کہنا؟ وہ بھی ایسا پتلا دُبلا چھریرے بدن کا اس کی پسلی (پہلو سونے کا حصہ) وغیرہ جیسے سوکھی ہوئی ٹہنی یا سوتی ہوئی تلوار سے باریک۔ بکری کے بچہ کا ایک دست اس کے پیٹ بھرنے کے لئے کافی تھا۔ ابوزرعہ کی بیٹی بھلا اس کی کیا بات کروں؟ ماں کی تابعدار۔ باپ کی فرمانبردار۔ موٹی تازی ایسی کہ سوکن کی جلن تھی۔ ابوزرعہ کی باندی کا بھی کمال کیا بتاؤں ہمارے گھر کی بات کبھی باہر جا کر نہیں کہتی تھی۔ کھانے کی چیز بغیر اجازت خرچ نہیں کرتی تھی۔ گھر میں کوڑا کباڑ نہیں ہونے دیتی تھی۔ مکان کو صاف شفاف رکھتی تھی۔ ہماری یہ حالت تھی کہ لطف سے دن گذر رہے تھے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن صبح کے وقت جب کہ دودھ کے برتن بلوے جا رہے تھے ابوزرعہ گھر سے نکلا راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے جیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے۔ پس وہ عورت اس کو ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق دیدی اور اس سے نکاح کر لیا تاکہ سوکن سے اُسے رنج نہ ہو۔ اس کے بعد میں نے ایک اور آدمی سے نکاح کر لیا جو شہسوار ہے اور سپہ گر ہے اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر چیز میں سے یعنی گائے۔ بکری۔ اونٹ وغیرہ میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا اور کہا کہ اے ام زرعہ خود بھی کھاؤ اور اپنے میکے میں جو چاہو بھیجدو۔ لیکن میں اگر اس کی ساری عطاؤں کو جمع کر دوں تب بھی ابوزرعہ کی چھوٹی سے چھوٹی عطا کے برابر نہ ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا کر مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تمہارے لئے ایسا ہی ہوں، جیسا کہ ابوزرعہ، ام زرعہ کے واسطے۔ علاوہ اس کے میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا۔

حضرت ائمہ کرام نے اس حدیث سے یہ لیا ہے کہ اُمم ماضیہ اور ان کے خاندانوں کی باتیں اور ان سے مثالیں پیش کرنا جائز ہے کہ اس میں عبرت ہے بصیرت ہے۔ طالب کے لئے اور بہت سے فوائد ہیں۔ خاص کر اس حدیث سے واضح ہے کہ اپنی عورتوں کو ترغیب دینا ہے اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری پر اور نگاہوں کو نیچی کرنے پر اور دلوں کو ان کی طرف متوجہ رکھنا ثابت ہوتا ہے۔ کبھی فقہی انداز میں نمکین (چٹ پٹی) باتیں کرنا اور حکایات سنانا نفس کے لئے باعث طمانیت ہے اور دل کی صفائی اور روشنی ہے۔ سطور بالا میں صحابۂ کرام کے قول آپ پڑھ چکے ہیں۔ جب دل کو زبردستی کسی کام میں لگایا جائے یا مسلسل مشغول رکھے تو اندھا بن جاتا ہے یا اُکتا جاتا ہے اس لئے اشعار، اخبار، قصہ، کہانی، حکایات سن سنا کر تھوڑی تفریح بھی حاصل کر لینی چاہیئے لیکن اگر کوئی اس کو اپنا دھندا اور عادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنالے تو یہ مذموم ہے اس حدیث کے اہم فوائد کو اور کثرت استنباط پر علماء نے مستقل تصانیف کی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہنسانے والے مرد (یعنی مسخرے)

حضرت نعیمان بن عمرو بن رفاعہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر و عقبہ وغیرہ معرکوں میں شریک رہ چکے تھے اور کثیر المزاح تھے۔ اور اپنے مزاح سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتے تھے۔ آپ حضرت سویبط رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے تو یہ دونوں ساتھ تھے۔ حضرت سویبط رضی اللہ عنہ توشہ دان اور سامان پر ذمہ دار تھے۔ حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے کھانا کھلاؤ جواب دیا کہ نہیں۔ نعیمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہنسایا کرتے تھے کہا کہ آج میں آپ کو غصہ دلاؤں گا۔ اور لوگوں کے پاس ان کو بیٹھ کے بل کھینچ کر لے آئے اور کہا کہ اے لوگو! مجھ سے یہ عربی غلام خرید لو۔ یہ بڑا بہترین غلام ہے۔ یہ بہت زبان آور ہے شاید کہ یہ کہے کہ میں آزاد ہوں۔ (تم اس کی باتوں میں نہ آنا) اگر اس پر تم نے اس کو چھوڑ دیا تو گویا میرے غلام کو خراب کر دیا لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ہم آپ سے اس کو دس قلائص میں خریدتے ہیں۔ جب (حضرت سویبط رضی اللہ عنہ کو) وہ لوگ باندھنے اور کھینچ کر لے جانے کے لئے آئے تو انہوں نے کہا کہ دور ہٹو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے تم کو خرید لیا ہے۔ حضرت سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ (نعیمان) جھوٹا آدمی ہے میں تو آزاد ہوں لوگوں نے کہا کہ ہاں آپ کے بارے میں انہوں نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ تم ایسا کہو گے۔ لوگوں نے ان کی گردن میں رسی ڈالی اور لے گئے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو کسی نے آپ کو بتایا۔ آپ اپنے ایک ساتھی کو لے کر گئے اور ان لوگوں کو ان کے قلائص یعنی درہم واپس کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کو (آزاد کرا کر) واپس لائے۔ جب وہ لوگ واپس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس واقعہ کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور جو لوگ آپ کے گرد تھے وہ بھی ہنسنے لگے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور مسجد کے صحن میں اپنے اونٹ کو بٹھا دیا۔ بعض صحابہ نے حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم کو اس اونٹ کا گوشت کھانے کی خواہش ہے اگر تم اس کو ذبح کرتے اور ہم لوگ اس کو کھاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قیمت کا تاوان خود برداشت کر لیں گے۔ حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کر دیا۔ اعرابی آیا تو وہاں اس کا اونٹ نہیں تھا۔ اس نے خوب شور مچایا اور کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے اونٹ کا کسی نے کونچہ کاٹ دیا (ذبح کر دیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کس نے ایسا کیا لوگوں نے کہا نعیمان نے ایسا کیا۔ لوگ ان کی تلاش میں نکلے۔ معلوم ہوا کہ وہ ضباعۃ بنت الزبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے گھر میں چھپے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہاں سے نکالا اور ارشاد فرمایا کہ تم کو کس نے اس کام پر ابھارا؟ انہوں نے عرض کیا۔ جس نے آپ کو میری طرف رہبری فرمائی اسی نے مجھے اس کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور تبسم فرما رہے تھے اور اس اعرابی کو اونٹ کی قیمت کا تاوان دیا۔ ایسے بہت سے قصے ان کے بارے میں مشہور ہیں۔

ان ہی کا ایک اور واقعہ ہے۔ حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ آئے تو کوئی چیز خرید کر کے لاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کرتے کہ میں نے آپ کو یہ ہدیہ دیا۔ جب اس کا مالک آکر اس کی قیمت طلب کرتا تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کیا تم نے یہ چیز ہدیہ نہیں کی تھی۔ وہ کہتے کہ اللہ کی قسم اس کی قیمت تو میرے پاس نہیں تھی لیکن میں چاہتا تھا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ اس کو نوش فرمالیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور اس کی قیمت ادا فرما دیتے تھے۔

مخرمہ بن نوفل جن کی عمر ایک سو پندرہ[115] سال کی تھی ضعف پیری ہی میں پیشاب کرنے کے ارادے سے کھڑے ہوئے لوگوں نے شور مچایا۔ المسجد۔ المسجد۔ نعیمان رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے ہٹا دیا اور مسجد کے دوسرے کونے میں بٹھا دیا اور کہا کہ یہاں پیشاب کرو۔ لوگوں نے پھر شور مچایا۔ بوڑھا بولا تمہارا ناس ہو مجھے یہاں کون لے آیا لوگوں نے کہا نعیمان! بوڑھے نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ مجھے ملتا تو میں اس کو اس لاٹھی سے ایسے مارتا کہ بعد میں جو ہوتا سو ہوتا۔ نعیمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو کچھ دن انہوں نے توقف کیا۔ پھر ایک دن دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک کونہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ نعیمان رضی اللہ عنہ نے مخرمہ بوڑھے سے کہا کہ کیا نعیمان کو تلاش کر رہے ہو، بوڑھے نے کہا ہاں نعیمانؓ نے اس بوڑھے کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا کہ لو یہ ہے نعیمان۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدستور اپنی نماز میں مشغول تھے کہ وہ نماز کے وقت کسی طرف بھی التفات نہیں کرتے تھے۔ بوڑھے نے اپنی لاٹھی پکڑی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر دے مارا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ بوڑھے نے امیر المؤمنین کو مار دیا (اور خود اپنے آپ کو بچا کر لے گئے)۔

اسی طرح جب نعیمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے ملے تو (اپنی شخصیت کو چھپاتے ہوئے) ان سے کہا "اے اللہ کے دشمن تم نے کیا انصار کے سردار نعیمان بن عمرو کی ہجو اور برائی کی ہے جاؤ ان سے معذرت کرو" جب نعیمان رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے تو کسی نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نعیمان ہی تو خود تھے جنہوں نے آپ سے یہ بات کہی وہ تعجب میں رہ گئے۔

[illegible] صحابہ کرامؓ کسی سفر میں جا رہے تھے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ منزل کی جہاں پانی موجود تھا۔ حضرت نعیمان رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے اور پانی والوں سے جا کر کہا کہ ایسا ایسا ہونے والا ہے (یعنی پیشین گوئی کی) انہوں نے نعیمان رضی اللہ عنہ کو کچھ دودھ اور کھانا دیدیا انہوں نے اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو فرمایا کہ آج تو نعیمان کی کہانت کا کمایا ہوا کھانا کھایا جا رہا ہے پس آپ نے فوراً اس کھانے کو جو کچھ پیٹ میں چلا گیا تھا نکال دیا اور قے کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہنسانے والیاں مسخری عورتیں

حضرت عمرۃ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ وہ ایک مسخری عورت تھیں مکہ مکرمہ کی رہنے والی تھیں۔ عورتوں کو ہنسایا کرتی تھیں مدینہ میں بھی ان جیسی ایک عورت تھیں۔ ایک مرتبہ مکہ والی مدینہ آئیں تو ان دونوں میں تعارف ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مکہ والی سے پوچھا کیا تم نے ان کو (مدینہ والی کو) پہچانا۔ کہا نہیں۔ لیکن ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم نے تعارف کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جن روحوں کا عالم ارواح (روزِ ازل) میں تعارف ہوا وہ اس دنیا میں بھی ایک دوسرے سے الفت رکھتے ہیں۔

خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ شاعر تھے ایک مرتبہ ظہران میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منزل پہ پہنچ کر پڑاؤ کیا خوات جب اپنے خیمہ سے نکلے تو اچانک دیکھا کہ وہاں پر کچھ عورتیں باتیں کر رہی تھیں۔ ان کو بہت اچھا معلوم ہوا۔ خیمہ میں جا کر کپڑے کا جوڑا پہنا اور آ کر بیٹھ گیا اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے قبہ سے نکلے تو پوچھا اے عبداللہ ان کی طرف ہو کر کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ایک اونٹ سرکش ہو گیا ہے میں اس کے لئے قید اور بیڑی تلاش کر رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے کو تشریف لے گئے اور وہ بھی پیچھے ہو لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قضاء حاجت سے فارغ ہوکر وضو فرمایا تو پھر دریافت فرمایا کہ تمہارے سرکش اونٹ کا کیا ہوا۔ پھر آپ سواری پر روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد جب کبھی کسی منزل پر آپ ملتے تو فرماتے تمہارے سرکش اونٹ کا کیا ہوا۔ ایک روز جب پھر آپ نے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جس دن سے میں مسلمان ہوا ہوں اس دن سے میرا اونٹ سرکش نہیں ہوا ہے۔

المقصد الثانی

یہ باب اس بارے میں ہے کہ کس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ترقی کے تمام راستوں کو محفوظ کرلیا تھا اور ان کے افراد و شخصیت نے بڑے بڑے درجات حاصل کرنے میں متمیز ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر القرون میں مدینہ منورہ کی کیا کیفیت تھی۔ اور صحابہ کرامؓ کے اس مجموعہ نے کس طرح مختلف اعمال وافکار اور صفات سے متصف ہوکر زندگی کے قیمتی لمحات کو مشغول کرلیا تھا جو کہ ہر ملک اور ہر خطہ کے لئے نہایت ضروری ہے اور تھوڑی سی قلیل مدت میں مدینۃ المنورۃ نے تمام عالم کے لئے گویا دار الخلافہ کی حیثیت حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلی تھی اور اس کا معیارِ ترقی بڑے بڑے شہروں تک پہنچ گیا تھا اور دوسرے ممالک سے اس کا اختلاط اور اختلافِ احوال اور اتفاق آمال و مقاصد میں ایسا ضرب المثل بنا ہوا تھا کہ مختلف، قبائل اور مختلف زمانہ میں تاریخی روایات میں ملنا شاذ و نادر ہے اور جس کی تاریخ محفوظ ہے۔

باب

یہ باب اس بارے میں ہے کہ صحابۂ کرام رضؓ احکام میں اہلِ اجتہاد تھے اور استنباطِ احکام میں تمام عالم کے لئے نمونہ تھے اور شرعی خطابات میں بہت بصیرت رکھنے والے تھے اور ہر کلام کے محمل کو بخوبی سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران-۱۵۹) اپنے معاملات میں مشورہ کرلیا کرو۔

میں حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قدر و منزلت کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ وہ حضرات اہلِ اجتہاد تھے اور ان کی ہی رائے قابلِ اتباع ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مشورے لئے اور اللہ جل شانہٗ نے ان کو اس قدر و منزلت کی توفیق عنایت فرمائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے اجتہاد پر راضی رہے اور ان کی تحری پر بھی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں نصوص قرآنیہ کے موافق ہوتے تھے اور یہ کہ ان کا دل اور ان کی خواہش اللہ کی مرضی کے بھی موافق تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے مشورہ کرنے کا حکم نہ دیتے اور یہی

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ (النساء - ۵۹)

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں۔

کی تفسیر ہے۔ اصول فقہ مادۂ اجتہاد ہے۔ حضرات صحابہ اور تابعین ان اصولوں کو طبعی اعتبار سے خوب جانتے تھے جیسا کہ علم نحو کو طبعی طور پر جانتے تھے۔ ان حضرات کی زبان میں قوۃ تھی۔ اذھان مستقیم تھے ان کا فہم اور سمجھ کلام عرب کے ظاہر کو بخوبی ادراک کرتا تھا اور اس کی باریکیاں لوہے کی کیل کی طرح گہری تھیں کیونکہ وہ اس کے اہل تھے کہ ان سے دین کو لیا جائے۔ اس کے بعد پھر زبان میں فساد آ گیا اور سمجھ میں تغیر آ گیا۔ توجہ فرمائیے کہ اجتہاد کا کمال تین چیزوں پر موقوف ہے:۔

① ایک یہ کہ ایسا علمی ذوق اور علمی کیفیت کہ ذہنوں کو مہذب بنا دے عربی اور اصول فقہ اور علوم عقلیہ کی اتنی معلومات ہوں کہ خطاء ذہنی سے محفوظ رہ سکیں۔ صحابۂ کرام اصول فقہ بغیر سیکھے ہی ہم سے زیادہ جانتے تھے۔ ہمارے سیکھنے کا منتہاء یہ ہے کہ اس کے بعض حصہ کو سمجھ لیں اور ذہن اس کا ادراک کر لے۔ پس وہ کبھی صحیح ہو گا کبھی غلطی کرے گا۔

② مجتہد کے لئے دوسری چیز یہ ہے کہ قواعد شرعیہ کا اکثر احاطہ کئے ہوئے ہو تاکہ دلائل شرعیہ کے حق ہونے کو پہچان سکے۔

③ تیسری چیز یہ کہ اس کو ایسی مشق اور تتبع حاصل ہو جس سے شارع علیہ السلام کی مراد کو پہچان سکے کہ کون سا حکم مناسب ہے اور اس کی تصریح بھی کر سکے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ان تینوں چیزوں میں کامل درک حاصل تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی چیز تو ان کو طبعی طور پر معلوم تھی۔ دوسری اور تیسری چیز انہوں نے وحی کے مشاہدہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے حاصل کی تھی ان کے بعد آنے والوں کو اس کی موافقت کیسے حاصل ہو سکتی ہے (اجتہاد میں بھی ان کا کیا مقابلہ؟)۔

احکامات اور استنباط کا علم

احکامات کا علم اور استنباط کا طریق صحابہ کرام اور تابعین میں خاص تھا۔ ان کے سامنے جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو کتاب اللہ اور نبی علیہ السلام کی سنت میں اس کا حکم تلاش کرتے اور اس پر بحث کرتے تھے۔ کوئی کسی کی تقلید نہیں کرتا تھا۔ وہ لوگ اسی سے مسئلہ دریافت کرتے تھے جس سے وہ مسئلہ مروی ہوتا تھا۔ اگر نص صحیح کے خلاف ہوتا تو اس میں وہ مخالفت کرتے تھے۔ بعض رجوع کر لیتے اور بعض تاویل کرتے یا اس مسئلہ کا معارضہ کرتے تھے۔ بعد کے آنے والے مجتہدین نے فرمایا کہ علماء کرام کی اقتداء کی جائے کیونکہ وہ حضرات حضور علیہ السلام کے لائے ہوئے علوم کے وارث بنے ہیں۔ صحابہ کرامؓ چونکہ بھرپور طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضِ صحبت سے مستفید تھے اس وجہ سے بعد کے آنے والوں میں اس درجہ کو کون پہنچ سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ حضرت حسن بصریؒ جیسے حضرات کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن حضرات صحابہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا ہو حضرت بصریؒ نے اجتہاد سے کام نہ لیا ہو بعد میں انہوں نے غور کیا ہو اور دلیل میں وسعتِ نظر سے کام لیا ہو بس حضرت بصریؒ کے اجتہاد سے ان کا اجتہاد موافق ہو گیا ہو اس معنیٰ میں کہ سب حضرات احکام کو اللہ کے لئے صادر کرتے ہیں اس سے اخلاص میں برابر ہیں۔

ابن حجرؒ نے فرمایا کہ یہ بات معلوم نہیں ہو سکی کہ کسی بھی مسائل میں کسی صحابی نے دوسرے شخص کی تقلید کی ہو۔ لیکن بعض علماء کا رجحان اس طرف ہے کہ بعض ان میں مقلد تھے اور بعض مجتہد تھے اور یہ بھی ہے کہ کوئی روایت ایسی نہیں جو کہ دوسری روایت سے متناقض ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف نے صحابی کے بارے میں کہ ان کی وہ روایت جس میں رائے کا امکان ہو کیا وہ سنت سے ملحق ہوگی یا نہیں؟ ان میں ایک قول یہ ہے کہ یہ خاص ہے حضرات شیخین کے قول سے اور مناسب نہیں کہ نزاع ان صحابہ کے بارے میں ہو جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں عمریں فنا کر دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنا اخلاق بنایا جیسا کہ حضرات خلفاء راشدین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور حضرات عبادلہ۔ حضرت انس اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور جوان کے طبقہ کے آدمی تھے۔

صحابۂ کرامؓ فتویٰ دینے میں بہت تحری اور غور و فکر کرتے اور ایک دوسرے کی کاوش کی قدر کرتے اور مسئلہ پیش آنے سے قبل اس کے متعلق بات کرنے سے گریز کرتے اور ناپسند کرتے تھے

صحابۂ کرامؓ کی یہ غایت احتیاط تھی کہ فتویٰ دینے میں بہت تحری اور غور و فکر کرتے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ ان کی بجائے کوئی دوسرا قابل آدمی کافی ہو جائے اور کسی مسئلہ کے پیش آنے سے پہلے اس کے پوچھے جانے اور جواب دینے کو ناپسند کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حرج میں ڈالے اور نقصان میں ڈالے ہر اس مسلمان کو جو ایسی چیز کے پوچھنے کے درپے ہو جو واقع نہ ہوئی ہو۔ کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے اس کا فیصلہ ہوا کرتا ہے (یعنی قیاسی اور فرضی مسائل نہ پوچھے جائیں) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے بلا و مصیبت آتی ہے اور وہی اس کو ختم فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا آنے سے پہلے جلدی نہیں کرنی چاہیئے (یعنی ان کے متعلق مسئلہ اُسی وقت پوچھو جب وہ واقع ہو جائیں)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب کوئی فتویٰ پوچھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا تو فرماتے ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے معاملات کی تقلید کی ہے یعنی فتویٰ، قضاء، احکام، ولایت اور سلطنت والوں کا کام ہے غرضکہ صحابۂ کرام احادیث بیان کرنے میں انتہاء سے زیادہ احتیاط سے کام لیتے تھے اور یہی تمنا کرتے تھے کہ کوئی دوسرا اس بھاری ذمہ داری کو اُٹھالے حتیٰ کہ گھوم پھر کر دوبارہ اسی کے پاس یہ ذمہ داری واپس آجاتی تھی۔ کسی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سونے چاندی کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بھائی تم حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھو (پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ بتاتے)۔

صحابۂ کرامؓ کے پاس جب کوئی مسئلہ لے کر آتا تو وہ اپنے سے زیادہ ذکاوت والے عالم کے پاس بھیج دیتے تھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے بڑے عالم کون تھے آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی بڑے عالم نہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم جو زکوٰۃ اور نماز کے درمیان فرق کرے گا میں ضرور اس سے قتال کروں گا باقی سب صحابہ نے مصلحت اور حکمت کو سمجھنے پر موقوف کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بعثت کے دن سے لے کر وفات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ صحابہ کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے اور مشہور تھے ان کے فتوے۔ فیصلے اور واقعات اس پر شاہد ہیں۔ اور آپ ہی مدینۃ العلم کے لقب سے معروف تھے۔ ان کے وسعت علم کی وجہ سے بڑے بڑے دانشوروں اور فلسفیوں کی گردنیں جھک گئیں۔ اُمت کے تمام حکماء نے اعتراف کرلیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بسم اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی "ب" کے متعلق عشاء سے طلوع فجر تک بات کرتے رہے۔ ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے "سلونی" یعنی جو چاہو مجھ سے پوچھو نہیں کہا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم کا دسواں حصہ ملا اور اللہ کی قسم آپ نے باقی دسوں حصوں میں شرکت فرمائی ہے۔ ہم ان کے علم سے جو عمل صادر ہوتا ہے اس کو کسی دوسرے کے برابر نہیں سمجھتے۔ بڑے بڑے صحابہ کا آپ سے فتویٰ کے لئے رجوع کرنا اور مختلف احکامات اور پیچیدہ باتوں میں آپ کے اقوال مشہور ہیں۔ اور لوگوں میں تمام علوم کا طرق اور سلاسل بالآخر آپ تک پہنچتا ہے۔ آپ کو اسلام میں کوئی طریقہ ایسا نہیں ملے گا جس کا منتہا سند آپ کی ذات نہ ہو۔ یہی باب مدینۃ العلم کی تصدیق کرتا ہے۔ جب آپ کے لئے غلافت پیش ہوئی تو علوم کے حقائق کی اشاعت ہوئی اور اسرار و دقائق منکشف ہوئے۔ آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں، کمیل بن زیاد اور حضرت حسن بصریؒ ہیں حضرت حسن بصریؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذکر اور تلقین کا طریقہ حاصل کیا اور اس سے پھر دوسرے تمام طرق متفرع ہوئے یعنی نکلے حتیٰ کہ اسی سے نقشبندیہ بھی ظاہر ہوا۔ کیونکہ ان حضرات سے دو سلسلے چلے ہیں ایک ان میں سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تک ملتا ہے اور دوسرا حضرت علی رضی اللہ عنہ تک ملتا ہے۔ آپ نے اپنی فراست سے تقدیر کے اسرار بھی کھولے لیکن وہی اشاروں کے ساتھ اور وہ اشارے اس کی اصطلاحات بن گئے۔ یہ وہ باب ہے جس سے عارفین کے دل کھل گئے اور ان سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ لیکن آپ نے اپنی اولاد کو ان محفوظ اسرار کو اہلِ انکار سے پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرمائی۔ جب کمیل بن زیاد نے حقیقت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا فجر ہوگئی اب چراغ بجھا دو یعنی اس کی حقیقت کھل گئی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم تصوف کی ابتداء اور وضع کرنے والے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں۔ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ آپ کو علم لدنی حاصل تھا اور آپ کی ولایت کی حقیقت معرفت الٰہیہ کی جہت و نسبت سے کی جاتی ہے۔ آپ تمام محمدیین کے امام الاولیاء تھے اور ان کے اصل تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انتساب کا منشاء ہیں اور ولایت احمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر ہیں۔ آپ اس دنیا کے سب سے بڑے عارف تھے جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول کے ساتھ کیا تھا:۔

انا دار الحکمۃ و علی بابہا۔ — میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کے دروازہ ہیں۔

اور یہ علم آپ ہی سے حضرت حسن بصریؒ نے لیا ہے۔ موجودہ طرق صوفیہ کا جہاں تک سلسلہ مرجع ۴۰ تک پہنچتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ زیارت کی ہے اور استفادہ کیا ہے۔ حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ اس علم کو زبانی طور پر شیخ سے لینا کوئی مانع نہیں ہے۔ مرید کے دل میں انوارات کی چمک کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جائے۔ ابن خلدون نے جس نکتہ پر کلام فرمایا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سند خرقہ (یعنی خلافت اور اجازت بیعت وغیرہ کی اصطلاحات ہیں) اس معنیٰ میں وہ بالکل بری ہیں۔ ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہ کے درمیان تخلیہ (یعنی کوئی علیحدہ درجہ حاصل) نہیں ہے۔ نہ لباس میں نہ اور کوئی طریقہ میں اور نہ کسی حال میں۔ بلکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ زہد اور دنیا سے بے رغبتی میں بڑھے ہوئے تھے اور سب سے زیادہ عبادت گذار تھے اور کسی شخص کو دین میں کوئی خصوصی صفت ایسی نہیں جو کہ آپ حضرات پر ترجیح دی جاسکے۔ بلکہ وہ تو تمام صحابہ میں دین کے معاملہ میں اسوہ اور نمونہ تھے۔ زہد اور مجاہدہ میں بھی نمونہ تھے۔ لیکن لوگوں پر یہ مخفی نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن علوم اور جن طرق سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کو چار خصوصیت عطا فرمائی۔ جیسا کہ ہمیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث رہبری کرتی ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ رازدار تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام علوم ان کو سکھائے جو واقع ہونے اور قیامت تک واقع ہوں گے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث :۔

اخذت وعاءین من العلم عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وغیر ذلک	میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن بھرے ہوئے لئے اور اس کے علاوہ بھی۔

میں۔ اصول اور فروع میں تمام فرق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اسی طرح صوفیہ نے باطن میں فرمایا ہے اور رئیس المفسرین حضرت ابن عباس حضرت علی رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔

صحابۂ کرامؓ میں جن کو اسد اللہ کا لقب ملا

وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنگ میں پیش قدمی کرنے اور دشمن کے مقابلہ میں سختی کے اقدام کرنے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کے متعلق فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان کا نام ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے :۔

حمزۃ بن عبد المطلب اسد اللہ و اسد رسولہ۔	حمزۃ بن عبدالمطلبؓ اللہ کے شیر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر ہیں۔

صحابۂ کرامؓ میں جن کو شیخ الاسلام کا لقب ملا

اسلام میں سب سے پہلے شیخ الاسلام کا لقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملا۔ لیکن صحابۂ کرامؓ کے زمانہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو شیخ الاسلام کہا جاتا تھا اور شیخین بھی۔ شیخ الاسلام سے مراد۔ اہل باطل کی بخیہ ادھیڑنے والے۔ کتاب اللہ کا صحیح مفہوم تلاش کرنے والے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی مکمل اتباع کرنے والے۔ احکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی معرفت میں آگے بڑھنے والے۔ اور اس کے وجوہ قرارت اور اسباب نزول اور ناسخ منسوخ کو پہچاننے والے۔ آیات محکمات کو مضبوط پکڑنے والے اور آیات متشابہات پر ایمان رکھنے والے۔ لغت عرب میں زیادہ مہارت رکھنے والے جو کہ زمانۂ قدیم کے علوم کے جاننے پر بھی اعانت ہو سکے اور احادیث کو اس کی سند اور نقل کے اعتبار سے جاننے والے اور اس پر عمل کرنے والے اور کتاب و سنت کے اصول و فروع کو استنباط کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے فرض کئے ہوئے اوامر پہ قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے تواضع اختیار کرنے والے جس کی شان بہت بلند ہے، زبان کی لغزش سے ڈرنے والے اور وہ ایسی ذات ہوتی ہے جو اپنی عصمت کا دعویٰ نہیں کرتی۔ اور اپنی بڑائی پر اکڑتی نہ ہو۔ مختصر الفاظ میں شیخ الاسلام وہ ہے جو کتاب و سنت کا متبع ہو اور معقول اور منقول کے علوم میں خوب مہارت رکھتا ہو۔

وہ صحابہؓ جن کو سیف اللہ کا لقب دیا گیا

وہ حضرت خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ قریش کے اکثر بتوں کے توڑنے کے ذمہ دار تھے مشرکین کے قتال میں پیش پیش تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا اور ارتداد کا خطرہ پیدا ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں کارنمایاں دکھایا۔ طلیحہ کے مقام پہ کفار اور باغیوں کو شکست دی اور اہل یمامہ کے ساتھ صلح فرمائی اور مجاعہ کی بیٹی سے نکاح فرمایا اور جب آپ وفات پا گئے تو بنی مغیرہ کی سب عورتوں نے ان کی قبر پہ اپنے بال رکھے اور جب وہ بلند آواز سے نوحہ کرنے لگیں تو ان کو منع کیا گیا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو ابوسلیمان (خالدؓ) پر رونے دو چاہے ان کے آنسوؤں سے ایک یا دو ڈول بھر جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابۂ کرامؓ جو عدل وانصاف میں ضرب المثل تھے

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما یہ دونوں عدل وانصاف میں ضرب المثل تھے۔ عبدالملک بن مروان اپنی رعایا سے کہا کرتے تھے کہ تم ہم سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کی اُمید رکھتے ہو وہ تو اب نہیں دیکھ سکو گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باتیں یاد کی جاتی ہیں تو عدل کی بات بھی یاد آتی ہے اور جب عدل کی بات یاد آتی ہے تو اللہ جل شانہٗ یاد آتا ہے اور جب اللہ جل شانہٗ یاد آتا ہے تو رحمت نازل ہوتی ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جس شخص کو کوئی غم لاحق ہو جائے اس کو چاہیئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یاد کرلے (یعنی ان کے عدل کا تذکرہ کرے) جس گلی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گذرتے تھے تو شیطان اس کو چھوڑ کر دوسری گلی سے گذرتا تھا کیونکہ اکثر غم و پریشانی شیطانی وسوسے سے ہوتی ہے۔ وہ تو لوگوں کو فقر سے ڈراتا ہے اور فحش باتوں کا حکم دیتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنی مجالس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر سے مزین کیا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ہدایات اور آپ کی سیرت پڑھنے اور سننے سے دل کھل جاتے ہیں اور نفس کو انبساط حاصل ہوتی ہے اور یہ مشغلہ ہمیشہ سے جاری رہا ہے۔ انگریزوں نے کتابیں الکساندر سے واقف ہو کر ایک کتاب "اعیان الشرق" دو جلدوں میں طبع کرلی ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے موضوع پر) اور بھی کئی کتابیں فرنگی زبان میں شائع ہو چکی ہیں۔

وہ صحابۂ کرامؓ جن کا رعب اور دہشت ضرب المثل ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درّہ حجاج کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا جب خراسان کے بادشاہ ہرمزان کو قید کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو وہ گھر پر موجود نہیں تھے تلاش کرنے پر وہ مسجد میں ملے آپ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوڑے کو سرہانے رکھ کر سو گئے تھے۔ جب ہرمزان نے دیکھا تو کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو بہت مبارک خوش نصیب بادشاہ ہیں۔ انصاف کرنے کے بعد آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے کسریٰ کے بڑے بڑے بادشاہوں کی خدمت کی ہے جو کہ تاج و تخت والے تھے مگر اللہ کی قسم اس کوڑے والے سے زیادہ ہیبت کسی کی مجھ پر نہیں ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی طرف تشریف لے جا رہے تھے آپ کے پیچھے پیچھے کچھ لوگ اور چل رہے تھے جب آپ نے مڑ کر دیکھا تو سب کے سب گھٹنوں کے بل خوف سے گر گئے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر فرمایا اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ آپ سے ڈرنے والا ہوں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک حجام آپ کے بال کاٹ رہا تھا آپ کو کھانسی آ گئی حالانکہ کھانسی بہت ہلکی سی کنکھار تھی لیکن اس کا پیشاب پاخانہ خطا ہو گیا (مارے ہیبت کے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس درہم دیئے۔ اس حجام کا نام سعید بن الصبلح ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک آیت کے متعلق کچھ پوچھنے کی غرض سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک سال تک انتظار کرتا رہا۔ آپ کی ہیبت کی وجہ سے میں آپ کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرو گی کہ ہمارے درمیان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ فرمایا "نہیں"، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا عمرؓ؟ کہنے لگیں کون سے عمرؓ؟ فرمایا "ابن خطاب" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ اللہ کی قسم مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر لگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان ڈرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جن کا چلنا ضرب المثل تھا

حضرت سماک بن خرشہ انصاری رضی اللہ عنہ کا چلنا ضرب المثل تھا اور شجاعت و بہادری میں مشہور تھے۔ میدانِ جنگ میں صفوں کے درمیان اکڑتے۔ پینترا بدلتے بل کھاتے ہوئے چلا کرتے تھے پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس جگہ (میدانِ جنگ) کے علاوہ اس قسم کی چال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض اور ناپسند ہے۔ آپ کو ذوالمشہرۃ کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کے پاس ذرہ (لوہے کا کرتہ) ہوا کرتا تھا۔ جب جنگ کے موقعہ پر اسے پہن لیتے نہ کسی کافر کو باقی رکھتے نہ کسی دشمن کو چھوڑتے۔

وہ صحابہؓ جو فقہ میں ضرب المثل تھے

فقہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ضرب المثل تھے۔ ایک مرتبہ ایک منزل پر حضرت ابن مسعود اور حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت ابوموسیٰ اشعری وغیرہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اتنے میں نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوگئی لوگوں نے اُن میں سے کسی سے کہا نماز پڑھا دیجئے انہوں نے انکار کیا وہاں کے مقامی لوگوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست کی تو آپ نے امامت فرمائی کیونکہ خلفاء اربعہ کے بعد آپ ہی سب سے افضل تھے حضرات محدثین کے ہاں اگر مطلقاً عبداللہ کہا جائے تو اس سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی ہوتے ہیں۔

صحابۂ کرام میں سات عبادلہ اور سات فقہاء

① حضرت عبداللہ بن مسعود ② عبداللہ بن عباس ③ عبداللہ بن عمر ④ عبداللہ بن زبیر ⑤ عبداللہ بن عمرو بن العاص ⑥ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ⑦ عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین۔

صاحب صحاح نے صرف تین پر اکتفا کیا ہے (یعنی ۱-۳-اور ۵) بہرحال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ علامہ کمال بن ہمام اور الشمس بن عابدین دمشقی نے کہا کہ عبادلہ کے تحت وہ تمام حضرات کا نام آیا ہے جو کہ علم فقہ میں مشہور تھے۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود۔ زید بن ثابت۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وہ صحابہؓ جن کو امین الامۃ کہا گیا

وہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر اُمت میں ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ امین مثل امیر کے ہوتا ہے۔ معتبر اور رضا جو اور یہ صفت امانت تمام صحابہؓ کے درمیان مشترک ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس صفت سے پکارا جو ان پر غالب تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے فرمایا تم کسی بات کی تمنا کرو۔ انہوں نے اپنے دل میں تمنا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی ایک تمنا رکھتا ہوں کہ ایک گھر کا گھر ایسے مَردوں سے بھرا ہو جیسا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اپنے اسلام لانے کی خبر نہیں دوں گا (امانت کے طور پر راز رکھوں گا) آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی میرا ارادہ تھا۔ ایک اور موقعہ پر اسی طرح فرمایا کہ مجھے تمنا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت معاذ بن جبل، سالم مولیٰ، ابی حذیفہ اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم جیسے حضرات سے یہ گھر بھرا ہوا ہو۔ اہلِ روم میں ان کے اچھے اخلاق و عادات اور سچی باتیں مشہور ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ دمشق پر امن و امان کو قائم فرمایا اور جو اسلام میں داخل نہیں ہوئے ان کو موقع دیا کہ وہ نکل جانے کا ارادہ رکھتے ہوں تو ان کو اپنے اخلاقِ حمیدہ اور درگذر سے رخصت کر دیتے اور ان کے اموال کی بھی حفاظت کرتے ان کو تین دن کی مہلت دیتے۔ انگریز مورخین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان واقعات پر یہ کہا ہے کہ یہ عظیم القدر صحابی جو کہ لشکر اسلام کے امیر تھے جن صفات طبیعات کے حامل تھے اگر وہ صفات دور جدید کے امرار لشکر میں پیدا ہو جائیں جن کے تمدن اور ترقی کا چرچہ ہے تو آج بھی یہ لوگ انتہائی بزرگی اور شرافت کے حامل ہو سکتے ہیں اور جور و ظلم کی بدکرداریوں سے پاک ہو سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے زمانہ کے بڑے سے بڑے تمدن اور تہذیب یافتہ ملکوں کے لشکروں کے کمانڈر اور لیڈر ان زبردست امیر (اسلام) کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ان کی مثال نہیں مل سکتی۔ پس اسلامی کمانڈر کی ہر منقبت، ہر فضیلت، عدل و انصاف، بردباری اور وفاداری نے موجودہ زمانہ کے امرار لشکر کے اکابر کو شرمندہ کر دیا ہے اور بوجھل کر دیا ہے۔

وہ صحابہؓ اور تابعینؒ جو ولیمہ کرنے کے بارے میں ضرب المثل ہیں

ولیمہ کے بارے میں جن کی مثال پیش کی جاتی ہے وہ حضرت اشعث بن قیس بن معدی کرب الکندی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ اپنی قوم میں نہایت شریف اور فرمانبردار تھے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہو گئے۔ پھر (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں) مرتد ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ان کو قید کیا اور وہ پھر مسلمان ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ مجھے اپنی جنگ میں آگے بڑھائیے اور اپنی بہن سے میری شادی کر دیجئے۔ آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن اُم فروہؓ سے ان کی شادی کر دی انہوں نے بڑے دھوم دھام سے ولیمہ کی دعوت کی جو ضرب المثل بن گئی۔ یہ ولیمہ ایک ہزار اونٹ، گائے اور بکریوں پر مشتمل تھا۔

وہ صحابہؓ جن کا حلم اور بردباری ضرب المثل تھا

حضرت احنف بن قیس التمیمی السعدی رضی اللہ عنہ کا حلم مثال کے طور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پیش کیا جاتا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں بردبار نہیں ہوں لیکن بردبار بننے کی محنت اور کوشش کرتا ہوں۔ اسی طرح حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد آیا آپ نے جب وفد کو دیکھا تو فرمایا کہ بہت سمجھدار ہیں اور ان کی بردباری مشہور ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ بردباری آپنے کہاں سے سیکھی؟ فرمایا کہ قیس بن عاصمؓ سے۔ ایک دن وہ (احنف بن قیس) اپنے گھر کے صحن میں چار زانو بیٹھے ہوئے اپنی قوم کے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے اور ان کی تلوار میان میں ان کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ اتنے میں دو آدمیوں کو سامنے لایا گیا اُن میں ایک ان کا بھانجہ تھا جو زخمی حالت میں تھا اور دوسرا ان کا بیٹا تھا جس کو ان کے بھانجے نے قتل کر دیا تھا۔ حلم اور بردباری، سکون اور اطمینانِ قلب کی حد ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ کی قسم یہ خبر سن کر کولہے کے بل گھٹنے باندھے ہوئے بدستور بیٹھے رہے اور اپنی باتوں کو بھی بدستور جاری رکھا۔ جب بات مکمل کرلی تو انہوں نے اپنے بھانجے کی طرف دیکھا اور کہا اے میرے بھانجے یہ بہت بُرا کام تم نے کیا۔ تم نے اپنے رب کے پاس گناہ کیا۔ تم نے اپنے رشتہ کو توڑ دیا اور اپنے پھوپھی زاد بھائی کو قتل کر دیا اور اپنے تیر کو اپنے ہی اوپر پھینکا اور اپنے دشمن کو کم کیا (یعنی سہولت دی) پھر آپ نے اپنے دوسرے بیٹے سے کہا کہ اپنے عم زاد بھائی کے شانے کی مرہم پٹی کر دو اور اپنے مقتول بھائی کو چادر اُڑھا دو۔ اور سو اونٹ اس کی ماں کو دیدو اس کے بیٹے کی دیت میں کیونکہ اس میں اس کی تربیت ہے یعنی (مربی ہونا ہے)۔ شعراء نے اپنے اشعار میں لقمانؓ، قیس بن عاصمؓ، معاویہ بن ابی سفیانؓ اور بہت سے لوگوں کے تحمل کو بیان کیا ہے لیکن احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کا نام زبان زد ہر خاص وعام ہے۔ انسانوں کے جھگڑے اور فساد میں اور فتنوں کے زمانہ میں ان سے زیادہ حلیم اور بردبار کوئی نہیں دیکھا گیا نہ عوام، نہ خواص، نہ قربانی دینے والے۔ نہ جہاد والوں میں، نہ خلفاء میں اور نہ بادشاہوں میں ایسا حلم دیکھا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ رُتبہ اور مقام ان کو اس وجہ سے حاصل تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے حق میں دعا کرنا ثابت ہے جب اس دعا کی خبر حضرت احنف رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو براہِ شکر سجدہ میں گر گئے اور شدت اخلاص بھی ضرب المثل تحمل کا سبب بنا۔ اسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ آپ اُمت میں بہت بڑے حلیم اور بردبار تھے۔ اور ائمہ میں سے ایک تھے۔ اہل شام کے مفتی اور دمشق کے قاضی تھے۔

بعض صحابہ ایسے بھی تھے کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے تھے

ران کا کھلا ہونا بھی ستر عورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کا کپڑا کھلا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حاضرِ خدمت تھے لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے اس کو ڈھانک لیا یہ حدیث دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اتنے بے تکلف خواص میں سے نہیں تھے جتنے کہ شیخین۔ لیکن اس میں یہ اشکال ہے کیونکہ آپ نے اس کو کسی خاص وجہ سے ڈھانکا ہو اور وہ فرشتوں کی حیا کرنا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ میں اس شخص سے حیا کیسے نہ کروں جس سے اللہ کی قسم فرشتے حیا کرتے ہوں۔

وہ کون سے مقامات ہیں جہاں فرشتوں نے حضرت عثمانؓ سے حیا کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ بنایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اس وقت ان کا سینہ کھلا ہوا تھا اور فرشتے اندر داخل ہونے میں دیر کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سینہ ڈھانکنے کا حکم فرمایا وہ اپنی جگہ واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان فرشتوں سے تاخیر کا سبب پوچھا انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنے کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ ایک مرتبہ عثمانؓ میرے پاس سے گذر رہے تھے اس وقت فرشتوں کی ایک جماعت میرے پاس تھی۔ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کے درمیان ایک شہید ہے جن کو ان کی قوم قتل کرے گی ہم ان سے حیا کرتے ہیں۔

وہ صحابہ کرامؓ جو اصحاب الرائے تھے

غزوۂ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کا مشورہ قبول فرمایا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ رائے وہی ہے جو حبابؓ نے کہا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی ان کی رائے مشہور تھی ان کا لقب ذوالرائے پڑ گیا تھا انہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ کے دن فرمایا کہ میری رائے سے شفا حاصل کی جاتی ہے اسی طرح منقول ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بہترین رائے رکھنے والے تھے۔ یوم قریضہ اور نضیر میں مشورہ طلب کیا گیا تو حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہ ہم محلات کے درمیان پہنچ کر ان لوگوں کا رابطہ منقطع کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مشورہ قبول کر لیا۔

وہ صحابہؓ جو ذوالیدین کے لقب سے مشہور تھے

عمیر بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ ہر کام میں دونوں ہاتھوں کو اکٹھا استعمال کرتے تھے اس لئے ان کو ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ کبھی ان کو ذوالشمالین سے بھی پکارا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا لقب ذوالیمنیین رکھا تھا۔ نام ان کا ابن ساریہ یا ابن عمرو ہے۔ ان کا نام خرباق یا خملاق بھی بتایا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جو عمامہ والے کہلاتے تھے

حضرت سعید بن العاص بن امیہ رضی اللہ عنہ کو عمامہ والے کہا جاتا تھا اس لئے کہا جاتا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عمامہ نہیں باندھتے تھے جب تک کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ اپنا عمامہ اتار کر نہ رکھ دیں جیسا کہ حرب بن اُمیہ تھے کہ جب تک کسی میت پر اس کے اہل وعیال نہ روتے آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اور جیسا کہ ابوطالب تھے کہ اگر وہ کسی کو کھانا کھلا دیتے تو کوئی دوسرا کھانا نہیں کھلا سکتا تھا کیونکہ یہ ان کے کسر شان سمجھی جاتی تھی حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے دادا احیحہ جب عمامہ باندھتے تو ان کی تعظیم کی وجہ سے کوئی شخص اس رنگ کا عمامہ نہیں باندھتا تھا۔ ان کو ذوالتاج کہا جاتا تھا۔

وہ صحابہؓ جن کی تلوار ضرب المثل تھی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تلوار کو تلواروں میں ضرب المثل مانا جاتا تھا۔

وہ صحابہؓ جن کی آواز ایک ہزار آدمیوں کی آواز کے برابر شمار کی جاتی تھی

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی آواز لشکر میں ایک ہزار آدمیوں سے اونچی اور لہراتی ہوتی تھی۔ آپ شجاعت میں اور تیر اندازی میں مشہور تھے اور یہ حقیقت تھی کوئی مبالغہ نہیں۔ اس قسم کے واقعات کئی آدمیوں کے بارے میں آئے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جو پیروں سے دوڑ لگا کر گھوڑوں سے آگے نکل جاتے تھے

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جب پیروں سے دوڑ لگاتے تھے تو گھوڑوں سے آگے نکل جاتے تھے۔

وہ صحابہؓ جو چستی اور پھرتی میں ضرب المثل تھے

اہل قریش کے داہیہ (چست وچالاک) حضرت ابوبکر اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما کہلاتے تھے۔ اور بعضوں نے عرب کے چار چالاک اور چست حضرت معاویہ۔ حضرت عمرو بن عاص۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت زیاد رضی اللہ عنہم کو قرار دیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو بردباری اور دیر پا سمجھ بوجھ اور اثر ورسوخ سے کام کرنے میں مشہور تھے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پیچیدہ مسائل کے حل کرنے میں مشہور تھے۔ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص مجھ پر غالب نہیں آسکا۔ اگر ایک شہر کے آٹھ دروازے ہوں تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سب کو پار کر کے تدبیر کے ساتھ نکل آئیں گے ان چاروں حضرات کا معاملہ اثر ورسوخ میں ضرب المثل بن گیا۔

وہ صحابہؓ جو ہیبتناک دبدبہ اور قوت کے لئے مشہور تھے

صحابہ کرامؓ میں سے جو مصر میں داخل ہوئے ان میں حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ فرمایا کہ ان حضرات میں ابوعبداللہ کا شمار ان صحابہ میں تھا جو کہ زاہد اور شریف تھے آپ شجاعت اور اطاعت میں مشہور تھے ایک مرتبہ ایک بڑھیا نے ان سے کہا کہ میں تم سے قلت برہنگی کی شکایت کرتی ہوں آپ سمجھ گئے اور فرمایا یہ بہترین حسن طلب اور کنایہ ہے۔ آپ۔ فوراً اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اس ضعیفہ کے گھر کو روٹی، گوشت اور کھجور وا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھر دو۔ آپ کے ساتھ ہمیشہ ایک برتن ہوتا تھا جہاں جاتے وہ سامنے رکھ دیا جاتا۔ کوئی آواز لگانے والا آواز لگاتا تو آپ فرماتے یہ گوشت اور ثرید لے لو۔ آپ کے والد اور دادا بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ آپ بہت لمبے قد کے آدمی تھے۔ ایک مرتبہ روم کے بادشاہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ عرب کے لوگوں میں سے جو سب سے زیادہ لمبا ہو اس کی شلوار میری طرف بھیج دی جائے۔ آپ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی شلوار منگوائی جب اس کو ناپا تو دیکھا کہ لشکر میں سب سے زیادہ لمبے آدمی کی ناک سے لے کر زمین تک پہنچ جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شاہِ روم نے اپنے لشکر میں سے دو آدمی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے۔ ان کا گمان تھا ایک ان میں سے روم میں زیادہ قوت والا ہے اور دوسرا سب سے زیادہ لمبا ہے اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کے لشکر میں ان دونوں سے فوقیت لے جانے والا ہو قوت اور لمبائی میں تو میں آپ کے پاس اتنی مقدار میں قیدی بھیجوں گا۔ اور اگر نہ ہوں تو تین سال تک میری رہبری کرنی ہوگی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے طاقت ور پہلوان حضرت محمد بن حنفیہ کو بلوایا وہ آ کر بیٹھے اور رومی پہلوان کو ہاتھ دیا اس نے اپنی قوت سے ان کو اپنی جگہ سے ہلانا چاہا لیکن وہ ٹس سے مس نہ کر سکا پھر ان کو اپنی جگہ سے کھڑا کرنا چاہا وہ بھی نہ کر سکا۔ اس کے بعد رومی پہلوان بیٹھ گیا اور ابن حنفیہ کو اپنا ہاتھ بڑھا دیا انہوں نے اس کو اتنی جلدی کھڑا کر دیا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہر ہی نہ سکا اور اس کو ہوا میں اٹھا لیا اور زمین پر پٹخ دیا۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اس کے بعد حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی شلوار منگوائی اور رومی لمبے قد والے کو دی اس نے جب وہ شلوار پہنی تو اس کے سینہ تک پہنچی اور اس کا کنارہ زمین پر لٹک رہا تھا۔ رومی پہلوانوں نے آپ کے غلبہ کا اعتراف کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جو انتہائی طویل اور لمبے قد کے تھے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اتنے لمبے تھے گویا کہ سواری پر سوار معلوم ہوتے تھے۔ اسی طرح عدی بن حاطب رضی اللہ عنہ تھے گویا کہ ان کا پاؤں زمین میں گھٹتا ہے۔ اسی طرح حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بھی لمبے قد کے تھے۔

مصنف نے کہا کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جوتی کی لمبائی ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ کے بقدر تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی بہت لمبے تھے آپ کے والد آپ سے زیادہ اور آپ کے دادا ان سے یعنی والد سے بھی زیادہ لمبے قد کے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں جب قید ہوئے تو آپ کے قد کے موافق کوئی قمیص ہی نہ ملی چنانچہ عبداللہ بن ابی (منافق) کی قمیص کو آپ نے پہنا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بھی بہت لمبے تھے کہ اونٹ کے نیچے سے گذرے تو ان کا سر اس سے بھی اوپر تھا یہ وہی قیس رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شلوار روم کا پہلوان نہیں پہن سکا تھا (پچھلے صفحات میں قصہ گذر چکا ہے)۔ ابتداء اسلام میں دس آدمی ایسے تھے جن کی لمبائی دس بالشت تھی (۱) حضرت عبادہ بن صامت (۲) حضرت سعد بن معاذ (۳) قیس بن سعد بن عبادہ (۴) جریر بن عبداللہ البجلی (۵) عدی بن حاتم الطائیؓ (۶) عمرو بن معدیکرب الزبیدی (۷) اشعث بن قیس الکندی (۸) لبید بن ربیع (۹) ابوزید الطائیؓ اور (۱۰) عامر بن الطفیل اور حضرت طلحہ بن خویلد کے بارے میں بھی لمبا قد ذکر کیا گیا ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت اسود رضی اللہ عنہ بھی بڑے لمبے قد کے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوتے تو آپ کے سینہ کے مقابل ان کا سر ہوتا تھا۔

وہ صحابہؓ جو قد میں چھوٹے تھے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تقریباً بیٹھے ہوئے آدمی کے برابر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قد کی لمبائی تھی۔

وہ صحابہؓ جو یکتائے زمانہ تھے۔ ضرب المثل تھے

وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ معرفت انساب میں یکتائے زمانہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیبت میں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن مجید میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فیصلہ دینے میں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زیادہ (معاملات کا بوجھ) اٹھانے میں اور تحمل میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اھانت میں (یعنی دشمنوں کو ذلیل کرنے میں)۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بات کی سچائی میں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قراءت قرآن مجید میں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرائض کے جاننے میں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر قرآن مجید میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ دہشت میں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ باطن کی سلامتی میں یکتائے زمانہ تھے۔

وہ صحابہؓ جن کی حسن وجمال میں مثال دی جاتی تھی

حضرت جریر رضی اللہ عنہ

حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ جن کو کامل طور پر جمال عطا کیا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی وفد آتا تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو بلواتے تھے اور ان کے بارے میں فخر فرمایا کرتے تھے اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی چادر مبارک بچھاتے تھے۔ آپ کے قد کی لمبائی چھ ہاتھ کی تھی اور چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح تھا۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ

لیکن وہ صحابی جن کو حسن وجمال میں ضرب المثل کہا جاتا تھا وہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کی صورت میں آیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ وہ جب باہر چلا کرتے تو ڈھانٹا چہرہ پر باندھ کر نکلتے مبادا کہیں عورتیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔

وہ صحابیؓ جو سات بھائی تھے جن کی قبریں دُور دراز ملکوں میں بنیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یہ واقعہ پیش آیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر طائف میں ہے۔ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی ملک شام میں۔ حضرت معبد بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عباس رضی اللہ عنہ کی افریقہ میں۔ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کی سمرقند میں اور حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر ینبع میں ہے۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر اجنادین اور عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر افریقہ میں ہے۔

مصنف نے فرمایا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ وہ فلسطین میں مقام رملہ میں ہے۔ انہوں نے وہاں اس کی زیارت بھی کی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی چھ اولاد ایک ماں سے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ دوسری ماں سے ہیں۔ جن کا نام لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ہے۔

وہ صحابیؓ جو اپنے والد سے صرف گیارہ سال چھوٹے تھے

وہ صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں وہ اپنے باپ سے قبل اسلام میں داخل ہوئے جبکہ آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔

وہ صحابہؓ جن کے ہاتھ میں فتح کی تلوار تھی

وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے ان کے زمانہ میں بارہ ہزار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممبر قائم کئے گئے۔

وہ صحابہؓ جن کے پاس ایک ھزار غلام تھے

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہزار غلام تھے اور وہ سب ان کو خراج (ٹیکس) دیا کرتے تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس تمام خراج کو صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ اسی طرح یعقوب بن سفیان بھی خراج کو اپنے گھر نہیں لے جاتے تھے۔ آپ ہر روز ایک ہزار غلاموں کے خراج کے بدلے ایک مماثل جدید کو صدقہ کیا کرتے تھے۔

وہ صحابہؓ جو ایک ہزار زبانوں میں بات کر لیتے تھے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے ان میں سے ہر غلام اپنی ایک خاص زبان میں بات کرتا تھا آپ ان سے ان کی زبان میں بات کرتے تھے یہ کیسی عجیب بات ہے اور آپ کی وسعت معلومات پر دلالت کرتی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کسی اُمّت میں اس کی مثال ہے یا نہیں؟ یا کسی ملک میں اس کی نظیر مل سکے گی یا نہیں؟ اہلِ فارس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ سنا گیا ہے کہ ان کے بادشاہ اپنی مجالس میں پہلوی زبان میں بات کرتے تھے۔ وہ لوگ بیت الخلاء میں بھی بات کیا کرتے تھے اور حمام میں بھی ننگے پن کی حالت میں بات کرتے تھے اور اپنی مجلسوں اور حمام میں خورستان کی زبان میں بات کرتے تھے۔ وہ بادشاہ جب کسی کی فریاد یا ظلم کی شکایت کے متعلق بات کرتے تو نبطی زبان استعمال کرتے تھے اور قاضی حضرات کے یہاں موابدہ زبان چلتی تھی اور بعضوں کی مناسبت فارسی زبان سے بھی تھی گویا فارسی زبان میں پانچ لغات تھیں (۱) پہلوی (۲) مجوسی (۳) خورسیہ (۴) سُریانی (۵) خود فارسی۔ اسی طرح ایک ہزار لہجہ اور زبان تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جن کی موت پر علم کا نواں حصہ ختم قرار دیا گیا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر ارشاد فرمایا کہ علم کا نواں حصہ ختم ہو گیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ ایسی بات کہتے ہیں جب کہ بہت سے صحابہ موجود ہیں۔ جواب دیا میری مراد وہ علم نہیں ہے جو تم نے لے رکھا ہے بلکہ میری مراد اللہ جل شانہٗ کے متعلق علم ہے۔

وہ صحابی جن کی موت پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے سردار انتقال فرما گئے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج مسلمانوں کے سردار انتقال کر گئے آپ ان سے ڈرتے تھے اور ان سے فتویٰ پوچھا کرتے تھے۔

وہ صحابہؓ جو غنی لوگوں میں سے تھے اور جن کو دنیاوی اُمور میں وسعت حاصل تھی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے موقعہ پر بہت بڑا خرچہ اٹھایا دو ہزار دینار خرچ کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو عثمان سے راضی ہو جا میں اس سے راضی ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس غزوہ میں آپ نے ساڑھے سات سو اونٹ اور پچاس گھوڑے بھی دیئے۔ اور روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے مرحمت فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممبر سے اترتے ہوئے فرمایا عثمان اگر اس کے بعد کوئی عمل نہ کرے تب بھی کافی ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی عورتوں کے لباس پر وسعت سے خرچ کرتے تھے جس سے ان کی آبرو کی حفاظت ہو اور زینت ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چادر تھی جو دو سو درہم مالیت کی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اپنی بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کو پہنائی وہ بہت خوش ہوئیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو چھ لاکھ درہم دیئے۔ ہمارے سردار سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس مال کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی برکت تھی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ وہ کوفہ میں کناسہ کے مقام پر تھے چالیس ہزار نفع کما کر واپس آئے۔ بخاری نے کہا وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی نفع ہوتا۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ایک سو اونٹ اور ایک ہزار بکری ہبہ میں دیا اور ایک سو غلام وقف فرمائے۔ انہیں اغنیاء میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے وہ اگر پتھر اٹھاتے تو امید کرتے کہ اس میں سے سونا نکلے گا اللہ تعالیٰ نے آپ پر خوب فتوحات کو کھولا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے متروکہ اموال سے کئی کلہاڑیوں سے کھود کر سونا نکالا گیا جسے لوگ ہاتھ بھر بھر کر لے گئے۔ آپ نے پچاس ہزار دینار کی وصیت فرمائی اور ایک دن میں تیس غلام آزاد کئے۔ پہلے چار ہزار پھر چالیس ہزار صدقہ کیا اور پانچسو گھوڑے اور پانچ سو کجاوے صدقہ کئے۔ امہات المؤمنین کے لئے باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ میں فروخت کیا گیا۔ بقیہ اہلِ بدر میں ہر ایک کو چار سو دینار کی وصیت فرمائی ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک ہزار گھوڑے فی سبیل اللہ دیئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی عورتوں میں سے ہر ایک کو ایک لاکھ دینار ورثہ میں ملا۔ چار بیویاں چھوڑیں۔ تین کروڑ دو لاکھ ترکہ تھا۔ آپ کے صدقات بے شمار تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگوں میں دنیاوی اعتبار سے خوب وسعت ہوئی۔ چنانچہ لوگوں نے اچھے قسم کے لباس اور مکان اور کھانے پینے کی چیزیں استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جائیداد اور عورتوں کے مطالبات بہت بڑھ گئے۔ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا آپ کے خزانچی کے پاس گیارہ لاکھ پچاس ہزار درہم تھے وادی القریٰ اور خیبر وغیرہ کی جائیداد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً دو لاکھ دینار تھی۔ ترکہ میں بہت سے اونٹ اور گھوڑے چھوڑے
اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے ترکہ میں پچاس ہزار
دینار ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار باندی تھیں آپ نے چار بیویاں چھوڑیں
ہر ایک کو گیارہ لاکھ درہم حصہ میں ملا۔ کل مال کی مقدار بقدر گیارہ کروڑ
تیس ہزار بعض نے چالیس کروڑ اور بعض نے اکیاون کروڑ بتایا ہے۔ حضرت
زبیر رضی اللہ عنہ کے مصر میں کئی خطے زمین کے تھے۔ اسی طرح کوفہ اور اسکندریہ
میں تھے اور بصرہ میں آپ کے کئی گھر تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نوے ہزار دینار ترکہ میں چھوڑے
علاوہ مویشی اور غلاموں کے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا عراق میں ایک ریوڑ تھا جس کی ہر روز کی آمدنی
ایک ہزار دینار تھی اور قیدیوں کے اعتبار سے کہیں زیادہ تھی اور سامان کا ڈھیر
لگا رہتا تھا۔ بنو تمیم کے ہر شخص کا خرچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہی اٹھاتے
تھے۔ اپنے خرچہ سے ان کی بیوہ عورتوں کی شادی کراتے تھے۔ ان کے
اہل وعیال کی خدمت کرتے قرضداروں کا قرضہ پورا کرتے۔ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کو ہدیہ بھیجتے۔ صبیحہ تمیمی کے ایک فیصلہ پر آپ نے تیس ہزار
درہم خرچ کئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیل کی کھال چھوڑی جس کی
ہر کھال میں تین ڈھیری سونا ہوتا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک ہزار گھوڑے
ایک ہزار اونٹ اور دس ہزار بکریاں تھیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
نے سونے اور چاندی کی وہ مقدار چھوڑی جس کو کلہاڑی سے توڑ نکالا گیا۔
علاوہ اس کے جو آپ نے جائیداد اور اموال چھوڑے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
نے ایک گھر بصرہ میں، ایک مصر میں، ایک اسکندریہ میں اور ایک کوفہ میں
بنوایا۔ اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک گھر کوفہ میں اور ایک مدینہ
منورہ میں خوب مضبوط بنایا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ
میں ایک گھر بنوایا جس کا فرش پکا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والوں نے تیس کروڑ پانچ لاکھ درہم لوٹ لئے تھے۔

اصابہ میں ہے حمزۃ بن ایفع الھمدانی نے ابن الکلبی سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملک شام کی طرف ہجرت کی تو اس وقت آپ کے پاس چار ہزار غلام تھے آپ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ سامان سے لدا ہوا آیا تو آپ نے سب صدقہ کر دیا۔ اغنیاء صحابہ میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس مال کی وہ عظیم الشان مقدار تھی کہ عقلِ سلیم تسلیم نہیں کرتی۔ اغنیاء صحابہ میں عمرو بن حریث القرشی مخزومی رضی اللہ عنہ بھی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ بڑی مقدار میں مال کمایا آپ اہل کوفہ کے بڑے غنی لوگوں میں سے تھے۔ یہ قرشی کے پہلے شخص تھے جنہوں نے وہاں گھر بنایا اور بنی امیہ کو اس کا ذمہ دار بنایا اسی طرح حضرت حویطب رضؓ بن عبدالعزیٰ لدوں میں شمار کئے جاتے تھے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کچھ مال قرضہ پر لیا تھا۔ آپ جب مدینہ آئے تو وہیں رہائش اختیار کر لی۔ ان کے گھر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار میں خریدا تھا یہ مقدار ان کے لئے کون سی بڑی چیز تھی جن کے اہل وعیال پانچ جگہ (شہروں) میں رہتے ہوں۔

حضرت سفیان بن ربیع رضی اللہ عنہ جب مکہ کی طرف جا رہے تھے تو کسی کے ذریعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے گھر جا پہنچے وہاں تین سو اونٹوں پر کجاوے رکھے ہوئے دیکھے جن پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے غلاموں نے حج کیا تھا۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالِ حلال سے مالا مال تھے۔

غرض کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ جل شانہٗ کے خزانچی تھے جو مال ملتا تھا سب کا سب شرعی مصارف پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے وہ حضرات قناعت کرنے والے تھے۔ وہ فخر کرنے کے لئے جمع نہیں کرتے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت میں آیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تیس ہزار غلام آزاد کئے۔ تبوک کے موقعہ پر آپ نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اتنی مقدار خرچ کیا کہ عقل حیران ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہزار غلام تھے جو آپ کو خراج ادا کرتے تھے (مانیں نہ مانیں آپ کی مرضی مگر ہونا یوں ہی تھا) صحابۂ کرام اغنیاء میں سے جو بھی انتقال کر جاتے اپنے پیچھے بڑی مقدار میں قرضہ چھوڑ جاتے تھے۔ حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کا اپنے ترکہ میں اس کے آٹھویں کی چوتھائی میں سے ایک ہزار دینار کا ہونا اس کے منافی نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگ اللہ کے خزانچی تھے۔ اس کے یہ بھی معنیٰ نہیں ہیں کہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا وہ سب بہ یک وقت خرچ کر دیا کرتے تھے بلکہ باقی رکھتے تھے اور احوال کے اعتبار سے یا موقعہ اور زمانہ کے اعتبار سے جو کچھ ضرورت ہوتی اس کو نکالتے اور خرچ کرتے تھے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام مالوں کو بہ یک وقت خرچ کرنا یا تو اس لئے تھا کہ اس وقت وہ مقدار صحابۂ کرامؓ پر خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی تھی یا آپ کا یہ حال خرقِ عادت کے طور پر ہوگا۔ دوسروں پر اس کا قیاس نہیں کیا جا سکتا اور خوب سمجھ لیجئے کہ ان دو حدیثوں میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ یعنی اے اللہ جو مجھ سے محبت کرے تو اس کو بقدر کفایت رزق عطا فرما اور جو مجھ سے بغض رکھے تو اس کو مال و اولاد زیادہ عطا کر تو پھر یہ حدیث اس حدیث کے ساتھ کیسے جمع ہوگی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس اور حضرت ابن عوف وغیرہ رضی اللہ عنہم کو مال اور اولاد کی کثرت کی دعا کی۔ جواب کے لئے تو دفتر بھی ناکافی لیکن ایک جملہ کافی ہے جس کے لئے دعا فرمائی وہ مالِ حلال ہے (ان کو بغض ناممکن تھا)۔

وہ صحابہؓ جنہوں نے بہت زیادہ مہر دے کر علوی خاندان میں شادی کی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی کی تو چالیس ہزار دینار مہر مقرر فرمایا۔ کسی نے آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر سبب (تعلق اور رشتہ) اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا سبب و نسب (منقطع نہیں ہوگا) اور اس بڑی رقم کو میں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام میں ان کو دیا۔ تاکہ جو نسبی تعلق ہے وہ مضبوط ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیٹی سے شادی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کے مہر بڑھانے میں ممانعت ختم کر دی تھی۔

صحابہ کرامؓ کی مجموعی تعداد کے بارے میں

حافظ ابوزرعہ رازیؒ سے کسی نے کہا کہ حضور علیہ السلام کی احادیث چار ہزار ہیں تو آپ نے کہا کہ جس نے یہ کہا ہو اللہ تعالیٰ اس کے دانت اکھاڑ دے یہ تو زندیقوں کی بات ہے! جب حضور علیہ السلام نے پردہ فرمایا تو ایک لاکھ دس ہزار صحابہ موجود تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور سنا۔ یہ حضرات مکہ اور مدینہ اور درمیان کے اعراب اور بدو تھے جو حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے عرفات کے میدان میں زیارت سے مشرف ہوئے اور حدیث خطبہ سنا۔ اس تعداد میں وہ صحابہ داخل نہیں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں غزوات وغیرہ میں انتقال فرما گئے تھے۔ ایک روایت میں صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد انبیاء کرام کی تعداد کے مطابق تھی۔

ابن فتحون نے الاستیعاب میں راویوں کی تعداد ساڑھے تین ہزار پر منحصر کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے آٹھ ہزار۔ حضرات متقدمین اور متاخرین کے علماء کی ایک جماعت نے کئی کتابیں تالیف فرمائی ہیں مثلاً ابن سعد جو کہ واقدی کے کاتب تھے اور ابو احمد الحسن بن عبداللہ العسکری اور عبدالباقی بن قانع القاضی ابو علی بن السکن۔ ابو عبداللہ بن مندہ۔ ابی حاتم محمد بن حیان۔ ابو موسیٰ المدینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ بغوی۔ ابن عبدالبر ان میں سے ان کی بہت شہرت ہے۔ ابن الاثیر۔ ذہبی اور ابن حجر جن کی کتاب الاصابہ ہے اس کا اختصار سب سے اخیر میں فاس کے ابوزید عراقی حسینی ہیں۔ مصنف کے پاس اس کا اختصار ان کے خط میں حرف ع تک ہے۔

وہ صحابہؓ جو اخیر تک مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مدینہ منورہ کی آبادی ساٹھ ہزار مسلمانوں کی تھی اور تیس ہزار عرب کے قبائل وغیرہ میں تھے۔ ایک روایت میں ہے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تیس ہزار آدمی نماز پڑھا کرتے تھے۔

وہ صحابہؓ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے روایات بیان کی ہیں

وہ حضرات جن کی روایت کردہ احادیث ایک ہزار سے زیادہ ہیں وہ چھ ہیں:۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر (۲) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (۳) حضرت عبداللہ بن عباس (۴) حضرت جابر (۵) حضرت سعد (۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حافظ اندلس محدث بقی بن مخلد نے روایات کو اس طرح جمع کیا ہے:۔

① روایات ابی ہریرہؓ کی تعداد ۵۸۶۴ پانچ ہزار آٹھ سو چونسٹھ۔
② مرویات ابن عمرؓ کی تعداد ۲۶۳۰ دو ہزار چھ سو تیس۔
③ مرویات انسؓ کی تعداد ۲۲۸۶ دو ہزار دو سو چھیاسی۔
④ مرویات عائشہ صدیقہؓ کی تعداد ۲۲۱۰ دو ہزار دو سو دس۔
⑤ مرویات ابن عباس کی تعداد ۱۶۶۰ ایک ہزار چھ سو ساٹھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ مرویات حضرت جابرؓ کی تعداد ۱۵۴۰ ایک ہزار پانچ سو چالیس۔
⑦ مرویات ابو سعید خدریؓ کی تعداد ۱۱۷۰ ایک ہزار ایک سو ستر۔
⑧ مرویات ابن مسعودؓ کی تعداد ۸۴۸ آٹھ سو اڑتالیس۔
⑨ مرویات ابن عمرو بن العاصؓ کی تعداد ۷۰۰ سات سو۔

حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایات ایک ہزار تک نہیں پہنچی تھیں۔

اکثر اکابر صحابہؓ سے روایات کم وارد ہوئی ہیں کیونکہ ان کی ضرورت پیش آنے سے قبل ہی یہ حضرات اس دار فانی سے کوچ کر گئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہاں ان میں سے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کثرت سے روایات مروی ہیں کیونکہ یہ دونوں حضرات ولی عہد اور خلیفۃ المسلمین رہ چکے ہیں ان سے جو کچھ مسائل پوچھے جاتے تھے تو انہوں نے لوگوں کے حق میں فیصلے دیئے۔ ہر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اُمت کے ائمہ اور مقتدیٰ رہے ہیں اور ان کے افعال محفوظ کیے گئے ہیں اور جب ان سے فتاویٰ طلب کیے گئے تو انہوں نے اپنی سنی ہوئی احادیث کو دوسروں تک پہنچایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اکابر صحابہ نے دوسروں کی نسبت بہت کم احادیث روایت کی ہیں مثلاً حضرت ابوبکر۔ حضرت عثمان۔ حضرت طلحہ۔ حضرت سعد بن عبادہ۔ حضرت عبادہ بن الصامت۔ حضرت اسید بن حضیر اور حضرت معاذ بن جبل اور ان جیسے تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کم عمر صحابہ کرام کی مرویات ان سے زیادہ تھیں مثلاً حضرت جابر بن عبداللہ۔ حضرت ابو سعید خدری۔ حضرت ابوہریرہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ حضرت عبداللہ بن عباس۔ حضرت رافع بن خدیج۔ حضرت انس بن مالک۔ حضرت براء بن عازب اور جوان جیسے تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات زندہ باقی رہے اور بڑی بڑی عمریں پائیں اور لوگوں کو ان سے استفادہ کی ضرورت پڑی۔ اور بہت سے صحابہ اس سے قبل گذر چکے تھے بعض ان میں سے وہ بھی تھے جنہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بھی حدیث روایت نہیں کی ہو سکتا ہے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی زیادہ حاصل رہی ہو لیکن وہ عبادات میں زیادہ مشغول رہے ہوں یا اللہ کے راستہ میں جہاد وغیرہ میں مصروف رہے ہوں۔

مسند عبداللہ بن عمرو کی تصنیف پر محدثین کرام کی ایک مستقل جماعت مشغول رہی ہے جن میں بغداد کے ابو خیثمہ زہیر بن حرب ہیں۔

وہ صحابہؓ جو زیادہ یادداشت والے تھے اور پہلے محدث بنے

صحابہ میں زیادہ یادداشت والے اور کثرت سے احادیث نقل کرنے والے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ علامہ ذہبی نے ابوبکر بن داؤد سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ سجستان میں خواب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں دنیا میں سب سے پہلا محدث ہوں۔ حضرات صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ جنہوں نے حضرات امیر المؤمنین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فتویٰ پوچھا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت معاذ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم سے فتویٰ معلوم کریں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ اور مجتہد ہیں صحابہ کی اولاد میں سے سات سو نے ان سے روایت کی ہے تونس کے مفتی الشیخ محمد النجار کے رسالہ میں ہے کہ حافظ ابن قیم نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اور آپ کی تفسیر اور استنباط حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ اور تفسیر کا کیا برابری کر سکتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ یادداشت والے بلکہ وہ تو علی الاطلاق حافظ الامۃ ہیں ایک حفاظ ہوتے ہیں اور ایک استنباط پر محنت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ کان میں جو پڑ جاتی وہ محفوظ ہو جاتی تھی۔ ابن ابی ربیعہ کا قصیدہ ایک مرتبہ سنا اور ہو بہو یاد رکھا۔ آپ کا سینہ مبارک عرب کا خزانہ تھا۔ وہ لوگ تفسیر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں، حلال وحرام کے بارے میں، عربی اور شعر (وادب) کے بارے میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

وہ صحابہؓ جو فتویٰ کے امام تھے

سات صحابہ جن کے فتاویٰ بکثرت تھے۔ (۱) حضرت عمر (۲) حضرت علی (۳) حضرت ابن مسعود (۴) حضرت ابن عمر (۵) حضرت ابن عباس (۶) حضرت زید بن ثابت اور (۷) حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ بیس صحابۂ کرام اور بھی تھے جو مفتیانِ کرام کے قریب قریب تھے یعنی (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عثمان (۳) حضرت ابوموسیٰ (۴) حضرت معاذ (۵) حضرت سعد بن ابی وقاص (۶) حضرت ابوہریرہ (۷) حضرت انس (۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (۹) حضرت سلمان (۱۰) حضرت جابر (۱۱) حضرت ابوسعید (۱۲) حضرت طلحہ (۱۳) حضرت زبیر (۱۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۱۵) حضرت عمران بن حصین (۱۶) حضرت ابوبکرۃ (۱۷) حضرت عبادہ بن الصامت (۱۸) حضرت ابن زبیر (۱۹) حضرت ام سلمہ (۲۰) (ممکن ہے بھول سے رہ گیا) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر صحابۂ کرام میں سے تقریباً ایک سو بیس[۱۲۰] صحابہ ایسے ہیں جن سے بہت کم فتوے منقول ہیں۔ ایک، دو یا تین روایات ملتی ہیں مثلاً حضرت ابی بن کعب۔ حضرت ابودرداء حضرت ابوطلحہ۔ حضرت مقداد وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایک چھوٹا کتابچہ تیار کیا جا سکتا ہے جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں اور علامہ سیوطیؒ نے تدریب الراوی میں فرمایا ہے۔ فخر اندلس اور حافظ اندلس حضرت بقی بن مخلد نے حضرات صحابہ اور تابعین وغیرہ کے فتاویٰ کو جمع کر کے ایک تصنیف فرمائی ہے۔ مصنف عبدالرزاق اور سعید بن منصور سے بھی بڑھ گئے اور اسلام میں قائد و بنیاد بن گئے۔ ابن قیم نے سات جلدوں میں ان فتاویٰ کو جمع کر دیا ہے۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ ان حضرات نے لوگوں کو ان مسائل کے پوچھنے سے منع فرما دیا جو کہ اب تک واقع نہ ہوئے ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابۂ کرام نے اپنے اوقات کو تقسیم کرلیا تھا مثلاً تعلیم و تعلم، تجارت، زراعت میں مصروف ہوتے ہوئے جنگ و جدل میں مصروف ہوتے ہوئے جب بھی نفرنی سبیل اللہ کا حکم ہوتا تھا تو سب نکل جاتے تھے۔ اسی طرح ان کے ہاتھوں لاکھوں اور کروڑوں لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے اندر تعلیمات اسلامیہ اور دین سے روشناس کرانے میں اور دین کی سمجھ حاصل کرانے میں اور شریعت اسلامیہ کو ان میں پھیلانے کے لئے (دور دراز ملکوں میں) نکل جاتے تھے لہٰذا صرف ایک جماعت افتاء اور تعلیم و تعلم کے لئے اپنے آپ کو پابند کرلیتی تھی۔
واللہ اعلم۔

لطیفہ: ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتویٰ کا کام چھوڑ دیا کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ میرا دل جسم کا ایک حصہ ہے مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ذہن کمزور ہو گیا ہوگا جیسا کہ جسم کمزور ہو گیا ہے۔

وہ صحابہؓ جو زیادہ فتویٰ دینے والے تھے اور جو جمع کرنے والے تھے اور جن کو البحر و حبر القرآن وغیرہ کا لقب دیا گیا

بڑے بڑے صحابہ فتویٰ کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رجوع کرتے تھے اور یہ کیوں نہ ہوتا جبکہ ان کے لئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی "اے اللہ تو اس کو قرآن سکھا دے"۔ دوسرے لفظوں میں اے اللہ آپ ان کو دین کی سمجھ عطا فرما دیں اور تفسیر قرآن سکھا دیں۔ ایک روایت میں ہے "اے اللہ ان کو حکمت سکھا دیں، تفسیر سکھا دیں ایک اور روایت میں ہے کہ اے اللہ تو اس میں برکت عطا فرما دے۔ اور ان سے دین کے علوم پھیلا دے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ باقی لوگوں میں ان چیزوں کے متعلق بڑے عالم ہیں جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ عرب میں آپ جیسے دبدبے والا، علم وبیان اور حسن وجمال رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ حج کے مسائل سب سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ کی صفت اور القاب "البحر" سے ثابت ہے۔ بعضوں نے "حبر الامۃ" اور "حبر العرب" اور بعضوں نے "ترجمان القرآن" اور "ربانی اُمّت" کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ اور بڑے بڑے صحابہ کی موجودگی میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے کہ ادھیڑ عمر کا نوجوان ہے جس کی زبان علم کی باتیں کہنے والی اور بہت عقلمند دل رکھنے والا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے علم طلب کرتے تھے۔ لوگ کسی قسم کے علم کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے خواہ وہ علم شعر ہو یا علم انساب، علم دین اور فقہ فی الدین ہو ہر ایک کو جواب اس کے حسبِ حال اور حسبِ سوال دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قضیہ کی مراجعت کے بعد فرمایا جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ آپ کے علم کے سمندر میں اتر کر آپ کے ساتھ غوطہ لگا کر اس کی گہرائی تک پہنچ سکے گا اس کا گمان عاجز و کمزور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور موقعہ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک مسئلہ میں جواب دیکھ کر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبوی گھرانے سے بول رہے ہیں اور یہ کہ آپ غواص ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کئی امور میں اپنی فطانت اور عقل سے باریک پردہ کے پیچھے سے غیب کی طرف دیکھتے ہیں۔ آپ نے کئی مسائل میں استنباط فرمایا ہے۔ ابو محمد بن حزم نے آپ کے فتاویٰ کو سات بڑی بڑی جلدوں میں جمع کیا ہے ورنہ ان کا علم تو سمندر کی مثال ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ آپ سے زیادہ حاضر دماغ سمجھ کے اعتبار سے اور اس سے زیادہ عقلمند علم والا اور تحمل والا میں نے نہیں دیکھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راستہ سے گذرتے تھے تو عورتیں کہا کرتی تھیں کہ یہ مشک تھے یا ابن عباس؟ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کو دیکھتا تو آپ بہت خوبصورت نظر آتے، جب بات سنتا تو بہت فصیح تھے جب آپ حدیث بیان کرتے تو سب سے بڑا عالم سمجھتا تھا۔ آپ کے جلال کی وجہ سے لوگ آپ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور آپ کی ذاتی بڑائی کی وجہ سے ہیبت کھاتے تھے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ پر بڑی ہیبت اور غم سوار ہوا۔ ایک ماہ تک لوگوں کا ہجوم تعزیت کو آتا رہا۔

وہ صحابہؓ جنہوں نے مفتیانِ صحابہؓ کی تقلید کی اور اتباع کی

صحابہ میں سے تین حضرات علم کے منتہا تک پہنچے ہیں اور جن سے لوگوں نے علوم حاصل کئے۔ وہ (۱) حضرت عبداللہ بن مسعود (۲) حضرت زید بن ثابت اور (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔

دولت عباسیہ کے بادشاہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مذہب (مسلک) پر تھے۔ اگرچہ ان کے فیصلے مسلک حنفیہ کے مطابق ہوا کرتے تھے اور ان کے مشائخ اسلامیہ بھی حنفیہ تھے حالانکہ ابن حزم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کی تدوین پہلے ہی سات جلدوں میں کر لی تھی۔ مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب تکبیر عیدین میں تیرہ ۱۳ تکبیروں کا ہے کہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں چھ تکبیروں کا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ھارون الرشید نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کو حکم دیا کہ وہ دونوں اپنے دادا (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) کے مطابق تکبیر کہیں۔ لہٰذا ان حضرات نے امتثال امر کے لئے اس پر عمل کیا نہ کہ مذہب کے اعتبار سے اور اعتقاد کے اعتبار سے اس لئے کہ امام کی اطاعت واجب ہے جب تک کہ وہ معصیت کا حکم نہ دیں لیکن حضرت ابن مسعودؓ کے بارے میں فقہائے کرام نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فقہ کی زراعت کی اور حضرت علقمہؒ نے اس کو پانی پہنچا کر سینچا اور حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اس کو کاٹا اور حضرت حمادؒ نے اس کو گاہا اور امام ابوحنیفہؒ نے اس کو پیسا اور امام ابویوسفؒ نے اس کو چھانا اور گوندھا اور امام محمدؒ نے اس کی روٹیاں پکائیں اور تمام لوگوں نے اس کو کھایا۔ فقہ سے استنباط میں سب سے پہلے جس نے کلام کیا وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں)۔

وہ صحابہؓ جن تک علم پہنچ کر منتہی ہو گیا یعنی کامل اور مکمّل ہو گیا

وہ چھ نفوس ہیں یعنی حضرت زید (۲) حضرت ابوالدرداء (۳) حضرت ابی بن کعب (۴) حضرت عمر بن خطاب (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود (۶) حضرت علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ شعبی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کے برتن ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ "تم عالم ہو اور معلم بھی ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو چرواہے کے برتن سے تشبیہ دی جب سے آپ کا لقب "کنیف" پڑ گیا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ ایک حاملہ عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کی گئی تو آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو قید میں ڈالنے کی طرف اشارہ کیا تاکہ بچہ پیدا ہو جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جیسی بات پیدا کرنے میں عورت بھی عاجز ہے اگر معاذؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

إِنَّ مُعَاذًا كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا ط وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (النحل۔ ۱۲۰)

بے شک معاذ امام ہیں خدا کے فرمانبردار تھے جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ قرآن مجید میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اس طرح کہا گیا ہے۔ فرمایا اُمۃ وہ ہے جو لوگوں کو خیر کی باتیں سکھلائے اور ان کی امامت کرے اور قانتاً کے معنی اللہ کا فرمانبردار۔ اس لئے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ خیر کو سکھلانے والے اور فرمانبردار ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی مفتی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ہر امت میں ایک عالم ہوتا ہے اس امت کے عالم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

تنبیہ: فقہ حنبلی کا اکثر حصہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ فقہ حنفی کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک۔ فقہ شافعی کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جن کا سلسلہ دوسرے صحابہ تک پہنچتا ہے۔

وہ صحابہؓ جو جود و سخاوت میں بہت مشہور ہیں

بڑے طبقہ کے صحابہ جو لوگوں کے سردار بنے وہ جود و سخا میں بھی مشہور تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی اپنا آدھا مال پیش کرنا مشہور ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غزوۂ تبوک کے موقعہ پر لشکر کو تیار کر دینا اور اس کا تمام خرچہ خود اٹھانے کا واقعہ بھی معلوم ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد اور دادا جود و سخا میں مشہور تھے۔ ان حضرات کے قلعہ کے اوپر سے روزانہ آواز لگتی تھی کہ جس شخص کو گوشت و چربی کی ضرورت ہو تو وہ دلیج بن حارثہ کے قلعہ سے آکر لے لیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھر میں کھانا پہنچتا تھا۔ اسی طرح جب شام کا وقت ہو جاتا تو اصحاب صفہؓ کے کوئی ایک کو، کوئی دو کو اپنے گھر لے جاتا اور کھانا کھلا دیتا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ روزانہ شام کو اپنے گھر میں اسّی آدمیوں کو لے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے اور کھلانا کھلاتے تھے اور دعا فرماتے :-

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَہ — اے اللہ نہیں ہے بزرگی مگر کرم و سخاوت سے اور نہیں ہے کرم مگر مال کے ساتھ اور اے اللہ تھوڑے سے میری ضرورت پوری نہیں ہوتی اور نہ اس پر گذارا ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لشکر بھیجا جس کا ذمہ دار حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تو ان پر کچھ مشقت آگئی تھی تو آپ نے اپنی سواری کے قابل نو۹ اونٹ ذبح کر دیئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو فرمایا کہ ان کا گھرانا ہی سخاوت کرنے والا ہے طبعًا اور عادتًا۔

ایک اور واقعہ میں ہے کہ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے تو بہت کم لوگ اور وہ بھی کافی تاخیر سے عیادت کو آئے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ چونکہ لوگوں پر آپ کا دیا ہوا قرضہ بہت ہے اس لئے آپ کے پاس آنے سے شرماتے ہیں آپ نے اعلان کروا دیا کہ جس شخص پر قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا قرضہ ہے وہ سب معاف ہے۔ اس کے بعد سے ان کی عیادت کے لئے اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ گھر کی سیڑھیاں ٹوٹ گئیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک سال اللہ کے راستہ میں جاتے (پھر) ان کے بیٹے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اللہ کے راستہ میں جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ لشکر ہی میں تھے کہ اطلاع ملی کہ بہت سے مسلمانو کی جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور مہمان پہنچ گئے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرا بیٹا قیس ان میں ہوگا تو فورًا اپنے مولیٰ سنطاس (خزانچی) سے کہے گا کہ چابیاں لے آؤ (یعنی خوب خاطر تواضع ان مہمانوں کی کرو) سنطاس کہتے کہ اپنے والد سے کتاب لے آئے (خط لکھا کر لائے) تو چابی دوں؟ آپ سنطاس کی ناک پہ مار کر چابیاں چھین لیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت کے بقدر چیزیں نکال لیتے تھے اسی طرح ہوا کرتا تھا۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سو وسق غلہ لیا۔

روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑا برتن ٹب کے برابر جس میں اونٹ اور گائے کا بھیجہ تھا لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ثابت یہ کیا ہے؟ عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے چالیس اونٹ اور گائے کو ذبح کیا مجھے پسند آیا کہ میں آپ کو اس کا دماغ (بھیجا) کھلاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نوش فرمایا اور ان کے واسطے خیر کی دعا کی۔ اس حدیث کو خیزران نے بیان کیا اور خیزران ھارون الرشید کی والدہ کا نام ہے۔

مصنف رحمہ فرماتے ھیں کہ یہ قصہ تاریخ کے عظیم ترین قصوں میں سے ھے جو کہ اس بات پر دلالت کرتا ھے کہ قرن اولی کے وہ حضرات کس قدر وسعت اور خوش حال تھے اور لذیذ کھانا کھاتے کھلاتے تھے اور مدینہ منورہ کی تعمیری قوۃ پر بھی دلالت کرتا ھے جو کہ اس مقدار کے جانوروں کے ذبح کرنے کے متحمل تھے اور وہ حضرات اس کو مال کے ضائع کرنے میں شمار نہیں کرتے تھے ھر وہ عمل اور کام صحابۂ کرام بخوشی کرتے تھے کہ سستی اور قیمتی چیزوں کو خرچ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی حاصل کیا کرتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قریش میں آپ کا ہاتھ سخی ہے۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے ایک زمین خریدی جس کی قیمت چالیس ہزار دینار تھی آپ نے اس مال کو بنی زہرہ اور فقراء مسلمین اور امہات المؤمنین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان تقسیم فرما دیا اور اس میں سے حضرت مسور بن مخرمہ کے ذریعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھی بھیجا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے بعد تم پر کوئی شفقت نہیں کرے گا سوائے صالحین کے۔ اللہ تعالیٰ ابن عوف کو جنت کے سلسبیل کے چشمہ سے سیراب کریں یہ دلیل ہے اس بات کی کہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں زمین نہایت قیمتی تھیں کیونکہ جن شہروں میں اب اس کی قیمت اسی ہزار ریال ہے تو وہ بہت بڑا شہر کہلاتا ہے (یہ قیمت مصنف کے وقت میں تھی اور اب کہاں پہنچی ہوئی ہے۔ ناقل) تو اس زمانہ میں اس کی کیا قیمت رہی ہوگی۔ یہ حضرات صحابہ کے بے دریغ عطیات اور ہبہ دینے پر دلالت کرتا ہے۔ واہ، واہ کیا ہی ان حضرات کی بلند ہمتیں اور اچھی خصلتیں تھیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سات سو کا قافلہ جب ملک شام سے آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ جنت میں گھسٹتے ہوئے کولہے کے بل داخل ہوں گے (اپنی دولت کی بدولت) حضرت ابن عوفؓ نے جب یہ سنا تو سارا قافلہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ کر دیا معہ ذین، لگام اور کجاوے کے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرے اوپر قرضہ ہے۔ انہوں نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسی حالت میں) صبر کا حکم دیا ہے انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم اس کے بعد میں آپ سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگوں گا اس کے بعد حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بصرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے لئے اپنا مکان خالی کر دیا اور فرمایا ضرور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیسا اکرام کیا ویسا ہی اکرام اور مہمانی میں آپ کے ساتھ کروں گا۔ پھر آپ نے اپنے گھر والوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حکم دیا کہ وہاں سے نکل آئیں اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس گھر میں جو کچھ ہے سب آپ کا ہے اور مزید چالیس ہزار دینار اور بیس غلام عطا فرمائے۔ اسی طرح حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ بہت بڑے درجہ کے صحابی تھے اور بہت بڑے سخی تھے ان کو "زاد الراکب" کے لقب سے پکارا جاتا تھا اپنے سفر کے توشہ سے لوگوں کو کھلاتے تھے جب وہ ختم ہو جاتا تھا تو اپنا اونٹ ذبح کر کے کھلاتے تھے۔

وہ صحابیؓ جو علم فرائض کے اور قرآن کی قرارت کے بڑے عالم تھے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وحی معظم کے کاتب علم فرائض کے بڑے عالم اور محکم اور مضبوط قرارت کے ماہر تھے اور ان امور میں تمام لوگوں پر غالب آگئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آپ کو خط لکھتے تو ان کا نام اپنے نام سے پہلے لکھتے تھے اور جب کسی مسئلہ میں اشکال پیدا ہوتا تو خود چل کر آپ کے گھر تشریف لاتے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مسئلہ سمجھتے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آج لوگوں میں سے ایک عالم کا انتقال ہو گیا آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام علماء کو فرمایا کہ وہ الگ الگ ممالک میں چلے جائیں اور وہاں اپنی رائے سے فتویٰ دیں لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں روک لیا کہ وہ اہل مدینہ کو فتویٰ دیا کریں۔ علم فرائض کے بارے میں امام شافعیؒ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قول لیا ہے۔ امام مالکؒ نے بھی اپنے مذہب کی بنیاد علم فرائض میں کم و بیش حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی کے اقوال پر رکھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جو اچھی آواز اور بہترین تجوید کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تھے

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو حضرت داؤد علیہ السلام کے حصہ میں سے آواز دی گئی تھی اور جامع علم رکھنے والے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ بہت اچھی آواز تھی آپ جب نماز پڑھاتے تو نہایت عاجزی سے پڑھاتے تھے اور بعض مرتبہ سورۂ بقرہ پڑھا کرتے تھے۔

وہ صحابہؓ جو دنیا کے سب سے بڑے خطیب تھے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ پر عامل بنا کر بھیجا بسیار گو اور اہل دنیا میں سب سے زیادہ خطیب و واعظ تھے

وہ صحابہ کرامؓ جن کو حکیم الامت کہا گیا

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو اس امت کا حکیم کہا گیا ہے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست قرآن کریم حفظ کیا ہے آپ اہل شام کے عالم تھے اور قرآن کے قاری اور قاضی بھی آپ ہی تھے۔ شاگردوں کی ایک کثیر تعداد آپ سے علم سیکھتی تھی۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما کو بھی اس امت کا حکیم فرمایا گیا ہے۔

وہ صحابہؓ جو اُمت سابقہ کی کتاب پڑھتے اور اس کے متعلق معلومات رکھتے تھے

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ ایک رات قرآن پاک پڑھیں اور ایک رات توراۃ پڑھیں لیکن اس روایت میں ابراہیم بن محمد یحییٰ مدنی کو ضعیف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کو پہلے والوں کا اور بعد میں آنے والوں کا علم دیا گیا آپ تو ایک سمندر تھے جس کا پانی نکالا نہیں جا سکتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ میں نے ان جیسے (عالم) کو نہیں دیکھا کہ جنہوں نے توراۃ کو نہیں پڑھا مگر اس کے مضامین کا علم رکھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اہل کتاب کی تمام کتابیں ملیں اور وہ ہمیشہ انہیں دیکھا کرتے تھے اس میں عجیب و غریب باتیں پاتے تھے وہ سُریانی زبان بھی جانتے تھے آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم توراۃ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض ان صفات کا بیان ہے جن کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ فقہاء نے توراۃ اور دوسری کتب قدیمہ کی تلاوت کو جائز نہیں فرمایا ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پڑھتے اور لکھتے تھے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ایک ہاتھ میں شہد ہے اور دوسرے ہاتھ میں گھی ہے۔ آپ ان دونوں کو چاٹ رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دو کتابیں پڑھتے ہو۔ توراۃ اور قرآن۔ لیکن اس کی تلاوت کے بارے میں جو ممانعت آئی ہے وہ مطلق نہیں ہے جس کی تصریح فقہاء نے کی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہت سے صحابہ سے اس کی تلاوت ثابت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ مقید ہوگا اس شخص کے ساتھ جو کہ منسوخ کی تمیز نہیں کر سکتا۔ اور اس میں سے جو حکم نکال دیا گیا اس کی تمیز نہیں کر سکتا۔ توراۃ کو دیکھنا اور لکھنے کا جواز کا قول حضرت وہب بن منبہ کی طرف منسوب ہے آپ توراۃ کے بڑے عالم تھے آپ ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ قرآن مجید کو ختم کرتے۔ لوگوں کو جمع کرتے اور فرماتے کہ ختم کے وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ بہرحال اجماع نقل کیا گیا ہے کہ توراۃ اور انجیل کا دیکھنا اور لکھنا جائز نہیں ہے۔ جب حضور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب دیکھی جس میں توراۃ کا تھوڑا سا مضمون تھا تو ناراض ہوئے اور فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ فقہاء نے کہا کہ یہ مکروہ تنزیہ ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ جو راسخ الایمان ہو اس کو توراۃ وغیرہ دیکھنا جائز ہوسکتا ہے لیکن جن کا ایمان مضبوط نہیں ہے ان کے لئے ناجائز ہے۔ آگے چل کر ایک دوسرے کے رد میں کتابیں تالیف کی گئیں۔ بقاعی توراۃ پڑھنے کو جائز کہتے ہیں اور سخاوی اس کو منع کرتے ہیں۔

فائدہ ؛ کتب سماویہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا خاص کر قرآن کریم کے لئے روا ہے۔ جنبی کو توراۃ، زبور اور انجیل کی تلاوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ بلا وضو اسے بھی ہاتھ نہ لگائے یہ کتابیں منسوخ کی گئی ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے لیکن اللہ کا کلام تو بہرحال تھا ہی۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ کا منسوخ ہونا۔ نماز میں کوئی شخص فارسی میں کچھ پڑھے یا توراۃ یا انجیل پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے کہ غیر عربی قرآن کے ساتھ عربی قرآن کی وہ مقدار پڑھے جس سے نماز درست ہوجائے تو اس کی نماز کی صحت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ علماء میں اختلاف ہے کہ اہل کتاب کو غلام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یہ اس پر منحصر بتایا گیا ہے کہ اس نے اللہ کے کلام کو بدلا ہے (جیسا کہ اب حال یہ ہے کہ کوئی کتاب اپنی اصلی حالت پر نہیں۔ ناقل)۔

وہ صحابیاتؓ جنہیں اعلم الناس (بڑی عالمہ) کہا گیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ علم قرآن میں۔ علم فریضہ میں۔ علم حلال و حرام میں اور اشعار عرب میں (شعر و شاعری میں) اور علم النسب میں بڑی عالمہ کسی اور کو نہیں دیکھا گیا۔ اکابر صحابہ ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے علم طب میں ان سے زیادہ جاننے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر تمام لوگوں کا علم اور ازواج مطہرات کا علم جمع کر لیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ ان میں زیادہ وسیع علم والی ہوں گی۔ خلافت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مستقل فتویٰ کا کام کرتی تھیں۔

وہ صحابیاتؓ جن کے بارے میں کہا گیا کہ اگر وہ مرد ہوتیں تو خلافت ملتی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت خلیفہ بنائے جانے کے لائق ہوتی تو آپ کو خلیفہ بنایا جاتا۔

وہ آزاد کردہ غلام جن کے بارے میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو خلیفہ بنائے جاتے

حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ آزاد کردہ غلاموں میں بڑے فضیلت والے بڑے درجہ کے صحابی شمار کیے جاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو میں ان کے علاوہ کسی سے مشورہ نہ کرتا۔ حضرات مہاجرین اولین جب قبا میں تشریف لائے تو حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی امامت کیا کرتے تھے۔

وہ صحابہؓ جن کو بات کرنے میں افصح الناس اور افخم الناس کہا گیا ہے

حاکم نے احنف سے روایت کی کہ میں نے حضرات ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور خلفاء راشدین کے یکے بعد دیگرے بیانات اور خطبات سنے۔ میں نے کسی کے کلام میں ایسی فخامت اور حسن نہیں دیکھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام میں میں نے دیکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ صحابہؓ جو سب سے زیادہ حج کے مسائل جانتے تھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں کسی سریہ میں بھی پیچھے نہیں رہے پھر اس کے بعد وہ حج کے ذمہ دار بنے زمانۂ فتنہ سے پہلے اور فتنہ کے زمانہ میں بھی کہا جاتا تھا کہ آپ سب سے زیادہ حج کے مسائل جاننے والے ہیں۔

وہ صحابہؓ جو ساٹھ سال تک فتویٰ کا کام انجام دیتے رہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ساٹھ سال تک فتویٰ کا کام انجام دیتے رہے اور ابن نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اپنی موت سے قبل ایک ہزار غلام آزاد فرمائے۔

وہ صحابہؓ جو عالم تھے اور ان پر حبر کا اطلاق ہوتا تھا

مروی ہے کہ اس امت کے حبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ السید السمہودی نے الوفاء میں واقدی سے نقل کیا ہے کہ بنی نضیر کا ایک آدمی جن کو مخیرق کہا جاتا تھا حبر عالم تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اپنا تمام مال جس کی مقدار سات باغات پر مشتمل تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

صحابہؓ کو اپنے بڑے عالموں کے استقبال کے لئے کھڑے ہونے اور ان کی سواری کو پکڑنے کا حکم دیا گیا

حضور علیہ السلام کا ارشاد "قوموا الی سیدکم او الی خیرکم" میں خیر کے معنی عالم کے ہوئے۔ اسی طرح عالم کے لئے کھڑے ہونا بمطابق نص ہے۔ پس اسلام میں بلند مرتبہ والے اور علم و فضل والے کے استقبال کے لئے کھڑے ہونا ان کے نیکی اور وقار اور احترام کی وجہ سے ہے۔ کسی ریاکاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بڑائی کی وجہ سے نہیں۔

وہ صحابہؓ جن کے شاگردوں نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو وہ اپنی باندی سے خوشبو منگوا کر اپنے ہاتھوں میں لگاتے اور فرماتے کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ میرے ہاتھوں کو بوسہ دیئے بغیر راضی نہیں ہوتے (اللہ اللہ۔ کیا مثالی رشتہ اور محبت استاد اور شاگرد کا امت کو سبق کے طور پر ملا ہے۔ ناقل)۔

وہ صحابہؓ جنہوں نے اپنے شاگرد کے ہاتھوں کو بوسہ دیا بوجہ اہل بیت ہونے کے

ایک دن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سواری پر جب بیٹھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (احتراماً) ان کی سواری کی لگام کو پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی آپ ایسا نہ کیجئے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تو ہمارے علماء اور بڑوں کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تو ذرا اپنا ہاتھ تو دکھائیے! جب انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اس پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمارے نبی کے اہل بیت کے ساتھ ہمیں ایسا ہی ادب واحترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا جاتا ہے کہ "امرنا" (یعنی حکم دینے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) تو یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے تو اس پر عمل نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔ پس جو شخص شرافت والے اور کرامت والے کے ہاتھ کو بوسہ نہ دے گا وہ گنہگار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا مخالف ہوگا اور جو اس بوسہ دینے کا بالکل انکار کرتا ہو تو اس کا گناہ اس سے بھی بڑا ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کے سر کو بوسہ دے جنہوں نے بادشاہت ٹھکرا دی مگر نصرانی بننا گوارا نہ کیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر ملک روم کی طرف بھیجا۔ اس لشکر میں حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے روم والوں نے ان کو قید کر لیا اور کہا کہ وہ ان کو اپنی بادشاہت میں شریک کر لیں گے اگر وہ نصرانی بن جائیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم اپنا پورا ملک مجھ کو دیدو اور عربوں کے پاس جتنا رقبہ ہے وہ بھی مجھے مل جائے تب بھی کسی شرط پر بھی ایک پلک جھپکنے کے بقدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے پھرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو سکتا۔ نصرانی بادشاہ نے کہا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو جانے تیرا کام۔ بادشاہ نے کہا کہ ان کے سامنے ایک شخص کو سولی دی جائے اور ایک عورت اس کی لاش کو حضرت عبداللہؓ کے سامنے پھینک دے اور پھر ان پر دین نصرانیت کو پیش کرو جب لاش کو پیش کیا تب بھی آپ نے انکار کر دیا پھر بادشاہ نے دیگ میں ایک اور مسلمان قیدی کو پانی اُبال کر اس میں ڈالنے کا حکم دیا اب پھر آپ کے سامنے نصرانیت پیش کی گئی۔ آپ نے پھر انکار کر دیا۔ بادشاہ نے آپ کو اس مرتبہ دیگ میں ڈالنے کا حکم دیا جب لے جانے لگے تو حضرت عبداللہؓ رونے لگے بادشاہ نے گمان کیا کہ شاید آپ اب ڈر گئے اور گھبرا گئے اس نے آپ کو واپس لانے کا حکم دیا اور پھر نصرانیت پیش کی آپ نے پھر صاف انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ پھر تم کیوں روئے تھے فرمایا میں اس وجہ سے رویا کہ یہ میری ایک ہی جان ہے جو اللہ کے نام پر شہید کی جا رہی ہے میں نے چاہا کہ کاش کہ میرے جسم کے بالوں کی مقدار جان ہوتی اور وہ اللہ کے نام شہید کی جاتی۔ بادشاہ تنگ آ کر بولا۔ اچھا یہ ہو سکتا ہے کہ تم میرے سر پہ ایک بوسہ دیدو اور میں تم کو چھوڑ دوں۔ آپ نے کہا کہ کیا تم تمام مسلمانوں کو بھی رہا کر دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ اس نے کہا کہ ہاں ان کو بھی رہا کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ یہ اللہ کا دشمن ہے مجھ کو اور میرے تمام مسلمان ساتھیوں کے چھوڑنے پر تیار ہے تو آپ اس کے قریب گئے اور اس کے سر پر بوسہ دیدیا۔ اس نے سب کو چھوڑ دیا تو آپ ان کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر پر بوسہ دے چنانچہ سب نے بوسہ دیا۔

ایک صحابیؓ کی قبر پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان سے بہتر ہوں

حضرت عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں اس قبر والے سے بہتر ہوں۔ حضور علیہ السلام نے کوئی جھنڈا کھڑا نہیں کیا مگر حضرت عویم رضی اللہ عنہ اس کے سائے میں تھے۔

اُن صحابیؓ کا ذکر کہ جب وہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو چلو باہر نکل کر ہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کریں اور ان کا استقبال کریں۔

وہ صحابیؓ کہ جب ان کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ ہنوز بے ریش تھے

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ باوصف امیر المؤمنین تھے نہایت فصیح اللسان اور بہادر تھے۔ حضرت قیس بن سعد، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور قاضی شریح اس وقت میں امیر اور قاضی تھے جب ان کے داڑھی نہیں آئی تھی اور چہرہ پہ بال تک نہیں آئے تھے۔ حضرت احنف بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیس رضی اللہ عنہ کا نام بھی ان میں بتایا جاتا ہے۔ انصار کہا کرتے تھے کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے لئے اپنے مال سے اُن کے لئے داڑھی خریدیں اور وہ نہایت خوبصورت تھے۔

خصی کے بارے میں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام میں سب سے پہلے خصی (وہ آدمی جس کے فوطے نکال دیئے جاتے ہیں) سے خدمت لی۔ آپ ہی نے سب سے پہلے قریۃ الجوامع میں شاہی محل تعمیر کرایا اور پہرہ دار مقرر فرمائے۔ سب سے پہلے ان ہی کے پاس لیڈروں نے قیادت کی۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے ممبر کا پندرہ درجہ بنوایا۔ حضور علیہ السلام کے پاس ایک خادم خصی تھے۔ اللہ کو معلوم کہ ان کا خصی پن پیدائشی تھا یا بعد میں کرایا گیا۔ جمہور علماء نے اس کی کراہیت بیان کی ہے۔ سب سے پہلے مسجد نبوی اور حرمین شریفین میں صلاح الدین ایوبی نے ان (خصی) سے خدمت لی۔

سندر مولیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی وصیت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہر مسلمان کو تمہارے بارے میں وصیت کرتا ہوں (کہ تمہاری مدد کریں) پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ہمارے پاس قیام کرو تمہارے لئے کوئی وظیفہ جاری کردوں اور جو جگہ تم پسند کرو وہ تمہارے نام پر اندراج کرادوں انہوں نے مصر کو اختیار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے ان کو ایک وسیع زمین جاگیر میں اور ایک گھر دیا اور سندرؓ حضرت عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے۔ سندرؓ سے دو حدیثیں موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخنّث کے بارے میں

الخناثہ کے معنی نرم ہونا. شکستہ ہونا یا جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتا ہو اور تخلیق کے اعتبار سے عورتوں سے مشابہت رکھتا ہو. بات چیت میں اور حرکات وسکنات میں۔ ایک مرتبہ ایک مخنث نے جس کا نام ہیت تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن ابی امیمہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ اگر تمہارے لئے طائف کو کل فتح کر دے تو میں تم کو غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا جب کہ وہ آگے کو آتی ہے تو اس کے پیٹ میں چار بل پڑتے ہیں وہ اتنی موٹی ہے اور جب جاتی ہے تو آٹھ بل (تہہ) ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ہرگز یہ شخص تمہارے گھروں میں داخل نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ طائف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ فاختہ بنت عمرو بن عابد کا ایک آزاد کردہ غلام ہیجڑا (مخنث) تھا جس کو ممانع کہا جاتا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتا تھا۔ عورتوں کے معاملات کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنی توجہ نہیں فرماتے تھے نہ آپ کو اس کی ضرورت پڑتی تھی۔ لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اس ہیجڑے کو (جس کا نام ہیت تھا) یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہہ رہا تھا کہ اے خالد اگر تم طائف فتح کرو تو بادیہ بنت غیلان تم سے چھوٹ نہ جائے کہ وہ چار تہہ کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہ مخنث اس قسم کی باتیں سنتا سمجھتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے فرمایا کہ ہرگز یہ شخص تمہارے پاس نہ آئے پھر وہ سب پردہ کرنے لگیں اس سے۔ اس کے بعد وہ دونوں یعنی ہیت اور ممانع مخنث حمیٰ کی طرف جلاوطن کر دیئے گئے اس سے یہ مسئلہ مستفاد ہوا کہ عورتوں کو ان ہیجڑوں اور مخنثوں سے پردہ کرنا چاہیئے جبکہ وہ عورتوں کے حسن (نسائیت) کو سمجھتے ہوں اور اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ جو شخص عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اس کی پٹائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا۔ گھر سے نکالنا اور جلاوطن کرنا جائز ہے اسی طرح عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا بالاتفاق حرام ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے ہیجڑوں پر لعنت کی ہے اور عورتوں میں سے کنگھا کرنے والیوں پر جو مردوں کی مشابہت کے لئے بالوں کو سنوارتی ہیں لعنت فرمائی ہے اور فرمایا اپنے گھروں سے نکالو ایک روایت میں مدینہ منورہ میں اس وقت میں ایک اور مخنث کا نام آتا ہے جو "ھرم" کہلاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد مدینہ منورہ میں چھ مخنث بتائے جاتے ہیں یہ سب عورتوں سے متعلق باتیں گھڑتے تھے۔

سلف صالحین نے آثار قدیمہ کا تحفظ کیا ہے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی یادگار چادر کا بھاؤ بڑھانا مشہور ہے۔ حضرت خالد اور حضرت ابوزمعہ رضی اللہ عنہما کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو محفوظ رکھنا منقول اور معروف ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کو اپنی خوشبوؤں میں ملانا پوشیدہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ ابوربیعہ مخزومین کی اولاد کے پاس ان کی ماں اُم کلثوم کا ایک تسمہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز کے پاس بالوں کا ایک بستر تھا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک گھنٹی بلکہ گھنٹیوں کا گچھا تھا جو کہ اونٹ کی گردنوں میں باندھا جاتا تھا تاکہ ان کی آواز سے پہچانا جاسکے کہ وہ بندھے ہوئے ہیں یا کھل گئے ہیں۔ اور یہ سب اسلاف کی یادگار کے طور پر رکھے جاتے تھے۔

خاتمۃ الکتاب اور خلاصہ

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کو ختم کرنے سے قبل بطور خلاصہ یہ حدیث ابی ھالہ پیش کرتا ہوں جو کہ میرے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تمام شمائل، سیرت اور صورت کی جامع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے احوال، تراتیب اور اخلاق حسنہ کے ذریعہ دنیا کے تمام انسانوں کو رہبری حاصل ہوئی ہے اور کائناتی اور سیاسی مسائل کے قیام میں مدد ملتی ہے۔ مشرق اور مغرب کے تمام ممالک کو بنیادی مسائل معلوم ہوئے ہیں۔ حدیث مذکور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے بھی (نہایت ہی) شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے مرتبہ والے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک بدر کی طرح چمکتا تھا آپ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا لیکن لانبے قد والے سے کم تھا۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھاتے ہوئے (گھنگھریالے) تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ جس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لَو سے متجاوز ہو جاتے تھے آپ کا رنگ مبارک نہایت چمکدار تھا اور پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو جدا جدا تھے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصّہ کے وقت اُبھر جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک چمک اور نُور تھا۔ ابتداءً دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا تھا۔ لیکن غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ حُسن اور چمک کی وجہ سے ہے آپ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی۔ آنکھ مبارک کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔ رخسار مبارک ہموار ہلکے تھے۔ گوشت لٹکے ہوئے تھے اور آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل بھی تھا۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی آپ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے اور بدن گٹھا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں۔ کپڑا اُتارنے کی حالت میں آپ کا بدن مبارک روشن اور چمکدار نظر آتا تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ مبارک بالوں سے خالی تھا۔ البتہ دونوں بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ۔ نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز اور پُر گوشت تھے۔ ہاتھ پیر کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے قدم مبارک ہموار تھے کہ پانی اُن کے صاف شفاف ہونے کی وجہ سے اور ان کی ملاحت کی وجہ سے ان پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا۔ جب آپ چلتے تو قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے۔ قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ قدم رکھتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا آپ نشیب میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔ آپ کی نظریں نیچی رہتی تھیں۔ نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ عموماً گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی یعنی غایت شرم وحیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلنے میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپ پیچھے رہ جاتے تھے اور جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتداء فرماتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں سے عرض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کیسی ہوتی تھی۔ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے غم میں متواتر مشغول رہتے ہر وقت سوچ میں رہتے تھے۔ ان امور کی وجہ سے کسی وقت آپ کو بے فکری اور راحت نہیں ہوتی تھی یعنی دنیاوی امور میں آپ کو راحت نہیں ملتی تھی۔ بلکہ دینی امور میں راحت ملتی تھی اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے آپ کی تمام گفتگو ابتدا سے انتہا تک منہ بھر کر ہوتی تھی۔ جامع الفاظ کے ساتھ کلام فرماتے تھے آپ کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا۔ نہ اس میں فضولیات ہوتی تھی نہ کوتاہیاں کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو۔ آپ نہ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل فرماتے تھے۔ اللہ جل شانہٗ کی نعمت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے اس کی مذمت نہ فرماتے تھے۔ البتہ کھانے کی اشیاء کی نہ مذمت فرماتے نہ تعریف۔ جب کسی دینی امر اور حق بات سے کوئی شخص تجاوز کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی شخص تاب نہیں لا سکتا تھا اور کوئی اس کو روک بھی نہیں سکتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ اس کی تلافی نہ کرالیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے اور نہ اس کا انتقام لیتے تھے۔ جب کسی وجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔ جب آپ کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہاتھ پلٹ لیتے تھے اور جب بات کرتے تو ہاتھوں کو ملا لیتے تھے اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے تھے اور جب آپ کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے تھے اور بے توجہی فرماتے تھے یا درگذر فرما دیا کرتے تھے اور جب خوش ہوتے تو حیا کی وجہ سے آنکھیں گویا بند فرما لیتے تھے۔ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی اس وقت آپ کے دندان مبارک اولے کی طرح چمکدار سفید ظاہر ہوتے تھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو حضرت حسین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ سے ایک زمانہ تک پوشیدہ رکھا۔ پھر ایک دن اس کے بارے میں بات کی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس حدیث کو سن چکے تھے (صرف یہ نہیں کہ ماموں جان سے یہ حدیث سنی ہو بلکہ اس سے قبل اپنے والد صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث سنی تھی) کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں تشریف لے جانے کے بارے میں اور باہر تشریف لانے میں آپ کا طرز اور طریقہ بھی معلوم کر چکے تھے۔ کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد صاحب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں تشریف لے جانے کے حالات دریافت کئے تو فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف رکھنے کے وقت اس کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ ایک حصہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی عبادت میں خرچ فرماتے تھے (یعنی نماز وغیرہ میں) دوسرا حصہ گھر والوں کے ادائے حقوق میں صرف فرماتے تھے اور تیسرا حصہ خاص اپنی ضروریات راحت و آرام کے لئے رکھتے تھے پھر اپنے والے اس حصہ کو بھی دو حصوں پر اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے۔ اس طرح پر کہ خصوصی حضرات صحابۂ کرام اس وقت میں داخل ہوتے۔ ان خواص کے ذریعہ مضامین عوام تک پہنچتے تھے۔ ان لوگوں سے کسی چیز یا بات کو بھی اٹھا کر نہ رکھتے تھے۔ امت کے اس حصہ میں آپ کا یہ طرز تھا کہ ان آنے والوں میں اہل فضل کو حاضری کی اجازت میں ترجیح دیتے تھے۔ اس وقت کو بھی ان کے فضل دینی کے لحاظ سے ان پر تقسیم فرماتے تھے بعض آنے والے ایک حاجت لے کر آتے۔ بعض حضرات دو دو حاجتیں لے کر حاضرِ خدمت ہوتے اور بعض کئی کئی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تمام حاجتیں پوری فرمایا کرتے تھے اور ان کو ایسے امور میں مشغول فرماتے جو خود ان کی اور تمام اُمت کی اصلاح کے لئے کارآمد اور مفید ہوں۔ تمام مناسب اُمور دینیہ اور علوم و معارف تعلیم کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو یہ بھی فرما دیا کرتے تھے کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان تمام مفید اور ضروری اصلاحی امور کو غائبین تک پہنچا دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے مجھ سے اپنی ضروریات کا اظہار نہیں کر سکتے تم لوگ ان کی ضرورتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو۔ اس لئے کہ جو شخص بادشاہ تک کسی ایسے شخص کی حاجت کو پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا تو حق تعالیٰ جل شانہٗ قیامت کے دن اس شخص کو ثابت قدم رکھیں گے لہٰذا تم لوگ اس میں ضرور کوشش کیا کرو۔ جو شخص آپ کی خدمت میں داخل ہوتا آپ اس کی طرف پوری توجہ سے متوجہ ہوتے تھے۔ چنانچہ سفیان بن وکیع کی حدیث میں ہے کہ جو صحابہ آپ کی خدمت میں دینی اُمور کے طالب بن کر حاضر ہوتے بلا کچھ چکھے وہاں سے نہیں آتے تھے (اس سے حسّی چکھنا ہی مراد ہو سکتا ہے اور دینی باتوں کی سمجھ حاصل کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والد صاحب نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف فرما ہوتے تو ضروری باتوں کے علاوہ اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے۔ فضول تذکروں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے آنے والوں کی تالیف قلب فرماتے تھے۔ ان کو مانوس فرماتے متوحش نہیں فرماتے تھے۔ ہر قوم کے معزز لوگوں کا اکرام و اعزاز فرماتے تھے اور اس کو خود اپنی طرف سے بھی اس قوم کا متولی اور سردار مقرر فرماتے تھے لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے یا ان کو دوسروں سے احتیاط رکھنے کی تاکید فرماتے تھے اور خود اپنی بھی لوگوں کی تکلیف یا نقصان پہنچانے سے حفاظت فرماتے تھے۔ لیکن باوجود خود احتیاط رکھنے اور اس کی تاکید کرنے کے کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور خوش خلقی کو نہیں ہٹاتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں کی خبر گیری فرماتے تھے۔ لوگوں کے حالات اور آپس کے معاملات کی تحقیق فرما کر ان کی اصلاح فرماتے۔ اچھی بات کی تحسین فرما کر اس کی تقویت فرماتے تھے اور بُری بات کی بُرائی بتا کر اس کو زائل فرماتے اور روک دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے تھے۔ آپ لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے تھے مبادا وہ دین سے غافل ہو جائیں یا کسی امر میں حد سے بڑھ جائیں اور دین سے اُکتا جائیں۔ ہر کام کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خاص انتظام تھا۔ امر حق میں نہ کبھی کوتاہی فرماتے تھے نہ حد سے تجاوز فرماتے تھے۔ آپ کے پاس آنے والے مخلوق میں بہترین افراد ہوتے تھے۔ آپ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا جس کی خیر خواہی عام ہو (یعنی جو کہ ہر ایک کی بھلائی چاہتا ہو آپ کے نزدیک بڑے رتبہ والا وہی ہوتا جو کہ مخلوق کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لیتا تھا آپ کی نشست و برخواست سب اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتی تھی۔ جب کسی جگہ تشریف لے جاتے جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے تھے اور اسی بات کا لوگوں کو حکم فرماتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو جاتے وہی صدر مجلس بن جاتی تھی۔ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کا حق ادا فرماتے تھے اور ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ میرا اکرام فرماتے ہیں جب تک وہ نہ اُٹھ جاتا خود نہ اُٹھتے تھے۔ آپ تمام مخلوق کے لئے شفقت میں باپ کا درجہ رکھتے تھے اور سب کے حقوق آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس میں مجلس علم و حیا، صبر اور امانت تھی۔ نہ اس میں شور و غوغا ہوتا تھا نہ کسی کی آبرو اتاری جاتی تھی۔ کسی کی لغزش پر شہرت نہیں دی جاتی تھی۔ فضیلت صرف تقویٰ پر ہوتی تھی۔ ہر شخص تواضع سے پیش آتا تھا بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے۔ اہل حاجت کو ترجیح دیتے اور اجنبی مسافر کی خبر گیری کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند باتوں سے اعراض فرماتے تھے۔ دوسرے شخص کی کوئی خواہش اگر آپ کو پسند نہ آتی تھی تو اس کو مایوس نہ فرماتے اور اس کا وعدہ بھی نہ فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو تین باتوں سے بالکل علیحدہ رکھتے تھے:۔

(۱) جھگڑے سے (۲) تکبر سے (۳) اور بیکار بات کرنے سے۔

اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا:۔

(۱) نہ کسی کی مذمت فرماتے (۲) نہ کسی کو عیب لگاتے اور (۳) نہ کسی کے عیب تلاش کرتے۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح گردن جھکا کر بیٹھتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ ذرا بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکت نہیں کرتے تھے۔ جب تک مخاطب اپنی بات پوری نہ کر لیتا آپ گفتگو نہ فرماتے۔ لوگوں کی ہنسی پر آپ بھی تبسم فرماتے اور ان کے تعجب کرنے پر آپ بھی ان کے شریک ہوتے۔ اجنبی مسافر کی سخت گفتگو اور بے تمیزی پر صبر فرماتے تھے۔ آپ حاجتمندوں کی مدد کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اگر کوئی بطور شکریہ اور ادائے احسان آپ کی تعریف کرتا تو آپ سکوت فرماتے (کیونکہ ادائے شکر ضروری امور میں سے ہے) دوسرے کا قطع کلام نہ فرماتے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرتا تو روک دیتے یا مجلس سے تشریف لے جاتے تاکہ وہ خود رک جائے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی چار چیزوں پر ہوتی تھی (۱) بردباری کی بنا پر (۲) حذر یعنی پرہیز اور احتیاط کی بنا پر (۳) تقدیر پر (۴) تفکر پر یعنی باقی اور فانی چیزوں پر غور و فکر فرمایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلم اور صبر کو یکجا جمع کر دیا گیا تھا۔ دین کے کسی امر کو ہلکا سمجھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ دلاتا تھا کوئی اور امر اتنا نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احتیاط کے باب میں بھی چار چیزوں کے جامع تھے:۔

(۱) ذمہ داری کا احساس تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔

(۲) بُری بات کو ترک کر دینا تاکہ اس سے روکا جائے۔

(۳) ان امور میں اپنی رائے سے اجتہاد کرنا جس میں اُمت کی مصلحت ہو۔

(۴) اور ان امور کا اہتمام کرنا جس میں ان کی دین و آخرت کی خیر جمع ہو جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت اور جبلت میں پیدائشی طور پر قدرت نے اعتدال رکھا تھا اور اس وسیع انوارات اور حق سے جو اخلاق اور عادات صادر ہوتے تھے سب میں اعتدال تھا اور باطل کو آپ کی تخلیق میں رسائی نہیں تھی۔ آپ کا ایسا اعتدال کا راستہ تھا جس میں ظلمت اور آفت نام کو نہ تھی حتیٰ کہ آپ اپنی بناوٹ میں تمام موجودات میں انتہائی کمال کو پہنچے ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کی بہت سی باتوں کی خبر دی اور پیشین گوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی۔ تمام نظم وضبط کو ترتیب وار بیان کیا جو تجربہ سے بالکل اسی طرح ثابت ہوتا جا رہا ہے اور تمام مخلوق کے افعال اور اقوال ہر اعتبار سے اس نظام کے تحت داخل وشمار ہوتے ہیں۔ ایک عظیم انسان سے ان باتوں کا صدور ہونا دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر ہیں جن کو ان کا موجد حقیقی خالق ومالک ہی احصار کر سکتا ہے یعنی اللہ جل شانہٗ کے سوا اس حقیقت کو کوئی نہیں جانتا وہی اس کا حقیقی جاننے والا اور پیدا کرنے والا ہے اور یہی آپ کی عصمت اور (نبوت) کے منتہاء کے دلائل میں سے ہے۔

والحمد للہ والمنہ مخلصا۔

اب اس مسکین کا قلم سامعین (ناظرین) سے معذرت کے ساتھ رُکنے پر مجبور ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات کو مزید جمع کرنا اور پیش کرنا ممکن معلوم نہیں ہوتا۔ یہ بات نہیں ہے کہ جس قدر ہم نے بیان کیا ہے یہی اس کا منتہاء ہے جو صناعات، تجارات اور عامل کا پیشہ اور علوم اس دور میں مروج تھے اس سے آگے کچھ نہیں ہے۔ نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ صحابہؓ کرام اور قرنِ اولیٰ کے مختلف مراحل زندگی میں جو علوم اور فنون اس وقت موجود تھے وہ اس مقدار سے بہت زیادہ تھے جو تدوین ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔ اس وقت سے اس دور تک بڑا فاصلہ حائل ہے کیونکہ اس دور انقطاع میں وہ تمام اسباب (ذرائع ابلاغ اور اشاعت) نہیں تھے جس سے اس دور کا تفصیلی علم اب ہم تک پہنچ رہا ہے اس کے کئی اسباب ہیں۔ اول یہ کہ پہلی صدی والوں میں تدوینِ قرآن کے لئے مکمل محنت کرنے والے کافی نہیں تھے جو قرآن کا غیر قرآن سے خلط ملط ہو جانے کے خطرہ سے دور کر سکتے۔ جب دوسری صدی کے لوگ اس اعتبار سے مطمئن ہو گئے تو بعض ابواب کی تدوین پر متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اس دور کے مختلف حالات میں جو عنوانات زیادہ اہمیت اور تاکید کے حامل تھے اس کی تدوین پہلے فرمائی۔ جیسے جیسے اس کی ضرورت محسوس ہوتی گئی اس طرز پر تدوین کرنے کو انہوں نے غنیمت جانا اور تاریخی مواد سے ہمارے اسلاف کے متعلق جو خبریں اور حالات مدینہ طیبہ کے مل سکتے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کماحقہ نہیں مل سکے اور جو ان کے معاشی اصول اور ان کے صنعتی کارنامے اور ان کے عطیات اور ان کے لباس کے حالات معلوم ہو سکتے تھے اور ان کے ادارے کے متعلق حکومت، قضاء، سیاست، تعلیم، مدارس اور کارخانے سے وہ امور جو اس امت کی ترقی اور اجتماعی حالات سے متعلق ہیں وہ بھی ہم کو بآسانی معلوم نہ ہو سکے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ اس زمانہ کے اثر اور سیرت سے متعلق تصنیفات بھی ناکافی ثابت ہوئیں کیونکہ ان میں سے اکثر مجموعہ اور تصانیف مختلف جنگوں کے دوران جلادی گئیں اور اس میں کا بہت بڑا ذخیرہ واقعہ تاتار میں ختم ہو گیا تھا۔ اس سے زیادہ بھیانک واقعہ تاریخ میں نہیں ملتا۔ اتنا بڑا ذخیرہ دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا تھا کہ اس کا پانی ٹھہر گیا تھا اور کثرت روشنائی سے دجلہ کا پانی سیاہ ہو گیا تھا۔ واقعہ تاتار سے قبل ہی مصنف کو سلف کی بعض کتابوں کے ضائع ہونے کی شکایت ملی ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حضرات قدماء کی ہمت شاقہ اور ان کی زندگی کا خلاصہ اور زبدۃ الاعمال کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ ان کی بکثرت تصانیف محض اس وجہ سے ضائع اور ناپید ہو گئیں کہ بعد کے طالب علموں کی ہمتیں کمزور پڑ گئیں اور وہ مختصرات کو طلب کرنے لگے اور مطولات (طویل کتابوں کے مطالعہ) سے پیچھے ہٹنے لگے اس کے بعد بعض درسی کتب کا اختصار ہوا تو بہت سی کتابیں ناپید ہو گئیں اور ان کا کوئی نسخہ باقی نہ رہا (جیسا کہ موجودہ دور میں آپ دیکھ رہے ہیں)۔

عربوں کی تاریخ کو دیکھئے کہ اندلس کے شہر قرطبہ میں سب سے زیادہ کتابیں تھیں۔ جب اسپین پر نصرانیوں کا تسلط ہوا تو مسلمانوں کی جس قدر تصنیفات ان کے ہاتھ لگیں انہوں نے ان سب کو جلا دیا۔ جن کی تعداد ملیون خمسون جلدوں میں تھی۔ ایک کروڑ پچاس ہزار جلدوں کو ایک ہی دن میں آگ لگا کر نصرانیوں نے عید منائی۔ پھر انہوں نے نوے کتب خانوں پر چھاپے مارے اور جن جن شہروں میں ان کو عربی کتابیں ملیں ان کو ضائع کر دیا ان نصرانیوں کے مورخوں میں سے ایک مورخ ویلس نے ذکر کیا ہے کہ اندلس کے جن کتب خانوں کو

www.KitaboSunnat.com

جلایا گیا ان میں دس لاکھ پچاس ہزار جلدیں تھیں۔ اسقف پادری طلیطلہ نے جن کتب اسلامیہ کو جلایا وہ اسی ہزار سے زیادہ تھیں اور انگریزوں نے جب غرناطہ پر غلبہ پایا تو انہوں نے وہاں کی بہترین قسم کی کتابوں کو جلوا دیا جو کہ دس لاکھ سے زیادہ تھیں جب انہوں نے تین کشتیوں پر قبضہ کیا تو مراکش کے مسلمانوں میں اتنی قوت نہیں تھی کہ ان پر پیچھے سے حملہ کر دیتے۔ لہٰذا انگریزوں نے ان کو اسکوریال کے ایک محل میں ڈال دیا اور آگ لگا کر تماشا بنایا۔ ان میں سے صرف کچھ کتابیں باقی رہ گئی تھیں تو ایک مسیحی مورخ نے ان کی فہرست مرتب کی جو آج تک وہاں کے ایک مکتبہ میں محفوظ ہے۔ روئے زمین کے علماء اس کی زیارت کرتے ہیں۔ قرطبہ کے ایک مکتبہ میں چھ لاکھ کتابیں دیکھی گئی ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان علماء اسلام کے آثار باقی نہ رہے سوائے چند نادر اور نہایت کم مقدار کی کچھ کتابوں کے۔ بعض مصری مورخین نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی تالیف کردہ بقایا جو موجود رہ گیا ہے وہ مثل سمندر کے ایک قطرہ کے باقی رہ گیا ہے۔ باقی سب ان بُت پرست عیسائیوں نے جلا دیا جو اسپین کے رہنے والے تھے۔

(الحمد للہ) کہ فاس اور عراق کے مکتبوں نے ہمیں یورپ کے مکاتب سے مستغنی کر دیا ہے۔ لیکن پھر بھی آج اگر یورپ والے اپنے مکاتب سے یا نشر و اشاعت کے ذریعہ کوئی عبارت ہمارے ہی لٹریچر سے نقل کر کے ہمیں پہنچاتے ہیں تو ہم اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ورنہ یہ سب اسی خزانے میں بند رہتے ہیں۔ جن پر سخت پہرہ بٹھایا ہوا ہے۔ ان مکاتب کو پانی کی دیواروں سے گھیر رکھا ہے تاکہ مزید جلائے جانے سے محفوظ رہیں۔

ابو محمد عبداللہ التجانی نے اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا ہے کہ تیونس میں ابو زکریا الحفصی کے مکتبہ میں تیس ہزار جلدیں محفوظ تھیں۔ اس میں سے ضائع ہوتے ہوتے اب صرف چھ ہزار جلدیں باقی رہ گئیں۔ قاضی حسن بن معمر الھواری الطرابلسی سے جو کہ خود بادشاہ تھے اور علماء اکابرین میں شمار ہوتے تھے اس کے ضائع ہونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ بارش اور انسانی ہاتھوں کے دست برد کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے الجزائر کے مشائخ نے بھی یہی تعلیل بیان کی ہے اور اس میں یہ اسباب بھی شامل ہیں مثلاً لوگوں کا لغویات کی طرف رُخ کرنا اور راحت کی تلاش میں عیش وعشرت کی طرف سکون پکڑنا بتلایا ہے۔ اب ان کتابوں کا نام بھی دنیا سے مٹ چکا ہے جس کا ذکر شیخ مسعود نے اپنے مجموعہ میں جس کا نام منہاج رسم القرآن فی شرح مورد الظمان میں کیا ہے۔ مصنف نے فرمایا کہ شرح عقلیہ سے کناشہ میں نقل کیا گیا ہے کہ اس امت کے مصنفین نے اتنی کتابیں ہر فن میں تصنیف کی ہیں جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح غرناطہ کے بعض طالبعلموں کے پاس بھی ضخیم کتابیں موجود تھیں اور صرف کتابوں کی فہرست کا ایک مجموعہ تھا جس میں کتاب کا نام، شہر اور مؤلف کا نام وغیرہ لکھا ہوا تھا۔

بخارا کے ایک بادشاہ نوح بن منصور نے ابن عباد کو وزارت کی پیش کش کی تو انہوں نے یہ کہہ کر عذر کر دیا کہ اتنی بے شمار کتابوں کو نقل کرنا ہوگا جن کی مقدار چار سو اونٹ کا بوجھ ہے یہ چوتھی صدی کے آدمی تھے اگر ایک علاقہ کے ایک آدمی کے پاس اتنی مقدار کی کتابیں ہوں تو دوسرے ممالک اور دوسرے شہروں کے لوگوں کے پاس کتنا بڑا ذخیرۂ کتب ہوگا؟ اگر تین سو سال میں مسلمانوں کی تالیف ایک ہی علم میں اس مقدار کو پہنچے تو غور کیجئے کہ اس کے بعد کی کتابوں کی کیا مقدار کی کثرت ہوگی؟

لغات کی بیشتر کتابیں فتنۂ تاتار وغیرہ میں ختم ہوگئیں اب متاخرین اور متقدمین کی تصانیف جو کہ موجود ہیں ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر بھی نہیں ہوں گی۔ محمد بن الحسن صاحب امام ابوحنیفہؒ کے ساتھی تھے انہوں نے علوم دینیہ میں نوسو ننانوے (999) کتابیں تصنیف کی ہیں (وفات ۱۸۹ھ)۔

امام محمدؒ کی جو علمی کتابیں امام شافعیؒ نے دیکھیں وہ ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر ہوگی جبکہ قرن ثانی کے صرف ایک مؤلف کی تالیفات ایک ہزار تک پہنچتی ہیں۔ جن میں سے ساٹھ لکھے گئے ہوں تو دوسروں کی تصنیفات کا کیا حال ہوگا۔ اسی طرح امام مالکؒ نے جو کتابیں احکام شرعیہ کے بارے میں شاگردوں کو املا لکھوایا اس کی تقریباً ایک سو پچاس جلدیں ہوں گی تو اس صدی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دوسرے مصنفین کا کیا حال ہوگا اور جو ان کے بعد آئے؟ ہندوستان میں حیدرآباد کے قاضی القضاۃ خدا بخش نے اپنے مقالہ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے اسی طرح واقدی کی کتب کی مقدار چھ سو صندوق ہے جس کی مقتضی ایک سو بیس اونٹ کا بوجھ ہوگا۔

کشف الظنون میں جن کتابوں اور فنون کا نام موجود ہے وہ مصطفےٰ ابن عبداللہ جو کہ حاجی خلیفہ کے نام سے مشہور ہیں انتہاء درجہ جو اسماء کتب کی فہرست میں موجود ہے اس کی تعداد اٹھارہ ہزار چھپن ہے۔ اسی طرح اس کتاب کے مصنف بھی چھپن کتب پر مطلع ہوئے ہیں۔ اس میں ایک جلد ابن ساعاتی بغدادی کی تالیف بھی ہے اور وہ مصنف کے مکتبہ میں موجود ہے۔ صاحب کشف الظنون نے جن مصنفین کا ذکر کیا ہے وہ ابوالحسن علی بن انجب بغدادی اور جمال الدین بن قفطی سعیدی اور امام طوفی بغدادی اور امام ابوالبرکات محمد بن ابراہیم بن الحاج البلفیقی اندلسی اور شرف الدین محمد بن معمر مقدسی اور شیخ الاسلام محمد ابی السرور البکری صدیقی مصری ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور جماعت مصنفین کا اضافہ کیا گیا ہے جن میں سے فاضل ابراہیم بن علی الحنفی الرومی شامل ہیں اور کمال الدین محمد بن مصطفےٰ بکری الغزی الحنفی بھی شامل ہیں اور ان میں سے مصنف کے زمانہ کے معمر المعتنی سعادۃ المیر الائی اسماعیل پاشا بغدادی ہیں جو کہ مصنف کے آستانہ کے اصل بانی مبانی ہیں ۱۳۲۱ھ میں آپ حیات تھے۔ کشف الظنون کے دس جلدوں کے اخیر میں حاشیہ ہے۔ اور ہمارے ایک ساتھی البحاثۃ الاثری سید حسن حسنی عبدالوہاب کی دلیل الباحثین عمن الف من الافریقیین کئی جلدوں میں ہے اور کئی ہزار اسماء کتب (BIBLIOGRAHY) پر مشتمل ہے۔ اسی طرح ابوالمحاسن محمد بن خلیل قاوقجی طرابلسی کی کتاب اور ہندوستان کے محدث اور عالم ابوالحسنات محمد عبدالحیؒ لکھنوی انصاری کی کتاب فرحۃ المدرسین بذکر المؤلفات ومؤلفین ہے اور حافظ قاسم بن قطلو بغا اور ابوحفص عمرو بن مکی الشرقاوی وغیرہ کی کتابوں کا تذکرہ ہے۔ کتابوں کے تین بڑے خزانے ایک بغداد میں خلافتِ عباسیہ کا۔ دوسرا مصری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمین کا تیسرا اندلس میں بنی اُمیہ کا۔ ہر مذہب کی کتابیں تھیں سب ضائع کر دی گئیں اور جلا دی گئیں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ میں جو کتابیں تصنیف کی گئیں ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی اور ملت اس کی مثال پیش کر سکتی ہے اور نہ اُمت کا کوئی طبقہ اس کی نظیر پیش کر سکتا ہے مثلاً مکتبہ خدیویہ مصریہ اتنا بڑا مکتبہ ہے کہ اس جیسی کتابیں عالمِ اسلام کے کسی مکتبہ میں نہیں مل سکتیں۔ صرف اس کی فہرست دس جلدوں میں ہے۔ مصنف نے دائرۃ المعارف الوجدیہ کی موجودہ مطبوعات کی تعداد ۸۴۵۰۸ مجلدات بتائی ہیں۔ اور مخطوط کتب کی تعداد ۱۹۰۰۰ انیس ہزار اور ۱۸۹ عدد قرآن مجید کے نسخے ہیں جن میں سے ۲۷ نسخے خط کوفی میں ہرن کی جھلی پر لکھے ہوئے ہیں۔ کتابوں کے جلا دینے کا۔ پانی میں ڈبو دینے کا اور اہل انقرہ کی قوم یالیت والوں کے ہاتھ فروخت کر دینے کا اور اہلِ اسلام پر ان کی، ان کی غارتگری اور ان کے علوم پر ڈاکہ زنی کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمۃ مدینہ منورہ میں تھا لیکن اس کی کتابیں متفرق اور تتر بتر ہو گئیں۔ اس کے بعد مصر کا مکتبہ البحاثۃ المعتنی الکبیر احمد تیمور المصری ہے جس میں چوبیس ہزار جلدیں ہیں اس سے متصل مکتبہ زکی پاشا ہے اس میں بھی بہت اچھی کتابیں ہیں لیکن مصر کے مطابع (پبلشر) کتابوں کو طبع کرانے کی مشقت نہیں اٹھاتے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی تنگ نظری کی وجہ سے یہ ذخیرۂ کتب بالکل ضائع ہو جائے۔ بہت سی تو پھٹ چکی ہیں یا نہایت بوسیدہ ہونے والی ہیں کاش یہ لوگ کتب قدیمہ کو طبع اور نشر کرانے میں نہایت رغبت اور شوق سے کام لیں اور کوئی کمیٹی قائم کر لیں جو کتابوں کے ناموں کو معہ پتہ اور عنوانات کے جمع کریں پھر ملنے کا پتہ بھی حاصل کریں اور حفظِ قرآن کا ضابطہ بنایا جائے اس امت کے مغربی حصہ کے لوگوں نے اس میں وافر حصہ لیا ہے۔ ایک مقولہ مشہور ہے کہ یہ قرآن کریم عرب کی لغت میں نازل ہوا، عجم نے اس کی تفسیر کی، مغاربہ نے اس کو حفظ کیا، مصر والوں نے اس کی لغت میں کلام کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ترکی والوں نے اس کو سُنا۔ اہلِ یمن نے آخرت سے متعلق اس پر عمل کیا۔ چودہ سو سال سے لوگ اس سے مسائل استنباط کرتے رہے۔ علماء کرام اس میں سے اختلاف مدارک، غایات، حظوظ، فنون علمیہ، اخلاقیہ، قانونیہ، تاریخیہ اور فلسفیہ کا استخراج کرتے رہے۔ غرضکہ یہ ایسا سمندر ہے اور اس میں ایسے عجائب ہیں کہ کبھی ختم نہ ہوں۔ ہر قسم کی ترقی کا منبع ہے۔ مسائل حاضرہ اور حکومت کے ضوابط اور دنیاوی علوم کے کسی باب کو لیجئے۔ جو اس میں نہ ہو یا اس میں سے نکالنا ممکن نہ ہو۔ دمشق میں استاد محمد بن احمد الاسکندرانی نے قرآن سے علوم طبیعیہ ( ) کا استخراج کیا ہے۔ آپ نے قرآن کریم سے یہ بھی استخراج کیا ہے کہ زمین سے پانی نکالنے کا راز کیا ہے اور اس میں نالیاں اور پتھر اور اس کے فوائد اور نباتات اور اس کا حکم، اس کے خواص کیا کیا ہیں آپ کی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اس کا نام ہے کشف الاسرار النورانیہ القرآنیہ فیما یتعلق بالاجرام السماویہ والارضیہ والحیوانات والنباتات والجواہر المعدنیہ ۱۲۹۹ھ میں طبع ہوئی۔ اسی طرح فلک اور ہیبت کے بارے میں احمد پاشا ترکی نے تقریباً ستر آیتیں جمع کی ہیں اور عالم مصر الشمس محمد بن نجیت المطبعی الحنفی اور شیخ طنطاوی جوہری نے بھی کتابیں لکھی ہیں۔ آخر الذکر نے قرآن کریم سے سورج اور اس کی شعاعیں، چاند اور اس کی روشنی، آسمان اور ستارے اس کے اسرار اور احکام بتلائے ہیں۔ اسی طرح فرید وجدی نے کنز العلوم واللغۃ میں اور تفسیر اور اس کا مقدمہ علوم نفسیہ اور قوانین اجتماعیہ اور علوم عمرانیہ قرآن کی روشنی میں قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کا ایک شیعہ عالم ہیبۃ اللہ الشہرستانی نے علوم فلکیہ کے باب میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "الھیئۃ والاسلام" رکھا اور خود اپنے متعلق فرمایا کہ آپ نے بجلی اور بھاپ کے اور اس کے نتائج علمیہ جس سے ریل گاڑیاں اور آٹو موبائل اور سمندر میں غوطہ لگانے والے اور ہوائی پرواز کے بارے میں قرآن وسنت سے اخذ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام " الیواقیت الثمنیہ فی الاحادیث القاضیۃ بظہور سکۃ الحدید ووصولھا الی المدینہ" رکھا۔ فرانسیسی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہوا۔ قرآن اور سنت نے ہمیں ان چیزوں کے حاصل کرنے سے نہیں روکا جو اس میں صراحۃً یا نصاً نہ ملتی ہو۔ بلکہ آئندہ آنے والے مسائل اور ان کی مصلحتوں کے پیش نظر ہمارے دین نے ابتداء زمانہ کی تمام ترقیات کی ذمہ داری لی ہے اور آبادکاری کے تمام مشروع طریقے بتا دیئے ہیں۔ ہمیں تو صرف ان تہذیب وادب سے اور دوسری امتوں کے بگڑے ہوئے اخلاق سے روکا ہے جو کہ ہمیں نقصان دینے والے ہیں۔ جو چیزیں لوگوں کو نفع بخش ہوں تو اس کے لئے دین اسلام نے کبھی لغزش نہیں کھائی دل کھول کر ہمیشہ ترقی کے راستہ پر گامزن بنایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ایسے اعمال کو سنت قرار دیا ہے اور آپ کے بعد ذمہ دار حضرات کے طور طریقے کو مضبوطی سے پکڑنے کو کتاب اللہ کی اتباع شمار کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت اور جذبے سے (آئندہ کی ترقیاتی) طریقوں کو عمل میں لانا اور اللہ کے دین کو قوۃ پہنچانا جس میں تبدل اور تغیر کی طرف سرے سے نظر ہی نہ کرنا جو اس کا مخالف ہو اسی کا ہمیں حکم ہے اور یہ قرآن کی اتباع میں شامل ہے۔ جس نے اس اصول سے رہبری حاصل کی وہی ہدایت یافتہ ہے جس نے اپنی من مانی کی جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔

ابن رشد نے کہا " ان حضرات کی سنتوں کی اتباع، قرآن کریم کی اتباع ہے" اور جو اس کے خلاف سوچتے ہیں وہ مبادیٔ اسلامیات پر قلت جمود کی وجہ سے ہے اور جمود، اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی پر جمے رہنا اسلام کی ضد اور مخالفت ہے۔ لہٰذا کسی چیز کے اختیار اور اخذ کرنے کے لئے امت اسلامیہ نے الاحسن فالاحسن کا فارمولا استعمال کیا ہے یعنی ان طریق مسنونہ کے اندر رہتے ہوئے جو جتنا زیادہ اچھی بات ہوگی اس کو سب سے پہلے لیا جائے گا اور یہ طریقہ کار اس وقت میں کارفرما تھا جبکہ مسلمانوں کی چمک دمک شان وشوکت۔ قرطبہ فاس، قیروان، بغداد اور قزوین میں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ان کے اختراعاتِ جدیدہ کسی حد پر موقوف نہیں ہوئے اور ترقی کے باب میں ان کے راستہ پر کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ اہل یورپ اپنی گہری نیند میں خرّاٹے لے رہے تھے اور وہ اس وقت اپنے غیروں کے لئے قائد نہیں بنے تھے۔ اس کا اعتراف ان کے خود مورخین میں سے فطاحلۃ نے کیا ہے۔ اب ہم مورخ سیدلیو کی بحث کو ان کی کتاب خلاصہ تاریخ العرب سے نقل کریں گے۔ سترہویں بحث عربوں کے اختراعات اور ایجادات کے بارے میں ہے۔ سب سے پہلے ان کا سوئی کا گھر بنانا اور چاندی کی مصنوعات اور بارود اور اسلحہ آگ برسانے والے گولے بنانے کا راستہ کھولنا یہ سب عربوں ہی کے سر سہرا ہے۔ اس کے اسباب اور وہ مسببات جو کہ موجودہ دنیا کے تمدن سے متعلق ہے اور تمام دنیا میں مروج ہے اور ترقی یافتہ ہے وہ سب عربوں ہی کی رہین منت ہے۔ یہ عرب لوگ بوغاز یعنی جبل الطارق کے ابتدائی خطہ سے براعظم ایشیا کی آخری حدود تک پھیلے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اب ہم کو صرف اتنی بات اور پیش کرنا باقی ہے کہ تمام اطرافِ عالم میں (یعنی دنیا بھر میں) جو حالات ادبیہ اور سیاسیہ اور عسکریہ میں تغیرات آئے سب عربوں کی ایجادات ہی بنیاد ہیں۔ عربوں نے چاندی کا ورق اور سوئی کا گھر اور بارود مدافعات کی ایجاد ہے۔ بعض یورپین لوگ اب بھی اس بات کا اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہوتے کہ یورپ نے عربوں سے ان کی تعلیمات اور ایجادات کو چھین لیا ہے۔ ان کو یہ گمان ہے کہ چین والوں کو بہت قدیم زمانہ سے ان چیزوں کا علم تھا۔ ان کو گمان ہے کہ ۸۵ء عیسوی سے اہل چین کے پاس چھاپہ خانہ موجود تھا۔ ان چیزوں کو اہلِ چین سے منسوب کرنا موہوم گمان پر مبنی ہو سکتا ہے۔ ہاں عرب نے ریشم کا ورق بنانے کے لئے چین سے استفادہ کیا ہے اگر اہلِ چین طباعت کی صنعت کو عرب سے قبل جانتے ہوتے تو عرب ان سے طباعت میں بھی مستفید ہوتے۔ اور یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بیت الابرہ بنا لیا تھا۔ حالانکہ ۱۸۰۰ء تک وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ کرۂ ارضیہ کے قطب جنوبی میں بھڑکتی ہوئی آگ موجود ہے۔ کیا بارود کا استعمال ان کو معلوم تھا؟ اور ان قسم قسم کی چیزوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا استعمال کہ جس کا اثر عربوں کے نزدیک مشہور و معروف ہے کہ ۶۹۰ء میں مکہ مکرمہ کے محاصرہ کے وقت (فتح مکہ) اس کی پہاڑیوں کی چوٹی سے اس قسم کے بارود وغیرہ کا استعمال بھی اس کے ثبوت کا شاہد ہے اور مصر میں بارود کا استعمال ۱۳ھ صدی میں ثابت ہے جو کہ ملح النجاۃ سے نکالا گیا تھا تاکہ اس کو اوپر کی چوٹیوں سے پھینکا جائے اور یہ بجلی کی کڑک کی طرح دھماکہ کرتا تھا۔ اور معرض البحریۃ کی صنعت میں اس کے استعمال کا ذکر آیا ہے جس کو تیونس کے بادشاہ نے اشبیلیہ کے بادشاہ سے مل کر گیارہویں صدی میں بنایا تھا اور اس کا استعمال ۱۳۰۸ء میں جبل الطارق کے محاصرہ میں ثابت ہے اور غرناطہ میں شہر بایطہ میں بادشاہ اسمٰعیل کے محاصرہ ۱۳۲۴ء کے موقع پر اس کے استعمال کا ثبوت ملتا ہے اور طریفہ کا محاصرہ ۱۳۴۰ء میں ہوا اس وقت بندوق سے گولیاں برسائی گئیں اس کا استعمال اسپین میں نصاریٰ نے کیا اور عربوں نے بیت الابرہ کا استعمال گیارہویں صدی میں سمندری اور خشکی کے سفروں میں ابتدا کی اور نماز کے محرابوں کو ضبط کرنا اور ریشم کے ورق بنانا ۶۵ھ میں سمرقند اور بخارا میں واقع ہوا۔ پھر یوسف بن عمرو نے ۷۶ھ میں ریشم کو روئی سے بدل لیا جس سے ورق دمشقی بنا اور عربوں نے ان ورقوں کا استعمال ۱۳ھ میں شہر قسطیلہ میں کیا اور اسی سے اس کا استعمال فرانس، اٹلی اور جرمنی میں شروع ہوا۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ کس طرح عربوں نے یورپی تمدن اور فروعی تمام صناعات پر حکومت کی اور چھا گئے اس سے معلوم ہوا کہ نویں صدی سے لے کر پندرھویں صدی تک عربوں کے پاس ادبیات کا زمانہ بہت وسیع تھا اور ان افکار عظیم الشان کے نتائج اور اعلیٰ قسم کی ایجادات گواہی دیتے ہیں کہ عرب لوگ تمام چیزوں کی ایجادات میں یورپ کے استاد تھے۔ جیسا کہ درمیانی صدی کی تاریخ میں اس کا خاص مواد ملتا ہے اور سیاسی اطلاعات اخبار اور اسفار اور مشہور لوگوں کی سیرت کے بے انتہا واقعات ملتے ہیں کہ عربوں کی ایسی صنعتیں تھیں جس کی کوئی مثال نہیں اور ایسی بلڈنگ اور عمارات کی بناوٹ، ڈیزائن اور سہولتیں ان کے افکار عظیمہ پر دلالت کرتے ہیں اور ان حضرات کی بلند ہمتی کو ظاہر کرتا ہے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام واقعات کے پیش نظر اس امتِ محمدیہ کی رفعتِ شان کا اعتراف کرنا لازم اور واجب ہوگا جس کو انگریز اور یورپین لوگ بہت زمانہ سے حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے ہیں اور ہمیں اس سے زیادہ احتجاج کی ضرورت نہیں ہے جو میں نے ذکر کر دیا ہے اس وجہ سے کہ میں نے یہ تفصیل بڑے بڑے یورپین مورخین سے سنا تھا۔ پس انہوں نے اپنی آنکھوں میں تنکا گرنے کی وجہ سے اپنے برتنوں کو پست کر لیا (یعنی ان کی آنکھیں ان حقائق کی وجہ سے خیرہ ہو گئیں اور انہوں نے کم ظرفی کا ثبوت دیا اور اعتراف کرنا بھی گوارا نہیں کیا) اور حقیقت کو چھپا لیا اور باوجود سمجھ کے جان بوجھ کر ردی چادروں سے اس کو ڈھانک لیا اور اپنی پیاس کو بجھایا (احسان فراموش)۔

اے اللہ میں شکایت کرتا ہوں تجھ سے اپنی کمزوری اور تدبیروں میں کوتاہی کی اور لوگوں میں اپنی رسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین! آپ ہی ضعیفوں کے رب ہیں اور آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ آپ کس کی طرف مجھے حوالے کرتے ہیں یا کسی دشمن کی طرف جس کو آپ نے میرے معاملہ کا مالک بنا دیا ہو اس کو مجھ پر قابو دیدیا ہو۔ اے اللہ اگر آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے لیکن آپ کی عافیت بہت زیادہ وسیع ہے۔ میں آپ کے چہرۂ کریم کے نور میں پناہ لیتا ہوں کہ جس کے لئے اندھیرا جگمگا اٹھا اور دنیا اور آخرت کے تمام کام درست ہو گئے اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھ سے ناراض ہوں یا آپ کی ناراضگی مجھ پر نازل ہو جائے آپ کو اس وقت تک راضی کرنا ضروری ہے جب تک کہ آپ راضی نہ ہو جائیں اور آپ کے سوا کسی کی قوۃ نہیں ہے۔ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے اور آپ لائق حمد و ثناء ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق اور معبود نہیں۔ میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور برے اعمال سے توبہ کرتا ہوں اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ آپ مجھے معاف فرما دیں کیونکہ آپ کے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے وہی کافی ہے اور اللہ کے منتخب بندوں پر سلام ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کو بندہ نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہے۔ الفقیر محمد عبدالحیؒ الکتانی شوال الابرک ۱۳۴۱ھ بمقام "فاس" امنها المولیٰ بمنہ آمین۔

پھر میں نے اس کتاب پر اپنی نظر کو اعادہ کیا اور اس نظر ثانی میں دو سال اور لگائے یا اس سے زیادہ۔ پس اس کی تنقیحات اور تہذیبات اور الحاقات اور تبویب ۱۳۴۶ھ میں بمقام "فاس" مکمل ہوئی۔ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و احسان سے اسے اپنی حفاظت میں رکھیں کہ اس کا مطالعہ اور مراجعہ صرف اُسی ذات (عالی) کی رضا جوئی کی وجہ سے ہو۔

تمّت بالخیر

صلے اللہ علیہ وآلہٖ
بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل المشکلات

عربی کے وہ جملے جن کا ترجمہ کتاب کے اندر نہ دیا جاسکا ان کا ذیل میں ترجمہ دیا جاتا ہے :۔

برقہ ۔ چمکدار تلواریں ۔

الضافیہ ۔ وہ زمین جس کے باشندے چلے گئے ہوں ۔

الدلال ۔ رہبری کرنے والا شخص ۔

لحاف ۔ سردی میں مہمان کے لئے بستر مہیا کرنا یا لحاف مہیا کرنا ۔

مائل جدید ۔ چراغدان ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند مفید مطبوعات

(۱) جواہر الایمان

یہ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ہی مختصر اور جامع کتابچہ ہے جس میں عقائد اسلام، مسائل نماز، روزہ و زکوٰۃ اور حج سے متعلق مسائل کے علاوہ دیگر ضروری مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے جو قریباً پچاس سال سے شائع ہو رہا ہے اور اکثر مساجد میں نقشہ کی شکل میں آویزاں نظر آتا ہے اس کے مطالعہ سے اہل ایمان کا ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے۔

(۲) نماز کی کتاب (مطابق فقہ حنفی)

نماز کی اہمیت ہر مسلمان پر واضح ہے ؎

"روز محشر کہ جانگداز بود اوّلیں پرسش نماز بود"

اسلام کے اس اہم ترین رکن کے متعلق مسائل و احکام بھی بہت وسیع ہیں اس مختصر کتابچہ میں روزمرہ پیش آنیوالے مسائل سے متعلق شرعی احکام کو جمع کر دیا گیا ہے یہ کتابچہ بہت سے پرانے پرانے نمازیوں کو بھی اپنی نمازیں درست کرنے کا ذریعہ بن چکا ہے

فضائل درود شریف

درود شریف کا پڑھنا اگرچہ ہر فرض اور سنت نماز کے قعدۂ اخیرہ میں "سنت" قرار دیا گیا ہے لیکن دیگر فارغ اوقات میں درود شریف کا ورد رکھنا بے شمار برکات کا موجب ہے جو اولیاء کرام کے معمولات کا اہم حصہ رہا ہے جو درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ثبوت ہے۔

کتاب الاخلاق

اسلامی تعلیمات میں 'اخلاق' بہت وسیع معنی رکھتا ہے قرآن پاک میں ہمارے رسول جناب حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو "صاحب خلق عظیم" کہا گیا ہے اس مختصر کتابچہ میں روزمرہ زندگی میں عمل پیرا ہونے کے لئے بہت مفید باتیں اکٹھی کی گئی ہیں جن میں سے اگر چند پر بھی عمل کر لیا جائے تو زندگی میں نمایاں تبدیلی رونما ہو سکتی ہے۔

فضائل و مسائل رمضان المبارک نماز کے بعد روزہ اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے اہم ترین عبادت ہے اس کے فضائل بھی اسی لحاظ سے بیشمار ہیں۔ فضائل کا مقصد ایک رکن کی ادائیگی کے لئے ترغیب دلانا ہے جو انسانی طبیعت کے لئے ازحد ضروری ہوتا ہے اور ضروری مسائل بھی اس کتاب میں شامل ہیں

مناجات اس کتاب میں مکمل احساس بندگی کے ساتھ عاجزی وانکساری کے جس انداز سے التجائیں کی گئی ہیں وہ رحمتِ خداوندی کو جوش میں لانے کے لئے کافی ہے بشرطیکہ صدق دلی بھی شامل حال ہو۔

مندرجہ بالا کتب مفت ملنے کا پتہ

شفیق سنز ۱۰۱ ابوہری بازار صدر کراچی

فون نمبر

۵۱۵۱۰۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا السیّد رضی الدّین احمد صاحب مدظلّہٗ کی مطبوعات

رہنمائے سعادت

یہ حضرت امام محمدؒ الغزالی کی مشہور و مقبول ترین تصنیف "کیمیائے سعادت" کی صرف ۱۶۷ صفحات میں تلخیص ہے یہ حضرت امام غزالی رح کا ہی حق تھا کہ جب احیاء العلوم جیسی ضخیم کتاب کو فارسی زبان میں منتقل کرنے کی ضرورت پیش آئی تو کیمیائے سعادت کی شکل میں اس کا مفید ترین خلاصہ پیش کیا گیا۔

اسی طرح جب کیمیائے سعادت کو اردو زبان میں پیش کرنا ضروری ہوا تو بہت سے اہل علم نے اس کام کو بطریق احسن انجام دیا۔

حضرت نے کیمیائے سعادت کا مطالعہ اولاً ایک طالب علم اور ثانیاً ایک سالک کی حیثیت سے کیا اور دوران مطالعہ ارشادات نوٹ فرماتے رہے جو بحمداللہ NOTES کی شکل میں مرتب ہو گئے۔ تلخیص کی خوبی یہ ہے کہ اصل کتاب کے بنیادی نکات کو محفوظ رکھا گیا ہے اب مشغول و مصروف حضرات بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں اس طرح حضرت مولانا مدظلہ نے وقت کی اہم ضرورت کو مدِ نظر رکھا ہے۔ اس مفید کتاب کو کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نے شائع کیا ہے۔

جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں

اس کتاب میں حضرت محترم نے بڑی تفصیل سے ان نفسیاتی بیماریوں اور ان کے عوامل کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے فی زمانہ عوام و خواص کا ایک بڑا حصہ درد و کرب میں مبتلا ہے۔ حضرت محترم کے خیال میں ان بیماریوں کا علاج رجوع الی اللہ ہے جس کے مختلف طریقے جو قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں وضاحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دردمندی سے بیان کئے ہیں، اسلوب بیان بہت سادہ اور دلنشین ہے اردو زبان میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے اور جس کے اب تک دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے بہت سوں کی مایوسیاں امید میں بدل گئیں۔ بفضلہ تعالیٰ غم واندوہ کے بادل چھٹ گئے۔

اس کو قاسم سنٹر نمبر ۱۶ نیا اردو بازار نزد بندر روڈ کراچی نے شائع کیا ہے اور کتب خانہ مظہری گلشن اقبال سے بھی دستیاب ہے۔

کشکول فخری یہ مختصر کتاب حضرت مولانا کے ادبی ذوق کی آئینہ دار ہے جس کو نفس مضمون کے اعتبار سے "جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں" کا تتمہ کہنا صحیح ہوگا۔ اس کا مطالعہ مغربی افکار سے پیدا شدہ بعض غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مفید ہوگا۔ اس کو مجلس رفقاء کراچی نے شائع کیا ہے۔

اور انشاء اللہ

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ سے بھی دستیاب ہوگی

ملنے کا پتہ

ادارة القرآن والعلوم الإسلامية

437/D گارڈن ایسٹ کراچی 5 پاکستان

فون : 7733688 = 716488

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ادارۃ القرآن کی چند اہم اور مفید کتب

اسوۂ رسول
ڈاکٹر عبدالحی

احکام میت
ڈاکٹر عبدالحی

درس ترمذی
مولانا محمد اقبال صاحب

تحفہ ازواج اسلام
ڈاکٹر عبدالرحمن

فضائل اعمال
مولانا محمد زکریا

فضائل صدقات
مولانا محمد زکریا

مسند ابوداؤد طیالسی
مولانا عبدالحکیم صاحب

جدید فقہی مباحث
مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

اسلامی عدالت
مولانا مجاہد الاسلام قاسمی

بائبل قرآن سائنس
ڈاکٹر ذاکر نائیک

مشکوٰۃ مخرجی
سید رضی الدین صاحب

رہنمائے سعادت
سید رضی الدین صاحب

حیات ظفر عثمانی
مولانا اکبر شاہ بخاری

آئینہ مسلوک
نثار احمد خان

قول بدیع
مولانا محمد زکریا

دربار رسول کے فیصلے
حکیم عبدالرشید انصاری

تعلیم الاسلام
مفتی کفایت اللہ صاحب

تشریح حجۃ اللہ البالغہ
سید رضی الدین صاحب

پردہ شرعی
حضرت مولانا اشرف صاحب

طریقہ حج وعمرہ
مولانا محمد اقبال

صحبت کے اثرات
سید رضی الدین صاحب

سوانح حیات
مولانا اشرف صاحب

320 ک 544 م
P215871-EU-04
ادارۃ القرآن کراچی